تقریباً ۱۰۰۰ ہزار احادیث سے مزین اکابرین اہلسنت کے اقوال

پہلی مرتبہ قلمی مخطوط کا اُردو ترجمہ

اَلطَّرِيقَةُ الْمُحَمَّدِيَّة
فِی
حقيقة القطع بالافضلية

اَلْمَعْرُوف

افضلیت سیّدنا صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ

تصنیف لطیف

محدث سندھ فضیلۃ الشیخ
علامہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی سندھی رحمۃ اللہ علیہ
(۱۱۰۴ھ/۱۱۷۴ھ)



مترجم
مولانا ابن یوسف حنفی
حوالہ جات تخریج و حواشی
فیصل خان رضوی
نظر ثانی
حافظ محمد سلیم نقشبندی

پروگریسو بکس

الطريقة المحمدية
في
حقيقة القطع بالأفضلية

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

تقریباً ۱۰۰۰ ہزار احادیث سے مزین اکابرین اہلسنت کے اقوال

پہلی مرتب قلمی مخطوط کا اُردو ترجمہ

الطَّرِيقَةُ المُحَمَّدِيَة
فی
حقيقة القطع بالافضلية

المعروف

افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

تصنیف لطیف

محشی مسند فضیلۃ الشیخ

ملا مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی سندھی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۱۰۴ھ/۱۱۷۴ھ)

نظر ثانی

عاطف سلیم نقشبندی

مترجم

مولانا ابن یوسف حنفی

محرّک تخریج وحوالہ جات

فیصل خان رضوی

پروگریسو بکس لاہور

یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ
اُردو بازار ○ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضیلت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

تصنیف لطیف

محدث سندھ فقیہ عظیم

علامہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی سندھی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

مولانا ابن یوسف حنفی

عزاز، تخریج وحوالہ جات

فیصل خان رضوی

نظر ثانی

عاطف سلیم نقشبندی

باراول	مارچ 2017ء
پرنٹرز	آصف صدیق، پرنٹرز
تعداد	1100/-
ناشر	چوہدری غلام رسول۔ میاں جواد رسول میاں شہزاد رسول
قیمت	=/روپے

ملنے کے پتے

ملت پبلیکیشنز
فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo.com

اسلامک بک ہاؤس ۱۲ گنج بخش روڈ لاہور
فون: 042-37112941

شوروم ملت پبلیکیشنز دوکان نمبر 5- مکہ سنٹر نیو اردو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ۰ غزنی سٹریٹ
اردو بازار ۰ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

انتساب

بندہ ناچیز اپنی اس حقیر کوشش کو

محدث بریلی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ

کے نام انتساب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

جن کی باطنی فیضان کے تصدق
بندۂ ناچیز کو دقیق نکات پر اطلاع ہوتی ہے۔

گر قبول افتد زہے عزو شرف

خادم اہل سنت و جماعت
فیصل خان
(راولپنڈی)

فہرست

جواب۔ علماء میں سے کسی کے درمیان بھی اکثریت ثواب والے معنی میں کوئی اختلاف نہیں اور اس کا کوئی بھی قائل نہیں کہ حضرت ابو بکرؓ جناب علیؑ سے ہر ہر فضیلت میں افضل ہیں۔	595
اعتراض۔ احادیث میں لفظ "ثم" اپنے مدلول کے معطوف علیہ سے قریب ہونے کے لئے استعمال ہوا ہے۔ ایسا کیوں نہیں ہوسکتا یہ جناب علی کے جناب صدیق پر بلند مرتبہ ہونے کے معنی کو مقید ہو۔	599
اس کے نو جواب	599
جواب۔ گر ہم تنزل اختیار کرتے ہوئے یہ فرض کرلیں کہ یہاں ادنی سے اعلی کی طرف ترقی ہے تو پھر کوئی شک نہیں کہ حدیث کا معنی یہ ہوگا کہ جناب ابو بکر کا مرتبہ حضرت عمر اور حضرت عثمان سے بھی کم ہے اور یہ دونوں ان سے زیادہ افضل ہیں	601
اعتراض۔ حضرت ابن عمر نے خلفائے ثلثہ کی افضلیت والی احادیث روایت کیں بعض روایتوں میں ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا خلفائے ثلثہ کے بعد دیگر اصحاب رسول کے حوالے سے افضلیت بیان نہ کی جائے۔ آپ نے فرمایا علی تو اھلبیت میں سے ہیں علی کو دیگر صحابہ پر قیاس نہ کیا جائے۔	605
اعتراض۔ حضرت ابن عمر نے صراحت کردی ہے کہ فضائل میں جناب علی کو دیگر تمام صحابہ پر قیاس نہ کیا جائے کیونکہ وہ حضور علیہ السلام کے ساتھ ہیں حضور علیہ السلام کے درجے اور ثواب میں ہیں۔	606
اس کے 23 جوابات	607

614	آیت مذکورہ" والذین امنوا و تبعتھم ۔۔الخ" کے ساتھ ملانا معنی افضلیت کی بنا پر ہے جیسا کہ مخالف کو یہی وہم ہوا ہے تو پھر اس اثر کی روشنی میں معنی یہ ہوگا کہ ہر وہ شخص جو رسول اللہ ﷺ کی ذریت میں سے ہے خواہ فاسق، دائمی شرابی زنا کا مرتکب اور تمام گناہوں کا ہی رسیا کیوں نہ ہو وہ خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنھم سے بھی افضل ہے۔ حالانکہ یہ قول باطل اجماع، صریح نصوص اور بداہت عقل کے خلاف ہے۔
616	حضرت سیدنا موسیٰ و حضرت سید عیسیٰ اور انبیائے کرام علیھم السلام کی غیر نبی ذریت خلفائے اربعہ سے افضل ہوگی حالانکہ یہ اجماع اور صریح احادیث کے خلاف ہے۔
616	اسی تقریر پر تمام مومن فضیلت میں حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ ملنے والے ہو جائیں گے اور رتبہ کے لحاظ سے خلفائے اربعہ کے مساوی قرار پائیں گے کیونکہ یہ سب ذریت جناب آدم ہیں اور ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والے ہیں۔
618	علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ نے فرمایا یہاں معیت سے مراد حضور علیہ السلام کے ساتھ رہنا نہیں بلکہ یہ اس جہت سے ہے کہ وہاں پردے اٹھا دیے جائیں گے۔
619	حضور علیہ السلام کی تمام ازواج مطہرات کے روز قیامت حضور علیہ السلام کے ساتھ آپ ہی کے درجے میں ہونے میں کیا شک ہے۔لیکن اس کے باوجود یہ امر خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنھم اور حضرت علی (رضی اللہ عنھم) پر ان کی افضلیت کو مستلزم نہیں۔
626	حضرت عثمانؓ اپنی دونوں بیویوں کے ساتھ ہوں اور وہ دونوں حضور ﷺ کے ساتھ۔آپ کے درجے میں ہوں اور ابو العاص اپنی اہلیہ سیدہ زینب کے ساتھ ہوں اور وہ حضور ﷺ کے ساتھ آپ کے درجے میں ہوں۔ پھر اس سے یہ بھی لازم آئے گا کہ یہ دونوں افضلیت میں حضرت علیؓ کی مثل ہوں اور پھر شیخین سے بھی افضل ہوں

627	علم اصول میں یہ بات طے شدہ ہے کہ جب ایک زمانہ کے مجتہدین کے کسی مسئلے میں دو قول منقول ہوں تو ان کے بعد والوں کے لیے قولِ ثالث (تیسرا قول یا کوئی اور قول) کرنا جائز نہیں ہے تاکہ یہ پہلے سے موجود اجماع کے خلاف نہ ہو۔
626	اگر بالفرض یہ اثر صحیح ہو تو پھر اس بات پر بھی دلیل ہوگی کہ حضرت عثمانؓ اپنی دونوں بیویوں کے ساتھ ہوں اور وہ دونوں حضور ﷺ کے ساتھ، آپ کے درجے میں ہوں اور ابوالعاص اپنی اہلیہ سیدہ زینب کے ساتھ ہوں اور وہ حضور ﷺ کے ساتھ آپ کے درجے میں ہوں۔
630	اعتراض۔ رہا اجماع تو اس میں اشکال اس لیے ہیں کہ حافظ ابن عبدالبرؒ نے الاستیعاب میں فرمایا ہے کہ اسلاف کا اس حوالے سے اختلاف رہا کہ حضرت ابوبکرؓ زیادہ افضل ہیں یا حضرت علیؓ۔
633 .	جواب۔ حافظ ابن عبدالبرؒ نے یہ جو اختلاف صحابہ والا قول کیا ہے یہ بالکل غلط ہے، ان (ابن عبدالبرؒ) کو وہم ہوا ہے
634	حافظ ابن عبدالبرؒ کا قول مذکور معتمد و معتبر نہیں۔
636	افضلیت مطلقہ کے مسئلہ میں رائے اور اجتہاد کو کوئی دخل نہیں ہے بلکہ اس معاملے کا دارومدار نبی محترم نبی ﷺ سے مروی نصوص پر ہے۔
640	حضرت مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حسنین کریمینؓ سے افضل ہیں۔
640	حضرت علیؓ پر شیخین اور خلفاء ثلاثہ کے افضلیت کو واضح کرنے والی کثیر احادیث متواترہ اور روایات نقل کیں ہیں، وہ افضل الناس اور افضل الامتہ کے الفاظ سے وارد ہیں۔ اور یہ الفاظ عام ہیں۔ لہذا یہ ساری کی ساری احادیث بھی اس پر دلیل ہوئیں کہ خلفاء ثلاثہ حسنین کریمینؓ سے افضل ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے بھی اپنی شرح مشکوۃ میں حدیث مذکور کی شرح میں ذکر فرمایا کہ حسنین کریمینؓ افضل تو عام اہل جنت سے ہیں لیکن انبیاء علیھم السلام وخلفاء اربعہؓ اس سے مستثنیٰ ہیں۔	643
اعتراض۔شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اپنی کتاب تکمیل الایمان میں علم الدین علامہ عراقی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ بات متفق علیہ ہے کہ سیدہ فاطمہؓ اور ان کے بھائی حضرت ابراھیمؓ چاروں خلفاءؓ سے افضل ہیں۔	644
اعتراض۔امام مالکؒ سے منقول ہے کہا کہ آپ نے فرمایا کہ میں مصطفیٰ کریم علیہ السلام کے جگر پاروں پر کسی کو فضیلت نہیں دیتا۔	644
جواب۔یہاں ایک خاص وجہ کے سبب افضلیت ہے اور اگر کسی اور وجہ سے مفضولیت ہوگی تو یہ اس کے منافی نہیں۔چونکہ مذکورہ فضائل میں کثرت ثواب اور اہل اسلام کو نفع کے پہنچانے کا معنیٰ نہیں ہے بلکہ یہ نسبی شرف اور ذاتی جوہر کہ عظمت کے حوالے سے ہیں۔	645
علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی انموذج اللبیب کی شرح میں اسی اعتراض کا جواب دیا ہے۔فرماتے ہیں: علم الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول پسندیدہ نہیں ہے۔	645
مصنف فرماتے ہیں ان سب علماء کے جواب کا خلاصہ یہ نکلا کہ خلفاء اربعہ، سیدہ فاطمہؓ اور ان کے بھائی حضرت ابراھیمؓ اور ان کے بیٹے حسنین کریمینؓ سے فضیلت کلی کے ساتھ افضل ہیں۔	647
حضرت امام حسنؓ، حضرت امام حسینؓ سے افضل ہیں۔	649

دیباچہ

ازقلم: فیصل خان رضوی

امت مسلمہ ہر دور میں کسی نہ کسی علمی زوال وافتراق کا شکار رہی ہے۔ مگر ہر دور میں علماء حق نے ایسی آزمائشوں کا نہ صرف ڈٹ کر مقابلہ کیا بلکہ مسلک حق اہل سنت و جماعت کے علم کو اونچا رکھنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ چاروں ائمہ اہل سنت پر جس قسم کی تکالیف آئیں یہ کسی اہل علم پر مخفی نہ ہوگا۔ مگر قربان جایئے ان نفوس قدسیہ پر کہ ان کے پایہ استقلال میں ذرا بھر کمی نہ آئی اور پھر ہندوستان میں جس طرح امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کئی فتنوں کا بیک وقت مقابلہ کیا جس کی نظیر نہیں ملتی۔ جب اس قسم کے علمی انحطاط کا وقت آئے تو ہمیں اپنے اسلاف کی ہمت اور استقلال کو اپنی مشعل راہ بنانا چاہیے۔

افضلیت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اہل سنت و جماعت کے مسلمہ عقائد میں سے ایک اہم عقیدہ ہے۔ جس پر نام نہاد سنی (تفضیلی) حضرات کے کسی بھی مسلمہ شخصیت نے سرمو انحراف نہ کیا لیکن گذشتہ چند سالوں سے مسئلہ افضلیت شیخین جو کہ اہل سنت و جماعت کا متفقہ عقیدہ ہے پر اعتراضات اٹھا کر اس اجماعی عقیدہ کو مشکوک بنانے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے جس سے عوام و خواص میں تشویش کی لہر کا دوڑنا ایک فطری امر تھا۔

دور حاضر میں اس مملکت خداداد میں قریباً عرصہ ۴ سال قبل سے شروع ہونے والا نہایت خطرناک فتنہ تفضیلیت ہے۔ راقم نے حتی المقدور کوشش کی کہ اس مسئلہ (تفضیل) کا علماء اہل سنت و جماعت مل بیٹھ کر کوئی حل نکالیں کہیں ایسا نہ ہو کہ اس مسئلہ کی وجہ سے ہم مزید دھڑے بندیوں میں تقسیم ہو جائیں۔

راقم نے اس مسئلہ پر ۳ کتابیں رقم کیں اور تفضیلیوں کے تمام سوالات کا پرمغز جواب دیا۔

مسئلہ تفضیل پر راقم کی کتابوں میں:

"زبدۃ التحقیق کی مستدل احادیث کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ"

"مسئلہ افضلیت پر اجماع امت"

"نہایۃ الدلیل"

شامل ہیں۔ جو کہ عرب کے مشہور تفضیلی عالم شیخ سعید ممدوح کی کتاب "غایۃ التبجیل" کا جواب ہے۔

تفضیلی حضرات نے دلائل اور اجماع اُمت کو تسلیم کرنے کی بجائے کچھ نام نہاد قلم کاروں سے اس مسئلہ پر قلم اٹھوایا۔ ان قلم کاروں نے مسئلہ ھذا میں اپنے ہی پیش کردہ دلائل سے اس اجماعی مسئلہ کو متنازعہ بنا دیا۔ ان لوگوں میں شیخ محمود سعید ممدوح اور عرب عالم "احمد بن صدیق الغماری" کے نام سرفہرست ہیں۔

زیادہ اچنبھے کی بات یہ ہے کہ مسئلہ افضلیت کو آڑ بنا کر صحابہ کرام پر لعن طعن اور عامیانہ جملے استعمال کیے جاتے ہیں۔ تفضیلیہ حضرات اکثر ایسے مسائل کو متنازعہ بنانے میں مصروف عمل رہتے ہیں جن پر اہل اسلام کا اجماع ہے۔ بہرحال اہل سنت کا منہج اور عقیدہ سب پر واضح ہے جس کی مخالفت صرف ایک شاذ کوشش کے علاوہ کیا حیثیت ہو سکتی ہے۔

قارئین کرام! یہ لوگ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فضائل کی آڑ میں سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن اس لیے کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دفاع کرنے کی کوشش کرے گا اور خصائص علی رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرے گا تو یہ لوگ جواب دیں گے کہ دیکھو یہ شخص ناصبی ہے اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض و عداوت ہے اسی لیے تو اعتراض کر رہا ہے۔

ابھی یہ قصہ تمام نہ ہوا تھا کہ اسی سلسلہ کی ایک اور ایک کتاب کی تقریب رونمائی منعقد ہوئی حسن ظن تھا کہ یہ کتاب علماء اہلسنت کی نظر میں آنے کے بعد علماء کرام میں تشویش کی لہر پیدا کر دی گی لیکن

معاملات برعکس رہے نیز یہ کہ جیسے ہی کتاب کا مطالعہ شروع کیا تو عجب حیرانگی کا عالم تھا کہ اس کتاب میں بھی وکیل ناموس صحابہ و اہل بیت جناب شیخ الحدیث علامہ پیر سائیں غلام رسول قاسمی صاحب ﷾ کی کتاب "ضرب حیدری" کا رد کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی ؒ پر نہایت سوقیانہ اعتراضات کیے گئے۔

علاوہ ازیں امام اشعری، امام باقلانی ؒ جیسے اکابرین امت پر بھی کیچڑ اچھالا گیا۔ اس کتاب میں اہل سنت کے دیگر اکابرین کو ڈھکے چھپے لہجہ میں اپنے طعن و تشنیع اور دلی خباثت کا نشانہ بنایا گیا اور کسی بھی شخصیت کو معاف نہیں کیا گیا۔

صحابہ کرام کی تنقیص و تنقید کرنے والوں سے یہ بات بعید نہ تھی کہ اکابرین اہل سنت بالخصوص اعلیٰ حضرت محدث بریلوی ؒ کی ذات پر تنقیدات نہ کریں۔

قارئین کرام! اگر ہم اس خود ساختہ اصول پر عمل پیرا ہو گئے کہ نبی کریم ﷺ کے قول کے علاوہ سب سے اختلاف ممکن ہے تو پھر دہریت اور لامذہبیت کا دور دورہ شروع ہو جائے گا۔ کل کوئی بھی اس بات کو لے کر اپنی بات کو حق ثابت کرے گا اور محدثین اور اکابرین پر کیچڑ اچھالنا اپنا فرض اولین سمجھے گا۔

تفضیلیہ حضرات سے تقاضہ یہ ہے کہ اگر آپ کو یہ اصول اتنا ہی پسند ہے تو پھر جاوید احمد غامدی مسٹر غلام احمد پرویز کے عقائد و نظریات پر اتنا برہم کیوں ہوتے ہیں؟ وہ بھی تو یہی راگ الاپتے رہے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے فرمان کے سامنے کسی کے قول کی کوئی حیثیت نہیں جناب والا! یہ لوگ تو پھر بھی عصر حاضر اور ماضی قریب کے لوگ ہیں۔ خوارج نے کیا قصور کیا تھا؟ جو کہتے تھے "الحکم للہ حکم صرف اللہ کا"۔

مسئلہ افضلیت شیخین کریمین انتہائی اہم نوعیت کا حامل ہے۔ اس ضمن میں جب تک اس مسئلہ کا جائزہ ہر جہت و زاویہ سے نہ لیا جائے تو اس مسئلہ کی بعض پیچیدگیاں سلجھنا ایک مشکل کام ہے۔ لہٰذا اس

مسئلہ کی حساسیت اور اسکے بعض گوشوں کا انتہائی علمی مسائل سے متعلق ہونا، تفضیلی حضرات کو خاطر خواہ نتائج مہیا کرنے میں مفید رہا ہے۔

کسی بھی شخص کو گمراہ کرنے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ آپ ایسے شخص پر اس کا عقیدہ مشکوک کر دیں اور اسے شکوک وشبہات میں ڈال دیں۔ کیونکہ جب انسان شک میں پڑ جاتا ہے تو پھر اسے اپنی طرف راغب کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ مسئلہ افضلیت کے بارے میں تفضیلی حضرات طرح طرح کے سوالات اُٹھا کر آپ کو سوچنے پر مجبور کر دیں گے اور پھر آپ کے لیئے ان کا موقف ماننا آسان ہو جائے گا۔ لہٰذا ایسی صورتحال میں آپ صرف اور صرف اکابرین اور جمہور امت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں کیونکہ ہماری عقل وفراست سے کہیں زیادہ فہم ہمارے اکابرین کا تھا اور وہ اس مسئلہ کو اچھی طرح جانتے تھے۔ ہمارے عقیدے کے امام مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان نور اللہ مرقدہٗ کے عقیدے پر ہی اپنا موقف مضبوط رکھیں اور کسی شک وشبہ میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جمہور امت کے عقیدے پر رہنے سے انسان خطا سے بچ جاتا ہے۔ اگر آج کل کا کوئی مولوی یا عالم یہ کہے کہ اُس کے پاس کثیر کتابیں اور مطالعہ ہے لہٰذا اُس کا موقف درست ہے۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ مطالعہ کے علاوہ ایک اہم چیز ہے اور وہ ہے فہم وفراست۔ جس عالم کا فہم وفراست صحیح نہ ہو تو اس کا مطالعہ اسے کوئی نفع نہیں دیتا بلکہ وہ خود تو گمراہ ہوتا ہی ہے مگر ساتھ ساتھ وہ دوسروں کو بھی گمراہ کر دیتا ہے۔ لہٰذا اپنے بزرگوں کے عقیدوں پر یقین کریں اور نام نہاد تحقیق میں اپنے آپ کو شک کی وادیوں میں بھٹکنے سے بچائیں۔

لہٰذا مسائل اعتقادیہ سے متعلق ہونے کی وجہ سے عوام وخواص کے لیے یہ مسئلہ ایک اہم نوعیت کا حامل ہے۔ اس سے قبل کہ اس مسئلہ پر اپنی معروضات قلمبند کروں چند اہم اصول وضوابط پیش کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ مسئلہ افضلیت میں اُلجھنے سے بچنے کے لیے یہ بہت اہم ہے کہ مندرجہ ذیل اصولوں کو اپنے پیش نظر رکھا جائے وگرنہ تفضیلی حضرات آپ کو تشویش کی گہری کھائی میں گرا کر مزے سے آپ کا عقیدہ

خراب کر دیں گے۔

۱- صحابہ کرام میں خاص خاص خوبیاں موجود تھیں۔ کسی میں کوئی خاص خوبی ہے جو کسی دوسرے میں نہیں پائی جاتی تو کسی میں کوئی اور خاص خوبی ہے۔ لہٰذا ہر صحابی میں کسی نہ کسی جہت میں منفرد خوبی پائی جاتی ہے۔ مگر اس جزئی فضیلت سے کسی کو مطلقاً افضل نہیں کہا جاتا۔

۲- یہ یاد رہے کہ اہلِ بیت اطہار کے فضائل کثرت سے ثابت ہیں۔ جن شخصیات کے رگوں میں وہ خون ہے جو نبی کریم ﷺ سے بنا۔ اُن کو دوزخ کی آگ نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے۔ ہمارے سروں کے تاج اہلِ بیت کرام ہیں۔ اُن کی تعظیم و ادب اہم ہے۔ مگر شریعت میں مدار افضلیت نسب و جزء ہونا نہیں بلکہ تقویٰ اور مزیت دین ہے۔ اس کی مثال ملاحظہ کریں۔ اگر نسب و جزئیت مدار افضلیت ہوتا تو حضرت فاطمہؓ، حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ کو مولی علی المرتضیٰؓ پر تفضیل و افضلیت ہوتی اور اسی اصول کی وجہ سے امام حسن اور امام حسینؓ کو مولی علی المرتضیٰؓ پر فضیلت ہوتی۔ حالانکہ یہ بات خود تفضیلیوں کو بھی قبول نہیں ہے۔ خود نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کو حسنین کریمینؓ پر فضیلت و تفضیل دی۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ افضلیت کا دار و مدار نسب نہیں ہے۔ یہ نکتہ یاد رکھنا بڑا اہم ہے اور اکثر تفضیلی اس نکتہ کو استعمال کرتے ہیں۔

۳- کسی صحابی میں ایک فضیلت ہے تو دوسرے صحابی میں دوسری فضیلت۔ مگر یاد رہے کہ بعض فضیلتیں اس درجہ قبول و مقام پا لیتی ہیں کہ وہ ایک نیکی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہزاروں نیکیوں پر غالب آتی ہے۔ مثلاً ایک لمحہ جہاد میں حصہ لینا ہزاروں دن کی عبادت اور ایک رات جہاد میں گزارنا ہزاروں دنوں کے روزے اور ہزاروں راتوں کے قیام سے افضل اور زیادہ ثواب کے حامل ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: "اللہ کی قسم، ابوبکر کا ایک دن اور رات عمر کی تمام عمر سے بہتر ہے۔"

۴- جب انسان مقامِ ولایت تک پہنچتا ہے تو سب اولیاء اس مقام پر برابر ہوتے ہیں۔ مگر جب انسان مرتبہ فنافی اللہ سے آگے بڑھتا تو وہ سیر فی اللہ کے مقام پر آتا ہے جب ماسویٰ اللہ آنکھوں سے گر

جاتا ہے۔ اسی سیر فی اللہ کے مقام پر قرب خدا (یعنی اللہ سے نزدیک ہونا) معلوم ہوتا ہے۔ جس کی سیر فی اللہ زیادہ ہوگی اُسی شخص کو اللہ کا قرب زیادہ ملتا ہے۔ پھر بعض بڑھتے ہوئے سیر من اللہ کے درجے پر پہنچتے ہیں اور سلسلہ بیعت رواج پاتا ہے۔ یہ ایک الگ فضیلت ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کی سیر فی اللہ اگلوں سے (یعنی سیر من اللہ) بڑھ جائے۔ دیکھیے جیسے مولا علیؓ کے خلفائے کرام میں امام حسینؓ اور خواجہ حسن بصریؒ کو مرتبہ ارشاد و خرقہ خلافت ملا اور حضرت امام حسنؓ سے کوئی سلسلہ بیعت نہ ملا۔ حالانکہ امام حسنؓ کا درجہ اور قرب الٰہی حضرت خواجہ حسن بصریؒ سے بالیقین اعلیٰ اور افضل ہے۔ اور احادیث میں بھی امام حسنؓ کا درجہ امام حسینؓ سے افضل منقول ہے۔

۵- شجاعت، سخاوت اور معاملہ فہمی بھی مدار افضلیت نہیں ہیں۔ ان فضائل میں تو غیر مسلم بھی اہلِ اسلام کے ساتھ شریک ہیں۔ حکومت اور معاملہ فہمی میں حکومت کسریٰ مشہور تھی۔ شجاعت رستم پہلوان کی مشہور ہے اور حاتم طائی کی سخاوت بڑی مشہور ہے اور پھر صحابہ کرام میں ایسے فضائل کی وجہ سے تقابل کرنا ان کی شان میں گستاخی ہے۔ لہٰذا جب کسی تفضیلی کو ان امور کی وجہ سے بڑک مارتے دیکھیں تو فوراً وہیں روک دیں۔ کیونکہ ان مندرجہ بالا امور میں افضلیت کا دارو مدار رکھنا غلط ہے۔ ہاں جزئی فضیلت بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۶- نبی سے رشتہ داری عظیم سعادت ہے مگر یہ باتیں امورِ خارجیہ ہیں نہ کہ محاسن ذاتیہ یعنی (ذاتی فضائل) لہٰذا کسی نبی کے اہل و عیال کی برائی سے نہ نبی کی ذات پر کوئی حرف آتا ہے اور نہ ہی نبی کے رشتہ دار کی اچھائی اور مرتبہ سے نبی کی شان میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسی لیے شیخین کریمینؓ پر حضرت عثمانؓ کو کسی نے افضل نہیں کہا حالانکہ شیخین کی بیبیاں خاندانِ نبوت سے نہ تھیں اور حضرت عثمان غنیؓ کے نکاح میں رسول اللہ ﷺ کی دو صاحبزادیاں تھیں۔ لہٰذا بیوی اور اولاد میں باہم تقابل اور موازنہ کر کے تفضیل کے مسئلہ پر دلیل بنانا بالکل ایسا ہے جیسے تصویر پر بنے بادلوں سے بہار مانگنا۔ یہ یاد رہے کہ جہاں تفضیل دوسرے دلائل سے ثابت ہو وہاں تائید میں یہ امور پیش کر سکتے ہیں۔ مگر ان باتوں کو مستقل

دلیل بنانا غلط ہے۔ مثلاً حضرت نوحؑ کی بیوی اور بیٹا کافر تھے مگر ان کی وجہ سے حضرت نوحؑ کے فضل میں کوئی کمی نہیں آتی۔ اسی طرح حضرت یعقوبؑ کی بیویاں اور بیٹے صالحین مومنین تھے اس سے ان کا مرتبہ حضرت نوحؑ پر کیسے بڑھ سکتا ہے۔ (ملخصاً مطلع القمرین للامام احمد رضا خان بریلویؒ)

۷- شروع میں مسئلہ تفضیل میں ۲ مذہب تھے۔ اہلِ سنت حضرات شیخین کو تمام صحابہ سے افضل مانتے تھے اور تفضیلیہ مولا علیؓ کو افضل مانتے تھے۔ مگر زمانہ کے ساتھ ساتھ ان ۲ مذہب سے ۴ مذاہب ہو گئے۔ اہلِ سنت میں بعض لوگوں نے من کل الوجوہ شیخین کی افضلیت کا دعویٰ کیا اور تفضیلیوں میں سے بعض نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ ہم اہلِ سنت کی ترتیب مانتے ہیں کہ سب سے افضل صدیق اکبرؓ ہی ہیں۔ مگر فلاں حیثیت سے اور دوسری حیثیت سے حضرت علی افضل ہیں۔ مگر دلچسپ بات یہ ہے کہ انہوں نے یہ دعویٰ اس لیے کیا کہ لوگ انہیں اہل سنت کہیں کوئی تفضیلیہ نہ کہے اور موقف تفضیلیہ والا ہی اپنائے رکھیں۔ یاد رہے کہ اہلسنت ہرگز کسی ایک خاص جہت یا خاص خصوصیت کی وجہ سے افضلیت صدیقؓ کے قائل نہیں بلکہ وہ تو صدیق اکبرؓ کے افضلیت مطلقہ کے قائل ہیں۔ جب مطلق (بغیر کسی قید کے) افضل کہا جائے تو اس سے مراد صدیق اکبرؓ ہی ہوں گے۔

۸- یہ یاد رہے کہ کسی کو افضل ثابت کرنے کے دو طریقے ہیں:

(i) نصوصِ شرعیہ میں یہ لکھا ہو کہ فلاں اکرم و افضل ہے، اور یہ طریقہ بہتر ہے۔ کیونکہ نص حدیث اور روایات میں آنے کے بعد کسی کو چون و چرا کی ہمت نہیں ہوتی۔

(ii) دوسرا طریقہ استدلال اور استنباط اور تالیف مقدمات کا ہے۔

ان دونوں طریقوں سے افضلیت حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمرؓ کی ہی ثابت ہوتی ہے۔

۹- یہ یاد رہے کہ شیخین کی تفضیل صرف اس بات میں نہیں ہے کہ اسلام اور مسلمین کو ان سے زیادہ نفع پہنچا۔ اختلاف فضل جزی میں نہیں بلکہ فضل کلی میں ہے۔ مطلق طور پر بغیر کسی قید کے جب بھی افضلیت کا اطلاق ہوگا تو وہ شیخین کریمین پر ہوگا۔

۱۷- یہ یاد رہے کہ اکثر تفضیلی یہ بھی کہتے ہیں کہ خلفاء اربعہ سب سے اہل فضیلت دعالی مرتبت تھے۔ ہمیں نہیں چاہیے کہ ہم کسی ایک کو دوسرے پر تفضیل دیں۔ ہم کیا جانیں کہ کون افضل ہے اور کون مفضول ہے۔ نیز ماسوائے خلفائے راشدین بعض صحابہ کرام کے اسماء مبارکہ لینے کے بعد سوال یہ کیا جاتا ہے ان میں افضل کون ہے؟ اور مفضول کون؟

جواباً محض اتنا ہی عرض کر دینا کافی ہے کہ غیر منصوص کو منصوص پر قیاس کرنا کسی بھی طرح قابل ستائش نہیں ہے۔

تو عرض یہ ہے کہ نصوص کے علاوہ اکابر اہل سنت نے شیخین کی تفضیل کا حکم دیا ہے تو ان کی پیروی سے آپ کو کون سی چیز روکتی ہے۔ اور کوئی یہ کہے کہ میں ان کی بات نہیں مانتا تو عرض یہ ہے کہ پھر جناب آپ اُن کی کوئی بھی بات نہ مانیں۔ صرف مسئلہ تفضیل میں آپ کو تکلیف کیوں ہوتی ہے۔

۱۹- اگر کوئی کہے کہ کچھ صحابہ تفضیل علی کے بھی قائل تھے۔ عرض یہ ہے کہ اول تو کسی صحابی سے مطلقاً حضرت علیؓ کی افضلیت منقول نہیں ہے۔ کچھ اقوال جو منقول ہیں وہ فضل جزئی کو ثابت کرتے ہیں۔ فضل جزئی میں ہمیں کوئی کلام نہیں ہے۔ دوم اگر بر سبیل تنزل مان بھی لیں تو اجماع صحابہ کے بعد ان صحابہ کرام کے اقوال کی حیثیت اختلافی نہیں رہتی۔ لہٰذا ایسے اقوال ہمارے موقف کے لیئے چنداں مضر نہیں۔ کیونکہ ایسے اقوال شاذ، نادر، مرجوح، ضعیف ہیں اور اجماع میں خلل انداز نہیں ہوتے ہیں۔ اگر ایسے شاذ و نادر پر یقین کرنا ہے تو پھر کوئی ایسا مسئلہ شریعت کا کم ہی رہ جاتا ہے جس میں ایسے اقوال مرجوحہ اور شاذ نہ ملیں۔ پھر تو جناب آپ کو تقریباً ۲ تہائی مسئلوں سے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔

حتی کہ قادیانی بھی اس قسم کے اقوال ختم نبوت اور حیات مسیح کے خلاف اٹھائے پھرتے ہیں۔ ان کا کیا کرو گے؟ اور یہ بھی یاد رہے کہ ایسے اقوال جن میں مولی علی مرتضیٰؓ کے تفضیل بیان کی ان سے تفضیل جزئی ثابت ہوتی ہے نہ کہ افضلیت مطلقہ۔

راقم قارئین کی توجہ دوبارہ معترضین کی طرف مبذول کراتا ہے معترضین کی تحریر کے مطالعہ سے بادی النظر میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی تحریر کا مقصد حب سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے زیادہ طعن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہے۔ معلوم نہیں کہ اہل سنت کے علماء کرام ایسی تحریر کی اشاعت پر کیوں خاموش ہیں؟ اور ہمارے مشائخ نے کیوں لب کشائی سے گریز کیا ہوا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ مگر جو بھی ہو۔ اہل سنت کے جید علماء کرام کو اس قسم کی تحریر و کتاب کا سختی سے نوٹس لینا چاہیے تھا لیکن ایسا ممکن نہ ہوا۔ ایسی تحریر و تصانیف میں شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے فضائل و مقام و مرتبہ کا کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا۔ درج ذیل سطور میں چند اعتراضات کی حقیقت تفصیل سے اپنے قارئین کو مطلع کرتا ہے۔

معترض کی محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر جسارت:

ایک نام نہاد محقق نے "امام احمد رضا حنفی پر ایک قلم" کے تحت اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین" کو جعلی اور ان کی طرف منسوب یا محرف قرار دیا ہے۔ اور مؤلف موصوف نے اپنی عالمانہ قابلیت دکھاتے ہوئے اس پر دو ثبوت پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

ایک اعتراض سند پر ہے جبکہ دوسرے اعتراض کا تعلق متن اور اسکے تضاد سے ہے۔ ملاحظہ کریں۔

اعتراض اول:- (ابو بکر و عمر خیر الاولین و الاخرین و خیر اھل السماء و خیر اھل الارض الا النبیین و المرسلین۔ یعنی ابو بکر اور عمر اگلوں اور پچھلوں سے افضل ہیں، آسمانوں سے بھی افضل ہیں اور زمین والوں سے بھی افضل ہیں سوائے نبیوں اور رسولوں کے) یہ موضوع اور جعلی حدیث اس کتاب میں بھی درج ہے جو آج کل مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین کے نام سے شائع کی گئی ہے اس پر بطور مصنف امام احمد رضا حنفی کا نام ہے۔

اعتراض دوم:- مصنف موصوف لکھتے ہیں! اس لیے میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ بعد کے کسی شخص نے مخصوص مقصد کی خاطر یہ گھناؤنی کاروائی کی ہے اور ایسا ظلم ہر دور میں ہوس پرست ہر مقبول و مشہور

شخصیت کے ساتھ کرتے رہے ہیں کہ پوری کتابیں لکھ کر ان کی طرف منسوب کر دیں یا پھر من پسند مواد ان کی تصنیف میں گھسیڑ دیا، جیسا کہ اہل مطالعہ پر مخفی نہیں۔

جواب اول:۔ موصوف کا یہ لکھنا کہ اس حدیث کو مطلع القمرین میں نقل کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ کتاب اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب ہے یا پھر اس کتاب کی تحقیق کرنے والوں نے اس کتاب میں تحریف کی ہے (جس پر مصنف نے گھسیڑ کا لفظ لکھا ہے)۔

ابو بکر و عمر خیر الاولین و الاخرین و خیر اھل السماء و خیر اھل الارض الا النبیین والمرسلین

(یعنی ابو بکر اور عمر اگلوں اور پچھلوں سے افضل ہیں۔ آسمانوں سے بھی افضل ہیں اور زمین والوں سے بھی افضل ہیں سوائے نبیوں اور رسولوں کے۔)

یہ روایت فتاویٰ رضویہ لامام احمد رضا جلد ۲۹ میں دو مقامات پر موجود ہے۔ ایک مسئلہ ۱۱۰ کے تحت جلد ۲۹ ص ۲۷۶ اور ایک عقیدہ سادسہ کے تحت ج ۲۹ ص ۳۶۶۔ اگر "ابو بکر و عمر خیر الاولین و الاخرین" والی روایت نقل کرنے سے مطلع القمرین کا اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب ہونا ثابت ہوتا ہے تو پھر اسی حدیث کا فتاویٰ رضویہ میں موجود ہونے کی وجہ سے مصنف موصوف کے کلیہ کے مطابق فتاویٰ رضویہ کی جلد ۲۹ بھی اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب ہونا ثابت ہوا۔ حالانکہ ہر عام و خاص اور اغیار تک کو معلوم ہے کہ فتاویٰ رضویہ کس کی کتاب ہے؟ مصنف کے اگر دل میں بغض اہل سنت نہ ہوتا تو آپ کو عوام الناس اور علماء کے سامنے اتنی ہزیمت نہ اٹھانی پڑتی۔

اگر موصوف نے مطالعہ کیا ہوتا تو انکو یہ عامیانہ بات نہ کرنی پڑتی۔ موصوف کا ذاتی مطالعہ تو کتب اغیار سے آگے بڑھتا نہیں ہے اور موصوف چلے ہیں اعلیٰ حضرت کی کتابوں پر اعتراض کرنے۔ صاحب کو یہ معلوم نہیں کہ خود اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مطلع القمرین کا ذکر اپنے فتاویٰ رضویہ میں ۸ مقامات پر کیا ہے جس سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ مطلع القمرین اعلیٰ حضرت

کی تصنیف ہے اور اس کتاب کے دیگر استدلال بھی اعلیٰ حضرت کی کتابوں میں موجود ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ اس میں کسی قسم کی تحریف اور گڑ بڑ نہیں ہے البتہ یہ بات ضرور ہے کہ موجودہ نسخہ نامکمل ہے اگر مکمل ہوتا تو فتاویٰ رضویہ کی موجودہ ۲ جلدوں کے برابر کتاب ہوتی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کا مکمل نسخہ کہیں سے دستیاب ہو جائے تاکہ ہم اعلیٰ حضرت کے علمی سمندر سے چند موتی چن سکیں۔ (آمین)

جواب دوم:۔ اس حدیث کو معترض موصوف نے علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "میزان الاعتدال ج ۲ ص ۱۱۱" اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "لسان المیزان ج ۲ ص ۱۶۷" سے موضوع ہونا نقل کیا ہے۔ اب اس پر موصوف سے چند سوالات کرنے کی جسارت کرنا میرا حق ہے جو کہ الزامی نوعیت کے ہیں۔

نمبر ۱۔ کیا آپ کے نزدیک حافظ ذہبی اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا حدیث پر حکم حجت ہے؟ اور اگر حجت ہے؟ تو پھر آپ نے متعدد روایات خصوصاً "علی سید العرب" پر علامہ ذہبی اور حافظ بن حجر کا حکم کے بارے میں کیا خیال ہے؟ اور اگر ان دونوں اصحاب کے حکم حجت نہیں ہیں تو ہمارے خلاف کیوں پیش کیا؟ جواب آپ کے ذمے ہے۔

نمبر ۲۔ "غایۃ التبجیل" مترجم کے ص ۲۴۴ پر محمود سعید ممدوح نے اعتراض کیا تھا کہ "علی سید العرب" والی حدیث میں عمر بن الحسن الرجبی پر کذاب کی جرح علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے کسی نے نہیں کی؟

شیخ محمود سعید ممدوح کی اس بات سے معترضین متفق ہیں؟ اگر نہیں تو تردید کریں ورنہ ممدوح کے استدلال پر میرا یہ الزامی سوال ہے کہ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے راوی جبرون بن واقد کو کذاب کہا؟ کیا آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ علامہ ذہبی سے پہلے جبرون بن واقد کو کس نے کذاب کہا؟ اگر آپ کا استدلال "علی سید العرب" کے بارے میں صحیح ہے تو پھر یہ استدلال "ابو بکر و عمر خیر الاولین" کی روایت پر کیوں نہیں؟

مزید تحقیق یہ کہ علامہ ذہبی نے تو اس راوی کو اپنی کتاب "المغنی فی الضعفاء ۱۰۸۹" پر "لیس بثقہ" لکھا ہے۔ پھر اس روایت کو موضوع آپ کیوں مانتے ہیں؟ علامہ ذہبی کی کس دلیل کے تحت اس روایت کو آپ موضوع ماننے پر راضی ہوئے؟ اگر جواب یہ ہے کہ انھوں نے اس کے متن کی وجہ سے اس کو موضوع قرار دیا ہے تو پھر آپ یہ بات مان لیں کہ محدثین کا حدیث کو موضوع کہنا صرف سند کی وجہ سے نہیں بلکہ متن کی وجہ سے بھی ہوتا ہے اور دیگر علتوں کی وجہ سے بھی۔

نمبر۲۔ اگر کسی کتاب میں ابو بکر و عمر خیر الاولین و الاخرین و خیر اهل السماء و خیر اهل الارض الا النبیین و المرسلین (یعنی ابو بکر اور عمر اگلوں اور پچھلوں سے افضل ہیں. آسمانوں سے بھی افضل ہیں اور زمین والوں سے بھی افضل ہیں سوائے نبیوں اور رسولوں کے) کی حدیث آجائے تو آپ ایسی کتاب پر محرف ہونے کا قانون نافذ کرتے ہیں اگر اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر اس حدیث کو نقل کرنے پر اتنا اعتراض ہو رہا ہے تو پھر یہ حدیث جن کتابوں میں درج ہے اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ یہ حدیث درج ذیل کتابوں میں موجود ہے:

المؤتلف و المختلف ج ۳ ص ۱۰۷، تاریخ دمشق ج ۴۴ ص ۱۹۵، محض الصواب ص ۲۳۵، تاریخ بغداد ۷۶۵: کنز العمال ۳۲۶۴۵: الصواعق المحرقہ ص ۲۱۹، لوامع الانوار ج ۲ ص ۳۲۲، الفتح الکبیر ۱۰۵: جامع الاحادیث ۲۳۱: جمع الجوامع لسیوطی ۲۳۰۔

بلکہ علامہ حافظ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الروض الانیق ص ۸" پر اس حدیث کو اپنے دلائل میں درج کیا ہے۔ اگر ہمت ہے تو حافظ سیوطی، خطیب بغدادی، حافظ ابن عساکر، اور امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی الزام لگا دیں۔ حالانکہ معترضین خود علامہ سیوطی سے حدیث کی تحسین اور تصحیح نقل کرتے ہیں اور اس پر اعتماد بھی کرتے ہیں۔

نمبر۳۔ اگر موضوع روایت نقل کرنے پر مصنف موصوف اتنے سیخ پا ہیں تو پھر مخالفین کی اپنی پیش کردہ روایت میں اکثریت موضوع روایات ہیں جن کا موصوف کو یقیناً علم ہوگا اس پر خاموشی کیوں؟ اگر

ان روایات کے موضوع ہونے کا علم نہیں تھا تو کم علمی لازم آئی اور اگر علم تھا تو خیانت لازم آئی۔

ہماری اس الزامی گفتگو سے یقیناً موصوف کو اپنے اعتراضات پر نظر ثانی کرنے کا سوچنا چاہیے۔اس کے بعد ہم اس اعتراض کے تحقیقی پہلو کی طرف اپنے قارئین کو متوجہ کرتے ہیں۔

حدیث "ابو بکر و عمر خیر الاولین والاخرین" کی سند کی تحقیق:

۱۔ ہمیں یقین ہے کہ علامہ ذہبی اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث پر حکم پوری دیانت داری سے لگایا ہوگا اب تحقیق طلب امر یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو کیوں نقل کیا؟ اس حدیث کو محدث بریلوی نے "کنز العمال فی سنن الاقوال" ج ۱۱ ص ۵۶۰. رقم الحدیث: ۳۲۶۴۵ سے نقل کیا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو نقل کرتے ہوئے وہی اصطلاحات (رمز) حدیث کی کتابوں کے بارے میں لکھی ہیں جو کہ علامہ متقی رحمہ اللہ نے اس کتاب کنز العمال میں لکھی تھیں۔اس حدیث کو نقل کرتے ہوئے علامہ متقی نے یہ حدیث لکھنے کے بعد الحاکم فی الکنی. عد (الکامل ابن عدی). خط (تاریخ خطیب بغدادی) کا استعمال کیا ہے۔جبکہ اعلیحضرت محدث بریلوی رحمہ اللہ نے بھی یہی رمز اور اصطلاحات استعمال کیے ہیں۔

معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت نے اس روایت کو کنز العمال پر اعتماد کرتے ہوئے لکھا اور یہ بات اہل علم پر عیاں نہیں کہ اس وقت برصغیر کے علماء کرام کے حدیث کے نقل کرنے میں کنز العمال پر اعتماد ہوا کرتا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ حدیث کی بہت ساری کتابیں مخطوطات کی شکل میں تھیں اور شائع نہ ہوئی تھیں اس لیے اکابرین کے پاس اس کتاب کا ہونا کسی نعمت سے کم نہیں تھا کیونکہ اس کتاب میں اسناد درج نہ تھیں اس لئے یہ تحقیق مشکل تھی کہ کون سی حدیث صحیح ہے؟ اور کون سی حدیث موضوع؟ کیونکہ کنز العمال میں اس حدیث کے لئے جو رمز استعمال کیے ہیں ان میں "الحاکم الکنی" کچھ عرصہ پہلے شائع ہوئی اور وہ بھی مکمل نہیں بلکہ ناقص ہے "الکامل ابن عدی" بھی چند دہائی پہلے شائع ہوئی اور یہی حال "تاریخ بغداد" کا ہے۔اس لئے کسی بھی محقق کے لئے روایات پر تحقیق مشکل نہیں بلکہ ناممکن

تھا اس لئے اعلیحضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ پر اعتراض کرنے سے پہلے تمام پہلوؤں کا مطالعہ کرلیا ہوتا تو موصوف قاری صاحب محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی ذات پر ایسے اعتراضات نہ کرتے

۲۔ اب سمجھنے کی بات یہ ہے کہ "کنز العمال" سے روایت نقل کرنے کا اس کے موضوع ہونے نہ ہونے سے کیا تعلق ہے؟ اس بارے میں عرض یہ ہے کہ کنز العمال پر ہندوستان کے علماء کا اعتماد اس لئے تھا کہ خود کنز العمال کے مقدمہ میں اس بات کی تصریح موجود ہے کہ انھوں نے یہ کتاب علامہ سیوطی کی کتاب "جمع الجوامع" اور "جامع الکبیر" وغیرہ کتابوں سے اخذ او راختصار کیا ہے۔ علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اس بارے میں لکھتے ہیں!

"جامع صغیر اور جمع الجوامع علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ جن میں احادیث کو حروف تہجی کی ترتیب پر جمع کیا گیا اور تمام قولی و فعلی احادیث رسول ﷺ کا احاطہ کرنے کا سیوطی نے دعوی کیا تھا۔ شیخ متقی علیہ الرحمہ نے تبویب کی اور انھیں فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا حقیقت یہ ہے کہ ان کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کیا کام کیا ہے۔ اور کیسے تصرفات (اضافے) کئے ہیں پھر دوبارہ اس میں انتخاب کرکے مکرر حدیثوں کو الگ کیا اور وہ (منتخب کنز العمال) بھی ایک مہذب و منقح کتاب ہے"۔

(اخبار الاخیار ص ۲۵۷۔ ۲۵۸ طبع مجتبائی دہلی)

۳۔ جب یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ علامہ متقی علیہ الرحمہ کی کتاب علامہ سیوطی علیہ الرحمہ کی مختلف کتابوں کا مجموعہ ہے اور علامہ سیوطی علیہ الرحمہ کی کتابوں سے اس کو جمع کیا گیا ہے تو اب اس بات کی تحقیق لازمی ہے کہ علامہ سیوطی کی کتابوں میں درج روایات کے بارے میں علماء کرام کی کیا رائے تھی؟

علامہ شیخ عبدالروف مناوی علیہ الرحمہ دیباچہ "جمع الجوامع" سے نقل کرتے ہیں!

"علامہ سیوطی ایک ایسے طریقے پر گامزن رہے ہیں جس سے حدیث کے صحیح، حسن اور ضعیف ہونے کا پتہ لگ جاتا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ اگر وہ بخاری، مسلم، ابن ماجہ، مستدرک حاکم،

مختارضیاء المقدسی کی طرف کسی حدیث کی نسبت کریں تو ان پانچ کتابوں میں جو حدیثیں ہیں صحیح ہیں لہٰذا ان کی طرف نسبت کرنا ان کے صحت کا اعلان ہے بجز مستدرک کی وہ حدیثیں جن پہ گرفت ہوئی .... اور جس کی نسبت عقیلی، ابن عدی، خطیب، ابن عساکر، حکیم ترمذی، تاریخ حاکم اور مسند الفردوس دیلمی کی طرف ہے وہ ضعیف ہیں۔ (دیباچہ جمع الجوامع للمناوی)

لہٰذا معلوم ہوا کہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جن احادیث کی نسبت ابن عدی، خطیب، اور تاریخ حاکم کی طرف کی ہے وہ ضعیف ہیں۔ اور کنز العمال میں بھی یہ روایت اسی تینوں کتابوں کے حوالے سے نقل کی گئی ہیں اور جمع الجوامع میں بھی اس لیے علامہ سیوطی اور علامہ متقی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ابو بکر و عمر خیر الاولین و الاخرین و خیر اھل السماء و خیر اھل الارض الا النبیین و المرسلین ضعیف ہے نہ کہ موضوع۔ اس لیے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو نقل کیا یہ الگ معاملہ ہے کہ کنز العمال اور جمع الجوامع میں بہت ساری موضوع روایات موجود ہیں۔ موضوع روایت کے بارے میں یہ اصول محدثین نے وضع کیا ہے کہ اگر کسی کو معلوم ہو کہ حدیث موضوع ہے تو اس حدیث کو اس کی علت کی بغیر بیان کرنا حرام ہے۔ لیکن اگر کسی کے علم میں نہیں تو اس پر کوئی اعتراض کرنا صحیح نہیں۔

۴۔ اس حدیث کو نقل کرنے کی تحقیق کے بعد یہ الگ بات ہے کہ اس حدیث کی جو سند علامہ ذہبی اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں تھی وہ موضوع ہے۔ لہٰذا ہمارے فاضل دوست عاطف سلیم نقشبندی نے جو مطلع القمرین کی تحقیق اور تشریح کی اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے۔ مگر اس حدیث کے موضوع ہونے کی ذمہ داری یا اس کو نقل کرنے کی ذمہ داری اعلیٰ حضرت پہ ڈالنا تعصب کے سوا کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت کا اعتماد صاحب کنز العمال پہ تھا اور یہ بھی ممکن ہے کہ "الکنی" میں اس روایت کی دوسری سند بھی موجود ہو کیونکہ کتاب الکنی امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی ابھی تک ناقص شائع ہوئی ہے۔

۵۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے احتجاج نہیں بلکہ اس روایت کو دسویں نمبر کی دلیل کے تحت درج کیا ہے اور اس سے قبل متعدد آیات اور ۹ روایات سے استدلال پیش کیا ہے لہٰذا یہ شور مچانا کہ دیکھو موضوع روایت نقل کر دی، موضوع روایت لکھ دی اس شور سے آپ کا مدعا ثابت نہیں ہو گا تحقیق کے میدان میں دلائل کی اہمیت ہوتی ہے نہ کہ پروپیگنڈہ کی۔

اس حدیث کا شاہد اور طرق الدیلمی ۱۷۸۳: پر بھی" **ابو بکر و عمر خیر اھل السماء والارض** "کی صورت میں بھی موجود ہے۔ اور اس شاہد کا ذکر خود امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب" جمع الجوامع ۲۲۹: "پر کیا ہے۔

متن کی تحقیق

اس حدیث کے متن پر جناب معترض نے چند اعتراضات کیے ہیں۔

اعتراض: موصوف دلیل دیتے ہیں!

میرے اس خیال کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ خود اسی کتاب میں اسی حدیث کے برعکس موقف موجود ہے وہ اس طرح کہ اس (جعلی و موضوع) حدیث کے مطابق جو افضلیت کی ترتیب بنتی ہے اس کے مطابق سیدنا ابو بکر و عمر انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ تمام اہل آسمان وزمین سے افضل قرار پاتے ہیں اور ان میں ملائکہ بھی شامل ہیں۔

جواب:۔

موصوف کی خدمت میں عرض ہے کہ جناب کیا آپ نے بداہت عقلی اور استثناء کے الفاظ کبھی سنے یا پڑھے ہیں؟ اگر آپ پڑھ لیتے تو ایسا اعتراض کرنے کی نوبت ہی نہ آتی۔

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے سید العرب ہونے کے بارے میں مخالفین نے لکھا ہے کہ "معلوم ہوا کہ جو بھی عرب ہے بلا استثناء سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس کے سید ہیں اور جب عرب کے سید ہیں تو از خود عجم کے بھی سید ہیں، البتہ انبیاء کرام علیہم السلام اس سے مستثنیٰ

نکتہ:

اس مقام پر جب انبیاء کرام کی استثناء ثابت ہے تو پھر اعلیٰ حضرت کی پیش کردہ ابو بکر و عمر خیرالاولین و الاخرین و خیر اھل السماء و خیر اھل الارض الا النبیین و المرسلین میں ملائکہ مقربین کے استثناء میں کون سا عقلی استحالہ آڑے آیا ہوا ہے۔

اور عقائد کی کتابوں میں یہ درج ہے کہ عام انسان (غیر نبی) عام فرشتوں سے افضل ہے اور عام انسان سے مقربین یا خاص فرشتے افضل ہیں۔

اعلیٰ حضرت کے دعویٰ پر اعتراض:

موصوف دوسری دلیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں!

"میرے اس خیال کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ خود اسی کتاب میں اسی حدیث کے برعکس موقف موجود ہے وہ اس طرح کہ اس (جعلی و موضوع) حدیث کے مطابق جو افضلیت کی ترتیب بنتی ہے اس کے مطابق سیدنا ابو بکر و عمر انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ تمام اہل آسمان و زمین سے افضل قرار پاتے ہیں اور ان میں ملائکہ بھی شامل ہیں لیکن دوسرے مقامات پر اس حدیث کے برعکس یوں مرقوم ہے : سلسلہ تفضیل عقیدہ اہل سنت میں یوں منتظم ہوا (ترتیب پایا) ہے کہ افضل العالمین و اکرم المخلوقین محمد رسول ﷺ رب العالمین ہیں پھر انبیاء سابقین، پھر ملائکہ مقربین پھر شیخین پھر ختنین پھر بقیہ صحابہ کرام صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین۔

(مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین ص ۱۴۴)

دوسرے مقام پر یوں مرقوم ہے:

عزیزو! ہمیں حکم ہے کہ ہر ذی فضل کو اس کا فضل دیں جب ہم نے مرتبہ حضرت مولیٰ رضی اللہ عنہ کا بعد ان تین حضرات کے تمام صحابہ کرام و اہل بیت عظام و کافہ مخلوق الٰہی جن و بشر و ملائکہ

سے زیادہ جانا تو ان کا مرتبہ عند اللہ ایسا ہی تھا پھر تو ہین کیا ہوئی؟ تو ہین تو عیاذ باللہ جب ہوتی کہ ان تینوں حضرات کے سوا اور کسی کو حضرت مولیٰ سے افضل بتاتے۔

(مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین ص ۱۴۴)

ان میں سے اول الذکر اقتباس میں شیخین کریمین رضی اللہ عنہم پر ملائکہ مقربین کی افضلیت کا ذکر ہے اور یہ ترتیب مذکورہ بالا موضوع حدیث کے خلاف ہے اگر امام احمد رضا حنفی کے نزدیک موضوع روایت واقعی فرمان نبوی ﷺ ہوتا تو ان سے کیونکر یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ وہ فرمان نبوی ﷺ سے اختلاف کرتے؟

دوسرا اقتباس نہ صرف یہ کہ مذکورہ بالا حدیث کے خلاف ہے بلکہ وہ پہلے اقتباس کے بھی خلاف ہے اس لیے کہ پہلے اقتباس میں ملائکہ شیخین کریمین پر مقدم ہیں اور دوسرے اقتباس میں ملائکہ شیخین کریمین سے تو کیا مولا علی سے بھی موخر ہیں اسطرح تو مولیٰ علی شیخین کریمین سے افضل قرار پاتے ہیں حالانکہ یہ بات مطلع القمرین کے مقصد کے بھی خلاف ہے۔ خدارا غور کیجئے! کیا ایسے ذہین وفہیم مصنف سے اس قسم کے نسیان اور اس نسیان کے باعث اتنے بڑے تضادات کی توقع کی جا سکتی ہے؟"

جواب:۔ موصوف اگر ایسے بھونڈے اعتراضات نہ کرتے تو بہتر ہوتا۔ غرض یہ ہے کہ پہلے دونوں اقتباس کے متعلقہ الفاظ کو ایک مرتبہ غور سے پڑھیں۔

اقتباس نمبر ۱:۔ افضل العالمین و اکرم المخلوقین محمد رسول رب العالمین ہیں ﷺ <u>پھر انبیاء سابقین، پھر ملائکہ مقربین پھر</u> شیخین پھر ختنین پھر بقیہ صحابہ کرام صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین۔

اقتباس نمبر ۲:۔ ہم نے مرتبہ حضرت مولیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بعد ان تین حضرات کے تمام صحابہ کرام <u>و اہل بیت عظام و کافہ مخلوق الٰہی جن و بشر و ملائکہ</u> سے زیادہ جانا۔

میں قارئین کو دعوت فکر دیتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت نے جب اقتباس نمبر ۱ میں ملائکہ مقربین کی تخصیص کر

دی تو دوسرے اقتباس میں تو صرف ملائکہ لکھا ہے اور اعلیٰ حضرت کا پہلے اقتباس میں ملائکہ مقربین کی استثناء سے یہ بات واضح ہوگئی کہ دوسرے اقتباس میں ملائکہ سے مراد مرسل یا مقرب ملائکہ نہیں بلکہ عام ملائکہ مراد ہیں۔

مزید یہ کہ اعلیٰ حضرت نے اقتباس نمبر ا کے آگے تشریح کرتے ہوئے کچھ یوں وضاحت کی ہے!

"اور بہ ظاہر کہ سلسلۂ واحدہ میں مافیہ التفاضل یعنی وہ امر جس میں کمی بیشی کے اعتبار سے سلسلہ مرتب ہوا ایک ہی ہوگا۔ اور وہ افراد جن کی زیادتی اپنے ماتحت پر دوسرے اعتبار سے ہوگی اس سلسلہ کی ترتیب میں نہیں آسکتے۔ بلکہ وہ دو سلسلے ہو جائیں گے، مثلاً سلسلہ روشنی میں آفتاب سب سے افضل ہے، پھر ماہتاب، پھر نجوم، پھر چراغ۔ اور سلسلہ جرح وقتل میں شمشیر سب سے اکمل ہے، پھر چھری، پھر چاقو۔ اب اگر کوئی کہنے والا یوں کہے کہ افضل آفتاب ہے پھر ماہتاب، پھر چاقو یا افضل تلوار ہے، پھر چھری، پھر چراغ۔ تو یہ کلام اس کا کلام مجانین میں داخل ہوگا کہ اس نے ایک ہی سلسلہ میں مافیہ التفاضل کو بدل دیا۔ پس بالضرور وہ امر یہاں بھی ایک ہی ہوگا۔ اور جس بات میں رسول اللہ ﷺ کو تمام انبیاء، اور انبیاء کو تمام ملائکہ، اور ملائکہ مقربین کو شیخین پر زیادتی مانی گئی ہے بعینہ اسی امر میں شیخین کو جناب عثمان وحضرت مرتضوی پر"۔ (مطلع القمرین)

شاید سادہ لوح عوام کو یہ دھوکا دینے کی کوشش کریں کہ کہاں فرشتے اور کہاں صحابہ کرام۔ لہٰذا مناسب ہوگا کہ عقائد کی کتب سے اس عقیدہ کو بھی بیان کیا جائے تاکہ عوام الناس کو اطمینان قلب حاصل ہو۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"خواص بشر (انبیاء و رسل) خواص ملائکہ سے افضل ہیں۔۔۔ اور عوام بشر (غیر انبیاء یعنی اولیاء اللہ اور اتقیاء) عام فرشتوں سے افضل ہیں۔ خواص ملائکہ عوام بشر سے افضل ہیں۔ اس

مسئلہ میں ساری اُمت کا اجماع ہے اور کسی کو مجال اختلاف نہیں۔"

(تکمیل الایمان ص ۱۸۱ مترجم مکتبہ نبویہ۔لاہور)

اس تحقیق سے یہ بات واضح ہو گئی کہ موصوف کے تمام اعتراضات باطل و مردود ہیں دراصل مخالفین کو اعلیٰ حضرت کی کتاب مطلع القمرین سے سخت تکلیف پہنچی ہے اس لیے کسی نہ کسی طریقہ سے اس کتاب کو مشکوک کرنے کے لیے ایسے ہتھکنڈے عوام الناس کے سامنے پیش کر کے اور ڈھکے چھپے الفاظ میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر طعن کرنے کی مذموم کوشش کو پروان چڑھایا جا رہا ہے۔

اعتراض:۔ایک صاحب اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"دوسری موضوع حدیث: اگر آپ غور فرمائیں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ مذکور پہلی موضوع حدیث کی کوکھ سے حسب ذیل دوسری موضوع حدیث نکالی گئی ۔۔۔ یعنی ابوبکرؓ زیادہ نمازوں اور روزوں کی وجہ سے تم لوگ سے آگے نہیں نکلا بلکہ اس راز کی وجہ سے آگے نکل گیا ہے جو اس کے سینے میں سجا دیا گیا ہے۔۔۔لیکن افسوس کہ روایت نبوی ﷺ نہیں بلکہ ایک غیر نبی شخص بکر بن عبداللہ المزنی کا قول ہے۔"

جواب:۔ عرض یہ ہے کہ ایسی موقوف ومقطوع روایات جن میں عقل وقیاس کا عمل دخل نہ ہو مرفوع حکمی میں شمار ہوتی ہے۔ کما قال الشیخ المحقق

اعتراض تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ یہ حدیث مرفوع نہیں بلکہ مقطوع ہے۔انھیں ایک تابعی بکر بن عبداللہ المزنی ؒ کو غیر نبی جیسے عامیانہ الفاظ نہ استعمال کرتے۔ یہ بات تو ٹھیک ہے کہ وہ غیر نبی تھے مگر تابعی بھی لکھا جا سکتا تھا۔ اگر اصول حدیث کی ابتدائی کتاب جو بچوں کو پڑھائی جاتی ہے کو دیکھ لیتے۔ تو اس روایت کو موضوع لکھنے کی بجائے اس کو مرفوع کہنے پر اعتراضات کرتے۔ مگر ایک تابعی کے قول کو موضوع قرار دینا کم علمی کے سوا کیا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ تابعی کبیر بکر بن عبداللہ المزنی کے اس قول کی سند جھوٹی نہیں بلکہ حسن ہے۔ اور موضوع تو من گھڑت اور جھوٹ کو کہتے ہیں۔ حالانکہ ایک طالبعلم کو بھی معلوم

ہوتا ہے کہ اگر کسی قول کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کر دی جائے تو محدثین ان اقوال کی وضاحت کر دیتے ہیں کہ یہ حدیث موقوف (صحابی کا قول) یا حدیث مقطوع (تابعی کا قول) ہے۔

اس مندرجہ بالا تحقیق سے یہ واضح ہوگیا کہ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ علیہ کی کتاب مطلع القمرین پر اعتراض فضول اور تحقیق کے میدان میں کوئی حیثیت نہیں۔

تفضیلیہ عرب کے چند تفضیلی علماء کی کتابوں کا ترجمہ کرانے کی کوشش بھی کی۔ان میں سے احمد الغماری محمود سعید ممدوح کا نام سرفہرست ہے۔تفضیلیہ نے احمد الغماری اور محمود سعید ممدوح کو اہل سنت میں شمار کیا جو کہ حقیقت کے برعکس ہے اور تحقیق کے میدان میں ایسی باتوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔کیونکہ ان کے عقائد اہل سنت کے خلاف اور برعکس ہیں۔

تحقیق کا معیار یہ ہونا چاہیے کہ جو بات حق ہو اس کو بیان کیا جائے نہ کہ دوسرے موقف کو بیان کیا جائے۔ لہذا جس بات کا علم ہو اس کو عوام الناس کے سامنے پیش کیا جائے تا کہ ارباب اہل علم کے علاوہ عوام الناس بھی اس سے استفادہ کرسکیں۔ عرب محقق احمد بن صدیق الغماری کے بارے میں تحقیق پیش خدمت ہے۔ اس سلسلہ میں حقیقت کو آشکار کیا گیا ہے اگر اس بابت کوئی اعتراض ہو تو مطلع کریں تا کہ توبہ کر کے اپنی اصلاح کی جا سکے۔

عرب محقق احمد بن محمد الصدیق الغماری

عرب محقق احمد بن محمد الصدیق الغماری کو تفضیلی حضرات نے اہل سنت کا ایک جید عالم بنا کر پیش کیا ہے۔ میں نے متعدد بار کئی علماء کو اس بات سے آگاہ کیا تھا کہ یہ "احمد الغماری" اہل سنت میں سے نہیں ہے، اور حنفیوں کا تو سخت دشمن ہے بلکہ احناف کا ہی نہیں اکابرین اہل سنت کے بارے میں جو اس نے لکھا ہے وہ پڑھ کر دل خون کے آنسو رونے لگتا ہے۔

ابتداء میں جب علماء کو شیخ محمود سعید ممدوح اور احمد الغماری کے عقائد کا علم نہ تھا تو لاعلمی میں اس کی چند کتابوں کا ترجمہ اہل سنت کی طرف سے پیش کیا گیا مگر اب جب اسکے کا عقائد کا پردہ چاک ہو چکا ہے تو اس کو اہل سنت میں شمار کرنا بڑی بدنصیبی اور ظلم عظیم ہے۔

غماری صاحب کے عقائد کا جائزہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش ہے تا کہ انھیں معلوم ہو سکے کہ وہ صحابہ کرام اور جمہور اہل سنت کے بارے میں کیا موقف رکھتے تھے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

احمد الغماری اپنی کتاب البحر العمیق ص ۴۸ پر صحابی رسول ﷺ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

الطاغیۃ معاویہ قبحہ اللہ و لعنہ۔ یعنی ظالم معاویہ اللہ کی طرف سے اس پر برائی اور لعنت ہو۔

حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ

احمد الغماری اپنی کتاب الجونۃ العطارج ۲ ص ۷۶ پر لکھتے ہیں:

وکان مع شدید العداوۃ لعلی علیہ السلام و آل بیتہ الکرام۔
یعنی ان کی حضرت علی اور اہل بیت اطہار سے سخت عداوت تھی۔

اور اپنے ایک رسالہ جو انھوں نے الفقیہ محمد الفلاح کی طرف لکھا اس میں رقم طراز ہیں۔

کافر منافق۔ یعنی یہ کفر اور منافق تھے۔

اپنی کتاب الجونۃ العطارج ۱ ص ۴۰ پر لکھتے ہیں۔

وسفك دماء کثیرۃ ظلماً عداونا۔ اور بہت ساروں کا خون ظلم اور دشمنی میں بہایا۔

اور اسی صفحہ پر ایک حدیث لکھی ہے أن سمرۃ بن جندب فی النار۔ یعنی حضرت سمرۃ بن جندب آگ میں ہے۔ جبکہ اس حدیث کو علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۱۸۴ پر موضوع لکھا ہے۔

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ

احمد الغماری اپنی کتاب البرھان الجلی ص ۶۲ پر لکھتے ہیں۔

ابن عربی سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: فکان فیہ ناقلا من غیر ذوق و لکنہ علم لکونہ سمعہ من النبی ﷺ۔ قال احمد الغماری۔ أی بخلاف علی علیہ السلام فانہ کان حاملا لہ عن ذوق فلذلك کان امام العارفین و مرجعھم دون غیرہ۔

یعنی حضرت علی کے مخالف تھے اور یہ غصہ ان کی طبیعت میں تھا۔
اس بات پر انکے شاگرد شیخ ابوخبزہ تعلیقاً لکھتے ہیں!

تامل سوء ادب ھذا المنحرف مع ابی ھریرۃ و موافقۃ المولف الذواق لہ۔

یعنی یہ ادب کے خلاف ہے اور یہ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے انحراف ہے اور اس کی طرح کی دیگر باتیں مؤلف کی طبیعت میں ہیں۔

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ

احمد بن الصدیق الغماری صاحب اپنے بھائی کی کتاب الباحث ص ۱۶ پر تعلیقاً لکھتے ہیں۔

وھذا یوجب طعنا فی شعبی وفی دینہ و یثبت وقوعہ فی اعراض الابریاء بضرب من التدلیس۔

اور یہ بات امام شعبی اور انکے دین میں طعن کو لازم کرتی ہے۔اور جن چیزوں سے بچنا چاہیے ان میں اس کا وقوع ثابت ہوتا ہے۔

حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ

اپنی کتاب جونۃ العطار، ج ۲ ص ۲۲۷ پر ابو الفرض الاصبہانی کی کتاب الاغانی سے تابعی کبیر ثقہ جلیل حضرت ابن ابی ملکیہ رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض اور طعن کیا ہے۔

امام مالک رضی اللہ عنہ

جونۃ العطار، ج ۲ ص ۲۲۷ پر امام اہلسنت امام مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

حکایۃ فیھا انہ کان مغنیا و کان یتبع المغنین۔

ان کے بارے میں یہ روایت کی گئی ہے کہ ہو گانا گاتے تھے اور گانا گانے والوں کا اتباع کیا کرتے تھے۔

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ

غماری صاحب، الجونہ العطارج ۳ ص ۶۸ پر لکھتے ہیں:

مع ان الحارث من کبار ائمۃ الصوفیۃ و اعرف باللہ من امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ۔

اور یہ کہ حارث المحاسبی بڑے ائمہ صوفیاء میں سے تھے اور امام احمد بن حنبل سے زیادہ عارف باللہ تھے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

الجونہ العطارج ۳ ص ۶۲ پر لکھتے ہیں: فانی أرای الفتوی بمذھب ابی حنیفۃ ضلال۔ اور میں رائے دیتا ہوں کہ ابوحنیفہ کے مذہب کے مطابق فتویٰ دینا گمراہی ہے۔

اپنے شاگرد کو ایک سوال کے جواب میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کے بارے میں کہا: "ابی جیفۃ" یعنی بدبودار میت کا حصہ۔ (الجواب المستفید ص ۷۳)

جو لوگ اپنے آپ کو حنفی سمجھتے ہیں ان کو کم از ایسے الفاظ استعمال کرنے پر غماری کی تکذیب کرنی چاہئیے۔ مگر افسوس کچھ علماء کرام ایسے ہیں جنھیں چند مسائل سے دلچسپی ہے انھیں نہ اہل سنت کی پرواہ ہے اور نہ حنفیت کی۔ ان لوگوں کے کان پر جوں بھی نہیں رینگتی۔ اور عوام الناس میں صرف اتنا کہہ دیتے ہیں کہ نہیں جناب یہ سخت الفاظ ہیں۔ تف ہے ایسے علمائے کرام پر جو ایسے الفاظ بول کر اس مسئلہ سے صرف نظر کرتے ہیں۔

امام محمد بن الحسن الشیبانی رضی اللہ عنہ

جونہ الطارج ۲ ص ۲۷۴۔ ۲۷۵ پر لکھتے ہیں۔

قیل لعبداللہ بن المبارک: من افقہ ابو یوسف أو محمد بن حسن فقال قل ایھا أکذب؛

اور عبداللہ بن مبارک سے پوچھا گیا کہ امام ابو یوسف زیادہ فقیہ ہیں یا امام محمد بن حسن الشیبانی، تو انھوں

نے کہا: یہ پوچھوں کے زیادہ جھوٹا کون ہے؟!

اس قول کے بعد احمد الغماری صاحب لکھتے ہیں:

قلت لو سئلت أنا لقلت للسائل قل أيهما أفجر أو اشد تلاعبا ب دين الله و الادخلت معهما شيخهما أبا حنيفه.لا بارك الله فى تلك العصبية الغبيثة الضالة المضلة۔ یعنی میں کہتا ہوں کہ اگر سوال کرنے والے نے مجھ سے وال کیا ہوتا تو میں سائل کو جواب دیتا کہ کہو (پوچھو) کہ ان دونوں میں سے فاجر کون ہے اور زیادہ دین کے ساتھ کھیلنے یا مذاق اڑانے والا کون ہے؟ اور خبردار ان دونوں کے ساتھ انکے شیخ ابوحنیفہ بھی داخل ہے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی نہ ہو اس تعصب، غباثت، اور ضلالت میں۔

محدث یزید بن ھارون رضی اللہ عنہ

جونۃ الطارج ۲ ص ۱۲ پر لکھتے ہیں:

بصری ناصبی یعنی بصرہ کے ناصبی تھے۔

محدث علی بن الجعد رحمۃ اللہ علیہ

جونۃ العطارج ۲ ص ۱۱۵ پر لکھتے ہیں۔

كان ناصبيا خبيثاً مثل على بن الجعد فما حقه الا أن يكون من بنى الاسرائيل۔ یعنی وہ خبیث ناصبی تھا محدث علی بن جعد کی مانند اور حق یہ کہ یہ بنی اسرائیل میں سے ہو۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جونۃ العطارج ۲ ص ۲۱۸ پر لکھتے ہیں۔

كان فيه نوع انحراف عن اهل البيت و ميل لاعدوانهم۔

---

۱ یہ بات صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں ہے۔ اس تمام جروحات کی حقیقت کے لیئے راقم کی کتاب "توثیق صاحبین" ملاحظہ کریں۔

یعنی اور ان میں اہل بیت سے ایک قسم کی دوری تھی اور یہ اہل بیت کی دشمنی کی طرف مائل تھے۔

امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ

درء الضعف ص ۱۵ پر لکھتے ہیں:

فهذا من ابن عدى جور يوجب اللومه يسقط المروة بل والعدالة والثقه-

یہ ابن عدی کا ظلم ہے جو اس کی ملامت کا تقاضہ کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کی مروت بلکہ عدالت اور ثقاہت بھی ساقط ہو جاتی ہے۔

امام ابوزرعہ الرازی اور امام ابو حاتم الرازی رحمہم اللہ

فتح الملک العلی ص ۹۷ پر لکھتے ہیں۔

كان يسرقان الجرح والكلام على الاحاديث من البخارى بل ظلماه فى كتاب الكبير فى الرجال و نسباه لانفسهما فأمرا عبدالرحمن بن ابى حاتم أن ياخذ نسخة من كتاب البخارى و يسألهما عن الرجال المذكورين فيه وهما يجيبانه بجواب البخارى حتى أتيا على جمعى الكتاب-

یعنی یہ دونوں حضرات احادیث پر جرح اور کلام کو امام بخاری سے سرقہ کرتے ہیں بلکہ انہوں نے امام بخاری کی کتاب الکبیر فی الرجال میں بڑا ظلم کیا ہے کہ ان کی باتوں کو اپنی طرف منسوب کر لیا ہے۔انہوں نے عبدالرحمن ابن ابی حاتم کو امام بخاری کی کتاب کا نسخہ لانے کا حکم دیا اور وہ دونوں حضرات سے اس میں مذکورہ رجال کے بارے میں سوال کرتا رہا اور یہ دونوں وہی جواب دیتے رہے جو امام بخاریؒ نے جواب دیا۔اور پوری کتاب انہوں نے اپنی بنالی۔

امام ابن معین رحمۃ اللہ علیہ

درء الضعف ص ۱۶ پر لکھتے ہیں۔

بعدما ضعف ابن معين، سويد بن سعيد :انه صادر عن عصبية و تحامل-

یعنی ابن معین نے سوید بن سعید کو ضعیف کہا :اور یہ سب کچھ ابن معین سے تعصب اور ظلم کی وجہ سے ہوا ہے۔اور اپنی کتاب فتح الملک العلی میں ابن معین کی ثقاہت ماننے میں کوئی کثر نہیں چھوڑی۔

حافظ ابن حبان اور حافظ ابن طاہر المقدسی رحمۃ اللہ علیہ

فتح الملک العلی ص ۷۶ پر لکھتے ہیں۔

- ومن قلۃ حیاء ابن حبان و ابن طاہر المقدسی وعدم تعظیمھما لحرمۃ رسول ﷺ... مع انہ کلا منھما متھم مجروح بل بل رمی ثانیھما بالعظائم۔

یعنی ابن حبان اور ابن طاہر المقدسی کی بے شرمی اور رسول ﷺ کی حرمت کی عدم تعظیم دیکھیے۔۔۔ان دونوں میں سے ہر ایک متہم اور مجروح ہے بلکہ ابن طاہر المقدسی پر تو بڑے سنگین الزامات لگائے گئے ہیں۔

حافظ ابو حفص العبکری رحمۃ اللہ علیہ

جونۃ العطار ج ۳ ص ۱۳ پر لکھتے ہیں۔

وھذا غلو و اسراف بل خرف و جنون یدل علی ما بلغ الیہ التعصب فی نفوسھم علی آل بیت و شیعتھم۔

یعنی اور یہ حد سے بڑی ہوئی، حد اعتدال سے تجاوز، بلکہ فاسد العقل اور جنون دلالت کرتا ہے کہ آل بیت اور انکے چاہنے والے کا تعصب ان کے نفوس تک پہنچا ہے۔

حافظ ابن بطۃ رحمۃ اللہ علیہ

الجونۃ العطار ج ۳ ص ۱۳ پر لکھتے ہیں۔

ابن بطۃ الحنبلی الناصبی۔ یعنی ابن بطہ حنبلی ناصبی یعنی دشمن اہل بیت ہے۔

حافظ شیرویہ الدیلمی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مسند الفردوس

اپنی کتاب الحسنین ص ۱۱ پر لکھتے ہیں۔

ھو عندنا ضعیف و ان لم یسمع بذلک المتقدمون۔

یعنی یہ میرے نزدیک ضعیف ہے لہذا متقدمین نے اسی لیے ان سے سماع نہیں کیا۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

اپنے ایک رسالہ جوکہ اپنے شاگرد ابی خبزہ کو ۲۷ شعبان ۷۹ ۱۳ ھ کو لکھا۔اس میں رقمطراز ہیں۔

لغۃ الطحاوی رکیکۃ بلیدۃ مخمۃ معقدۃ... والطحاوی لو لا حفظہ وسعۃ روایۃ و کثرۃ ایرادہ للطرق الغریبۃ و الاسانید المتعددۃ لما استحق أن یذکر بخیر علی الاطلاق لفرط تعصبہ البالغ بہ الی حد المقت والضلال و العیاذ باللہ۔

یعنی امام طحاوی کے لغت انتہائی کمزور اور فضول ہے۔اور وسعت روایت میں اسکا حافظہ بلکل نہیں تھا اور کثیر طور پر اس نے جو طرق بیان کیے ہیں وہ غریب ہیں۔اور جو اسانید متعدد و اس نے بیان کیے ہیں اس کی وجہ سے وہ اس بات کا مستحق ہے کہ مطلقا اس کا ذکر خیر کے ساتھ نہ کیا جائے۔اور اس وجہ سے بھی وہ تعصب میں ناپسندیدگی اور گمراہی کی حد تک پہنچ چکا تھا۔

امام قرطبی اپنی کتاب "البحر العمیق" ج ۱ ص ۵۱ پر لکھتے ہیں۔

فان کل عالم لا یعظم الصوفیۃ فعلمہ و بال علیہ وسبب فی جر الضلال الیہ فتراہ.لا یحب امثال ابن جوزی والقرطبی صاحب التفسیر۔اور جو عالم صوفیہ کے علم کی تعظیم نہ کرے تو اس کا وبال اسی پر ہے اور یہ سبب ہے اس کو گمراہی کی طرف لے جانے کا پس تو جان لے گا۔اور اسکی مثال قابل دید نہیں جیسے ابن جوزی اور امام قرطبی صاحب تفسیر احکام القرآن۔

ابن عبدربہ صاحب العقد الفرید رحمۃ اللہ علیہ

جو یۃ العطار ج ۲ ص ۱۳ پر لکھتے ہیں :الخبیث یعنی ابن عبدربہ گھٹیا ہے۔

ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ

الاقلید ص ۵۵۶ پر لکھتے ہیں :ابن حزم الخبیث یعنی ابن حزم خبیث گھٹیا تھا۔

ابو الطیب الطبری رحمۃ اللہ علیہ

جونہ العطار میں لکھتے ہیں۔

ان هولاء الفقهاء الجهلة بالحديث هم الاصل فی فساد الدین و ضلال المسلمین والقضاء علی الشریعة الاسلامية وانهم هالكون عند الله تعالیٰ لا محالة۔

یعنی بے شک وہ فقہاء جو علم حدیث سے جاہل تھے یہ دین میں فساد، مسلمانوں کی گمراہی اور اسلامی شریعت میں فساد یا عار کے اصل ذمہ دار ہیں، اور یہ ہر صورت میں اللہ کے نزدیک ہلاک ہونے والے ہیں۔

امام باجی مالکی رحمۃ اللہ علیہ

اپنے ایک رسالہ جو اپنے شاگرد ابی خبزہ کو ربیع الاول ۴۷۸ھ کو لکھا گیا اس میں رقمطراز ہیں۔

من رأی اقیسة الحنفیة و أمثال الباجی من المالكية استجاز لعنهم والحكم علیهم بالمروق من الدین۔

جو حنفیہ اور مالکیہ میں سے علامہ باجی کے قیاس کو دیکھے گا تو ان پر لعنت کے جواز کا اور دین سے نکلنے کا قول کرے گا۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

جونہ العطار ج ۲ ص ۲۰ پر لکھتے ہیں۔

اما جاهل بالحدیث والفقه والانساب...وقع كذاب۔

بہرحال وہ حافظ ابن کثیر حدیث، فقہ اور نسب کے علوم سے جاہل تھا۔۔۔اور جھوٹا واقع ہوا ہے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ

البرحان الجلی ص ۲۲۳ پر لکھتے ہیں۔

الذہبی الخبیث یعنی امام ذہبی گھٹیا، خبیث ہے۔

امام ابن ابی العز شارح عقیدہ طحاویہ رحمہ اللہ

اپنے ایک مکتوب ۲۵ ذو العقدہ ۷۶۳ھ میں اپنے شاگرد ابن ابی خبزہ کو لکھتے ہیں۔

أما كونه ناصبيا فلا يدخلك شك في ذلك۔

امام ابن ابی العز دشمن ناصبی تھا اور اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں۔

ابن خلدون رحمہ اللہ

قطع العروق الوردیہ ص ۷ پر لکھتے ہیں۔

ذلك المبتدع الخبيث۔ ابن خلدون بدعتی اور خبیث تھا۔

امام تاج الدین سبکی رحمہ اللہ

اپنے مکتوب مورخہ ۱۴ ربیع الاول ۷۷۲ھ میں اپنے شاگرد محمد الفلاح کو لکھتے ہوتے رقمطراز ہیں۔

مجنون الاشاعرہ۔ یعنی امام سبکی مجنون اشعری تھا۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ

اپنی کتاب المشوی والبتارص ۵۴ میں لکھتے ہیں۔

اتهمه بالحسد والبغضاء الأئمة العرب ...ابان فيها عن جرأة خبيثة ووقاحة شنيعة

ائمہ عرب نے ان کو متہم کیا ہے حسد اور بغض کے ساتھ۔۔۔اس سے ظاہر ہو جاتی ہے اس کی خباثت کے ساتھ جرأت کرنا اور قبیح چیزوں میں اس کا واقع ہونا۔

حافظ مناوی رحمہ اللہ

اپنی کتاب الآمالی المستطرفہ ص ۲ پر لکھتے ہیں۔

وهو الرجل لا تحقيق معه فيما ينقل أو يقول۔

اور اس شخص کی کوئی تحقیق نہیں جو نقل کر رہا ہے یا جو کہہ رہا ہے۔

امام عبدالغنی النابلسی رحمۃ اللہ علیہ

اپنی کتاب جوئنۃ العطارج ا ص ۱۴۷ ۔ ۱۴۸ میں لکھتے ہیں۔

کذب عدو اللہ افتری ونطق بما یدل علی النفاق و موت القلب و فقدان حرمۃ الاسلام من القلب... ھذا المجرم قبحہ اللہ... قبح اللہ الفجرۃ المنافقین۔

یعنی امام عبدالغنی نابلسی کذاب اللہ کا دشمن، جھوٹا اور جو کچھ بولتا ہے اس پر دلالت کرتا ہے اس کی منافقت پر، اور اسکے مردہ دلی پر اور اس کے دل میں حرمت اسلام کے فقدان پر۔۔۔ یہ مجرم ہے اللہ تعالی کی طرف اس پر برائی نازل ہو۔ اللہ کی طرف سے اس پر برائی ہو، فاجروں اور منافقوں پر۔

علامہ بدرالدین العینی رحمۃ اللہ علیہ

تبیین تلبیس المفتری ص ۱۳۹ پر لکھتے ہیں۔

لا یدری الحدیث... صنعۃ نقل الفروع و اعراب الکلمات من متعصبۃ الحنفیہ... أنی لحنفی نحوی مورخ جاھل بما سوی ذلك أن یعرف الصحیح من المکذوب من حدیث رسول اللہ ﷺ۔

یعنی امام عینیؒ حدیث کو نہیں جانتے تھے۔۔ فروع اور کلموں کے اعراب نقل کرتے تھے یعنی متعصب حنفیوں میں سے تھے۔۔۔ اور بے شک حنفیوں کے لیے نحوی اور مورخ تھا اور اس کے علاوہ حدیث رسول ﷺ میں جھوٹ اور سچ کی تفریق سے جاہل تھا۔

امام شاہ ولی اللہ دھلوی رحمۃ اللہ علیہ

اپنے ایک مکتوب مورخہ ۱۶ رمضان ۱۳۷۲ھ میں اپنے شاگرد ابوحمزہ کو لکھتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

عندہ ضرب من الجنون والبدعۃ.. خبیث الباطن

یعنی شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مجنون اور بدعتی۔۔۔ کا باطن خبیث تھا۔

علامہ عبدالحی الکتانی رحمۃ اللہ علیہ

اپنی کتاب کشف الستار المسبلۃ ص ۲۷ پر لکھتے ہیں۔

الشیخ اللوطی الجاسوس تارك الصوم و الصلاة قاتل الارواح سفال الدماء سارق الکتب و الاموال نائك النساء و العیال قبحه الله۔

لوطی، جاسوس، نماز اور روزہ کا تارک، روحوں کا قاتل، خون بہانے والا، کتابیں اور مال چوری کرنے والا، بچوں اور عورتوں سے مقابلہ کرنے والا، اللہ کی برائی ہو۔

اور کشف الستار المسبلۃ ص ۳۱ پر مزید لکھتے ہیں۔

عبدالحی الخبیث المجرم ... أیها الخنزیر .. ولو کنت فی بلدك فاس لفسوت علیك یا ابن الکلب.... یا مؤذی المسلمین یا عاق یا زندیق یا ملحد یا جاسوس یا لوطی یا خنزیر۔

عبدالحی ایک خبیث مجرم تھا۔۔۔اے خنزیر۔۔۔اور اگر تو اپنے شہر میں ہے تو تجھ پر ہلاکت پر ہو۔۔۔۔ اے ابن الکلب۔۔۔اے مسلمانوں کو ایذا دینے والے، گھر سے نکالے ہوئے، اے زندیق، اے ملحد، اے لوطی، اے خنزیر۔

حافظ ابن حجر ھیثمی رحمۃ اللہ علیہ

اپنے ایک شاگرد کو ایک سوال کے جواب میں مکتوب لکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔

و کتاب الصواعق المحرقه لابن حجر الهیثمی فی قبره مع کتاب سلب الجنان عنه. وعن صاحبه یدل علی جهل ابن حجر و نفاقة و ناصبیة۔(الجواب المستفید ص ۸۱)

اور ابن حجر الھیثمی کی کتاب الصواعق المحرقہ قبر میں ہے اسکی کتاب سلب الجنان کے ساتھ اور یہ کتابیں ابن حجر کی جہالت، اسکی منافقت اور ناصبیت پر دلالت کرتی ہے۔

احمد بن الصدیق الغماری کا مسلک:

احمد بن الصدیق الغماری ظاہری مذہب یعنی غیر مقلد تھے۔ تقلید کے خلاف تھے۔ انھوں نے تقلید کے رد میں الاقلید نامی ایک کتاب بھی لکھی۔ اور تقریباً ہر کتاب میں مقلد کو جاہل اور لا علم لکھا ہے۔ اور اس کتاب فتح الملک العلی میں بھی مقلد کی تذلیل جا بجا کی ہے۔

احمد بن محمد الصدیق الغماری کا علم اخذ کرنا:

احمد الغماری نے اپنا علم اہل تشیع سے اخذ کیا اور ان کی کتابوں سے متاثر ہوئے۔ ان کو بہت سارے اہل تشیع سے علم اخذ کرنے کا موقع ملا ان لوگوں میں شرف الدین البنانی جو کہ "ابوھریرۃ شیخ المضیرۃ" نامی کتاب کے مصنف ہیں۔ اور محسن الامین العاملی البنانی صاحب کتب "الحصون المنیعۃ، کشف الارتیاب اور اعیان الشیعہ"۔ ان کی کتابوں کا تذکرہ خود احمد بن الصدیق الغماری نے اپنی کتاب "فتح الملک العلی" میں بھی تذکرہ کیا ہے۔

حدیث کی تحقیق میں رجحان:

ان کی کتابوں سے پڑھ کر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ صحیح احادیث کو اپنے مسلک کے مطابق ضعیف کہتے اور ضعیف بلکہ موضوع روایت کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ مثال کے طور پر احمد الغماری فضائل شام کے بارے میں وارد شدہ روایات جو کہ صحیح اور مشہور ہیں ان کو ضعیف اور موضوع کہتے تھے جو کہ ان کی کتاب الجونۃ العطار جلد ۲ سے ثابت ہے۔

احمد ابن الصدیق الغماری کی تناقضات:

حدیث کی تصحیح اور تضعیف میں راویوں کے احوال اور انکی توثیق و تضعیف ایک اہم معاملہ ہے، مگر اس میدان میں بھی احمد الغماری اپنی پسند اور ناپسند کا خیال رکھتے ہیں جس کی واضح مثالیں موجود ہیں۔

۱۔ سوید بن سعید کی توثیق پر الغماری نے اپنی کتاب درء الضعف عن حدیث من عشق فعف کے ص ۱۲ سے لے کر ص ۲۱ تک توثیق ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر جب کہ اپنی دوسری کتاب

المثنوی والبتار ص ۲۰۲ پر سوید بن سعید کو ضعیف لکھا ہے۔

۲۔ اپنی کتاب البرھان الجلی ص ۱۸۲ پر ابن تیمیہ، ابن عبد الہادی، اور امام الزرکشیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ ان تصحیح الضیاء فی المختارۃ اعلیٰ من تصیح الحاکم۔

یعنی ضیاء المختارہ میں [حدیث یا راوی کی تصحیح، حاکم کی تصحیح سے اعلیٰ ہے۔

جبکہ اس کے مخالفت کرتے ہوئے اپنی دوسری کتاب الامالی المستطرفہ ص ۷ پر ضیاء المختارہ کی احادیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

ان الموضوعات و الوھیات فیہ قدر الربع

یعنی اس کتاب میں موضوعات اور واھیات روایت چوتھائی حصہ کے برابر ہیں۔

اس تناقض کا مقصد صرف یہ تھا کہ جہاں ضیاء المختارہ کی احادیث کی تصحیح ثابت کی وہاں امام حسن بصری ﷫ کا سماع حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ثابت کرنا تھا جبکہ دوسرے مقام پر ابن تیمیہ اور عبد الحی الکتانی کا رد کرنا تھا۔

۳۔ اپنی کتاب المثنوی والبتار ص ۱۸۸ پر راوی کے بدعت کے بارے میں لکھتے ہیں :

ان العقیدۃ لا تاثیر لھا فی الروایۃ ما لم یکن صاحبھا داعیۃ روی ما یؤید عقیدۃ

یعنی کہ راوی کا عقیدہ اس کی روایت پر اثر انداز نہیں ہوتی مگر اگر وہ اپنی بدعت کی طرف داعی نہ ہو اور وہ روایت نہ کرے جو اس کے عقیدے کی تائید میں نہ ہو۔ جبکہ اس اصول کے برعکس اپنے دوسری کتاب فتح الملک العلی ص ۶۱ عربی پر لکھتے ہیں :

و کذلک ما اشترطوہ فی قبول روایۃ المبتدع من أن یکون غیر داعیۃ فانہ باطل فی نفسہ مخالف لما ھم مجمعون فی تصرفھم علیہ۔

۴۔ اپنی کتاب درء الضعف عن حدیث من عشق فعف کے ص ۱۲ پر لکھتے ہیں:

رمی العلماء لسوید بن سعید بالتلقین والتدلیس وغیرھا وکلہ من الجرح الغفیف

یعنی علماء کرام نے سوید بن سعید کو تلقین قبول کرنے والا اور تدلیس سے متصف کیا ہے مگر یہ تمام جرح خفیف، ہلکی ہیں۔

اس کے برعکس ایک مقامی اخبار الجرید، ۱۸۵: مورخہ ۹۔ ۱۱۔ ۱۹۴۳ء میں لکھتے ہیں:

ثم هو مع ذلك موصوف بأفحش من كثرة الخطاء و هو قبول التلقين فانه أشد اسباب ضعف الحديث۔

یعنی اور یہ وہ ہے جو کثرۃ الخطاء اور یہ اس لیے کہ وہ تلقین قبول کرتا تھا اور یہ شدید وجوہات میں حدیث کے ضعیف کے لیے۔

اول مقام پر تلقین کو معمولی جرح قرار دیا جبکہ دوسرے مقام پر اس کو شدید جرح قرار دیا ہے۔

۵۔ اپنی کتاب فتح الملک العلی ص ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳ میں لکھتے ہیں:

بأن في الصحيحين احاديث مقطوع ببطلانها وضعفها۔

یعنی صحیحین میں احادیث مقطوع، باطل اور ضعیف روایات موجود ہیں۔

جبکہ اس کے برعکس اپنی دوسری کتاب المثنونی والبتار ص ۱۴۳ پر لکھتے ہیں:

ان الطعن في أحاديث الصحيحين خرق لاجماع المسلمين اتباع لغير سبيل المومنين فان الامة مجمعة على صحة احاديث الصحيحين و متفقة على تلقي ما فيهما بالقبول۔

۶۔ اپنی کتاب قطع العروق الوردیہ ص ۳ پر لکھتے ہیں:

ويضم الى هذا توثيق من انعقد الاجماع على قبول توثيقه و تقديمه على غيرهم وهم مسلم بن الحجاج اذا خرج له في صحيحه حكما منه توثيقه۔

یعنی یہ اس کی توثیق ہے اس کی طرف سے جس کی توثیق وتقدیم پر اجماع ہے اور وہ امام مسلم بن حجاج ہیں۔ جب وہ اپنی کتاب صحیح مسلم میں کسی سے احتجاج کریں تو وہ انکی طرف سے توثیق ہوتی ہے۔

مگر اس کے برعکس اپنی دوسری کتاب فتح الملک العلی ص ۱۱ پر لکھتے ہیں:

ان البخاری و مسلما خرجا لکذابین متھمین بالوضع۔

یعنی بے شک بخاری و مسلم کذابوں، متہم بالکذب سے روایت لیتے تھے۔

۷۔ اپنی کتاب قطع العروق الوردیہ ص ۷ پر لکھتے ہیں۔

قاعدۃ الجرح مقدم علی التعدیل القاعدۃ الفاسدۃ

یعنی یہ قاعدہ کہ جرح مقدم ہوتی ہے تعدیل پر، ایک فاسد قاعدہ ہے۔

جبکہ اس کے برعکس جریدہ الاخبار میں ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

فلیعلم أن الجرح المفسر مقدم علی التعدیل باجماع أهل الجرح والتعدیل۔

یعنی معلوم ہونا چاہیئے کہ جرح مفسر مقدم ہوتی ہے تعدیل پر اور یہ اہل جرح اور تعدیل کے اجماع سے ثابت ہے۔

۸۔ اپنی کتاب الاقلید ص ۷۳ اور دیگر مقامات پر تقلید کو ضلالت اور گمراہی سے تعبیر کیا ہے۔ مگر اس کے برعکس اپنی کتاب البرھان الجلی ص ۱۳۴ میں ایک مرید کو اپنے شیخ سے حسن ظن اور اطاعت کرنے کا لکھا ہے۔

۹۔ اپنی کتاب درالضعف میں سوید بن سعید پر امام ابن المدینی رحمۃ اللہ علیہ کے جرح لیس بشئی کے بارے میں لکھتے ہیں:

ان الاقدمین یستعملونها فی قلیل الحدیث یعنی مقدمین لیس بشئی

کے الفاظ قلیل الحدیث کم روایت روایت کرنے کے بارے میں استعمال کرتے تھے۔

مگر الغماری کے یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ اصول صرف محدثین نے امام یحییٰ بن معین کے بارے میں لکھا ہے کہ جو وہ کسی راوی کے بارے میں لیس بشئی کہیں تو اس سے مراد جرح نہیں ہوتی بلکہ وہ یہ الفاظ اس راوی کے بارے میں استعمال کرتے ہیں جو کہ قلیل الحدیث ہو۔

۱۰۔ اپنی کتاب البرھان الجلی میں احمد بن الصدیق الغماری نے امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا سماع حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے ثابت کیا ہے۔

مگر اس کے برعکس ان کے بھائی عبداللہ بن صدیق الغماری اپنی کتاب الحاوی ص ۷۵ پر لکھتے ہیں:

ان الحسن البصری لا یثبت لہ سماع من علی علیہ السلام و انما رآہ فقط۔ بھذا قال حفاظ الحدیث و نقادہ۔

یعنی حضرت حسن بصری کا حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں اور انھوں نے صرف ایک مرتبہ دیکھا اور یہ حفاظ حدیث اور نقاد لوگوں نے کہا ہے۔

احمد بن الصدیق الغماری کی تدلیس:

وجہ الاول : الغماری نے اپنی کتاب البحر العمیق ص ۱۹ پر مصنف عبدالرزاق نہ دیکھنے کی تصریح کی ہے اور اپنے مکتوب مورخہ ۲۹ صفر ۱۳۸۰ میں لکھتے ہیں :

مصنف عبدالرزاق کنت أعلم انہ موجود بضواحی صنعاء۔ ثم ذکر لنا الکوثری أنہ موجود أیضا بالاستانہ۔

یعنی مصنف عبدالرزاق کے بارے میں معلوم ہوا کہ علاقہ صنعاء کے نواح میں موجود ہے اور محدث الکوثری نے کہا کہ مصنف عبدالرزاق ہمارے استانہ میں موجود ہے۔ جبکہ اس کے برعکس انھوں نے اپنی متعدد تصانیف میں مصنف عبدالرزاق کے احادیث نقل کیں ہیں۔ اپنی کتاب فتح الوھاب جلد ا میں ۱۰ روایات نقل کیں ہیں۔ جبکہ مسالک الدلالۃ تقریبا ۳۰ روایات نقل کیں ہیں اور متعدد مقامات پر مکمل اسانید نقل کیں ہیں۔ جبکہ کتاب پاس نہیں تھی تو یہ اسانید کہاں سے نقل کیں ہیں۔

۲۔ انھوں نے اپنی کتاب الحنین ص ۱۱۵ اور الامالی المستظرفہ ص ۳ پر صحیح ابن خزیمہ کے نہ ملنے اور نہ ہی دیکھنے کی تصریح کی ہے۔

ان غیر موجود... انه لم یقف علیه۔

یعنی یہ کتاب صحیح ابن خزیمہ غیر موجود ہے۔۔۔اور میں اس کتاب پر واقف نہ ہوسکا۔

جبکہ اپنی کتاب مسالک الدلالۃ میں تقریباً ۳۶ روایات اور اپنی کتاب فتح الوھاب میں ۱۹ مقامات پر صحیح ابن خزیمہ سے استدلال کیا ہے۔

۲۔اپنی کتاب الامالی المستظرفۃ ص ۱۳ پر لکھتے ہیں کہ

بانه رأی(رأی فقط) ثلاثة مجلدات فی الطهارة و الصلاة فقط من مصنف ابن ابی شیبة۔

یعنی کہ میں نے صرف مصنف ابن ابی شیبۃ کے صرف تین جلدیں طہارۃ اور صلاۃ کے بارے میں دیکھی۔

جبکہ مسالک الدلالۃ میں تقریباً ۶۲ مقامات پر اس کی روایات نقل کیں ہیں۔اور فتح الوھاب میں ۶ روایات نقل کیں ہیں اور ان میں اکثر روایات طہارۃ اور صلاۃ کے باب کے علاوہ روایات ہیں۔

الغماری کی کتابیں دوسروں سے اخذ شدہ ہیں:

۱۔احمد بن الصدیق الغماری نے اپنی کتاب فتح الملک العلی زیدیوں اور امامی شیعہ کی کتابوں سے اخذ کر کے لکھی ہے اور اس کے سارے دلائل انہی سے ماخوذ ہیں۔زیدیوں کی ایک مشہور کتاب الروض النضیر شرح مجموع الفقہ الکبیر،تالیف شرف الدین الحسن بن احمد السیاغی الصنعانی ۱۲۲۱ھ نے حدیث "انا مدینة العلم" کی روایت پر تفصیلاً کلام کیا اور اس کے بعد جس نے بھی اس حدیث پر کلام کیا اسی کتاب سے اخذ کیا۔

۲۔ان کی کتاب "رفع الیدین فی الدعاء" ماخوذ ہے علامہ سیوطی کی کتاب "فض الوعاء" سے۔

۳۔"صحیح الحدیث البسمله" کتاب علامہ سبکی کی کتاب سے اخذ شدہ ہے جو کہ طبقات میں موجود ہے۔

۴۔ ارشاد المربعین الی طرق الاربعین" بھی علامہ ابن حجر کی "الاربعین" سے ماخوذ ہے۔
۵۔ اپنی کتاب فتح الوھاب کے بارے میں ص ۴۳ پر واضح لکھا ہے کہ! وھو سارق لتخریجہ من تخریج المناوی وغیرہ۔ یعنی یہ کتاب تخریج المناوی سے اخذ شدہ ہے۔
لہذا معلوم ہوا کہ سید غماری صاحب اکثر کتابیں دوسرے علماء کرام کی کتابوں سے چربہ کرتے تھے

راقم مسئلہ افضلیت پر جب مختلف کتابوں کا مطالعہ کر رہا تھا تو مسئلہ افضلیت پر چند قلمی اور قدیم کتب دستیاب ہوئیں۔ ان کتب میں علامہ علامہ عبدالواحد سیستانی حنفی رحمہ اللہ کی کتاب "اصدق التصدیق" علامہ حیات سندھی کی کتاب "العطیہ العلیہ فی مسئلہ افضلیۃ" علامہ سید ابوالحسین مارہروی رحمہ اللہ کی کتاب "دلیل الیقین" [جسمیں مسئلہ افضلیت کو تقریباً ۱۰۰ صوفیاء کے اقوال سے ثابت کیا۔ ایک اہم اور لاجواب کتاب ہے۔ اصل کتاب فارسی میں ہے۔ انشاء اللہ جلد اردو ترجمہ کے ساتھ شائع ہو رہی ہے۔] اور محدث بریلی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ کا افضلیت پر تاریخی مناظرہ "صمصام حیدری" [جلد منظر عام پر آرہی ہے] شامل ہیں۔
یہ بھی معلوم ہوا کہ علامہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب مسئلہ افضلیت پر "معین ٹھٹھوی" (مائل بہ تشیع) کے رد میں لکھی تھی۔ اور اس مسئلہ پر ان کی ۳ کتابیں تھیں۔

اول : "السنۃ النبویہ فی حقیقۃ القطع بالافضلیۃ" یہ ضخیم کتاب تھی۔

دوم : "الطریقۃ المحمدیۃ فی حقیقۃ القطع بالافضلیۃ" یہ اول کتاب کی تلخیص ہے۔!

! اس کتاب کی تحقیق، تخریج اور ترجمہ پیش خدمت ہے۔

سوم :"الحجۃ القویہ فی حقیقۃ القطع بالافضلیۃ" یہ دوسری کتاب کا خلاصہ ہے۔!

جب ان کتابوں کی تلاش شروع کی تو اول کتاب "السنۃ النبویہ" کا قلمی نسخہ کسی کے پاس دستیاب نہ تھا۔ مگر دیگر دو کتابیں "الطریقہ المحمدیہ" اور "الحجۃ القویہ" کا ڈاکٹر سومرو صاحب سندھ نے اپنی لائبریری میں موجودگی کا عندیہ دیا۔ چند دنوں بعد ہی ڈاکٹر صاحب نے ان دونوں کتابوں کا ایک ایک قلمی نسخہ کا عکس بھجوا دیا۔ اس کے بعد میرے بڑے ہی عزیز جناب امام بخش قادری صاحب، ضلع خیرپور میرس، سندھ نے بھی اس کتاب کا عکس بھیج دیا۔ مگر یہ دونوں عکس جناب مفتی عبد الرحیم السکندری صاحب کی لائبریری سے حاصل شدہ ہیں۔ میں ان دونوں احباب کا مشکور ہوں کہ انھوں نے اس کتاب کو بھیجنے کے لئے اتنی محنت کی۔ **جزاھما اللہ تعالیٰ خیر الجزاء**

میں نے اس کا بالاستیعاب مطالعہ کیا تو احساس ہوا کہ کتاب کو منظر عام پر لانا چاہیے۔ اسی دوران جناب سائیں غلام رسول قاسمی صاحب کو اس کتاب کے بارے میں معلوم ہوا تو انھوں نے میرے عزیز دوست جناب مولانا عاطف سلیم نقشبندی کے ذریعے اس قلمی عکس کی فوٹو کاپی منگوائی، اور اس کتاب کی کمپوزنگ جلد ہی مکمل کروا کے بھیج دی۔ اب اس کتاب کا دوسرا مرحلہ یہ تھا کہ اس کو عوام الناس کے افادہ کی خاطر اردو قالب میں ڈھالا جائے۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے میں نے اپنے کرم فرما، نازش اہل سنت مفتی حسان عطاری صاحب، کراچی سے رابطہ کیا تو انھوں نے اس کتاب کے ترجمہ کے لیے اپنے ایک شاگرد جناب مولانا ابن یوسف حنفی صاحب کو منتخب کیا۔ چنانچہ مولانا ابن یوسف حنفی صاحب نے اس کا ترجمہ چند دنوں میں ہی کر کے بھیج دیا۔ اب اس ترجمہ کا تذکرہ عزیزم جناب جواد رسول صاحب، پروگریسو بکس سے کیا تو انھوں نے اس کتاب کو شائع کروانے کا عزم ظاہر کیا۔

تیسرے مرحلے میں کتاب میں مذکورہ احادیث کی تخریج کا دشوار کام تھا۔ اس کتاب میں علامہ ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ نے قسم اول میں تقریباً "۲۸۶" احادیث اور قسم دوم میں تقریباً "۱۶۵۲" احادیث نقل

! اس کتاب کا قلمی نسخہ راقم کے پاس موجود ہے۔ انشاء اللہ اس کا ترجمہ بھی عنقریب شائع ہو جائے گا۔

کیں ۔جو کل "۹۳۸" احادیث بنتی ہیں ۔اللہ کا نام لے کر راقم نے اس کی تخریج شروع کی اور تمام احادیث ماسوائے ۱۲ روایات کے حوالہ جات درج کر دیے ۔یہ کام بہت ہی مشکل اور صبر آزما تھا مگر اللہ تعالیٰ عزوجل کے کرم سے چند دنوں کی مسلسل کوشش سے یہ کام مکمل ہوا ۔میں اپنے عزیز دوست محترم جناب عاطف سلیم نقشبندی صاحب کا تہہ دل سے ممنون ہوں ،جنہوں نے کتاب کو چھاپنے میں بہت معاونت فرمائی اور اپنے قیمتی مشوروں سے راقم کا نوازتے رہے ۔میں محترم ظفر قریشی صاحب کا بھی ممنون ہوں جنھوں نے کتاب کی از سر نو ترتیب میں معاونت کی ۔

چوتھے مرحلے میں علامہ ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی اور ان کا علمی مقام بیان کرنا تھا ۔ چنانچہ جناب عبد العزیز مہڑیو ،لیکچرار اسلامیات ،گورنمنٹ ڈگری کالج ،کالی موری ،حیدر آباد ، سندھ کا مضمون شامل کیا ۔میں ان کو اس تحقیقی مقالہ پر مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔

اہم نکتہ :

اس مقام پر ایک اہم بات ،بہت ضروری ہے کہ اس کتاب کی افادیت کو کم کرنے کے لیے اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ علامہ ہاشم ٹھٹھوی رحمہ اللہ نے ابن تیمیہ کے دفاع میں کتاب "الحجۃ القویۃ فی الرد علی من قدح فی الحافظ ابن تیمیۃ" لکھی ہے ۔تو اس بارے میں عرض یہ ہے کہ علامہ ہاشم ٹھٹھوی رحمہ اللہ نے ابن تیمیہ پر ناصبی ہونے کے اعتراض پر اس کا جواب لکھا ۔اس کتاب میں ابن تیمیہ پر ناصبی ہونے کے الزام کو غلط ثابت کیا ۔مزید یہ کہ ابن تیمیہ کے دفاع کے باوجود علامہ ہاشم ٹھٹھوی کے تمام عقائد اہل سنت کے ہیں ،جس پر ان کی کتب اور بیاض ہاشمی موجود ہیں ۔

یہ غیر معمولی تفصیل اس لیے لکھ دی کہ عام طور پر قارئین سمجھتے ہیں کہ بس کتاب یونہی منظر عام پر آجاتی ہے ،ناشرین کو کچھ کرنا تھوڑی پڑتا ہے ،حالانکہ جو اس دشت کی سیاحی کرتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ کیسے جاں کاہ اور صبر آزما مراحل سے گذرنا پڑتا ہے ۔قارئین سے استدعا ہے کہ اگر اس کتاب میں کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع کیجیے گا ۔تاکہ اس کی اصلاح کی جا سکے ۔میں عزیزم جناب چوہدری

جواد رسول صاحب کا بے حد ممنون ہوں جن کی دلچسپی کی وجہ سے یہ کتاب شائع ہوئی۔ مولیٰ تعالیٰ ہماری اس محنت کو قبول فرمائے اور دارین کی سعادتوں سے نوازے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

فیصل خان

۲۳ر اگست ۲۰۱۴ء   خادم اہل سنت و جماعت

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات

عبدالعزیز نہڑیو
لیکچرار اسلامیات، گورنمنٹ ڈگری کالج
کالی موری، حیدرآباد، سندھ

سرزمین سندھ "باب الاسلام" کے متبرک نام سے مشہور و مسلم ہے، کیونکہ برصغیر پاک و ہند میں اسلام کا آفاقی پیغام سندھ کے ذریعے پہنچا ۹۳ھ میں "محمد بن قاسم ثقفی" کے ہاتھوں سندھ کا علاقہ فتح ہوا۔ اور اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھی گئی۔ یہاں تابعین اور تبع تابعین بھی تشریف لائے، جن میں ابو موسیٰ اسرائیل بن موسیٰ بصری، قاضی موسیٰ بن یعقوب ثقفی، ابوبکر ربیع بن صبیح سعدی، یزید بن ابجی کبشہ دمشقی، مکحول بن عبداللہ شامی، عبدالرحمن اوزاعی، ابومعشر نجیح بن عبدالرحمن سندھی، محمد بن ابی معشر، حسین بن محمد بن ابی معشر، داؤد بن محمد بن ابی معشر وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ (1)

جنہوں نے اپنے علم وفضل کے اعلیٰ معیاروں کو ہر جگہ تسلیم کروایا۔ ان اکابرین نے سندھ کو ہمیشہ کے لئے اپنا مسکن بنالیا، جن سے سندھ کے سپوت علم حاصل کرتے رہے اور کئی علم کے متلاشی یہاں سے دوسرے ممالک کا سفر اختیار کر کے قرآن، سنت، فقہ اور تاریخ وغیرہ کا علم حاصل کرنے لگے اور اپنے علم وفضل کے اعلیٰ معیارات کو سندھ سے باہر اسلامی ممالک میں تسلیم کرایا۔ سرزمین سندھ میں علمی درسگاہیں قائم ہوئیں۔ سندھ میں منصورہ اور دیبل کی اسلامی ریاستوں میں علمائے سندھ کی قائم کی ہوئی درسگاہیں عالمی شہرت رکھتی تھیں، جہاں بڑے بڑے رجال علم پیدا ہوئے، جنہوں نے خدمت حدیث و فقہ میں بڑی شہرت پائی۔ مختلف اسلامی علوم نے اپنے لئے جگہ بنائی مفسرین پیدا ہوئے۔ محدثین نے بساط علم حدیث بچھائی اور فقہاء نے بھی فہم ادراک کی مسندیں آراستہ کیں۔ کتاب وسنت کی روشنی میں اپنے ملکی ماحول کے مطابق پیش آمدہ مسائل کا حل تلاش کیا۔ کتابیں تصنیف کیں، مدارس قائم کئے گئے

اور وعظ و ارشاد کی محفلیں سجائیں۔ غرض ہر طریقہ سے اپنی بات لوگوں کے دلوں میں اتارنے کی کوشش کی۔ یہی عرب کے لوگ ان سے فیضیاب ہونے کے لئے سندھ میں تشریف لائے۔ تمام مورخین علماء سندھ کے مقام و مرتبہ اور ان کی علمی خدمات کا اعتراف کرتے ہیں۔ مشہور محدث علامہ ابو سعد عبدالکریم سمعانی اپنی مشہور کتاب "الانساب" (2) میں ان سندھی علماء اور محدثین کا ذکر کیا ہے جنہوں نے دیبل اور منصورہ میں بڑی درسگاہیں قائم کیں، جن میں ابو العباس احمد بن عبد اللہ دیبلی (المتوفی 343ھ)، ابو العباس الوراق الدیبلی (المتوفی 345ھ)، ابو القاسم شعیب بن محمد بن احمد دیبلی، حسن بن حامد بن حسین دیبلی، ابوجعفر محمد بن ابراہیم الدیبلی، خلف بن محمد الدیبلی، ابو العباس منصوری، قاضی ابومحمد المنصوری (المتوفی 390ھ)، ابوجعفر المنصوری، ابو القاسم المنصوری، ابو العباس محمد بن محمد بن الحسن المنصوری، قاضی محمد بن شوارب المنصوری وغیرہم مشہور ہیں۔

سندھ کے دارالحکومت منصورہ کو علمی فیض اور دینی درسگاہوں کے اعتبار سے بغداد ثانی کہا جاتا تھا۔ مشہور عرب تاریخ دان اور سیاح علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد بشاری مقدسی (المتوفی 380ھ) سندھ میں 375ھ میں تشریف لائے۔ اپنی کتاب "احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم" میں سندھ کے دینی حالات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مذاہبهم اکثرهم اصحاب حديث ورأيت القاضي ابا محمد المنصوري داؤديا اماما في مذهبه وله تدريس وتصانيف قد صنف كتبا عدة حسنة واهل الملتان شيعة يهوعلون في الاذان ويثنون في الاقامة ولا تخلوا القصبات من فقهاء على مذهب ابي حنيفة رحمه الله وليس به مالكية ولا معتزلة ولا عمل للحنابلة انهم على طريقة مستقيمة ومذاهب محمودة وصلاح وعفة اراحهم الله من الغلوا والعصبية والحرج.

"مسلمانوں میں اکثر اہلحدیث ہیں، میں نے یہاں قاضی ابومحمد منصوری کو دیکھا جو داؤدی تھے اور

اپنے مذہب کے امام تھے اور ان کا حلقہ درس تھا اور ان کی بہت اچھی تصنیفات ہیں۔ اہل ملتان شیعہ ہیں۔ اذان میں "اشہدان علی ولی اللہ" اور اقامت میں چار کی بجائے دو بار تکبیر کہتے ہیں۔ بڑے بڑے قصبات میں حنفی فقہاء بھی پائے جاتے ہیں، لیکن یہاں مالکی اور حنبلی نہیں اور نہ معتزلی ہیں۔ سیدھے اور صحیح مسلک پر ہیں اور نیکی اور پکدامنی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو غلو، عصبیت اور تنگدلی سے نجات دلائے۔"(3)

مشہور اہل قلم علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی لکھتے ہیں کہ:

"آگے چل کر فقہ کا زمانہ شروع ہوا اور اس پر ہی فتویٰ کا دار و مدار ہوتا تھا۔ تیسری صدی میں منصورہ سندھ میں بڑے فقیہ اور قاضی تھے، جو یہاں فتویٰ اور قضا کے مالک تھے۔ لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ عرب ملک میں یہ قاضی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام داؤد ظاہری کے مذہب کو پسند کرتے تھے جو عربی ذہنیت کے زیادہ قریب ہیں۔ ان میں سے احمد بن محمد القاضی المنصوری السندی بڑی شہرت کے مالک ہیں، جو داؤد ظاہری کے مذہب پر مجتہد اور امام تھے۔"(4)

مشہور مورخ قاضی اطہر مبارکپوری لکھتے ہیں کہ:

"روی عنہ الحاکم ابو عبد اللہ"(5)

یعنی حدیث کی مشہور کتاب مستدرک حاکم کے مؤلف امام ابو عبد اللہ حاکم نیشا پوری اسی احمد بن محمد منصوری سندھی کے شاگرد تھے۔

مؤرخ ابن الندیم "وراق الفہرست" میں یہ کتابیں ان کی تصنیف میں شمار کرتے ہیں:- 1 المصابیح النیر۔ 2 کتاب الحادی۔ 3 کتاب النیر (6)

مشہور سیاح بزرگ بن شہریار الرامہرمزی نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "عجائب الھند برہ و بحرہ و جزائرہ"(7) میں سندھ میں اسلامی دور کے بعض عظیم کارناموں کا ذکر کیا ہے کہ ایک عراقی عالم جو عہد طفولیت سے سندھ کے شہر منصورہ میں رہائش پذیر تھے اور اس نے تعلیم و تربیت کی منزلیں بھی منصورہ

ہی میں ملے کی تھیں۔ وہ عربی زبان کے ساتھ ساتھ سندھی زبان پر بھی عبور رکھتا تھا۔ 270ھ میں ہباری خاندان کے ایک حکمران عبد اللہ بن عمر نے اروڑ کے راجہ مہروک بن رائک کی درخواست پر اس عالم سے سندھی زبان میں بصورت نظم اسلامی عقائد و تعلیمات پر مشتمل ایک کتاب لکھوائی۔ یہ کتاب راجہ مذکور کے پاس پہنچی تو اس نے بہت پسند کی اور اس سے متاثر ہو کر وہ مسلمان ہو گیا۔ پھر اس نے اس عالم کو دربار میں طلب کیا اور اس کی اس عظیم خدمت پر بے حد خوشی کا اظہار کیا۔

اس عالم نے راجہ کی استدعا پر اس کو قرآن کریم کا سندھی زبان میں باقاعدہ ترجمہ پڑھایا۔ تیسری یہ خدمت سرانجام دی کہ راجہ کی فرمائش پر قرآن مجید کا ترجمہ سندھی زبان میں لکھا۔ اس طرح سندھی زبان میں اسلامی تعلیمات سے متعلق یہ پہلی تصنیف ہے، جو نظم کی صورت میں پیش کی گئی اور ہندوستان میں قرآن مجید کا پہلا ترجمہ بھی یہی ہے۔

علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی صاحب اپنے تحقیقی مقالہ "سندھ میں فتویٰ کا فن" میں رقمطراز ہیں:

"سندھ میں اسلامی دور کی ابتدا کے فقیہ ظاہری مذہب کے تھے اور حکومت بھی اسی قانون پر چلتی تھی۔ جیسے جیسے عربوں کی حکومت زوال پذیر ہوتی گئی تو سندھ کے تعلقات وسطی ایشیا اور خراسان سے بڑھے۔ حنفی مذہب جبکہ عجم کے مزاج کے موافق تھا اور دوسری طرف وسطی ایشیا سے سندھ کا علمی تعلق بڑھا اور حنفی فقہاء یہاں پہنچے۔ اسی تعلق کی وجہ سے حنفی فقہ کا سندھ میں رواج ہوا اور یہاں بڑے بڑے فقیہ اور عالم پیدا ہوئے۔" (8)

عرب حکومت کے خاتمہ کے بعد سومرہ خاندان کے دور حکومت میں کئی بڑے فقہاء کے نام تاریخ کے صفحات میں آتے ہیں۔ مثلاً مولانا برہان الدین بکھری سندھی فقہ، اصول فقہ اور عربی علم و ادب میں بڑی دسترس رکھتے تھے اور سلطان علاء الدین محمد شاہ خلجی کے زمانہ میں دہلی کی تخت گاہ میں درس دیتے تھے۔ شیخ فقیہ امام صدر الدین بکھری سندھی فقہ میں مجتہدانہ درجہ رکھتے تھے اور تمام علوم کے ماہر تھے۔ مولانا ظہیر الدین بکھری سندھی شریعت کے علم کے بڑے عالم اور فاضل بزرگ تھے۔ اسی زمانہ میں

ان سے زیادہ نحو، فقہ اور اصول فقہ کا کوئی دوسرا جاننے والا نہیں تھا۔ بکھر سے روانہ ہو کر دہلی میں درسگاہ قائم کی۔(9)

آٹھویں صدی ہجری کے فقیہ شیخ الاسلام مسعود بن شیبہ سندھی اور ان کی دو تصانیف "کتاب التعلیم" اور "طبقات الحنفیہ" کا ذکر مولانا عبد الحی حسنی نے "نزہۃ الخواطر" میں کیا ہے۔(10)

اسی امام مسعود بن شیبہ سندھی کی کتاب التعلیم کا جامع سندھی ادبی بورڈ کی طرف سے عربی میں شائع ہو چکا ہے۔

نویں صدی ہجری میں سمہ خاندان کا دور حکومت شروع ہوا۔ اس دور میں سندھ کے ہر شہر اور ہر بستی میں دینی علوم کی درسگاہیں قائم ہوئیں، جہاں حدیث، تفسیر، فقہ، صرف نحو اور علم منطق کا درس دیا جاتا تھا۔ اسی دور میں بکھر، پاٹ، سیوہن، دربیلہ، ٹھٹھہ اور نصر پور علم کے بڑے گہوارے تھے۔

مخدوم محمود فخر پوتہ سمہ دور کے ایک بڑے عالم تھے، جنہیں میر معصوم نے سندھ میں اشاعت علم کا شہسوار مانا تھا۔ مخدوم بلال نے تلٹی میں ایک اعلیٰ تعلیمی درسگاہ کی بنیاد ڈالی۔ قاضی عبد اللہ بن ابراہیم دربیلوی، مخدوم عبد العزیز ابھروی کے شاگرد اور بڑے عالم دین تھے۔ مخدوم عباس ہنگورو حدیث اور فقہ کے بڑے عالم تھے۔ اس دور میں کاہان جام نظام الدین کے وزیر دریا خان کی جاگیر تھی، جہاں مخدوم عبد العزیز ابہروی اور اثیر الدین ابہروی کے بڑے مدارس تھے۔ شیخ میرک بن ابو سعید پورانی شاہ بیگ ارغون کے ساتھ سندھ آئے تھے، جسے شاہ بیگ ارغون نے بکھر کا شیخ الاسلام مقرر کیا تھا۔ قاضی قادن بن ابوسعید بکھری، شیخ حمید بن قاضی عبد اللہ دربیلوی، شیخ رحمت اللہ دربیلوی، شیخ عبد اللہ متقی دربیلوی، مخدوم محمد سیوستانی، قاضی شرف الدین عرف مخدوم راہو سیوہانی، مخدوم رکن الدین، شیخ شہاب الدین سہروردی پاتائی وغیرہم اس دور کے بڑے محدث اور فقیہ تھے۔

سمہ دور کے خاتمہ کے بعد ارغون، ترخان اور مغل دور میں بھی کئی اہل علم کا ذکر ملتا تھا۔ ارغونوں کے حملہ اور سمہ حکومت کے خاتمہ کی وجہ سے بے چینی اور اضطراب کے سبب کئی سندھی علماء سندھ سے ہجرت

کر کے چلے گئے۔سندھ کے قدیم علمی مرکز پاٹ کے عالم شیخ عیسیٰ جند اللہ سندھ سے ہجرت کر کے برہانپور چلے گئے۔قاضی عبد اللہ دربیلوی جو تاریخ معصومی کے مؤلف میر محمد معصوم کے استاد تھے،مدینہ منورہ چلے گئے۔مولانا جلال الدین ٹھٹھوی مغل بادشاہ ہمایوں کی دربار تک پہنچے۔ہمایوں نے ان سے علم حاصل کیا،بالآخر مغلیہ سلطنت کے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے۔صبغتہ اللہ سندھی محشی تفسیر بیضاوی اور موسیٰ سندھی مدینہ منورہ جا کر بسے۔ابوبکر سندھی دمشق چلے گئے۔قاضی ابراہیم ٹھٹھوی شاہجہاں کے دور میں دہلی میں مفتی اور قاضی مقرر ہوئے۔

سندھ کے ان جلیل القدر علماء کے علاوہ بھی جلیل القدر علماء نے شاہ بیگ ارغون،ترخان خواہ مغلیہ دور کے حکمرانوں کی علمی قدردانی کے سبب اس دور میں سمہ دور والا علمی معیار برقرار رکھا۔سندھ میں بکھر،سیوہن،ٹھٹھہ اور نصرپور بڑے علمی مراکز تھے،جہاں بڑے بڑے محدث،فقیہ اور مفسر گزرے ہیں،جن میں قاضی محمد ٹھٹھوی،قاضی وجیہ الدین"یگانہ"،قاضی شیخ محمد،قاضی عتیق اللہ،مخدوم شہاب الدین داصل سندھی،قاضی دتہ سیوہانی،شیخ قاسم بن یوسف پاتانی،میرا ابوالمکارم ٹھٹھوی،مخدوم نوح ہالائی وغیرہم شامل ہیں۔

مخدوم عبد الکریم بوبک کے بڑے عالم تھے۔بوبک میں ان کا بڑا مدرسہ تھا،جس کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ان کے فرزند مخدوم جعفر بوکائی بھی ان کے شاگرد تھے،جو اپنے دور کے بڑے محقق فقیہ اور تعلیمی ماہر تھے۔ان کی لکھی گئی کتابوں میں سے پانچ خاص شرعی مسائل کی فقہی تحقیق کے بابت ہیں۔جن کے تحقیقی معیار سے ثابت ہوتا ہے کہ مخدوم صاحب سندھ کے پہلے فقیہ تھے،جنہوں نے سندھ کے حالات کے مطابق شرعی مسائل کی تحقیق وتصنیف کو فروغ دیا۔انہوں نے"المتانۃ" جیسی بہترین کتاب عربی میں لکھی۔مخدوم عباس محدث پاتائی کے شاگرد حکیم عثمان بوبکائی اور شیخ طاہر پاتائی بھی اس دور کے مشہور فقیہ تھے۔

ٹھٹھہ کے علماء اور فقہاء میں شیخ عبد الوہاب پورانی اور قاضی نعمت اللہ نامور عالم تھے۔شیخ عبد الوہاب

پورانی کے بیاض یا" جامع فتاوی پورانی" کو سندھ میں فقہی سند طور تسلیم کیا جاتا ہے۔ مفتی عبد الوہاب پاٹائی ایک بڑے فقیہ اور عالم تھے، جو سلطان اورنگزیب کے زمانہ میں پاٹ میں قضا اور فتوی کے صاحب تھے۔ ان کی تصانیف میں سے" کشف الاسرار" فقہ میں یادگار ہے۔

اورنگزیب عالمگیر نے فتاوی عالمگیری کی تالیف و تدوین کا کام شروع کرایا۔ جس میں ہندوستان کے بڑے بڑے علماء نے حصہ لیا۔ اس کام میں سندھ کے دو علماء نے حصہ لیا:

1- شیخ نظام الدین بن نور محمد شکر اللہ حسینی ٹھٹھوی جو فقہ اور اصول فقہ میں کامل مہارت اور دسترس رکھتے تھے، اس لئے ان کو اس کام میں حصہ لینے کے لئے منتخب کیا گیا۔ انہوں نے کئی مشکل اور پیچیدہ فقہی مسائل کو حل کر کے" فتاوی عالمگیری" کی تالیف کے کام میں مدد دی۔

2- دوسری عالم شیخ ابو الخیر ٹھٹھوی تھے، جو علم فقہ کے ماہر تھے۔

گیارھویں صدی ہجری کے اواخر میں سندھی زبان میں علم فقہ کی کتابیں لکھنے کی ابتدا ہوئی، جیسے" مقدمۃ الصلوۃ" از مخدوم ابو الحسن ٹھٹھوی سندھی،" ضیاء الدین کی سندھی" از مخدوم ضیاء الدین ٹھٹھوی، میاں ابراہیم کی سندھی از مخدوم ابراہیم بھٹی وغیرہ۔ (11)

کلہوڑا دور حکومت کو علمی لحاظ سے سنہری دور کہا جاتا ہے۔ اس دور میں فقہ اور فتاوی پر لاتعداد کتابیں لکھی گئیں۔ اس دور کے علماء میں مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام سرفہرست ہے۔

علامہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی: رحمۃ اللہ علیہ

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے جلیل القدر علماء میں سے تھے۔ آپ تفسیر، حدیث، فقہ، رجال، کلام، معقول وغیرہ علوم میں کافی دسترس رکھتے تھے۔ علوم میں بھی شہرہ آفاق تھے تو تقوی میں بھی یگانہ، مسائل کی تحقیق میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ ان کے والد کا نام عبد الغفور تھا۔ سندھ کے پنہور قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے والد عبد الغفور پنہور سیوہن کے علماء میں سے تھے۔ جہاں سے ہجرت کر کے بھورو ضلع ٹھٹھہ میں آ کر مقیم ہوئے۔

مخدوم محمد ہاشم کی ولادت 10 ربیع الاول 1104ھ مطابق 19 نومبر 1692ء ٹھٹہ میں ہوئی۔ ان کی ابتدائی پرورش پاکیزہ علمی ماحول میں ہوئی۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم قرآن مجید، فارسی، صرف ونحو اور فقہ اپنے والد سے حاصل کی۔ (12)

پھر ٹھٹھہ کا رخ کیا۔ اس وقت ٹھٹھہ علم وادب کا مرکز تھا۔ جہاں پہلے مخدوم محمد سعید سے تعلیم حاصل کی، پھر مشہور عالم مخدوم ضیاء الدین ٹھٹھوی (المتوفی 1171ھ) سے علم حدیث کی تحصیل کی۔ اس طرح آپ نے نو سال کے قلیل عرصہ میں فارسی اور عربی علوم کی تکمیل کی۔ (13) تحصیل علم کے بعد آپ نے ٹھٹھ کے نزدیک گاؤں بہرام پور میں تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ (14)

لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد بہرام پور سے ٹھٹھہ آگئے، جہاں "مسجد خسرو" (دابگراں والی مسجد) کے قریب مدرسہ دارالعلوم ہاشمیہ قائم کرکے سلسلہ تعلیم شروع کیا۔ (15)

اور دین کی اشاعت، درس حدیث اور تصنیف وتالیف میں منہمک ہوگئے۔ آپ کی علمی عظمت کی شہرت دور دور تک پہنچ چکی تھی، اس لئے کئی تشنگان علم آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر علم کی روشنی حاصل کرنے لگے۔ آپ کے کئی تلامذہ عالم، فاضل، فقیہ، محدث اور مفسر بن کر فارغ ہوئے۔ تاریخی تذکروں میں آپ کے جن شاگردوں کے نام ملتے ہیں، ان میں سید شہمیر شاہ مٹیاروی (16)

مخدوم میٹرنصر پوری (17)

آپ کے فرزند مخدوم عبدالرحمن اور مخدوم عبداللطیف سید محمد صالح شاہ جیلانی گھوٹکی والے (18)

مخدوم ابوالحسن صغیر ٹھٹھوی (19) شاہ فقیر اللہ علوی شکارپور (20) مخدوم عبداللہ نرئی والے (21)

مخدوم عبدالخالق ٹھٹھوی (22) مخدوم نور محمد نصر پوری (23) شیخ الاسلام مراد سیوہانی (24)

عزت اللہ کیریو چوٹیاریوں والے (25) حافظ آدم (26) نور محمد خستہ لکھروائی (27)

شیخ عبدالحفیظ بن درویش العجیمی المکی، سید عبدالرحمن بن محمد اسلم الحنفی المکی اور محمد بن اشرف بن آدم السندی النقشبندی (28) وغیرہ شامل ہیں۔

سندھ کے حکمران غلام شاہ کلہوڑہ آپ کی تعریف سن کر ملاقات کے لئے تشریف لائے اور آپ کی شخصیت سے بے حد متاثر ہوئے اور آپ کو پورے سندھ کے لئے قاضی القضاۃ کے عہدہ پر مقرر کر دیا۔ جس کے سبب آپ کے شرعی فیصلے اور فتاوے سندھ میں حرف آخر سمجھے جانے لگے۔ (29)

مخدوم صاحب کی وقت کے فرمانرواؤں نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی سے بھی خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ (30)

1135ھ/1723ء میں مخدوم صاحب حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئے۔ جہاں آپ نے علم حدیث میں جن بزرگوں سے استفادہ کیا اور سندیں حاصل کیں، ان میں شیخ عبد القادر حنفی صدیقی مکی، شیخ عید بن علی مصری، شیخ ابو طاہر محمد مدنی، شیخ علی بن عبد الملک الدراوی المالکی اور شیخ محمد بن عبد اللہ مغربی مدنی مالکی شامل ہیں۔ (31)

سفر حج سے واپسی پر 1136ھ میں روحانی تعلیم حاصل کرنے کے لئے سورت بندر میں قادری طریقہ کے بزرگ سید سعد اللہ سورتی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے کسب فیض کیا۔ 1137ھ میں واپس وطن پہنچ کر ٹھٹھہ میں مسند تدریس آراستہ کی اور حدیث، فقہ اور علوم عربیہ کی تدریس میں مشغول ہو گئے۔ (32)

مخدوم محمد ہاشم نے اپنے دور میں فسق و فجور اور گناہ کے کاموں کی طرف لوگوں کی رغبت اور دین کی طرف بے رغبتی دیکھ کر حکمران وقت میاں غلام شاہ کلہوڑہ کو درخواست بھیجی۔ جو انہوں نے غور سے پڑھی اور اپنی حکومت کے نائبین اور افسران کو ایک حکمنامہ ارسال کیا، تاکہ اس پر عمل کیا جائے، جس کے نتیجے میں عظیم اصلاحی انقلاب برپا ہوا۔ (33)

مخدوم صاحب نے 6 رجب 1174ھ/9 فروری 1761ء میں وفات پائی اور مکلی میں دفن ہوئے۔ (34)

آپ کے دو صاحبزادے مخدوم عبد الرحمن اور مخدوم عبد اللطیف تھے۔ دونوں جلیل القدر عالم تھے اور

اپنے والد کے لائق جانشین ثابت ہوئے۔

بارہویں صدی ہجری کی سندھ علمی اور ادبی لحاظ سے سرسبز و شاداب رہی ہے۔ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی کا یہ زمانہ سندھ میں علم و ادب اور سندھی زبان کی آبیاری کا دور تھا۔ سندھ کے کونے کونے میں مدارس، مکاتب، درسگاہیں اور کتب خانے آباد تھے۔ سندھ کے ہر قریہ، ہر بستی میں عالم، فاضل، ادیب، شاعر اپنی علمی خدمات اور روحانی مجالس کے ذریعے مشہور تھے۔ جو علمی اور سیاسی لحاظ سے بغداد، قرطبہ اور مصر کے ہم پلہ سمجھے جاتے تھے۔ ہیملٹن نامی انگریز سیاح ٹھٹھہ کی علمی عظمت کا اعتراف اس طرح کرتا ہے:

"ٹھٹھہ شہر سیاسی تعلیم کیلئے مشہور تھا۔ تحقیق کے علم اور فقہ کی تدریس کے لئے وہاں چار سو زیادہ مدارس تھے۔" (35)

مخدوم صاحب کے اس علمی دور میں آپ کے ہم عصر بھی قلم و قرطاس کے صاحب، مدارس کے شیوخ اور فیض کے سرچشمے تھے۔ جنہوں نے مخدوم صاحب کے ساتھ سندھ کی علمی فضا کو روشن و معطر کیا۔ آپ کے نامور ہم عصرین میں میاں ابوالحسن سندھی ٹھٹھوی، ابوالحسن کبیر محمد بن عبدالہادی ٹھٹھوی، مخدوم عبدالرحمن کھہڑائی، مخدوم محمد قاسم سندھی مدنی، مخدوم محمد معین ٹھٹھوی، مخدوم محمد حیات سندھی مدنی، شاہ عبداللطیف بھٹائی، مخدوم عبدالرؤف بھٹی، مخدوم عبداللہ واعظ ٹھٹھوی، سید موسیٰ شاہ جیلانی گھوٹکی والے، مخدوم محمد اسماعیل پریالوء والے، مخدوم ابوالحسن ڈاہری، مخدوم محمد زمان لواری والے، مخدوم عبدالرحیم گرہوڑی، میاں محمد مبین چوٹیاروی، سید محمد بقا شاہ شہید، میر علی شیر قانع ٹھٹھوی، مخدوم روح اللہ بکھری، مخدوم محمد ابراہیم بھٹی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ (36)

مخدوم محمد ہاشم کی لائبریری دنیا کی بڑی لائبریریوں میں سے ایک شمار کی جاتی تھی، جہاں مختلف علوم و فنون کی کتابوں کا بیش بہا ذخیرہ موجود تھا۔ آپ نے اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور لاتعداد کتابیں تصنیف کیں۔ آپ کے بعد آپ لائق فرزندوں نے اس کی بخوبی حفاظت کی۔ آگے چل کر زمانہ کی رد و بدل، افراتفری، اقتصادی بدحالی اور علم و ادب کی بے قدری میں مخدوم صاحب کا کتب خانہ بھی بچ نہ

سکا۔ مخدوم محمد ہاشم کی لائبریری کا ایک حصہ علامہ سید راشد اللہ شاہ جھنڈے والے نے ٹھٹھہ سے لاکر پیر جھنڈو میں اپنے مکتبہ کی زینت بنایا۔(37)

مخدوم محمد ہاشم نے دین اسلام کی تبلیغ وترویج کے لیئے جو شاندار خدمات سرانجام دی ہیں وہ روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔

میر علی شیر قانع ٹھٹھوی لکھتے ہیں:

"(مخدوم محمد ہاشم (اہل السنۃ والجماعۃ کے مذہب کی تقویت اور دین متین کی رسوم کو زندہ کرنے میں اپنے مثل آپ تھے۔ ان ایام میں آپ کی کاوشوں سے ایسے بڑے کام سرانجام دیے جاتے تھے، جو سچے دین کی تائید کے اسباب ہوتے تھے۔ مشرکین اور دین کے دشمنوں پر آپ کا کام اچھی طرح جاری تھا۔ ان کے وقت میں کم از کم سینکڑوں ذمی (کافر) ایمان سے مشرف ہوئے۔ نادر شاہ بادشاہ اور احمد شاہ جیسے وقت کے بادشاہوں سے خط وکتابت کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ آپ کی گذارشات پر دین کی تقویت کے متعلق مطلوبہ احکام جاری ہوتے اور بخوبی عمل میں آتے تھے۔ الغرض ان کا وجود غنیمت تھا۔"

(38)

مخدوم صاحب کئی عالمانہ اور مجاہدانہ خصوصیات کے حامل تھے۔ مخدوم صاحب بیک وقت عربی، فارسی اور سندھی زبانوں کے ماہر تھے۔ آپ نے علمی اور پیچیدہ مسائل کو نہایت وضاحت اور دلائل سے پیش کیا ہے۔ آپ کی تقریر اور عبارت انتہائی عام فہم اور دلائل سے پر ہے۔ اس دور میں جو بھی مسائل درپیش ہوئے، ان پر بھرپور نمونہ قلم چلا کا حق ادا کیا۔ آپ نے ان تینوں زبانوں میں شاعری بھی کی ہے اور تینوں زبانوں میں سینکڑوں کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ مخدوم صاحب کی تصنیفات کے تعداد کے بارے میں حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جاسکتا، البتہ آپ کی 164 کتابوں کے نام دستیاب ہو سکے ہیں۔ کئی تصانیف گوشہ گمنامی میں اور ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں۔ جو کتابیں زمانہ کے انقلابوں سے بچیں، ان میں سے کچھ بمبئی، لاہور، کراچی اور حیدرآباد سے چھپی ہیں۔ کچھ کتابیں کوئٹہ، افغانستان، حلب، بیروت

اور مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ سے شائع ہوئی ہیں یا سندھ کے قومی اور ذاتی کتب خانوں کی زینت بنی ہوئی ہیں۔

قرآنی علوم :

قرآن کریم تمام علوم کا سرچشمہ ہے، اس لئے مخدوم صاحب نے قرآن علوم : تفسیر، فضائل، قرآن، قرآت و تجوید پر کافی کتابیں لکھیں۔

مخدوم صاحب سندھ کے پہلے مفسر ہیں، جنہوں نے قرآن شریف کا ترجمہ در مفہوم سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے اس وقت کی مروج سندھی زبان میں پارہ "عم" کی مفصل تفسیر لکھ کر قرآن فہمی کا شعور پیدا کیا۔

فضائل قرآن کریم پر آپ کی بہترین اور جامع عربی کتاب "جنتہ النعیم فی فضائل القرآن الکریم" ہے، جس میں مخدوم صاحب نے سورۃ فاتحہ سے سورۃ الناس تک 114 سورتوں کی ترتیب وار فہرست دے کر اکثر سورتوں کے مکمل اور مفصل فضائل درج کئے ہیں، جو نبی اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ اور آثار صحابہ و تابعین میں آئے ہیں۔ اس کے قلمی نسخے مکتبہ عالمیہ علیمیہ درگاہ شریف پیر جھنڈو اور مکتبہ راشدیہ آزاد پیر جھنڈو میں موجود ہیں۔ (39)

ڈاکٹر محمد مجیب اللہ منصوری لیکچرار گورنمنٹ کالج حیدر آباد نے "جنتہ النعیم" کی تحقیق و تخریج کر کے سندھ یونیورسٹی جامشورہ سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔

علم قرآت و تجوید پر آپ نے کتابیں "الشفاء فی مسئلۃ الراء"، "اللولو المکنون فی تحقیق مد السکون"، "تحفۃ القاری بجمع المقاری"، "کفایۃ القاری"، "کشف الرمز عن وجوہ الوقف علی الھمز"، "حاشیۃ شاطبیۃ" اور "حاشیہ مقدمۃ الجزری" وغیرہ لکھیں۔ ان کے علاوہ تفسیر سورۃ الملک والنون (عربی)، تفسیر سورۃ الکہف (عربی) اور تفسیر پارہ تبارک الذی کے نام بھی تذکروں میں ملتے ہیں۔

علوم حدیث: شفقین"،"ذریعۃ الوصول الی جناب الرسول"، فتح القوی فی نسب النبی ﷺ"،"زاد السفینۃ السالکی المدینہ"،"حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب"،"الباقیات الصالحات فی ذکر الازواج الطاھرات"،"تحفۃ السالکین الی جناب الامین"،"وسیلۃ الغریب الی جناب الحبیب"،"فتح العلی فی حوادث سنی نبوۃ النبی"،"تحفۃ المسلمین فی تقدیر مھور امھات المومنین"،"مدیقۃ الصفاء فی اسماء المصطفی"،"وسیلۃ الفقری فی شرح اسماء الرسول البشیر"،"ثمانیۃ قصائد صغار فی مدح النبی"،"النفحات الباھرۃ فی جواز القول بالخمسۃ الطاھرۃ" وغیرہ۔

ان کے علاوہ آپ نے عقائد، تصوف، تاریخ، عروض اور متفرقہ علوم پر بھی کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔
(40)

فقہی خدمات:

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی کی اسلامی فقہ کی ترویج کے لئے کوششیں ممتاز حیثیت رکھتی ہیں، ویسے تو مخدوم صاحب نے تفسیر، حدیث، سوانح، سیرت، تاریخ، اوراد وظائف، تجوید اور قرأت وغیرہ پر عربی، فارسی اور سندھی میں بھی کتابیں لکھی ہیں، لیکن ہم یہاں آپ کی فقہ حنفی میں لکھی گئی کتابوں اور فقہی خدمات کا ذکر کریں گے۔

1-بیاض ہاشمی:

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی بارہویں صدی ہجری میں حنفی فقہ کے سرخیل تھے۔آپ کے فتویٰ کو حرف آخر سمجھا جاتا تھا۔آپ کے مکتبہ میں حنفی فقہ کی نادر و نایاب کتابوں کا بڑا ذخیرہ موجود رہتا تھا۔جن کا ہمیشہ تحقیقی مطالعہ کرتے رہتے تھے۔اس تدریس، تصنیف اور مطالعہ کے دوران اہم علمی نکات اور فقہی جزئیات ایک بیاض میں لکھتے جاتے تھے، جس کو "بیاض ہاشمی" یا "فتاویٰ ہاشمیہ" کہا جاتا ہے۔اس میں قرآن، حدیث، فقہ، تاریخ اور تصوف کے سینکڑوں دینی مسائل مذکور ہیں۔ بیاض ہاشمی سندھ کی علمی دنیا میں

مانے ہوئے علمی ذخیرہ اور فقہی انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت سے مشہور ہے۔اس کی علمی سندھ میں ہر مکتبہ فکر کے ہاں مسلم ہے۔ یکجا بڑا علمی خزانہ ہے۔جس میں آسانی کے لئے مواد کی تقسیم فقہی ابواب وفصول کی طرز پر کی گئی ہے۔ یہ مخدوم صاحب کا علمی دنیا پر بڑا احسان ہے۔اس کے کئی قلمی نسخے سندھ کے مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں۔

2۔ظہر الانوار(عربی):

روزوں کے مسئلوں پر ایک مستقل، جامع اور ضخیم کتاب ہے۔(41)

مخدوم صاحب کی اوائلی زندگی کی بہترین یادگار ہے۔مخدوم صاحب نے 21 برس کی عمر میں اسلام کے تیسرے رکن روزہ کے مسائل پر ایسی تحقیقی کتاب لکھ کر علمی دنیا میں اپنا نام روشن کیا۔روزہ کے مکمل مسائل پر آج تک سندھ میں عربی زبان میں ایسی جامع کتاب نہیں لکھی گئی۔اگرچہ اس دور میں کتابیں صرف قلمی صورت میں ملتی تھیں،لیکن مخدوم صاحب نے اس کتاب میں حوالہ کے طور تین سو کتابوں کی فہرست دی ہے اور علمی معیار برقرار رکھا ہے۔مقدمہ میں لکھتے ہیں:

"جب یہ رسالہ لکھ رہا تھا تو کتابوں کا بڑا ذخیرہ ہاتھ آیا۔اس کتاب کے لکھنے کے لئے میں نے ان سب کتب کا مطالعہ کیا اور ان سے فوائد حاصل کر کے اس کتاب میں جمع کئے۔"(42)

علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی کہتے ہیں کہ:"رمضان المبارک کے روزوں کے بابت یہ ایک مستقل عربی کتاب ہے۔آج تک اسلامی دنیا میں ایسی کتاب نہیں لکھی گئی۔"(43)

3-حیات الصائمین (فارسی):

روزہ کے مسائل پر مخدوم صاحب نے اپنی ضخیم کتاب "مظہر الانوار" کا فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔اس کا مخطوطہ درگاہ خیاری شریف نزد نواب شاہ میں موجود ہے۔(44)

4-زاد الفقیر:

اسلام کے تیسرے رکن روزہ کے متعلق شرعی مسائل پر سندھی نظم میں جامع اور مفید کتاب ہے۔مخدوم نے اس رسالہ میں رمضان المبارک کے چاند دیکھنے سے لے کر روزہ کے بابت سب مسائل مختصر اور جامع انداز میں لکھے ہیں اور ہر مسئلہ کے مختلف پہلو واضح کئے ہیں۔سندھ میں اس کتاب کی اہمیت اور افادیت زیادہ ہے۔سندھی زبان میں یہ چھوٹی کتاب آپ کی ضخیم عربی تصنیف "مظہر الانوار" کا خلاصہ معلوم ہوتی ہے۔(45)

خان بہادر محمد صدیق میمن "سندھی زبان کی ادبی تاریخ" میں لکھتے ہیں: "زاد الفقیر کا نظم نہایت پختہ، حلاوت اور نزاکت سے معمور ہے۔نظم کے قافیے باقاعدہ، پختہ اور عمدہ رکھے گئے ہیں۔"(46)

5- راحتہ المؤمنین عرف ذبح وشکار (سندھی منظوم):

مخدوم صاحب کے دور میں زیادہ آبادی زراعت پیشہ تھی لیکن اس کے باوجود سندھ کے اکثر حصوں میں شکار بھی عام لوگوں کا ذریعہ معاش اور خوراک کا اہم ذریعہ تھا۔جانوروں کے ذبح وشکار کے مسائل کی معلومات کی ضرورت عوام الناس کو زیادہ پڑتی ہے۔اس لئے مخدوم صاحب نے روزمرہ زندگی کے اس ضروری پہلو کے متعلق محنت کر کے مسائل جمع کئے ہیں۔جانوروں کو ذبح کرنے اور شکار کے بابت کوئی بھی ایسا اہم اور ضروری مسئلہ نہیں جو اس کتاب میں موجود نہ ہو۔گویا کہ آپ نے دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔(47)

6-فاکھتہ البستان (عربی):

ذبح وشکار کے مسائل کے بابت ضخیم کتاب جب مخدوم صاحب نے لکھی تو آپ کی عمر 24 برس تھی۔ابتدا میں آپ نے تین سو کتابوں کے نام دیئے ہیں، جو اس کتاب کے لکھتے وقت آپ کے پیش نظر تھیں۔ اس وقت عام لوگوں کو شکار کے مسائل، مچھلی کے اقسام، حلال وحرام جانوروں کا فرق اور ذبح وشکار کے

بابت معلومات کی زیادہ ضرورت تھی۔آپ نے ان سب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے عربی زبان میں یہ کتاب تصنیف فرمائی۔سندھ کے علماء و مصنفین نے ذبح و شکار کے مسائل پر ایسی جامع اور مدلل کتاب عربی میں نہیں لکھی۔سندھ کے عربی دان طبقہ پر آپ کا یہ عظیم علمی احسان ہے۔سندھ کے مشہور کتب خانوں میں اس کے قلمی نسخے موجود ہیں۔

ڈاکٹر احمد اقبال قاسمی سابق صدر شعبہ ثقافت اسلامی سندھ یونیورسٹی جامشورو نے ڈاکٹر عبدالواحد ہالے پوتہ کے نگرانی میں "فاکہۃ البستان" پر تحقیق کر کے سندھ یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔(48)

7-حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب (فارسی)

8-سفینۃ السالکین الی بلد اللہ الامین (فارسی)

9- تحفۃ المسکین الی جناب الامین (فارسی)

یہ تینوں کتابیں حج کے احکام و مسائل پر لکھی گئی ہیں۔پہلی کتاب مفصل، دوسری متوسط اور تیسری انتہائی مختصر ہے۔مخدوم ٹھٹھوی صاحب نے شاید علامہ مخدوم رحمت اللہ دربیلوی (المتوفی 993ھ) کا تتبع کیا ہے، جنہوں نے حج کے احکام و مسائل پر عربی میں تین کتابیں منسک کبیر، منسک متوسط اور منسک صغیر لکھی تھیں۔حیاۃ القلوب مناسک حج اور زیارت پر عربی پر تین کتابیں منسک کبیر، منسک متوسط اور منسک صغیر لکھی تھیں۔حیاۃ القلوب مناسک حج اور زیارت حرمین کے بارے میں بھرپور معلومات پر مشتمل بہترین کتاب ہے۔اس کتاب میں مخدوم صاحب نے 181 کتابوں کے حوالے دیئے ہیں۔ کتاب کے مقدمہ اور 14 ابواب میں حج بیت اللہ سے متعلقہ سب ضروری مسائل اور تاریخی واقعات تفصیل سے ذکر کئے ہیں۔

مخدوم صاحب نے "حیاۃ القلوب الی زیارۃ المحبوب" کا خلاصہ فارسی "سفینۃ السالکین الی بلد اللہ الامین"

کے نام سے لکھا ہے۔ لیکن آگے چل کر عام لوگوں، حجاج اور طلبہ کی سہولت کی خاطر اس کا اختصار "تحفۃ السالکین الی جناب الامین" کے نام سے فارسی میں لکھا۔ ان کتابوں کے قلمی نسخے "مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی لائبریری" دڑی منگسی نزد سکرنڈ میں موجود ہیں۔

10-سایہ نامہ (سندھی)

11-رشف الزلال فی تحقیق فی الزوال (فارسی)

مخدوم محمد ہاشم نے یہ دونوں رسالے سندھ میں دوپہر کے وقت اصلی سایہ کے بابت لکھے ہیں۔ طلوع آفتاب کے بعد جیسے جیسے سورج اوپر چڑھتا جاتا ہے، ویسے ہر چیز کا سایہ گھٹتا جاتا ہے۔ جب سورج اپنا آدھا سفر طے کر کے زوال کے وقت پر آتا ہے، تو ہر چیز کا سایہ چھوٹے سے چھوٹا ہو جاتا ہے۔ جس کو فقہی اصطلاح میں "اصلی سایہ" یا "فی الزوال" کہا جاتا ہے۔

یہ سایہ ہر ملک کے لحاظ سے کم و بیش ہوتا ہے۔ ظہر یا عصر کے وقت کے تعین کے لئے اس کا جاننا نہایت ضروری ہوتا ہے۔

مخدوم صاحب سے پہلے علماء نے بھی اس موضوع پر قلم اٹھایا تھا۔ مثلاً مخدوم فتح محمد برہانپوری سندھی نے "مفتاح الصلوٰۃ" میں اس کی مقدار لکھی ہے۔ لیکن مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ پیمانہ سندھ میں جاری نہیں ہو سکتا۔ سندھ میں اصلی سایہ کی ناپ مختلف موسموں میں تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ رشف الزلال فارسی کا سندھی ترجمہ ڈاکٹر عبد الرسول قادری نے کیا ہے۔ جو سندھی لینگویج اتھارٹی حیدرآباد کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ (49)

12-جمع الیواقیت فی تحقیق المواقیت (فارسی):

اس رسالہ میں نماز کے اوقات کا بیان اور تحقیق ہے۔ اس کے قلمی نسخے مدرسہ مجددیہ نعیمیہ ملیر کراچی اور مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی کی لائبریری حیدرآباد میں موجود ہیں۔

13-فتح الکلام فی کیفیۃ اسقاط الصلوٰۃ والصیام (فارسی):

اس رسالہ میں میت کی طرف سے فدیہ ادا کرنے کی کیفیت اور میت کی طرف سے روزے اور نماز معاف کرانے یا اسقاط کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ اصل میں شرعی لحاظ سے میت پر جو اللہ تعالیٰ کے حقوق، فرائض اور واجبات باقی ہیں، جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، نذر، کفارہ، صدقہ فطر، عشر اور سجدہ تلاوت وغیرہ ان کے لئے میت کی طرف سے فدیہ دیا جاتا ہے۔ اس رسالہ میں فدیہ اور اسقاط کا تفصیل ہے۔ یہ رسالہ 1300ھ میں مطبع محمد وزیر کلکتہ سے شائع ہو چکا ہے۔

14-فیض الغنی فی تقدیر صاع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فارسی):

مخدوم صاحب نے اس رسالہ میں دو باتوں پر بحث کی ہے:

(1) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدنی ناپ کا صاع

(2) صدقۃ الفطر اور اس کے متعلقہ مسائل

اس رسالہ میں مخدوم صاحب کی صرف ایک مسئلہ پر اتنی وسیع جستجو اور جدوجہد کا ثبوت ملتا ہے۔ آپ نے ٹھٹھہ شہر میں رائج وزن سے لے کر مکہ اور مدینہ کے مد اور صاع کی ناپ کے ساتھ واپس ٹھٹھہ آ کر وزن سامنے رکھ کر مسئلہ کو حل کیا ہے۔ جس سے آپ کی علمی تحقیق کا بلند معیار ظاہر ہوتا ہے۔

آپ نے اس رسالہ کا دوسرا نام "کشف السرعن تقدیر صدقۃ الفطر" رکھا ہے۔ اس کا مخطوطہ مکتبہ عالیہ نمبر درگاہ شریف پیر جھنڈو میں موجود ہے۔

15-اصلاح مقدمۃ الصلوٰۃ (سندھی)

16-اصلاح مقدمۃ الصلوٰۃ (فارسی)

یہ دونوں اصلاح ابوالحسن ٹھٹھوی کی مشہور فقہی درسی کتاب "مقدمۃ الصلوٰۃ" کی اصلاح میں لکھی گئے ہیں

ابوالحسن ٹھٹھوی نے کتاب "مقدمۃ الصلوٰۃ" سندھی لکھی تھی، جو قرآن مجید مکمل کرنے کے بعد بچوں کو مکتب میں ابتدائی درسی کتاب کے طور پر پڑھائی جاتی تھی۔ اور "ابوالحسن کی سندھی" کے نام سے مشہور تھی۔ اس رسالہ میں نماز کے بابت کئی مسائل تحقیق طلب تھی، اس لئے مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی نے ان تحقیق طلب مسائل اور مقامات پر اپنے اصلاحی بیت شامل کئے، جن سے "مقدمۃ الصلوٰۃ" کے ان مسائل کو سمجھنے میں آسانی ہوئی، یہ اضافی ابیات "مقدمۃ الصلوٰۃ" کے موجودہ مطبوعہ نسخوں میں 21 مقامات پر شامل ہیں۔

مخدوم صاحب کی اس ابتدائی اصلاحی تنقید کے بعد آپ کے ہم عصر مخدوم محمد قائم ٹھٹھوی نے ابوالحسن سندھی کی حمایت اور تائید میں اور مخدوم محمد ہاشم کے جواب میں "الرد علی اصلاح مقدمۃ الصلوٰۃ" لکھا۔ اس طرح علمی اور تحقیقی بحث کا آغاز ہوا۔ مخدوم محمد ہاشم نے مخدوم محمد قائم کے جواب میں ایک عربی رسالہ لکھا اور اس کے دو نام رکھے (1) : "الشفاء الدائم عن اعتراض القائم" (2) "تنویر الاصباح علی مسالک الاصلاح"۔

سندھ کے نامور اسکالر ڈاکٹر نبی بخش بلوچ مخدوم صاحب کی اصلاح تنقید اور تحقیق کے بابت لکھتے ہیں:

"مخدوم ابوالحسن ٹھٹھوی کی سندھی میں لکھی گئی کتاب "مقدمۃ الصلوٰۃ" اس اعلیٰ درجہ کی ثابت ہوئی کہ سندھ کے دو چوٹی کے علماء مخدوم محمد ہاشم اور مخدوم محمد قائم نے اس پر قلم اٹھایا۔ مخدوم محمد ہاشم نے اپنی طرف سے اصلاح کر کے تحقیق کا دروازہ کھولا۔ مخدوم محمد قائم نے اس پر اعتراضات کئے، جن کے مخدوم محمد ہاشم نے جوابات دیئے۔ اس طرح تحقیق و تنقید کا سلسلہ جاری ہوا۔" (50)

17-الحجۃ الجلیۃ فی مسئلۃ سور الاجنبیۃ (عربی):

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی نے اس رسالہ میں اجنبی مرد یا عورت کا جھوٹا پانی وغیرہ اجنبی عورت اور مرد کے لئے پینے کے مسئلہ پر بحث کی ہے۔ اس رسالہ کا خطی نسخہ قاضی غلام محمد ہالائی کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

18-موہبۃ العظیم فی ارث حق مجاور الشعر الکریم (عربی):

اس رسالہ میں اس فقہی سوال کا جواب ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب موئے مبارک، جو مختلف مقامات پر زیارت گاہ عام وخاص ہیں، ان کا حق مجاورت کس کو حاصل ہے؟

19-رفع النصب لتکثر التشہدات فی صلوٰۃ المغرب (عربی)

20-القول المعجب فی تکثر التشہدات فی المغرب (عربی)

21-ھز المنکب فی تکثر التشہدات فی المغرب (عربی):

مغرب کی نماز میں تشہد کتنی بار پڑھا جا سکتا ہے؟ اور ایسی فقہی صورتیں سہو وغیرہ کی وجہ سے کتنی ہو سکتی ہیں؟ یہ تینوں رسالے اس مسئلہ پر مشتمل ہیں۔

22-تنبیہ نامہ سندھی:

مخدوم محمد ہاشم کے اس رسالہ میں دو مسائل کے بابت تنبیہ وارد ہے۔

(1) بے نمازیوں کو نماز پڑھنے کی تاکید اور نہ پڑھنے والوں کے لئے عذاب اور تنبیہ کا ذکر ہے۔

(2) محرم اور عاشورہ میں ماتم کرنے اور تابوت بنانے سے منع کی گئی ہے۔ یہ رسالہ 1312ھ میں مطبع مصطفائی لاہور سے چھپ چکا ہے۔

23-شد النطاق فیما یلحق من الطلاق:

فقہ اور معاملات میں نکاح وطلاق کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ مخدوم صاحب نے اس رسالہ میں طلاق کے بارے میں تحقیقی انداز میں بحث کی ہے۔ یہ رسالہ 1300ھ میں مطبع مصطفائی لاہور سے طبع ہو چکا ہے۔

24-السیف الجلی علی ساب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

اس رسالہ میں اس مسئلہ پہ بحث ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم رسول اکرم ﷺ کو گالیاں دے یا کوئی سنگدل مسلمان بھی سردار دو جہاں ﷺ کے شان میں گستاخی کرے تو اس کی شرعی طور پہ سزا اور حکم کیا ہونا چاہیے۔ مخدوم صاحب نے کافی شافی روایات اور عبارات لا کر ثابت کیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان یا غیر مسلم نبی کے شان میں گستاخی کرے تو وہ واجب القتل ہے۔ اس اہم اور نازک مسئلہ کے بابت دین کی بڑی بڑی کتابوں کے حوالے پیش کر کے کئی نکات بیان کئے ہیں، تاکہ کوئی غیر مسلم یا بے ادب گستاخ مسلمان گستاخی کرنے کی جرات نہ کر سکے۔

25-رد رسالہ قرۃ العین فی البکاء علی الحسین:

مخدوم محمد ہاشم محمد معین ٹھٹھوی کے چند رسائل کا رد لکھا ہے، جن میں سے یہ رسالہ بھی ایک ہے۔ مخدوم محمد ٹھٹھوی اہل سنت کے موقف کے برخلاف محرم میں ماتم کرنے کو جائز قرار دیتے تھے۔ مخدوم محمد ہاشم نے مخدوم محمد معین کے ادب و احترام کے باوجود ان کے رسالہ کا رد لکھا اور دوسرے علماء کو بھی اس طرف متوجہ کیا۔ دلائل سے مزین یہ مختصر تحریر مخدوم صاحب کی جرات، ہمت اور علمی عظمت کی نشانی ہے۔

26-درھم الصرۃ فی وضع الیدین تحت السرۃ:

یہ رسالہ شیخ محمد حیات سندھی مدنی کے رد میں لکھا گیا ہے، جنہوں نے نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کے جواز کا فتوی دیا تھا۔ مخدوم محمد ہاشم نے حنفی مذہب کی تائید میں بھرپور بحث کر کے مسئلہ کو ثابت کیا ہے کہ نماز میں مردوں کو سینے کے نیچے ہاتھ باندھنے چاہئیں۔

27-معیار النقاد فی تمییز المغشوش عن الجیاد:

شیخ محمد حیات سندھی نے مخدوم محمد ہاشم کے رسالہ "درھم الصرۃ" کا جواب "الدرۃ فی اظہار غشن نقد الصرۃ"

لکھا۔ مخدوم محمد ہاشم نے بروقت "معیار النقاد" لکھ کر شیخ محمد حیات سندھی کے اعتراضات کے جوابات دیئے اور اپنے نکتہ نظر کو واضح کر کے حنفی مسلک کو ثابت اور واضح کیا ہے۔

مخدوم محمد ہاشم کے دوسرے ہم عصر عالم مخدوم ابوالحسن کبیر ٹھٹھوی مدنی جو شیخ محمد حیات سندھی کے استاد تھے، وہ شاید اسی مسئلہ میں شیخ محمد حیات کے ہم خیال تھے، اس لئے مخدوم محمد ہاشم نے اس رسالہ میں مخدوم محمد حیات کے ساتھ ان کے استاد شیخ ابوالحسن کبیر کا بھی اشارتاً ذکر کیا ہے۔

28-ترصیع الدرۃ علی درھم الصرۃ:

یہ رسالہ بھی شیخ محمد حیات سندھی کے رد میں لکھا گیا ہے۔ مخدوم صاحب نے اس رسالہ میں دوسرے رسائل کی طرح حنفی مسلک کی تائید میں شیخ محمد حیات سندھی کو علمی جواب دے کر ان کو قائل کرنے کی کوشش کی ہے۔

29-نور العینین فی اثبات الاشارۃ فی التشھدین:

نماز میں تشہد کی حالت میں اشہد انگلی سے اشارہ کرنے کے مسئلہ پر مخدوم صاحب کی تصنیف ہے۔ اگرچہ فقہاء احناف کے درمیان بھی اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ لیکن امام ابوحنیفہ کے شاگرد امام محمد بن الحسن موطا میں اشارہ کو حدیث سے ثابت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے۔ اس لئے اکثر احناف کا اسی قول پر فتویٰ ہے اور ان کا عمل بھی اسی پر رہا ہے۔ مخدوم صاحب نے احادیث اور عقلی و نقلی دلائل اور فقہاء احناف کے اقوال جمع کئے ہیں، تاکہ اس پر عمل کیا جاسکے۔

محترم ڈاکٹر مولا بخش سکندری نے "نور العینین" کو ایڈٹ کر کے اس پر سندھ یونیورسٹی جامشورو سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔

30-رفع الغطاء عن مسئلۃ جعل العمامۃ تحت الرداء:

مخدوم صاحب کے وقت میں یہ بات مشہور تھی کہ نماز کی حالت میں پگڑی کے اوپر چادر پہننا سنت ہے

اور کاندھوں پر چادر اوڑھنا مکروہ ہے۔ جیسے نماز میں ننگا سر کرنا مکروہ ہے۔ اگر کسی نے نماز میں پگڑی پر چادر نہ پہنی تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔ مخدوم صاحب نے اس رسالہ میں ان باتوں کا رد کر کے صحیح راستہ کی رہنمائی کی ہے کہ پگڑی کے اوپر چادر اوڑھنا یا کاندھوں پر چادر اوڑھنا جائز ہے اور مکروہ نہیں۔

31- کشف الرین عن مسئلة رفع الدین:

مخدوم صاحب نے رسالہ عربی میں رفع الیدین کے رد میں تحریر کیا ہے۔ حنفی مسلک میں تکبیر تحریمہ کے سوا نماز میں، رکوع میں جاتے وقت، رکوع سے اٹھتے وقت اور تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت رفع الیدین نہیں کی جاتی۔ مخدوم صاحب نے اس پر مفصل بحث کر کے حنفی مسلک کے موقف کو ثابت کیا ہے۔

یہ کتاب مولانا عبد العلیم ندوی کے اردو ترجمہ کے ساتھ مدرسہ مدینة العلوم بھینڈ و شریف کی طرف سے اور مولانا عبد الرزاق مہران کے سندھی ترجمہ کے ساتھ مکتبہ حزب الاحناف سانگھڑ سے شائع ہو چکی ہے۔

32- تمام العنایة فی الفرق بین صریح الطلاق والکنایة:

اس رسالہ میں مخدوم صاحب نے طلاق کے صریح الفاظ کے ساتھ یا اشافہ کنایہ سے دینے کے مسئلہ پر تحقیقی بحث کی ہے۔ اپنی تحقیق کی تائید میں مخدوم محمد جعفر بوبکائی کی دو کتابوں "حل العقود فی طلاق المسود" اور "المتانة فی مرمة الخزانة" کے حوالے بھی دیئے ہیں۔ یہ رسالہ 1300ھ میں مطبع مصطفائی لاہور سے چھپ چکا ہے۔

33- القول الانور فی حکم لبس الاحمر:

یہ رسالہ مخدوم صاحب نے مردوں کے لئے سرخ کپڑے پہننے کی ممانعت کے بارے میں لکھا ہے۔ جس میں قرآن، تفسیر، حدیث، فقہ، اصول حدیث، اصول فقہ، علم کلام وغیرہ کے ایک سو سے زیادہ کتب

کے حوالے دیئے ہیں۔ تحریر کا انداز عالمانہ اور محققانہ ہے، جس سے ان کی قرآن فہمی اور علم تفسیر، حدیث اور فقہ کی مہارت کا ثبوت ملتا ہے۔

34-الحجۃ القویۃ فی حقیقۃ القطع بالافضلیۃ:

یہ رسالہ مخدوم صاحب کی دو کتابوں "السنۃ النبویۃ فی حقیقۃ القطع بالافضلیۃ اور الطریق الاحمدیۃ فی حقیقۃ القطع بالافضلیۃ" کا خلاصہ ہے۔ مخدوم صاحب نے اسے ہم عصر عالم مخدوم محمد معین ٹھٹھوی کی کتاب "الحجۃ الجلیۃ فی رد من قطع بالافضلیۃ" کا رد لکھا ہے۔ آپ نے احادیث مبارکہ کے دلائل سے چاروں خلفاء کی ترتیب اور فضیلت ثابت کی ہے۔

35-التحفۃ المرغوبۃ فی افضلیۃ الدعاء بعد المکتوبۃ:

مخدوم صاحب نے یہ رسالہ اپنے دور کے کسی علماء کے جواب میں لکھا ہے۔ جنہوں نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ فرض نماز کے بعد دعا مانگنا مکروہ ہے۔ آپ نے فرض نماز کے بعد سنت سے پہلے دعا مانگنے کو دلائل سے ثابت کیا ہے۔

36- تنقیح الکلام فی النھی عن قرأۃ الفاتحۃ خلف الامام:

مخدوم صاحب نے یہ رسالہ فرض نماز میں امام کے پیچھے مقتدی کے لئے سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے کے بارے میں لکھا ہے۔ مخدوم صاحب سے ان کے دور کے بعض لوگوں نے سوال کیا تھا کہ کیا نماز میں مقتدی کے لئے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ آپ نے یہ رسالہ اس سوال کے جواب میں لکھا ہے۔ احادیث مبارکہ، تابعین اور فقہاء کے اقوال لاکر حنفی مذہب کی تائید میں ثابت کیا ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو سورۃ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے۔

37-ردالرسالۃ المعینیۃ:

مخدوم صاحب کا یہ رسالہ مخدوم محمد معین ٹھٹھوی کے رد میں لکھا گیا ہے۔ مخدوم صاحب خلافت میں اہلسنت کے عقیدے کے قائل تھے۔ مخدوم محمد معین ٹھٹھوی نے خلفاء راشدین کے بابت حدیث، رجال اور تاریخ کے مطابق صحیح ترتیب کے خلاف حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تین خلفاء پر افضلیت کے جواز میں رسالہ لکھا تھا۔ مخدوم صاحب نے اس رسالہ میں یہ بحث لا کر حوالہ جات سے ثابت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قابل احترام صحابی ہیں، لیکن خلافت کی ترتیب مشہور روایات اور تاریخ کی روشنی میں آج تک جو چلتی آئی ہے، وہ صحیح اور حق ہے۔

38- کشف الغطاء عما یحل ویحرم من النوح والبکاء:

مخدوم صاحب نے یہ رسالہ مشہور عالم مخدوم محمد ٹھٹھوی کے رد میں لکھا ہے۔ مخدوم محمد معین نے ایک رسالہ "قرۃ العین فی البکاء علی الحسین" لکھا تھا، جس میں لکھا تھا کہ ماتم کرنا، مجالس عزا منعقد کرنا، محرم کے ایام میں سیاہ کپڑے پہننا اچھے کام ہیں۔ مخدوم صاحب نے اس رسالہ میں قرآن، حدیث، فقہ، لغت اور تاریخی حوالوں اور عقلی و نقلی دلائل سے مخدوم محمد معین کا رد کیا ہے۔

39- تحقیق المسلک فی ثبوت اسلام الذمی بقولہ للمسلم انا مثلک۔

مخدوم صاحب نے یہ رسالہ اس فقہی مسئلہ کے متعلق لکھا ہے کہ اگر کوئی ذمی کافر مسلمان کو کہے کہ میں آپ جیسا ہوں تو وہ ذمی ان الفاظ کہنے سے مسلمان ہو جائے گا۔ اور اس پر اسلام کا حکم نافذ ہوگا۔ آپ نے تحقیق سے یہ مسئلہ ثابت کیا ہے اور مخالفین کے اعتراضات کے مفصل جوابات دیے ہیں۔

40- تصحیح المدرک فی ثبوت اسلام الذمی بقولہ انا مثلک:

یہ رسالہ مخدوم صاحب نے اپنی کتاب "تحقیق المسلک فی ثبوت اسلام الذمی بقولہ للمسلم انا مثلک" کا خلاصہ

ہے۔آپ نے 51 دلائل سے یہ مسئلہ واضح کیا ہے۔

41-خطبات ہاشمیہ:

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی صاحب جمعہ اور عیدین پر جو خطبے ارشاد فرماتے تھے، ان کو آپ کے شاگرد رشید مخدوم عبداللہ بن محمد رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "جامع الکلام فی منافع الانام" میں "الخطبات الھاشمیۃ فی العیدین والجمعۃ" کے عنوان سے نقل کئے ہیں۔ مفتی محمد جان نعیمی مدرسہ مجددیہ نعیمیہ ملیر کراچی نے یہ خطبات الگ کتابی صورت میں "خطبات ہاشمیہ" کے نام سے شائع کئے ہیں۔

42-الحجۃ القویۃ فی الرد علی من قدح فی الحافظ ابن تیمیہ:

مخدوم محمد معین ٹھٹھوی نے شیخ ابن تیمیہ کی کتاب "منھاج السنۃ النبویۃ" پر اعتراضات کئے تھے اور انہیں سخت تنقید کا نشانہ بنایا تھا۔ مخدوم صاحب نے اس رسالہ میں مخدوم محمد معین کے ان اعتراضات کے کافی وشافی جوابات دے کر اہل سنت کی ترجمانی کی ہے۔ یہ رسالہ ڈاکٹر عبدالقیوم سندھی نے ایڈٹ کر کے مطبع الصفا مکتۃ المکرمہ سے شائع کیا ہے۔

43-الطراز المذھب فی ترجیح الصحیح من المذھب:

مخدوم صاحب نے حنفی مذہب کے کچھ اختلافی مسائل میں متقدمین اور متاخرین کے اختلاف کو سمجھنے کے لئے موجودہ دور کے علماء وطلباء کے لئے رہنمائی فرمائی ہے اور اس اختلاف کو قواعد کے مطابق اصول وفروع کو واضح کر کے کافی وشافی جوابات دیئے ہیں۔ کتاب، سنت، اجماع اور قیاس کے رد سے اختلاف کو حل کیا ہے۔

44-تحفۃ الاخوان فی منع شرب الدخان:

مخدوم صاحب نے اس رسالہ میں تمباکو استعمال کرنے کی ممانعت کے بابت دلائل دے کر اسے حرام

اور مکروہ ثابت کیا ہے۔ سگریٹ، بیڑی، حشیش اور افیم کے شرعی اور طبی نقطہ نظر سے نقصانات واضح کئے ہیں۔

45-نتیجۃ الفکر فی تحقیق صدقۃ الفطر:

مخدوم صاحب نے صدقہ فطر کے مسائل اور صاع نبوی ﷺ کی ناپ کے بارے میں ایک کتاب "فیض الغنی فی تقدیر صاع النبی ﷺ" لکھی تھی۔ یہ رسالہ بھی اس سلسلہ کی کڑی ہے۔

46-فضائل نماز و دعاء عاشورہ:

مخدوم صاحب نے اس مختصر رسالہ میں اسلامی ہجری سال کے پہلے مہینے محرم الحرام کے عاشورہ کے دنوں میں صحیح اور جائز ثواب کے کاموں کو واضح کیا ہے، تاکہ لوگ غلط اور غیر شرعی رسوم سے بچیں۔ اس سے اسلامی ہجری سال کے پہلے مہینہ کی اہمیت بھی واضح ہوتی ہے۔ (51)

مخدوم محمد ہاشم کی فقہی خدمات کی یہ ایک مختصر جھلک ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مخدوم صاحب نے ہر ایک فقہی مسئلہ پر دو دو، تین تین رسالے اور کتابیں تصنیف کی ہیں۔

علماء سندھ میں مخدوم صاحب فقہی مسائل میں سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر کسی علمی اور فقہی مسئلہ میں اختلاف ہوتا ہے اور کسی کی تائید میں مخدوم صاحب کی غیر مبہم اور واضح قول یا فتویٰ پیش ہوتا ہے تو اسی وقت نزاع ختم ہو جاتا ہے۔ مثلاً مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی مقالات قاسمی میں لکھتے ہیں:

"اس دور میں ذبح فوق العقدہ پر سندھی مفتیوں کے فتووں کی لے دی ہوئی۔ ہمایوں فکر کے علماء دونوں کی حلت کے قائل تھے اور مولانا سید محمد شاہ ایک کو حلال اور دوسرے کو حرام کہہ رہے تھے۔ دونوں کی تحریروں کا سلسلہ چلا۔ ہمایوں میں مناظرہ رکھا گیا۔ اس وقت مولانا محمد قاسم یاسینی کی طرف سے حلت کے لئے مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی کے "بیاض ہاشمی" کی ایک عبارت دکھائی گئی۔ جس نے سب کو خاموش کر دیا۔" (52)

حال ہی میں مفتی رشید احمد لدھیانوی دیوبندی نے "صاع" کی تحقیق کرتے ہوئے مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی کے قول اور فتویٰ کو سامنے رکھا ہے۔ بلکہ ان کی کوشش ہوتی تھی کہ اس مسئلہ کی بابت مخدوم ٹھٹھوی کی رائے معلوم کی جائے اور اس کو ترجیح دی جائے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"بارہویں صدی کے مشہور فقیہ حضرت مولانا محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمتہ اللہ علیہ کا فضل وکمال کسی اہل علم سے مخفی نہیں۔ بندہ نے سب سے پہلے مسبوق خلف المسافر سے متعلق موصوف کا فتویٰ دیکھا تو آپ کی قوت استدلال، تعمق نظر اور اختصار کے ساتھ فیصلہ کن اور تشفی بخش جواب نے مجھے بہت متاثر کیا۔ اس کے بعد سے میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ ہر الجھے ہوئے مسئلہ میں علامہ موصوف کی تحقیق معلوم ہو جائے۔ چنانچہ مسئلہ زیر بحث میں بھی نے اس کی کوشش کی۔ جو بحمہ اللہ تعالیٰ بارآور ہوئی۔" (53)

الغرض مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی کی فقہی خدمات ہمارے لئے تاقیامت مشعل راہ رہیں گی۔ جب تک فقہ او فتویٰ نویسی ہے، مخدوم ٹھٹھوی کا نام روشن رہے گا اور ان کی ہوئی فقہی خدمات سے فیض حاصل کیا جاتا رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

حواشی و حوالہ جات

1- عبدالحی الحسنی "نزہۃ الخواطر" 1/35

قاضی اطہر مبارکپوری (الف) "رجال السند والہند" 237

(ب) "القعد الثمین" 224

محمد اسحاق بھٹی (الف) "برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ" 15

(ب) "فقہائے ہند" متعلقہ صفحات

(ت) "فقہائے پاک و ہند" متعلقہ صفحات

شمس الدین الذہبی (الف) "تذکرۃ الحفاظ" 1/107

(ب) "سیر اعلام النبلاء" 7/387

2- عبدالکریم سمعانی "الانساب" متعلقہ صفحات

3- بشاری مقدسی "احسن التقاسیم" 363

4- علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی مقالہ سندھ میں فتویٰ کا فن "مقالات قاسمی" 120 ص

5- قاضی اطہر مبارکپوری "رجال السند والہند" 49

6- ابن الندیم "الفہرست" 373

7- بزرگ بن شہریار الرامہرمزی "عجایب الہند" 3-4

8- غلام مصطفیٰ قاسمی "مقالات قاسمی" 121

9- ڈاکٹر قاضی یار محمد "سندھ میں فقہی تحقیق کی ارتقاء" 6-7

10- سید عبدالحی الحسنی "نزہۃ الخواطر" 2/166

11- ڈاکٹر قاضی یار محمد "سندھ میں فقہی تحقیق کی ارتقاء" 8-9-10

ڈاکٹر عبدالرزاق محمد الحمرد "قرآن مجید کے سندھی تراجم و تفاسیر" 25-30

	ڈاکٹر محمد جمن تالپور	"سندھ کی دینی درسگاہیں" متعلق صفحات
-12	مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی	"فرائض الاسلام" مترجم عبدالعلیم ندوی، مقدمہ ص 14
-13	غلام رسول مہر	"تاریخ سندھ عہد کلہوڑا" 2/288
-14	روزنامہ الوحید	"سندھ آزاد نمبر" ص 33
-15	فقیر محمد اسماعیل ٹھٹھوی	"بناء الاسلام" مقدمہ 34
-16	مولانا دین محمد وفائی	"لطف اللطیف" ص 91
-17	میر علی شیر قانع	"تحفۃ الکرام" ص 242
-18	مولانا غلام مصطفی قاسمی	مقالہ جیلانی سید سندھ میں "مقالات قاسمی"
-19	مخدوم امیر احمد	مقدمہ "بذل القوۃ" ص 47
-20	ڈاکٹر محمد جمن تالپر	مقدمہ "سندھ کے اسلامی درسگاہ" ص 256
-21	مولانا غلام مصطفی قاسمی	مقدمہ "کنز العبرت" ص 5
-22	ڈاکٹر نبی بخش بلوش	مقدمہ "سندھی زبان و ادب کی تاریخ" ص 43
-23	مولانا غلام مصطفی قاسمی	مقدمہ "تیرہویں صدی ہجری کے مشاہیر سندھ نمبر" ص 30
-24	مولانا دین محمد وفائی	"تذکرہ مشاہیر سندھ" 3/252
-25	ڈاکٹر نبی بخش بلوش	"درسگاہ چوتیاریوں" مقالہ ماہنامہ پیغام کراچی اگست۔ ستمبر 1980ء
-26	مخدوم عبداللطیف ٹھٹھوی	"مناقب مخدوم محمد ہاشم" فارسی قلمی ص 2
-27	اسداللہ شاہ ٹکھڑائی	"تذکرۃ شعراء ٹکھڑ" ص 18
-28	ڈاکٹر عبدالقیوم سندھی	مقدمہ "اللؤلؤ المکنون فی تحقیق مد السکون" ص 18
-29	ڈاکٹر قاضی یار محمد	"سندھ میں فقہی تحقیق کی ارتقاء" ص 66

30- میر علی شیر قانع "تحفۃ الکرام" ص 565

31- ڈاکٹر قاضی یار محمد "سندھ میں فقہی تحقیق کی ارتقاء" 67-68

32- روزنامہ الوحید "سندھ آزاد نمبر" 33

33- محمد صدیق میمن "سندھ کی ادبی تاریخ" 1/152

34- مخدوم عبداللطیف ٹھٹھوی "مناقب مخدوم محمد ہاشم" (قلمی فارسی) 1-4

35- رچرڈ برٹن "سندھ اور سندھو ماتھری میں بسنے والی قومیں" ص 327

36- ڈاکٹر عبدالرسول قادری "مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی سوانح حیات اور علمی خدمات"

208-178

37- مولانا غلام مصطفٰی قاسمی مقالہ ہاشمیہ لائبریری ماہنامہ نئی زندگی جولائی 1959ء ص 28-92

38- میر علی شیر قانع "تحفۃ الکرام" ص 565

39- فہرست المخطوطات المکتبۃ العالیۃ العلمیۃ

40- فہرست المخطوطات المکتبۃ العالیۃ العلمیۃ

41- مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی "بیاض ہاشمی" مخطوط

42- مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی "مظہر الانوار"

43- ڈاکٹر عبدالرسول قادری مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی سوانح حیات 246

44- مخدوم محمد ہاشم "حیات الصائمین"

45- مخدوم محمد ہاشم "زاد الفقیر"

46- خان بہادر محمد صدیق میمن "سندھ کی ادبی تاریخ" 1/80-78

47- مخدوم محمد ہاشم "راحۃ المومنین"

48- مخدوم محمد ہاشم "فاکہۃ البستان"

49-	ڈاکٹر عبدالرسول قادری	ترجمہ "رشف الزلال فی تحقیق فی الزوال"
50-	ڈاکٹر نبی بخش بلوچ	مقدمہ "مصلح المفتاح" ص 27-28
51-	ڈاکٹر عبدالرسول قادری	"مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی" متعلقہ صفحات
52-	مولانا غلام مصطفٰی قاسمی	"مقالات قاسمی" ص 121
53-	مفتی رشید احمد لدھیانوی	"احسن الفتاوی" 4/400

فہرس المراجع والمصادر

ہان رچرڈ "سندھ اور سندھ ماتھری میں بسنے والی قومیں"

بلوچ نبی بخش ڈاکٹر (الف) "سندھی زبان و ادب کی تاریخ" پاکستان اسٹڈی سینٹر، سندھ یونیورسٹی جامشورو 1990ء

(ب) "درگاہ چوٹیاریوں" مقالہ ماہنامہ پیغام کراچی اگست

(ج) مقدمہ "مصلح المفتاح" انسٹیٹیوٹ آف سندھا لاجی جامشورو 1970ء

بھٹی محمد اسحاق مولانا "برصغیر پاک و ہند علم فقہ" دار احیاء التراث العربی بیروت 1987ء

تالپر محمد جمن ڈاکٹر "سندھ کی دینی درسگاہیں" محکمہ ثقافت و سیاحت حکومت سندھ 1982ء

ٹکھڑائی اسداللہ شاہ "تذکرہ شعراء ٹکھڑ" سندھی ادبی بورڈ 1959ء

ٹھٹھوی فقیر محمد اسماعیل مقدمہ "بناء الاسلام" وفائی پرنٹنگ پریس کراچی 1975ء

ٹھٹھوی مخدوم عبداللطیف "مناقب مخدوم محمد ہاشم" فارسی (قلمی)

ٹھٹھوی مخدوم محمد ہاشم

(1) "فرائض اسلام" مترجم مدرسہ بھینڈ و شریف حیدرآباد 1986ء

(2) "بیاض ہاشمی" مخطوطہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی لائبریری "دڑی عکسی سکرنڈ

(3) "مظہر الانوار" ایضاً

(4) "حیات الصائمین" ایضاً

(5) "زاد الفقیر" مجتبائی پریس لاہور 1312ء

(6) "راحۃ المومنین" ایضاً

(7) "فاکہۃ البستان" مخطوطہ انسٹیٹیوٹ آف سندھا لاجی جامشورو

(8) "حیات القلوب فی زیارۃ المحبوب" مطبع کریمی بمبئی 1880ء

(9) "سفینۃ السالکین الی بلد اللہ الامین" مخلوط" مخدوم محمد ہاشم لائبریری" ڈری مکسی سکرنڈ

(10) "تحفۃ السکین الی جناب الامین" ایضاً

(11) "سایہ نامہ" سندھی، مطبع ہری بالنگو بمبئی 1280ھ

(12) "رشف الزلال فی تحقیق فی الزوال" سندھی لینگویج اتھارٹی حیدرآباد" 1994ء

(13) "جمع الیواقیت فی تحقیق المواقیت" مخلوط" مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی لائبریری" ڈری مکسی سکرنڈ

(14) "فتح الکلام فی کیفیۃ اسقاط الصلوٰۃ والیصام" مطبوع محمد وزیر کلکتہ 1300ھ

(15) "فیض الغنی فی تقدیر صاع النبی" مخلوط، المکتبۃ العالیۃ العلمیہ درگاہ شریف پیر جھنڈ و حیدرآباد

(16) "اصلاح مقدمۃ الصلوٰۃ" سندھی مخلوط" مولانا غلام مصطفی قاسمی لائبریری" حیدرآباد

(17) "اصلاح مقدمۃ الصلوٰۃ" (فارسی) مخلوط" مخدوم محمد ہاشم لائبریری" ڈری مکسی سکرنڈ

(18) "الحجۃ الجلیۃ فی مسئلۃ سور الاجنبیۃ" ایضاً

(19) "موہبۃ العظیم فی ارث حق مجاورۃ الشعر الکریم" مخلوط" مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی لائبریری" ڈری مکسی سکرنڈ

(20) "رفع النصب الحکیم التشہدات فی صلوٰۃ المغرب" ایضاً

(21) "القول المعجب فی تکثیر شہادات فی المغرب" ایضا

(22) "ہنر المنکب فی تکثیر التشہدات فی المغرب" ایضاً

(23) "تنبیہ نامہ" سندھی مطبع مصطفائی لاہور 1312ھ

(24) "ش النطاق فیما یلحق من الطلاق" مطبع مصطفائی لاہور 1300ھ

(25) "السیف الجلی علی ساب النبی ﷺ" مخلوط" مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی لائبریری" ڈری مکسی سکرنڈ

(26) "رد رسالہ قرۃ العین فی البکا علی الحسین" مخلوط" مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی لائبریری" ڈری مکسی سکرنڈ

(27) "درہم الصرۃ فی وضع الیدین تحت السرۃ" مخطوط "المکتبۃ الراشدیہ آزاد پیر جھنڈو"
(28) "معیار النقاد فی تمیز المغشوش عن الجیاد" ایضاً
(29) "ترصیع الدرۃ علی درہم الصرۃ" ایضاً
(30) "نور العینین فی اثبات الاشارۃ فی التشہدین" مخطوط "انسٹیٹیوٹ آف سندھالاجی لائبریری جامشورو"
(31) "رفع الغطاء عن مسئلۃ جعل العمامۃ تحت الرداء" مخطوط "مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی لائبریری" ڈڑی. مکھی سکرنڈ
(32) "کشف الرین عن مسئلۃ رفع الیدین" مطبوع مدرسہ مدینۃ العلوم بھینڈ وشریف 1408ھ
(33) "تمام العنایۃ فی الفرق بین صریح الطلاق والکنایۃ" مطبع مصطفائی لاہور 1300ھ
(34) "القول الانور فی حکم لبس الاحمر"، طابع محمد ابراہیم یاسینی رفاہ عام پریس لاہور۔
(35) "الحجۃ القویۃ فی حقیقۃ القطع بالافضلیۃ" مخطوط "مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی لائبریری" ڈڑی مکھی سکرنڈ
(36) "التحفۃ المرغوبۃ فی افضلیۃ الدعاء بعد المکتوبۃ" مطبوع مدرسہ مجددیہ نعیمیہ ملیر کراچی
(37) "تصحیح الکلام فی النہی عن قراۃ الفاتحۃ خلف الامام" مطبوع مدرسہ مدینۃ العلوم بھینڈ وشریف
(38) "رد الرسالۃ المعینیۃ" مخطوط "مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی لائبریری" ڈڑی مکھی سکرنڈ
(39) "کشف الغطاء عما یحل و یحرم من النوح والبکاء" ایضاً
(40) "تحقیق المسلک فی ثبوت اسلام الذمی بقولہ للمسلم انا مثلک" مخطوط المکتبۃ العالیہ العلمیہ درگاہ شریف پیر جھنڈو
(41) "تصحیح المدرک فی ثبوت اسلام الذمی بقولہ انا مثلک" ایضاً
(42) "خطبات ہاشمیہ" مطبوع جامعہ نعیمیہ ملیر کراچی 1990ء
(43) الحجۃ القویۃ فی الرد علی من قدح فی الحافظ ابن تیمیہ مطبع الصفا مکۃ المکرمۃ 1423ھ

(44) "الطراز المذہب فی ترجیح الصحیح من المذہب" مخطوط المکتبۃ العالیہ العلمیہ درگاہ شریف پیر جھنڈو

(45) "تحفۃ الاخوان فی منع شرب الدخان" مخطوط مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی لائبریری "دڑی عکسی سکرنڈ

(46) "تحفۃ الفکر فی تحقیق صدقۃ الفطر" ایضاً

(47) "فضائل نماز و ماہ عاشورہ" ایضاً

حسنی عبدالحی سید

"نزہۃ الخواطر و بہجۃ المسامع والنواظر" دائرۃ المعارف العثمانیہ دکن 1947ء۔

الذہبی شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان

(الف) "تذکرۃ الحفاظ" دائرۃ المعارف العثمانیہ 1958ء۔

(ب) "سیر اعلام النبلاء" موسسۃ الرسالۃ البیروت 1982ء۔

الرامہرمزی بزرگ بن شہریار

"عجائب الہند برہ و بحرہ و جزائرہ" لیدن 1886ء۔

السمعانی ابو سعد عبدالکریم

"الانساب" دائرۃ المعارف العثمانیہ دکن 1963ء۔

سندھی عبدالقیوم ڈاکٹر

"اللولو المکنون فی تحقیق مد السکون" مقدمہ مکتبہ جامعہ بنوریہ کراچی 1999ء۔

قاسمی غلام مصطفیٰ مولانا

(۱) "مقالات قاسمی" مرتبہ ڈاکٹر مظہر الدین سومرو نفیس پریس حیدرآباد 2000ء۔

(۲) مقدمہ "کنز العبرت"

(۳) "تیرہویں صدی ہجری کے مشاہیر سندھ نمبر" شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد

(۴) مقالہ "ہاشمیہ لائبریری ماہنامہ نئی زندگی" حیدرآباد 1959ء

قادری عبدالرسول ڈاکٹر

"مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی سوانح حیات اور علمی خدمات" مقالہ پی ایچ ڈی سندھی ادبی بورڈ جامشورو

2006ء

قاضی یار محمد ڈاکٹر

"سندھ میں فقہی تحقیق کی ارتقاء" سندھی لینگویج اتھارٹی حیدرآباد 1992ء

قانع میر علی شیر

"تحفۃ الکرام" سندھی ادبی بورڈ جامشورو

کھانگھرو عبدالرزاق ڈاکٹر

"قرآن مجید کے سندھی تراجم وتفاسیر" مہران اکیڈمی شکارپور

لدھیانوی رشید احمد مفتی

"احسن الفتاوی"

مبارکپوری قاضی اطہر

(الف) "رجال السند والہند" دارالانصار مصر 1398ھ

(ب) "العقد الثمین فی فتوح الہند ومن ورد فیہا من الصحابۃ والتابعین" طبع ابناء مولوی محمد سورتی بمبئی

1968ء

مہر غلام رسول مولانا

"تاریخ سندھ عہد کلہوڑا" محکمہ ثقافت حکومت سندھ

مخدوم امیر احمد

مقدمہ "بذل القوۃ فی حوادث سنی النبوۃ" سندھی ادبی بورڈ

میمن خان بہار محمد صدیق

''سندھ کی ادبی تاریخ'' مہراز اکیڈمی شکارپور

ابن الندیم

''الفہرست'' نور محمد کتب خانہ کراچی

المکتبۃ العالیۃ العلمیہ درگاہ شریف پیر جھنڈو (فہرست المخطوطات)

المکتبۃ الراشدیہ آزاد پیر جھنڈو (فہرست المخطوطات)

وفائی دین محمد مولانا

(الف) ''لطف اللطیف'' وفائی پبلشنگ ہاؤس کراچی 1978ء

(ب) ''تذکرہ مشاہیر سندھ'' سندھی ادبی بورڈ 1986ء

الوحید روزنامہ

''سندھ آزاد نمبر'' حیدرآباد 1979ء طبع دوم

عکسیات

الطریقۃ المحمدیۃ فی حقیقۃ القطع بالافضلیۃ - ٹائیٹل صفحہ کا عکس

کتاب

لطریقة المحمدیة فی حقیقة القطع بالافضلیة

الطریقۃ المحمدیۃ فی حقیقۃ القطع بالافضلیۃ - آخری صفحہ کا عکس

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه

الحمد لله والصلوة والسلام على من لا نبي بعده وعلى آله واصحابه ومن تخلق

وبعد فيقول العبد المفتقر الى رحمة ربه الغني محمد هاشم بن عبد الغفور

بن عبد الرحمن السندي التتوي كان الله تعالى له وبه ومعه في كل

وقت وحين آمين هذه رسالة مختصرة جمعت فيها ما سئلت من ان

اي دليل من القرآن العظيم واحاديث النبي الكريم صلى الله عليه وآله وسلم

لاهل السنة والجماعة على قولهم بالترتيب المعروف في الافضلية

بين الخلفاء الاربعة اعني ان افضل البشر كلهم بعد الانبياء عليهم

الصلوة والسلام ابوبكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي رضي الله تعالى

عنهم بان لهم على ذالك دلائل كثيرة واسانيد عزيزة فذلك

جمعتها هنا بعد ما كنت جمعتها اولا في الرسالة الكبيرة المسماة

بالسنة النبوية في حقيقة القطع بالافضلية وقد الفت هاتين

الرسالتين ردا على من قال من بعض المتفقهين في رسالته بافضلية

علي رضي الله تعالى عنه على الخلفاء الثلاثة رضي الله تعالى عنهم

وارعو

ترجيح حسن علي الحسين رضي الله عنه وقال العلامة العارف بالله
وقدوة السالكين الشيخ احمد السرهندي نفعنا الله تعالى
ببركاته في المكتوب السابع والستين من مكاتيب المجلد
الثاني بالفظه وحضرت امام حسن افضل است از حضرت امام حسين
رضي الله تعالى عنهما انتهى والحمد لله سبحانه وتعالى على الختام
والصلوة والسلام على سيدنا محمد سيد الانام وعلى آله العظام
وصحبه البررة الكرام ما شرق شارق وهطل غمام
ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم وصلى الله
على خير خلقه ونور عرشه نبينا محمد وآله
واصحابه والتابعين الى يوم الدين
وبارك وسلم برحمتك يا
ارحم الراحمين
تمت بالخير
والسلام

مفتی عبد الرحیم سکندری

مقدمہ از مصنف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه الحمد لله والصلوٰة والسلام على من لا نبي بعده وعلى آله واصحابه ومن نحا نحوه وبعد فيقول العبد المفتقر الى رحمة ربه الغني محمد هاشم بن عبد الغفور بن عبد الرحمن السندي التتوي كان الله تعالى له وبه ومعه في كل وقت وحين آمين۔

اے اللہ عزوجل ہمیں حق دکھا اور اس کی پیروی کی توفیق عطا فرما۔ باطل کی پہچان دے اور اس سے بچنے کی ہمت عطا فرما۔ سب خوبیاں اللہ کیلئے ہیں اور درود وسلام سب سے آخری نبی ﷺ اور ان کی آل واصحاب اور ان کے متبعین رضوان اللہ علیہم اجمعین پر امابعد اپنے رب بے نیاز کی رحمت کا محتاج بندہ محمد ھاشم بن عبد الغفور بن عبد الرحمن سندھی ٹھٹھوی (ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نصرت ورحمت اور عافیت کا طلبگار) کہتا ہے۔

هذه رسالة مختصرة جمعتها لما سئلت من ان اى دليل من القرآن العظيم واحاديث النبي الكريم ﷺ لاهل السنة والجماعة على قولهم بالترتيب المعروف في الافضلية بين الخلفاء الاربعة يعني ان افضل البشر كلهم بعد الانبياء عليهم الصلوٰة والسلام ابوبكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي رضي الله عنهم بان لهم على ذلك دلائل كثيرة واسانيد غزيرة قد جمعتها ههنا بعد ما كنت جمعتها اولاً في الرسالة الكبيرة المسمات بالسنة النبوية في حقيقة

القطع بالافضلية وقد الفت هاتين الرسالتين ردا على من قال من بعض المتظهرين فى رسالته بافضلية على رضى الله تعالى عنه على الخلفاء الثلاثة رضى الله عنهم وادعى فيها امورا ثلثة الاول انه لا دليل لاهل السنة والجماعة على ما ادعوا من هذا الترتيب المتعارف الثانى انه لو سلم ان لهم دليلاً على ذلک فهو معارض بما ورد فى فضائل على رضى الله عنه الثالث انه لو سلم عدم معارضته فلا اقل من ان مسئلة هذا الترتيب المتعارف ظنية لا قطعية فاجبته من هذه الايرادات الثلثة مفصلاً مع الرد على اصل مدعاه فى اصل هذه الرسالة مفصلاً ثم فى ...... المختصر مجملا وشرعت فى تاليف هذه الرسالة المختصرة فى السابع من شهر ذى القعدة الحرام سنة احدى وستين ومائة والف من هجرة سيد الانام عليه افضل صلوٰة والسلام وسميته بالطريقة الاحمدية فى حقيقة قطع بالافضلية وبالله تعالى استعين وهو الموفق والمعين۔

"یہ مختصر رسالہ میں نے اس وقت جمع کیا جب مجھ سے سوال کیا گیا کہ قرآن عظیم اور احادیث نبویہ سے حاصل وہ کون سی دلیل ہے جو اہلسنت و جماعت کے اس موقف کو ثابت کرے کہ!

خلفاء اربعہ کے درمیان درجہ افضیلت اس مشہور ترتیب کے مطابق ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں میں بڑا مرتبہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے ان کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہے۔"

(توضیح) بے شک اہل سنت و جماعت کے پاس اس موقف پر کثیر دلائل اور روشن سندیں موجود ہیں۔ جن کو میں نے یہاں جمع کر دیا ہے۔ اس سے پہلے میں ان دلائل کو اپنے ایک ضخیم رسالے

بنام "السنة النبویه فی حقیقة القطع بالا فضلیة" میں بھی جمع کر چکا ہوں۔ میں نے یہ دونوں رسالے معترضین (معین ٹھٹھوی) کے رد میں لکھے ہیں کہ جس نے اپنے ایک رسالے میں خلفائے راشدین میں خلفاء ثلاثہ پر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا قول کیا ہے اور اس رسالے میں تین باتوں کا دعویٰ کیا ہے۔

۱۔ اہلسنت و جماعت کے پاس ان کے ترتیب معروف والے موقف پر کوئی دلیل نہیں۔

۲۔ بر سبیل تسلیم اگر دلیل ہو بھی تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل میں وارد روایات کے معارض ہے۔

۳۔ اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ معارضہ پیدا نہیں ہوتا تو کم از کم اتنا ضرور ہے کہ ترتیب معروف والا مسئلہ ظنی ہے قطعی نہیں۔

میں نے ان تینوں اعتراضوں کے اپنے ضخیم رسالے میں بالتفصیل اور اس مختصر رسالے میں اجمالاً جواب دینے کے ساتھ ساتھ اس کے اصلی مدعا کا بھی رد کر دیا ہے۔ مختصر یہ کہ میں نے یہ مختصر رسالہ 7 ذی القعدۃ الحرام 1161ھ کو لکھنا شروع کیا اور اس کا نام

"الطریقة المحمدیه فی حقیقته القطع بالا فضلیة" رکھا۔

میں اللہ ہی سے مدد کا طالب ہوں اور وہی حقیقت توفیق دینے والا مدد فرمانے والا ہے۔

فائدہ: و لینبغی ان یعلم ان مدعی اهل السنة والجماعة بهذه الافضلیة لیس الفضل الکلی بمعنی عموم وجه الافضلیة من کل وجه کما فهمه بعض المقام بن غلطا بل ارادوا به الفضل الکلی بمعنی اکمل وجوه الافضلیة وعظمها الذی هو بانفراده کانه یقوم مقام الکل وفسروه باکثریة الثواب عند الله تعالی واکملیة القرب الزلفی لدی الله تعالی وارفعیة درجة الجنة والرضوان فی حضرت الله تعالی وزادوا ایضاً ان مجموع فضائل المفضل تفوق علی مجموع فضائل المفضل علیه ولیس مرادهم بالافضلیة الافضلیة من کل وجه کما

زعمه ذلک البعض اذ ربما توجد فضیلة فی المفضل عیله ولا توجد فی المفضل وربما یوجد فیه ...... فی فضیلة لکن مجموع فضائل هذا یفوق علی فضائل ذاک فتدبر فانه ینفعک۔

فائدہ: یہ جان لیا جائے کہ افضلیت کے حوالے سے اہلسنت و جماعت کے فضیلت کلی کے دعوے کا یہ مطلب نہیں کہ من کل الوجو یعنی ہر ہر بات میں افضلیت مراد ہو جیسا کہ بعض کم فہم لوگوں نے غلطی سے سمجھ رکھا ہے نے سمجھا ہے بلکہ مراد فضل کلی سے وجوہ افضلیت میں جو سب سے کامل اور عظیم وجہ ہے وہ ہے کہ جو ایک ہی کل کے برابر ہے اور علماء اہلسنت نے اس وجہ فضیلت کی تعبیریوں کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک (انبیاء کے بعد مخلوق بشریہ میں) سب سے زیادہ ثواب والے ہیں۔ سب سے کامل قرب الٰہی والے ہیں۔ جنت میں سب سے بلند درجے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب زیادہ پسندیدہ ہیں۔ علماء نے مزید یہ وضاحت بھی کی ہے کہ مفضل (جس کو فضیلت حاصل ہے) اس کے فضائل مجموعی طور پر مفضل علیہ (جس پر فضیلت حاصل ہے) کے مجموعی فضائل پر فائق ہیں۔ اور یہاں بھی علماء کی مراد افضیلت سے افضلیت من کل الوجوہ نہیں جیسا کہ بعض نے سمجھا ہے کیونکہ بسا اوقات کوئی خاص فضیلت مفضل علیہ میں پائی جاتی ہے اور مفضل میں کبھی تو پائی جاتی ہے کبھی نہیں بھی پائی جاتی لیکن مجموعی طور پر اس کے فضائل اس کے فضائل پر غالب رہتے ہیں (فتدبر) غور کیجئے۔ یہ چیز آپ کو فائدہ دے گی۔

فائدة اخری وهما ینبغی ان یعلم انه قد ذکر فی الکتاب المسمی بالعطیة العلیة فی مسئلة الافضلیة انه قد قال الشیخ ابو الحسن الاشعری امام اهل السنة والجماعة ان الافضلیة للخلفاء الاربعة علی الترتیب ...... اهل السنة والجماعة قطعیة قال وترتیبهم فی الفضل کترتیبهم فی الخلافة انتهی کلامه

دوسرا فائدہ: یہ بھی جان لیا جائے کہ کتاب "**العطیة العلیة فی مسئلة الافضلیته**"

یں امام اھل سنت کے شیخ ابو الحسن اشعری علیہ الرحمہ کا یہ فرمان مذکور ہے" خلفاء اربعہ کی افضلیت ۔ اہلسنت وجماعت کی ترتیب معروف کے مطابق قطعی ہے یہ بھی فرمایا کہ ان کی ترتیب افضلیت ایسی ہی ہے جیسی ان کی ترتیب خلافت ہے ۔(ان کا کلام ختم ہوا)![1]

وقال الامام ابو منصور البغدادی اصحابنا مجمعون علی ان افضل الصحابة خلفاء الاربعة علی الترتیب المذکور انتهی ما فی العطیة.

امام ابومنصور بغدادی علیہ رحمتہ اللہ الھادی نے فرمایا" افضل ترین صحابہ خلفائے اربعہ ہیں اور خود ان میں افضیلت ترتیب مذکور کے مطابق ہے (العطیۃ العلیہ کی عبارت ختم ہوئی)۔

(اصول الدین ص ۳۰۴)

وقال الحافظ ابن حجر فی فتح الباری ان الحافظ البیهقی نقل فی کتاب الاعتقاد له ان الامام الشافعی قال اجمع الصحابة واتباعهم علی افضلیة ابی بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی الله تعالی عنهم

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں فرمایا کہ حافظ بیہقی علیہ الرحمہ نے اپنی" کتاب الاعتقاد" میں حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ فرمان نقل کیا ہے" کہ صحابہ اور ان کے تابعین کا اس بات پر اجماع ہے کہ سب سے افضل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان غنی اور پھر حضرت مولی علی رضوان اللہ علیھم ہیں۔" (الاعتقاد ص ۱۹۲)

وقال ابن حجر فیه ایضاً ان الاجماع انعقد بالآخرة بین اهل السنة والجماعة علی

---

[1] امام اہل سنت امام اشعری رحمہ اللہ اپنا عقیدہ لکھتے ہیں۔

واجمعوا علی ان خیر العشرۃ الائمۃ الاربعۃ ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضوان اللہ علیھم

اجماع امت ہے کہ عشرہ مبشرہ میں بہتر ابوبکر، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی رضوان اللہ علیہم۔

(رسالۃ الاشعری لی اھل الثغر ص ۲۲۹)

ان ترتیبهم فی الخلفاء کترتیبهم فی الخلافۃ انتھی

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں ایک جگہ یہ بھی فرمایا کہ بعد میں اہلسنت وجماعت کے نزدیک اس پر اجماع ہوگیا کہ خلفاء اربعہ کی ترتیب افضلیت ان کی ترتیب خلافت ہی کی طرح ہے۔ (ان کا کلام ختم شد)۔ فتح الباری، رقم ۳۶۷۸

وقد قال العلامۃ الشیخ عبد الحق الدھلوی فی تکمیل الایمان له انه قال الامام الشافعی رحمه الله لم یختلف احد من الصحابة والتابعین فی تفضیل ابی بکر و عمر علی سائر الصحابة انتھی

شیخ عبدالحق محدث دھلوی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "تکمیل الایمان" میں فرمایا "امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ کسی صحابی یا تابعی رضی اللہ عنہم کا اس بات میں اختلاف نہیں کہ تمام صحابہ پر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ افضل ہیں" (یہ کلام ختم ہوا)۔

(تکمیل الایمان ص ۱۰۴ مترجم)

فان قلت قد ذکرت انت اجماع الصحابة والتابعین علی تفضیل ابی بکر و عمر علی سائر الصحابة کلھم ولکن اختلف بعض ممن بعدھم فی تفضیل من بعدھما فقد نقل عن ذلک انه توقف فی التفضیل بین عثمان و علی فکیف یکون الترتیب المذکور بتمامه قطعیا

اعتراض: اگر آپ کہیں کہ آپ نے صحابہ و تابعین کا اس بات پر اجماع ذکر کیا ہے کہ شیخین (سیدنا صدیق اکبر و سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما) تمام صحابہ پر بالترتیب افضل ہیں حالانکہ صحابہ و تابعین کے بعد کے بعض علماء کو ختنین (سیدنا عثمان غنی و سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما) کے مابین افضلیت میں اختلاف اور ان سے اس بابت توقف منقول ہے تو پھر ترتیب مذکور کلی طور پر کیسے قطعی ہوسکتی ہے؟

قلنا قد عرفت انفا انه قد انعقد الاجماع بالآخرۃ علی تفضیل عثمان علی علی

وقد تقرر فی الاصول ان الاختلاف المتاخر لا یرفع الاختلاف المتقدم۔

جواب: ہم کہیں گے کہ آپ ابھی ابھی جان چکے ہیں کہ بعد میں حضرت عثمان غنی کے مولیٰ علی رضی اللہ عنہم سے افضل ہونے پر اجماع منعقد ہو گیا تھا اور اصول میں یہ بات ثابت شدہ ہے کہ بعد والوں کا اختلاف پہلے والوں کے اتفاق کو نہیں اٹھا سکتا۔

وایضا قد قال فی الصواعق لابن حجر المکی ان ما روی عن الامام مالک انہ توقف فی تفضیل عثمان علی علی فان مالکا قد ثبت رجوعہ عنہ الی تفضیل عثمان علی علی انتہی۔

مزید یہ کہ "الصواعق" میں ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے امام مالک سے مروی ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ پر افضیلت میں جو توقف منقول تھا آپ نے اس سے رجوع فرما کے یہ موقف اختیار فرما لیا تھا کہ حضرت عثمان غنی، حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں۔ (تو اختلاف ہی نہ رہا)۔!

وصرح القاضی عیاض بذلک ایضا ای بان مالکا رجع فی الضر عمرہ عن التوقف

۔امام حارث بن مسکین فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالک سے تفضیل شیخین کے متعلق سوال کیا تو آپ نے جواب دیا کہ ان دونوں (شیخین) میں کوئی شک نہیں۔ (شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ ۲/۱۹۹، رقم ۲۱۳۱)

امام احمد بن سالم السفارینی حنبلی نے امام مالک کے حوالے سے لکھا:

ای الناس افضل بعد نبیھم فقال ابوبکر ثم عمر ثم قال أو فی ذلک شک.

ترجمہ: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل کون ہے۔ آپ نے فرمایا: حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر پھر فرمایا کیا اس میں شک ہے۔" (لوامع الانوار البھیۃ ۲/۳۶۵)

امام مالک کے شیخین کی افضلیت کے قول کو امام زین الدین عراقی" نے شرح التبصرہ والتذکرۃ صفحہ ۲۱۵۔

امام سخاوی نے فتح المغیث باب معرفۃ الصحابۃ ۳/۷، ۱۲۔ اور امام ابراہیم بن موسیٰ نے الشذ الفیاح ۲/۵۰۷ پر نقل کیا ہے۔

الی القول بتفضیل عثمان علی علی انتھی۔

قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے بھی اس کی تصریح کی ہے کہ امام مالک نے آخر عمر میں توقف والے موقف سے رجوع فرما کر تفضیل عثمان غنی والا موقف اختیار فرمالیا تھا۔ کلام ختم شد۔

وقال الملا علی قاری فی شرحه الفقه الاکبر له ان الحق ان الفضل ای فضل الخلفاء الاربعة رضی الله تعالیٰ عنهم علی الترتیب المتعارف بین اهل السنة والجماعة قطعی انتھی۔

ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمہ نے اپنی "شرح فقہ اکبر" میں فرمایا "حق یہ ہے کہ خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کی افضیلت اہلسنت و جماعت کے درمیان معروف ترتیب کے مطابق قطعی ہے۔ ختم شد۔

(شرح فقہ الاکبر ص ۱۴

وقال العلامة اللاقانی فی عمدة المدید شرح جوهرة التوحید الحق ان هذا الترتیب قطعی انتھی

علامہ لاقانی علیہ الرحمہ نے "عمدۃ المدید شرح جوھرۃ التوحید" میں فرمایا "حق یہ ہے کہ یہ ترتیب قطعی ہے۔ کلام ختم شد۔

وقال الشیخ محمد بن الطیب المغربی فی رسالته ان الجزم بذلک والقطع به هو الذی یمیل الیه الاشیاخ کالبرهان اللقانی فی شرح الجوهرة والامام ابی العباس المنجور فی حواشی الکبریٰ وشرح المحصل وغیرهما والقول بکونه ظنیا غیر معتد به عند المحققین انتھی۔

شیخ محمد بن طیب مغربی نے اپنے رسالے میں فرمایا : "اس ترتیب پر جزم ہے اور یہ قطعی ہے۔ اشیاخ مثلاً برھان لاقانی کا "شرح جوھرۃ" اور امام ابو العباس منجور نے "حواشی الکبریٰ" اور "شرح المحصل" وغیرہ میں اسی طرف میلان ہے۔ اور اس کو ظنی کہنا محققین کے نزدیک کسی شمار میں نہیں۔ کلام ختم شد۔

وعلامه فهامه قطب کامل عارف واصل معروف به حضرت ایشان سرهندی قدس سره در مکاتیب خود در مکتوب سی و هشتم از جلد ثالث فرموده که تفضیل شیخین باجماع صحابه وتابعین ثابت شده است چنانچه نقل کرده اند آنرا اکابر ائمة که یکے از ایشان امام شافعی است وشیخ ابو الحسن اشعری می فرماید که تفضیل ابوبکر و عمر رضی الله تعالیٰ عنهما بر باقی امت قطعی است و از حضرت امیر علی رضی الله تعالیٰ عنه نیز بتواتر ثابت شده است که درزمان خلافت و اوان مملکت خود در حضور جم غفیر از گروه خود میفرمود که ابوبکر و عمر بهترین این امت اند چنانچه امام ذهبی گفته است و امام بخاری در صحیح خود که اصح الکتب بعد کتاب الله است روایت کرده که حضرت امیر علی رضی الله عنه فرموده است که بهترین مردم بعد از پیغمبر علیه الصلوٰة والسلام حضرت ابوبکر است پستر حضرت عمر پستر حضرت مردی دیگر پس گفت پسر او محمد بن الحنفیه که پستر توئی فرمود نیستم من یکمردی از مسلمانان وبالجمله تفضیل شیخین ...... روات ثقات بحد ضرورت و تواتر رسیده است انکار آن از راه جهل است یا از راه ..... انتهی.

علامہ فہامہ قطب کامل عارف واصل معروف بہ حضرت شیخ سرھندی رحمہ اللہ نے اپنے مکتوب شریف کی تیسری جلد مکتوب نمبر 37 میں ارشاد فرمایا "کہ شیخین کی افضلیت اجماع صحابہ و تابعین سے ثابت ہے چنانچہ اکابر امت میں سے امام شافعی اور امام ابوالحسن اشعری سے نقل فرمایا ہے کہ شیخین کی افضلیت تمام امت پہ قطعی ہے اور مولی علی رضی اللہ عنہ پر بھی نیز یہ تواتر سے ثابت ہے۔ کہ زمانہ خلافت اوران مملکت میں اپنے جم غفیر کے سامنے حضرت مولی علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہم اس اُمت کے بہترین افراد ہیں۔ اس کو امام ذھبی نے نقل فرمایا ہے اور امام بخاری نے قرآن کے

بعد صحیح ترین کتاب صحیح بخاری میں روایت فرمایا ہے کہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اس اُمت کے بہترین شخص حضرت ابو بکر پھر حضرت عمر ہیں۔ اس گفتگو کے بعد آپ کے شہزادے حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ نے کہا پھر آپ؟ تو آپ نے فرمایا: میں تو دیگر مسلمانوں کی طرح ایک مسلمان مرد ہوں۔ بالجملہ افضلیت شیخین کثیر ثقہ راویوں کی روایات متواترہ سے ثابت ہے۔ اس کا انکار یا تو جہالت کی وجہ سے یا پھر تعصب کی بنا پر۔ (کلام ختم شد۔)

وکذا اورده العلامة العارف المذکور مثل هذا فی المکتوب السادس والثلاثین بعد المأتین من مکاتبیه من الجلد الاول ایضاً وقال ایضاً فی المکتوب الثانی بعد المائتین من الجلد الاول ما لفظه هکذا کسے که حضرت علی را افضل از حضرت صدیق رضی الله تعالیٰ عنهما گوید از جرکه و مسلکه اهل سنت می بر آید اجماع سلف بر افضلیة حضرت صدیق بر جمیع بشر بعد انبیاء علیهم الصلوٰة والتسلیم منعقد گشته است احمقی باشد که توهم خرق این اجماع نماید. انتهی

اسی طرح آپ رحمہ اللہ نے جلد اول کے مکتوب نمبر 22 میں فرمایا کہ جو شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل جانے وہ اہلسنت و جماعت سے خارج ہو جاتا ہے۔ اس بات پر اسلاف کا اجماع منعقد ہے کہ حضرت صدیق اکبر انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں سے افضل ہیں۔ اس اجماع کا مخالف بڑا احمق ہے۔ (کلام ختم شد۔)

وقال ایضاً فی المکتوب السادس والستین بعد المأتین من الجلد الاول وآنکه خلفاء اربعه را برابر داند و فضل یکی بر دیگری فضولی انگارد بو الفضولی است عجب بو الفضولی که اجماع اهل حق را فضولی داند وآنچه صاحب فتوحات مکیه گفته که سبب ترتیب خلافتهم مدت اعمارهم

دلالت بر مساوات در فضیلت ندارد چه امر خلافت دیگر است و مبحث افضلیت دیگر ولو سلم پس این وامثال این از شطحیات شیخ ابن عربی است که شایان تمسک نیست اکثر معارف کشفیه او که از علوم اهل سنت وجماعت جدا افتاده است از صواب دور است انتهی۔

اسی طرح جلد اول کے مکتوب نمبر 266 میں فرمایا" جو شخص خلفاء اربعہ کو برابر جانے اور ان کے مابین ایک کو دوسرے پر فضیلت دینے کو فضول سمجھے وہ خود بڑا فضول اور احمق ہے کتنا عجیب ابو الفضول ہے وہ شخص جو اھل حق کے اجماع کو فضول سمجھتا ہے۔ اور یہ جو صاحب فتوحات مکیہ نے کہا کہ خلفاء اربعہ کی ترتیب خلافت کا سبب ان کی عمروں کی مدت ہے یہ فضیلت ومساوات پر دلیل نہیں کیونکہ خلافت کچھ اور ہے اور افضیلت کچھ اور ہے۔ یہ قول صحیح نہیں پھر اگر اسے مان بھی لیا جائے تو یہ اور اس طرح کی دیگر باتیں صاحب فتوحات مکیہ شیخ ابن عربی کی شطحیات کی قسم سے ہیں۔ جو قابل حجت نہیں۔ ان کے اکثر معارف کشفیہ جو علوم اہل سنت سے ہٹ کر واقع ہوتے ہیں صحت ودرستی سے دور ہیں۔ (ان کا کلام ختم شد۔)

ولاخفاء انه اذا كان من يحتقد مساتهم على رضى الله تعالى عنه الى ابى بكر فضوليا ومبتدعا واحمق وخارجا من الفرقة الناجية من اهل السنة والجماعة فلا شک ان من فضله عليه يكون اولى بنسبة الفضول والابتداع والاحمق والخروج من الفرقة الناجية ولهذا قال فى الخلاصة والاشباه والنظائر و ذخيرة الناظر ونور العين ان من فضل عليا على الشيخين فهو مبتدع انتهى۔

مصنف فرماتے ہیں اور اس میں کوئی خفاء نہیں کہ جب مولیٰ علی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم کے درمیان افضیلت کی برابری کا اعتقاد رکھنے والا فضولی بدعتی، احمق اور فرقہ ناجیہ اہلسنت وجماعت سے خارج ہے تو جو مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت دے وہ بدرجہ اولیٰ فضولی بھی ہے بدعتی

بھی ہے احمق بھی ہے اور فرقہ ناجیہ اھل سنت و جماعت سے خارج بھی ہے۔

بنا بریں الاشتباہ والنظائر، ذخیرہ الناظر اور نور العین الخ میں فرمایا جس نے حضرت علی کو شیخین پر فضیلت دی وہ بدعتی ہے (انتھی)۔ (الاشباہ والنظائر ص ۲۱۵)

ومثله في شرح المواقف السيد الشريف الجرجاني وقال في المنتقى للحنيفية سئل ابو حنيفة رحمه الله عن مذهب اهل السنة والجماعة فقال ان تفضل الشيخين وتحب الختنين انتهى. وفي كلامه دلالة على ان من فضل عليا على الشيخين فهو خارج عن اهل السنة والجماعة في تفضيله هذا۔

اسی کی مثل سید شریف جرجانی رحمہ اللہ کی شرح مواقف میں ہے المنتقی للحنفیہ میں فرمایا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مذھب اھلسنت و جماعت کی پہچان سے متعلق سوال ہوا تو آپ نے فرمایا شیخین کو افضل قرار دینا ختنین سے محبت کرنا۔ (انتھی)۔

آپ رحمہ اللہ کے کلام میں اس بات پر دلالت ہے کہ مولی علی کو شیخین پر فضیلت دینے والا اپنے اس اعتقاد کی وجہ سے مذھب اھلسنت و جماعت سے خارج ہے۔!

وقال العلامة المحقق زين الدين ابن نجيم الحنفي صاحب البحر الرائق في

! شرح قصیدہ امالی میں ہے: من أنكره يوشك أن في إيمانه خطرا (شرح بدء الامالی تحت بیت ۳۴)
جو شخص تفضیل شیخین سے انکار کرے قریب ہے کہ اس کے ایمان میں خطرہ ہو۔

شمس قہستانی کی "شرح نقایہ" میں ہے: يكره إمامة من فضل عليا على العمرين رضي الله تعالى عنهم
جو مولا علی کو حضرت ابوبکر و عمر پر فضیلت دے اس کی امامت مکروہ (تحریمی) ہے۔
(جامع الرموز للقہستانی، فصل یجعل الامام، جلد ۱، صفحہ ۱۷۲)

علامہ ابراہیم حلبی "غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی" میں فرماتے ہیں:
من فضل عليا فحسب فهو من المبتدعة. (غنیۃ المستملی، فصل فی الامامۃ، صفحہ ۴۴۳)
جو مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ کو صرف افضل بتاتا ہے وہ اہل بدعت سے ہے۔

رسالة له في الكبائر والصغائر ان تفضيل على على الشيخين من الذنوب الكبائر انتهى۔

علامہ محقق زین الدین ابن نجیم حنفی صاحب بحر الرائق نے اپنے رسالے "الکبائر و الصغائر" میں فرمایا مولی علی کو شیخین پر فضیلت دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے (انتہی)۔ (البحر الرائق ج ص ۶۱۱)

ففي هذه العبارات تصريح بان من فضل عليا على الشيخين فهو مبتدع فاسق صاحب كبيرة وفساد عقيدة فلا ينبغي لاحد الاقتداء به ولا الاخذ بقوله وقد قال النبي ﷺ من بدعة ضلالة الضال لا متابعة له ولا يقتدى به وسيأتى كلام رده وتقبح ما قوله ايضاً بقول سيدنا على رضى الله تعالىٰ عنه من فضلني على ابى بكر و عمر رضى الله تعالىٰ عنهما جلدته جلد المفترى فسماه سيدنا على كرم الله وجهه مفتريا ولا قول للمفترى ولا متابعة له وايضاً فيما قدمنا من العبارات السابقات عن اللاقانى و الملا على قارى وامثالهما رد عظيم على من قال بان مسئلة الافضلية اجتهادية ظنية مستندا بامور ثلثة۔

ان عبارات میں تصریح ہے کہ حضرت علی کو شیخین پر فضیلت دینے والا بدعتی، فاسق، مرتکب کبیرہ اور مفسد العقیدہ ہے۔ کوئی بھی اس کی پیروی نہ کرے اور نہ ہی اس کی بات کو کوئی اختیار کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ہر وہ نئی بات جو کسی گمراہ کی گمراہی ہو اس کی کوئی اتباع نہیں اس کی کوئی اقتدا نہیں"۔ اس کا مزید رد آگے آتا ہے۔ اس قائل کے قول کی قباحت حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے اس فرمان سے بھی واضح ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا جس نے مجھے حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہم پر فضیلت دی میں اس کو سزا میں اتنے کوڑے لگاؤں گا جتنے بہتان تراش کو لگتے ہیں تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو بہتان تراش کا نام دیا اور بہتان تراش کا نہ تو کوئی قول معتبر ہوتا ہے اور نہ اس کی پیروی روا۔ اور یوں بھی ہم نے پیچھے جو علامہ لاقانی اور علامہ علی قاری وغیرہما کی عبارتیں نقل

کی ہیں ان میں اس شخص کا رد بلیغ ہے جو یہ کہتا ہے کہ مسئلہ افضلیت اجتہادی وظنی ہے اور استدلال تین باتوں سے کرتا ہے۔

الاول ان الاحادیث الواردۃ فی اثباتھا آحاد المتن

والثانی لھا ظنیۃ الدلالۃ

والثالث انھا متعارضۃ فی نفسھا

اول یہ کہ اس کے اثبات میں وارد ہونے والی احادیث باعتبار متن اخبار واحدہ ہیں۔

دوم یہ کہ خبر واحد کی دلالت ظنی ہوتی ہے۔[1]

سوم یہ کہ اس بارے میں وارد ہونے والی روایات خود آپس میں متعارض ہیں۔

وکل من ھذہ الامور الثلثۃ باطل قطعاً اما بطلان الاول فلما ذکرنا من قبل ونذکرہ من بعد ان الاحادیث الواردۃ فی ھذا الباب متواترۃ المتن لا آحادھا وسنرد لک اسانید الموصلۃ الی حد التواتر مع تفصیل تام یحصل منہ شفاء

---

[1] علامہ بلقینیؒ فرماتے ہیں۔

جمہور اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر خبر واحد (ظنی روایات) کو امت کے نزدیک تلقی بالقبول حاصل ہو تو یہ اس کے لئے بمعنی تصدیق ہے اور اس پر امت کا علم ہونا موجب علم ہے۔ اس چیز کو کتب اصول فقہ کے مصنفین نے اصحاب ابوحنیفہ رحمہ و مالکؒ و شافعیؒ و احمد سے نقل کیا ہے۔ صرف متاخرین علماء کے ایک قلیل گروہ نے اہل کلام کی ایک جماعت کی اتباع میں اس چیز کا انکار کیا ہے۔ حالانکہ اکثر اہل کلام بھی اس بارے میں فقہاء، ومحدثین نیز اسلاف کے ساتھ موافقت رکھتے ہیں۔ چنانچہ اکثر اشعریہ مثلاً ابو اسحاقؒ اور ابن فورکؒ، ائمہ شافعیہ میں سے ابو اسحاق اسفرائینی، ابو حامد، قاضی ابو طیب، ابو اسحاق فیروز آبادی وغیرہم، ائمہ حنفیہ میں سے شمس الدین سرخسیؒ وغیرہ، ائمہ حنبلیہ میں سے ابو یعلی الفراء، البغدادیؒ، ابن حامدؒ، ابو الخطابؒ، ابو الحسن الزاغوانیؒ وغیرہم اور مالکیہ میں سے قاضی عبد الوہابؒ وغیرہ سے یہی چیز منقول ہے۔ (محاسن الاصلاح للبلقینی ص ۱۰۱)

اور اسی اصول سے امام رازیؒ (المحصول ج ۲ ص ۴۰۲)، امام سبکیؒ (الابھاج فی شرح المنھاج، ج ۲ ص ۳۱۲)، امام قرافی (شرح تنقیح الفصول ص ۳۵۴) وغیرہم بھی متفق ہیں۔

القلوب الصحیحۃ واما بطلان الثانی فلما قدمنا من قبل منقولا عن عدیدۃ کتب ان الحق ان مسئلۃ الافضلیۃ قطعیۃ ثابتۃ بالتواتر والاجماع انتھی

حالانکہ یہ تینوں باتیں قطعاً باطل ہیں۔ پہلی بات کا بطلان تو یوں ہے کہ ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں۔ اور اس کے بعد بھی ذکر کریں گے کہ اس باب میں وارد ہونے والی احادیث احاد نہیں بلکہ متن متواتر ہیں۔ عنقریب ہم ان کی حد تواتر تک پہنچی ہوئی سندیں پوری تفصیل کے ساتھ ذکر کریں گے جس سے دل شفاء پائیں گے۔ رہی دوسری بات تو ہم پہلے متعدد کتب سے نقل کر چکے۔ فرمایا حق یہ ہے کہ مسئلہ افضلیت قطعی ہے تواتر اور اجماع سے ثابت ہے (انتھی)۔

فلما ثبت قطعیۃ ھذہ المسئلۃ بالاحادیث المتواترۃ ثبت قطعیۃ متن تلک الاحادیث وقطعیۃ دلالتھا وذلک لان قطعیۃ الحکم لا یتصور الا بعد ان یکون دلیلہ قطعیا متنا ودلالۃ قطعیۃ بھذا

تو جب اس مسئلہ کی قطعیت احادیث متواترہ سے ثابت ہوگئی تو ان احادیث کے متن کی قطعیت اور ان کی دلالت کی قطعیت بھی ثابت ہوگئی اور یہ اس لئے کہ حکم کی قطعیت اسی وقت ثابت ہوتی ہے جب اس کی دلیل کی قطعیت اور دلالت کی قطعیت پہلے سے ثابت ہو چکی ہو۔

ایضاً ان ما ذکرہ صاحب الرسالۃ المردودۃ من کونھا ظنیۃ الدلالۃ ما ھو قول مقابل للحق ومقابل الحق باطل فلا یکون ھو المعول علیہ

مزید یہ کہ اس مردود رسالے والے نے جو یہ کہا ہے کہ ان احادیث کی دلالت ظنی ہے (اس وجہ سے مسئلہ افضلیت بھی ظنی ہے) یہ قول حق کے مقابل ہے اور حق کے مقابل باطل ہوتا ہے لہٰذا یہ بھی باطل ہے اور باطل کسی شمار میں نہیں ہوتا۔

واما بطلان الثالث فلان ما نقل فی مناقب سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فذلک کلہ من باب الفضیلۃ ولیس فیھا شیء مذکور بلفظ الافضل بخلاف

الاحادیث الواردۃ فی تفضیل ابی بکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنهم فانها واردۃ بلفظ الافضل والخیر ونحوهما الذی هو اسم التفضیل ولا شک ان اسم التفضیل موضوع لفوق المفضل علی المفضل علیه .... لا تعارض ومن قال بالمعارضۃ ...... ظاهرا وغلط غلطا باهرا ولهذا قال العلامۃ سعد الدین التفتازانی فی شرح المقاصد انه لاکلام فی عموم مناقب علی رضی اللہ تعالیٰ عنه و وفور فضائله واتصافه بالکمالات الا انها لا تدل علی الافضلیۃ بمعنی زیادۃ الثواب والکرامۃ عند اللہ تعالیٰ بعد ما ثبت من الاجماع علی فضلیۃ ابی بکر ثم عمر والاعتراف من علی رضی اللہ تعالیٰ عنه بذلک رضی اللہ تعالیٰ عنهم انتهی۔

رہی تیسری بات تو وہ باطل اس لئے ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے جو بھی مناقب منقول ہیں وہ سارے کے سارے باب فضیلت سے ہیں ان میں سے کوئی بھی شئی لفظ افضلیت سے مذکور نہیں بخلاف ان احادیث کے کہ جو حضرت ابو بکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں ہیں وہ لفظ افضل، لفظ، خیر اور ان کی مثل دیگر الفاظ تفضیل سے وارد ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اسم تفضیل کی وضوع ہی اس لئے ہے کہ وہ مفضل کی مفضل علیہ پر فوقیت بیان کرے لہذا کوئی تعارض نہیں تعارض کا قائل کھلی غلطی پر ہے اسی وجہ سے علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مقاصد میں فرمایا کہ مولی علی رضی اللہ عنہ کے مناقب کی عمومیت، آپ کے فضائل کی کثرت اور کمالات سے متصف ہونے میں کوئی اختلاف نہیں مگر یہ کہ یہ افضلیت پر دلالت نہیں کرتے کہ جس سے زیادتی ثواب اور اللہ کی بارگاہ میں زیادہ عزت کا معنی ثابت ہو بعد اس کے کہ اس بات پر اجماع ثابت ہے کہ سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اس بات کا اعتراف موجود ہے (انتہی)۔

اقول قد ذکر صاحب الرسالۃ المردودۃ فی رسالته ثلاثۃ امور الاول انه

لادلیل لاهل السنة والجماعة علی مدعاهم لان مدعاهم العموم والنصوص الواردة فی الافضلیة مطلقة لاعامة الثانی انه لو سلم ان لهم دلیلا فهو معارض بحدیث المنزلة الواردة فی شان علی رضی الله تعالیٰ عنه وهو قوله صلی الله علیه وآله وسلم انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ واذا تعارضا تساقطا فهذان القولان منه باطلان قطعا لما تقدم من قبل وسیاتی من بعد ایضاً ان مدعاهم الاطلاق دون العموم فدلائلهم مطابقة لدعواهم ولما متعرفه من الدلائل الکثیرة الآتی ذکرها من غیر معارض ولما سیاتی فی اواسط هذه الرسالة من الاجوبة الکثیرة عن حدیث المنزلة الثالث لو سلم بعدم المعارفته فالافضلیة علی الترتیب المتعارف بین اهل السنة والجماعة ظنیة لا قطعیة وهذا القول الثالث وان کان قال به بعض العلماء قبله کالقاضی ابی بکر الباقلانی والآمدی ومن تبعهما کامام الحرمین الیمکنی۔

میں کہتا ہوں اس مردود رسالے والے نے اپنے رسالے میں تین باتوں کو ذکر کیا ہے۔ پہلی یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت کے پاس ان کے دعوے پر کوئی دلیل نہیں اس لئے کہ ان کا دعویٰ عمومیت کا ہے اور افضلیت کے بارے میں وارد ہونے والی نصوص عام نہیں ہیں بلکہ مطلق ہیں۔ دوسری یہ کہ اگر تسلیم کر بھی لیا جائے کہ ان کے پاس کوئی دلیل ہے تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں وارد ہونے والی حدیث "منزلۃ" کے معارض ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے یہ فرمان ہے "انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ" کہ اے علی آپ کو مجھ سے ایسی ہی نسبت ہے جیسی حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی اور جب دو دلائل آپس میں ٹکرا جائیں تو قابل استدلال نہیں رہتے حالانکہ اس کی یہ دونوں باتیں یقینی طور پر باطل ہیں وجہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں مزید آگے

آئے گا کہ اہلسنت کا دعوی اطلاق ہی کا ہے عموم کا نہیں لہٰذا ان کے دلائل ان کے دعوے کے مطابق ہیں۔ آگے مزید کثیر دلائل آرہے ہیں جن کا کوئی معارض نہیں، ان سے بھی آپ مذکورہ موقف کا جان جائیں گئے اور اس رسالے کے درمیان میں حدیث "منزلیۃ" کے بھی کثیر جواب آئیں گے۔

تیسری بات اس نے یہ کہی کہ اگر دلائل کے درمیان عدم تعارض تسلیم کر بھی لیا جائے مسئلہ افضلیت ترتیب معروف کے مطابق ظنی ہی ہے قطعی نہیں ہے اس تیسری بات کا اگرچہ پہلے کے بعض علماء نے قول کیا ہے جیسے قاضی ابو بکر باقلانی آمدی اور وہ جنہوں نے ان کی اتباع کی جیسے امام الحرمین۔!

اقول لو اطلع ہؤلاء علی الاحادیث الکثیرۃ البالغۃ حد التواتر وعلی الاجماع

۔ علامہ آمدیؒ اپنی کتاب غایۃ المرام صفحہ ۳۲۲ پر لکھتے ہیں کہ تعارض استدلال کو ساقط کر دیتا ہے اور عمل صرف اجماع مسلمین اور مجتہدین پر ہے۔ بلکہ علامہ آمدیؒ نے سیدنا ابو بکر صدیقؓ کو افضل ماننے کو واجب لکھا ہے۔ علامہ آمدیؒ فرماتے ہیں۔

ویجب مع ذالك ان یعتقد ان أبابکر أفضل من عمر و أن عمر أفضل من عثمان و أن عثمان أفضل من علی وأن الاربعۃ أفضل من باقی العشر (غایۃ المرام ص ۳۳۱)

ترجمہ۔ یہ عقیدہ رکھنا واجب ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت عمرؓ سے افضل ہیں اور حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ سے اور حضرت عثمانؓ حضرت علی المرتضیٰ سے افضل ہیں۔ اور یہ چاروں بزرگ عشرہ مبشرہ کے دیگر نفوس قدسیہ سے افضل ہیں۔

لہٰذا اگر علامہ آمدیؒ کے اس قول (کہ مسئلہ افضلیت ظنی ہے) کو مان لیا جائے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک ظنی بھی واجب کے درجے میں ہے۔ اور یہ بات محققین پر مخفی نہیں کہ متکلمین کا نزدیک واجب کا کیا مطلب ہوتا ہے۔

امام الحرمینؒ کا قول کتاب الارشاد صفحہ ۴۳۱ پر یوں ہے۔

"اور ان کی شان میں وارد ہونے والی احادیث باہم متعارض ہیں لیکن غالب گمان یہی ہے کہ ابو بکرؓ افضل ہیں پھر عمرؓ ہیں پھر عثمانؓ اور علیؓ کے متعلق خیالات باہم متعارض ہیں۔ ہمارے لیے مختصراً یہی کافی ہے کہ ملت کے اکابرین اور امت کے علماء کی اکثریت اسی پر متفق ہوئی اور ان کے ساتھ ہمارا حسن ظن اس بات کا متقاضی ہے کہ اگر وہ اس ترتیب کے دلائل اور علامات کو نہ جانتے تو اس پر متفق نہ ہوتے اور تفصیلاً علامات یہ ہیں۔ قرآن، سنت، آثار اور علامات صحابہ۔"

اس حوالے سے معلوم ہوا کہ اس مسئلہ پر قطعی دلیل نہ ہونے کے باوجود امام الحرمینؒ نے کسی دوسرے صحابی کو افضل کہنے کا کوئی فتویٰ صادر نہیں کیا بلکہ جمہور کے قول کو معتبر مان کر عمل کیا۔

الدالین علی الترتیب المذکور لما قالوا بظنیتها اصلاً ولما قروا بقطعیتها حتما وها انا اذکر بعون الله تعالی شیئا من تلک الاحادیث مما وجدته فی الکتب الموجودة عندی واضم الیها بعض الأیة الدالة علی ذلک فاقول فاما الأیات فمنها قوله تعالی وسیجنبها الاتقی الذی یؤتی ماله یتزکی۔

لیکن میں اس کے جواب میں یہ کہتا ہوں کہ اگر مذکور علماء اس مسئلہ پر دلالت کرنے والی حد تواتر کو پہنچی ہوئی کثیر احادیث اور اجماع پر مطلع ہو جاتے تو کبھی بھی اس ترتیب کے ظنی ہونے کا قول نہ کرتے بلکہ یقینی طور پر اس کے قطعی ہونے کو برقرار رکھتے۔

اور اب میں اللہ تعالیٰ کی مدد سے اپنے پاس موجود کتب میں تلاش کی ہوئی احادیث کا ذکر کروں گا اور ساتھ ہی ساتھ اس موقف پر دلالت کرنے والی بعض آیات طیبات کو بھی بیان کروں گا۔ ان آیات میں سے ایک آیت کریمہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے

"وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ۙ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ"

"اور بہت اس جہنم سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو"

ترجمہ کنز الایمان

قال العلامة محمد اکرم النصر پوری فی کتابه احراق الروافض انه قال اکثر المفسرین واعتمد علیها العلماء انها نزلت فی ابی بکر فهو اتقی ومن هو اتقی فهو اکرم عند الله تعالی لقوله تعالی ان اکرمکم عند الله اتقاکم والاکرم عند الله هو الافضل فابوبکر افضل من عداه من الامة وایضاً فقوله وما لاحد عنده من نعمة تجزی یصرفه عن الحمل علی علی اذ عنده نعمة التربیة فان النبی صلی الله تعالی علیه وآله وسلم ربی علیا وهی نعمة تجزی واذا لم یحمل علی علی تعین ابوبکر للاجماع علی ان ذلک الاتقی احدهما ونحو ذلک فی شرح

المقاصد والطوالع وشرحہ الطوالع۔

علامہ محمد اکرم نصر پوری علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "احراق الرفض"[1] میں فرمایا کہ اکثر مفسرین کا یہ قول ہے اور اس پر علماء نے اعتماد کیا ہے کہ یہ آیت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے لہذا وہ سب سے بڑے پرہیزگار ہوئے اور جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے وہ اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے زیادہ معزز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

"اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ"

ترجمہ کنزالایمان" بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے اور اللہ کے نزدیک جو زیادہ عزت والا ہے وہ زیادہ افضل ہے۔

تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ باقی ساری اُمت سے افضل ہوئے[2]۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس آیت میں مراد نہیں ہیں اور یونہی اللہ تعالیٰ کا فرمان

"وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَہٗ مِنْ نِّعْمَۃٍ تُجْزٰی"

"اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے" ترجمہ کنزالایمان

بھی مذکورہ آیت "وَسَیُجَنَّبُہَا الْاَتْقَی" کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان پر محمول کرنے سے پھیر رہا ہے۔

کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر پرورش کا احسان موجود ہے کیونکہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پرورش فرمائی تھی اور یہ ایسا احسان ہے جس کا بدلہ دیا جا سکتا ہے تو یہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نہ ہوئی تو یہاں ہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ متعین ہو گئے کیونکہ اس بات پر اجماع ہے کہ "اتقی" یعنی بڑا پرہیزگار ان دونوں میں سے کوئی ایک ہے (اور وہ حضرت ابو بکر متعین ہو چکے) اسی

---

[1] اس کا قلمی نسخہ جناب عطاء اللہ نعیمی صاحب کے پاس موجود ہے۔

[2] اس مسئلہ پر اعلیٰ حضرت کی کتاب الزلال الانقی کا مطالعہ کریں۔

کی مثل "شرح مقاصد" "طوالع اور شرح طوالع میں بھی ہے۔

وقد صنف السیوطی فی ان هذه الآیة نزلت فی ابی بکر رسالة سماها الحبل الوثیق فی نصرة الصدیق ذکر فیها عن البغوی انها نزلت فی ابی بکر فی قول الجمیع وقال ابن الجوزی اجمعوا علی ان هذه الآیة نزلت فی ابی بکر ویؤیده ان صدر السورة نزلت فیه ایضاً اخرج ابن ابی حاتم عن ابن مسعود ان ابا بکر اشتری بلالاً من امیة بن خلف وابی بن خلف ببردة وعشرة اواق فاعتقه لله فانزل الله قوله واللیل اذا یغشی والنهار اذا تجلی وما خلق الذکر والانثی ان سعیکم لشتی ای ان سعی ابی بکر وامیة وابی لمفترق فرقا عظیما فشتان ما بینهما انتهی کلام النصر پوری۔

علامہ سیوطی شافعی علیہ الرحمہ نے اس آیت کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہونے کے بارے میں ایک رسالہ بنام "الحبل الوثیق فی نصرۃ الصدیق" بھی تصنیف فرمایا ہے۔ اس میں آپ نے علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ذکر کیا ہے کہ جمیع علماء کا قول ہے کہ یہ آیت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اس کی تائید سورت کی ابتدائی آیات بھی کرتی ہیں۔ کیونکہ وہ بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ ابن ابی حاتم رضی اللہ عنہ نے ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو امیہ بن خلف اور ابی بن خلف سے ایک چادر اور دس اوقیہ چاندی کے بدلے خرید کر اللہ کی رضا کے لئے آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: "وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰی وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰی اِنَّ سَعْیَكُمْ لَشَتّٰی"۔

ترجمہ کنزالایمان۔ "اور رات کی قسم جب چھائے اور دن کی جب چمکے اور اس کی جس نے نر و مادہ بنائے بے شک تمہاری کوشش مختلف ہے۔"

یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اُمیہ اور ابی کی کوشش بہت زیادہ مختلف ہے۔ یہ آپس میں جدا جدا ہیں (نصر پوری کا کلام ختم ہوا)۔

قلت وهكذا نقل الاجماع على نزول الآية في ابي بكر قاله ابن حجر المكي في صواعقه فهاتان الآيتان وان كانتا وافقتين على صورة الشكل الثاني لكنهما تنتجان بالمرد الى الشكل الاول ان ابا بكر هو الاكرم عند الله تعالى لان ابا بكر هو الاتقى والاتقى هو الاكرم عند الله كما لا يخفى وهو المطلوب ومنها قوله تعالى ثاني اثنين اذ هما في الغار اذ يقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا الآية قال صاحب احراق الروافض قد اجمع المسلمون على ان هذه الآية نزلت في ابي بكر انتهى

میں کہتا ہوں اس آیت کے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہونے پر جو اجماع ہے اس کو ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "الصواعق" میں بھی ذکر کیا ہے۔ یہ دونوں آیتیں (وسیجنبها الاتقى اور ان اكرمكم عند الله) شکل ثانی کی صورت پر اگرچہ دونوں موافق ہیں لیکن شکل اول کی طرف لوٹانے سے یہ آیتیں اس طرح نتیجہ دیں گی "ان ابا بكر هو الاكرم عند الله لان لابا بكر هو الاتقى والاتقى هو الاكرم عند الله كما لا يخفى وهو المطلوب۔

یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اللہ کے ہاں زیادہ معزز ہیں کیونکہ آپ زیادہ پرہیزگار ہیں اور جو زیادہ پرہیزگار وہ اللہ کے ہاں زیادہ معزز ہے (تو حضرت ابوبکر زیادہ معزز ہوئے) جیسا کہ یہ مخفی نہیں اور یہی مقصود ہے۔

ان آیتوں میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے!

"ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا"

ترجمہ کنزالایمان: صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے"

صاحب احراق الروافض (علامہ اکرم نصر پوری رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا اس آیت کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہونے پر اجماع مسلمین ہے۔

وقال صاحب تذکرۃ القاری بحل رجال البخاری انه قد اجمع المسلمون علی ان المراد بالصاحب ههنا ابوبکر و من ثم من انکر صحبته کفر اجماعا وهکذا نقل الاجماع علیه العلامة ابن حجر المکی فی الصواعق والحافظ محب الدین الطبری فی الریاض النضرة فیما لا یدرک بالرای والاجتهاد کالمرفوع ۔ولان اکثر الموقوفات مرویة عن علی رضی الله تعالیٰ عنه وهو معصوم عند الشیعة وعند صاحب هذه الرسالة المردودة کما صرح به فی بعض رسائله فیکون اقوی حجة علیهم واعلم انی اوردت هذه الاحادیث فی قسمین۔

صاحب تذکرۃ القاری بحل رجال البخاری نے فرمایا "مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ یہاں "لصاحبہ" میں صاحب سے مراد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں ۔اسی وجہ سے آپ کی صحابیت کا منکر اجماعاً کافر ہے ۔اسی طرح علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نے "الصواعق" میں اور حافظ محب الدین طبری رحمتہ اللہ نے "الریاض النضرۃ" میں اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

مزید یہ کہ اکثر موقوف روایتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ شیعوں کے نزدیک معصوم ہیں اسی طرح اس مردود رسالے والے کے نزدیک بھی معصوم ہیں جیسا کہ اس نے اپنے بعض رسائل میں اس کی صراحت کی ہے۔ (تو آپ کی مرویات بھی حکماً مرفوع ہونگی) لہٰذا آگے آنے والی روایات مخالفوں پر قوی اور مضبوط دلائل ثابت ہونگی ۔یہ جان لیجئے کہ میں نے ان احادیث کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے۔

القسم الاول : فیما روی عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنه فی تفضیل ابی بکر او الشیخین او الخلفاء الثلاثۃ علی نفسہ۔

پہلی قسم میں وہ احادیث ذکر کی ہیں جو بذات خود حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم سے مروی ہیں۔ جن میں سے بعض میں حضرت علی نے حضرت ابوبکر کو اپنے اوپر فضیلت دی ہے۔ اور بعض میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم کو اپنے اوپر فضیلت دی ہے اور بعض میں خلفائے ثلاثہ یعنی شیخین اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تینوں کو خود سے افضل بتایا ہے۔

القسم الثانی : فیما روی عن غیرہ من الصحابۃ والتابعین من اھل البیت المکرم وغیرھم رضی اللہ تعالیٰ عنھم فی ذلک الباب

دوسری قسم میں وہ روایات مذکور ہیں جو آپ کے علاوہ دیگر صحابہ سے یا آپ کے اہل بیت تابعین یا ان کے علاوہ سے مروی ہیں۔

احادیث قسم اول:

- افضلیت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
- افضلیت شیخین کریمین رضی اللہ عنہما
- افضلیت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

بروایت

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

الحدیث الاول عن محمد بن الحنفیۃ قال قلت لابی بکر ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ابو بکر قلت ثم من قال عمر و خشیت ان یقول ثم عثمان قلت ثم انت قال ما انا الا رجل من المسلمین اخرجہ الامام البخاری فی صحیحہ فی باب فضل سیدنا الصدیق الا کبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حدیث 1۔حضرت محمد بن حنفیہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے اپنے والد محترم حضرت سیدنا علی ﷛ سے پوچھا نبی کریم ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر کون ہیں؟ فرمایا" حضرت ابو بکرؓ" میں نے عرض کی ان کے بعد کون ہے؟ فرمایا حضرت عمر! اب مجھے اندیشہ ہوا کہ ان کے بعد آپ حضرت عثمان کا نام لیں گے تو میں نے خود ہی کہہ دیا ان کے بعد آپ ہیں؟ فرمایا" میں تو دیگر مسلمانوں کی طرح ایک مسلمان مرد ہوں اس حدیث کو امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب" صحیح البخاری" باب فضیلت سیدنا صدیق اکبر میں روایت کیا ہے۔(صحیح بخاری، رقم:۳۶۷۱)

الحدیث الثانی: عن محمد بن الحنفیۃ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نحو ھذا اللفظ اما اخرجہ الحافظ ابو داؤد فی سننہ۔

حدیث 2۔اسی حدیث کو امام ابو داؤد نے اپنی" سنن ابی داؤد" میں روایت کیا ہے۔

(سنن ابی داؤد:۴۶۳۱)

الحدیث الثالث: عن محمد بن الحنفیۃ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نحو ھذا اللفظ ایضاً وزاد فیہ بعد قولہ انا رجل من المسلمین لی حسنات و سیأت یفعل اللہ فیھا ما یشأء اخرجہ ابن بشر مع ان ھذہ الزیادۃ۔

حدیث 3۔اسی حدیث کو ابن بشر نے بھی روایت کیا ہے اس روایت میں" میں تو ایک مسلمان مرد ہی ہوں" کے بعد اضافہ ہے" لی حسانت وسیئات یفعل فیھا ما یشاء" میری نیکیاں بھی ہیں کوتاہیاں بھی ہیں اللہ ان میں جو چاہے گا فیصلہ فرمائے گا۔(امالی ابن بشران، رقم ۶۵۴)

الحدیث الرابع عن محمد بن الحنفیۃ قال قلت لابی من خیر الناس بعد رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم قال یا بنی وما تعلم قلت لا قال ابا بکر رضی الله تعالیٰ عنه قلت ثم من قال یا بنی وما تعلم قلت لا قال ثم عمر قال ثم بدرته فقلت یا ابت ثم انت الثالث قال فقال لی یا بنی ابوک رجل من المسلمین له ما لهم وعلیه ما علیهم اخرجه اللالکائی فی اصول اعتقاد اهل السنة۔

حدیث 4۔ محمد بن حنفیہ سے بھی روایت ہے کہ میں نے اپنے والد محترم سے عرض کی "رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر کون ہیں؟ فرمایا" اے میرے بیٹے! آپ نہیں جانتے؟ میں نے عرض کی نہیں فرمایا" حضرت ابوبکرؓ" میں نے عرض کی ان کے بعد کون؟ فرمایا اے میرے بیٹے! کیا آپ نہیں جانتے ہیں؟ میں نے عرض کی نہیں۔ فرمایا" حضرت عمرؓ" پھر میں نے جلدی کی اور خود ہی کہہ دیا والد محترم پھر تیسرے نمبر پہ آپ ہیں؟ فرمایا" اے میرے بیٹے! تمہارا باپ تو مسلمانوں میں سے ایک مرد ہے اس کے لئے بھی وہی جزا ہے جو مسلمانوں کے لئے ہے اور اس پہ بھی وہی سزا ہے جو مسلمانوں پہ ہے۔ اس روایت کو "اصول اعتقاد اھل السنۃ" میں علامہ لالکائی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

(شرح اصول الاعتقاد اھل السنۃ: ۲۰۶۶۔ فضائل صحابہ: ۵۷۴ امام احمد بن حنبل)

الحدیث الخامس : عن محمد بن الحنفیۃ عن علی رضی الله تعالیٰ عنه بنحو هذا اللفظ اخرجه الدار قطنی۔

حدیث 5۔ اس روایت کو امام دار قطنی رحمہ اللہ نے بھی روایت کیا ہے۔

(العلل لدار قطنی: ۳۶۴ ج ۴ ص ۱۲۴)

الحدیث السادس : عن محمد بن الحنفیۃ عن علی رضی الله تعالیٰ عنه بنحو هذا اللفظ اخرجه ابن ابی عاصم۔

حدیث 6۔اس روایت کو ابن ابی عاصم رحمہ اللہ نے بھی روایت کیا ہے۔

(السنۃ لابن ابی عاصم:١٠٠٦)

الحدیث السابع : عن محمد بن الحنفیۃ عن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ بنحو ھذا اللفظ ایضاً اخرجہ خشیش۔

حدیث 7۔اس روایت کو علامہ خشیش رحمہ اللہ نے بھی روایت کیا ہے۔(کنز العمال:٣٦٠٩٤)

الحدیث الثامن : عن محمد بن الحنفیۃ عن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ بنحو ھذا اللفظ ایضاً اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ۔

حدیث 8۔اس روایت کو ابونعیم رضی اللہ نے "الحلیۃ" میں روایت کیا ہے۔

(حلیۃ الاولیاء ج۵ ص٧٨)

الحدیث التاسع : عن محمد بن الحنفیۃ عن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ بنحو ھذا اللفظ ایضاً اخرجہ الثقفی الاصبھانی واوردہ المحب الطبری فی الریاض النضرۃ۔

حدیث 9۔اس روایت کو علامہ ثقفی اصبہانی نے بھی روایت کیا ہے اور محب طبری نے اسے ریاض النضرۃ میں نقل کیا ہے۔(الریاض النضرۃ ج١ ص٨٥)

الحدیث العاشر : عن محمد بن الحنفیۃ عن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ بنحو ھذا اللفظ ایضاً اخرجہ احمد و اوردہ المحب الطبری فی ریاض النضرۃ ایضاً۔

حدیث 10۔اس روایت کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے اور محب طبری نے اسے ریاض النضرۃ میں نقل کیا ہے۔(فضائل صحابہ:١٣٦)

الحدیث الحادی عشر : عن محمد بن الحنفیۃ عن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ بنحو ھذا اللفظ اخرجہ ابو حاتم

حدیث 11 ۔امام ابوحاتم نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔(المعجم الاوسط:۳۴۵۸)

الحدیث الثانی عشر :عن محمد بن الحنفیة عن علی رضی الله تعالیٰ عنه بنحو هذا اللفظ لکن فیه ان علیا قال بعد ذکر عمر ثم الناس مستوون اخرجه خیثم بن سلیمان۔

حدیث 12 ۔خیثمہ بن سلیمان رحمہ اللہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے لیکن اس میں یہ فرق ہے کہ حضرت علی نے حضرت عمر کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا" اُن کے بعد لوگ برابر ہیں"۔

(تاریخ دمشق ج ۵ ص ۱۴۸)

الحدیث الثالث عشر : عن محمد بن الحنفیة عن علی رضی الله تعالیٰ عنه بمثل لفظ خیثمة المذکور اخرجه ابن الفطریف۔

حدیث 13 ۔مذکورہ خیثمہ والی روایت کو ابن فطریف نے بھی روایت کیا ہے۔

(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۳۶۷)

الحدیث الرابع عشر : عن محمد بن الحنفیة عن علی رضی الله تعالیٰ عنه بنحو هذا اللفظ ما کن فیه ان علیا قال بعد ذکر عمر ثم احدثنا احداثا یفعل الله ما یشاء اخرجه خیثمة بن سلیمان۔

حدیث 14 ۔خیثمہ بن سلیمان نے سابقہ روایت ہی ذکر کی ہے لیکن اس میں یہ فرق ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا" ثم احدثنا احداثا یفعل الله ما یشاء" پھر ہم لوگوں نے کچھ نئی باتیں نکال لی ہیں۔اللہ ان میں جو چاہے گا فیصلہ فرمادے گا۔

(زوائد مسند امام احمد ج ۲ ص ۱۸۲)

الحدیث الخامس عشر :عن محمد بن الحنفیة عن علی رضی الله تعالیٰ عنه بلفظ خیثمة هذا اخرجه ابن الفطریف۔

حدیث 15۔مذکورہ روایت کو ابن فطریف نے بھی روایت کیا ہے۔

(جامع الاحادیث:۳۳۲۸۹)

الحديث السادس عشر : عن محمد بن الحنفية عن علي رضى الله تعالى عنه قال خير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر و عمر خرجه ابو عمر بن عبد البر و اورد هذه الاحاديث الستة المحب الطبري في رياض النضرة ايضاً۔

حدیث 16۔حضرت محمد بن حنفیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔آپ نے فرمایا"اس امت کے نبی علیہ السلام کے بعد اس امت کے سب سے بہتر فرد حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہیں"اس کو ابو عمر بن عبد اللہ نے روایت کیا ہے اور آخری چھ احادیث کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں ذکر کیا ہے۔(الریاض النضرۃ ج ا ص ۶۲)

الحديث السابع عشر : عن عامر الشعبي عن ابي جحيفة وهب بن عبد الله السوار قال قال لي علي رضى الله تعالى عنه يا ابا جحيفة الا اخبركم افضل هذه الامة بعد نبيها قال قلت بلى قال ولم اكن امرى ان احد افضل منه قال افضل هذه لامة بعد نبيها صلى الله تعالى عليه وآله وسلم ابو بكر و بعد ابو بكر عمر و بعدهما آخر ثالث ولم يسمه اخرجه الامام احمد في مسنده۔

حدیث 17۔حضرت عامر شعبی حضرت ابوجحیفہ وھب بن عبداللہ السوار سے روایت کرتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوجحیفہ!کیا میں تمہیں نبی علیہ السلام کے بعد اس امت میں سب سے بہتر شخص کے بارے نہ بتاؤں؟ میں نے کہا کیوں نہیں۔ابوجحیفہ فرماتے ہیں پہلے میں حضرت علی سے افضل کسی کو نہیں جانتا تھا۔حضرت علی نے فرمایا"نبی مکرم علیہ السلام کے بعد اس امت میں سب سے افضل شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ان کے بعد حضرت عمر ہیں اور ان کے بعد تیسرے ایک اور ہیں۔آپ نے ان کا نام بیان نہیں فرمایا۔اس حدیث کو امام احمد نے اپنی مسند میں روایت

فرمایا ہے۔(مسند امام احمد:۸۷۹)

الحدیث الثامن عشر : عن عامر الشعبی عن ابی جحیفۃ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمثل ھذا اللفظ اخرجہ عبد اللہ بن احمد فی زوائد المسند الا ان فیہ الا اخبرک بلفظ الافراد فی ضمیر المخاطب

حدیث 18۔اسی روایت کو عبد اللہ بن احمد نے "زوائد المسند" میں روایت کیا ہے مگر اس میں "اخبرکم" کی جگہ "اخبرک" ہے۔مخاطب مفرد کی ضمیر ہے۔

(زوائد مسند امام احمد:۸۳۶)

الحدیث التاسع عشر : عن عامر الشعبی و عون بن ابی جحیفۃ کلاھما عن ابی جحیفۃ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابو بکر و عمر ولو شئت سمیت الثالث اخرجہ الامام احمد فی مسندہ ایضا

حدیث 19۔حضرت عامر شعبی اور حضرت عون بن ابی جحیفہ دونوں ابو جحیفہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت علی سے راوی۔آپ نے فرمایا "نبی علیہ السلام کے بعد اس امت کے بہترین فرد حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں اور اگر میں چاہوں تو تیسرے صاحب کا نام بھی بیان کر دوں۔اس کو بھی امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔(مسند امام احمد:۸۷۹)

الحدیث العشرون : عن عامر الشعبی عن ابی جحیفۃ قال سمعت علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابو بکر و عمر ولو شئت لحدثتکم بالثالث اخرجہ الامام احمد فی مسندہ۔

حدیث 20۔حضرت عامر شعبی حضرت ابو جحیفہ سے راوی ابو جحیفہ فرماتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا "نبی علیہ السلام کے بعد اس امت کے سب سے بہترین فرد حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں" اگر میں چاہوں تو تیسرے صاحب کا بھی تمہیں بتادوں اس کو بھی امام احمد نے اپنی مسند

میں روایت کیا ہے۔ (مسند امام احمد: ۸۸۰)

الحدیث الحادی والعشرون: عن ابی اسحق عن ابی جحیفۃ قال قال علی رضی اللہ تعالٰی عنہ خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابو بکر و بعد ابی بکر عمر ولو شئت اخبرتکم بالثالث لفعلت اخرجہ الامام احمد فی مسندہ ایضاً۔

حدیث 21۔حضرت ابو اسحق حضرت ابو جحیفہ سے راوی آپ نے فرمایا کہ حضرت علی نے فرمایا!

اس امت میں نبی علیہ السلام کے بعد حضرت ابو بکر سب سے بہتر ہیں۔آپ کے بعد حضرت عمر ہیں اور اگر میں تمہیں تیسرے صاحب کا بھی بتانا چاہوں تو بتادوں اس کو بھی امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ (مسند امام احمد: ۸۳۶)

الحدیث الثانی والعشرون: عن ابی اسحق عن ابی جحیفۃ عن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ بمثل ھذا اللفظ اخرجہ عبد اللہ بن احمد فی زوائد مسند ابیہ۔

حدیث 22۔مذکورہ حدیث کو عبد اللہ بن احمد نے زوائد مسند میں روایت کیا ہے۔

(زوائد مسند امام احمد: ۸۳۶)

الحدیث الثالث والعشرون: عن حصین بن عبد الرحمن عن ابی جحیفۃ قال کنت اری علیا رضی اللہ تعالٰی عنہ افضل الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فذکر الحدیث قلت لا واللہ یا امیر المؤمنین انی لم اکن اری احدا من المسلمین بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل منک قال افلا احدثک بافضل الناس کان بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قلت بلی قال فابو بکر فقال الا اخبرک بخیر الناس کان بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وابی بکر قلت بلی قال عمر اخرجہ الامام احمد فی مسندہ ایضاً۔

حدیث 23۔ حصین بن عبد الرحمان ابو جحیفہ سے راوی آپ نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل حضرت علی کو سمجھتا تھا۔ پھر یہ حدیث ذکر کی کہ میں نے حضرت علی سے کہا "اے امیر المومنین! قسم بخدا! میں رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی بھی مسلمان کو آپ سے افضل نہیں سمجھتا۔ فرمایا" کیا میں تجھے اس شخص کے بارے نہ بتاؤں جو رسول اللہ کے بعد (حقیقۃ) لوگوں میں سب سے افضل ہو میں نے عرض کی کیوں نہیں فرمایا وہ حضرت ابو بکر ہیں۔ پھر فرمایا کیا تجھے رسول اللہ اور حضرت ابو بکر کے بعد سب سے بہتر فرد کا نہ بتاؤں میں نے کہا کیوں نہیں فرمایا وہ حضرت عمر ہیں۔ اس کو بھی امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ (مسند امام احمد: ۱۰۵۴)

الحدیث الرابع والعشرون: عن عامر الشعبی عن ابی جحیفة قال قال علی رضی اللہ تعالی عنه الا اخبرکم بخیر هذه الامة بعد نبیها ابوبکر ثم عمر ثم رجل آخر اخرجه الامام احمد فی مسنده ایضاً۔

حدیث 24۔ حضرت عامر شعبی حضرت ابو جحیفہ سے راوی آپ نے کہا کہ حضرت علی نے مجھے فرمایا کیا میں تمہیں حضور علیہ السلام کے بعد اس امت کے بہترین اشخاص نہ بتادوں کہ وہ حضرت ابو بکر پھر حضرت عمر پھر ایک اور شخص ہیں۔ (مسند احمد: ۸۷۹)

الحدیث الخامس والعشرون: عن عامر الشعبی عن ابی جحیفة قال خطبنا علی رضی اللہ تعالی عنه فقال من خیر هذه الامة بعد نبیها قلت انت یا امیر المومنین قال لا خیر هذه الامة بعد نبیها ابو بکر ثم عمر وما نبعد ان السکینة تنطق علی لسان عمر اخرجه عبد اللہ بن احمد فی زوائد مسند ابیه

حدیث 25۔ حضرت عامر شعبی نے حضرت ابو جحیفہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا کہ "اس امت میں نبی علیہ السلام کے بعد سب سے بہتر کون ہیں؟ میں نے کہا اے امیر المومنین آپ۔ فرمایا نہیں، اس وقت امت میں نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے بہتر شخص

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور ہم اس بات کو بعید نہیں جانتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر سکینہ جاری ہوتا تھا اس کو عبد اللہ بن احمد نے زوائد المسند میں روایت کیا ہے۔ (مسند امام احمد: ۸۳۴)

الحديث السادس والعشرون : عن الشعبي عن جحيفة عن علي رضي الله تعالى عنه قال خير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر و خيرها بعد ابي بكر عمر ولو شئت سميت الثالث اخرجه عبد الله بن احمد في زوائده۔

حدیث 26۔ حضرت شعبی حضرت ابو جحیفہ سے راوی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی کے بعد اس امت کے سب سے بہتر فرد حضرت ابو بکر ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر ہیں اگر میں چاہوں تو تیسرے صاحب کا نام بھی بیان کر دوں۔ ایضاً۔ (مسند امام احمد: ۸۳۴)

الحديث السابع والعشرون : عن عون بن ابي جحيفة عن ابيه عن علي رضي الله تعالى عنه بمثل هذا اللفظ اخرجه عبد الله بن احمد في زوائده۔

حدیث 27۔ اسی کی مثل روایت ہے (ایضاً)۔ (مسند امام احمد: ۸۷۹)

الحديث الثامن والعشرون : عن زر بن جيش عن ابي جحيفة قال سمعت عليا رضي الله تعالى عنه الا اخبركم بخير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر ثم قال الا اخبركم بخير هذه الامة بعد ابي بكر عمر اخرجه عبد الله بن احمد في زوائده ايضاً۔

حدیث 28۔ حضرت زر بن جیش حضرت ابو جحیفہ سے راوی کہ حضرت علی نے فرمایا کیا میں تمہیں نبی علیہ السلام کے بعد اس امت میں سب سے بہترین شخص کے بارے نہ بتاؤں۔ وہ حضرت ابو بکر ہیں کیا میں تمہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے بہترین شخص کا نہ بتاؤں وہ حضرت عمر ہیں رضی اللہ عنہ اس کو بھی عبد اللہ بن احمد نے زوائد میں تیسری سند سے روایت کیا ہے۔ (زوائد

مسند امام احمد ۸۳۳)

الحدیث التاسع والعشرون : عن زر بن جیش عن ابی جحیفۃ قال خطبنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال الا اخبرکم بخیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابو بکر ثم قال الا اخبرکم بخیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا و بعد ابی بکر فقال عمر اخرجہ عبد اللہ بن احمد فی زوائدہ ایضاً بسند ثالث۔

حدیث 29 ۔حضرت زر بن حبیش حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا کیا میں تمہیں نبی کریم ﷺ کے بعد اس امت کے سب سے بہترین شخص نہ بتاؤں ... حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں ۔کیا میں تمہیں حضرت نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے بہترین شخص کا نہ بتاؤں وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں ۔(زوائد مسند امام احمد:۸۷۱)

الحدیث الثلاثون : عن عون بن ابی جحیفۃ عن ابیہ قال عون کان لی من شرط علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکان تحت المنبر فحدثنی ابی انہ صعد المنبر یعنی علیا فحمد اللہ واثنی علیہ وصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقال خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابو بکر و الثانی عمر و قال یجعل اللہ الخیر حیث احب اخرجہ عبد اللہ بن احمد فی زوائدہ ایضاً۔

حدیث 30 ۔حضرت عون بن ابو جحیفہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں میرے والد حضرت علی کے سپاہیوں میں سے تھے منبر کے قریب آپ نے مجھے حدیث بیان کی کہ حضرت علی منبر پہ چڑھے اللہ کی حمد وثناء کی رسول اللہ ﷺ پہ درود بھیجا پھر فرمایا نبی علیہ السلام کے بعد اس امت سے سب سے بہترین مرد حضرت ابو بکر ہیں پھر حضرت عمر ہیں ۔پھر اللہ جہاں پسند کرے گا خیر رکھ دے گا۔(زوائد مسند امام احمد:۸۳۷)

الحديث الحادی والثلاثون : عن الاعمش عن ابی جحیفة عن علی رضی الله تعالی عنه نحو هذا اللفظ اورده الدار قطنی فی العلل -

حدیث 31۔ امام دار قطنی نے مذکورہ روایت کی مثل "العلل" میں حضرت اعمش سے روایت کی ہے۔ (کتاب العلل ج ۳ ص ۱۲۳)

الحديث الثانی والثلاثون : عن ابی الضحر عن ابی جحیفة عن علی رضی الله تعالی عنه بنحو هذا اللفظ اورده الدار قطنی فی العلل ایضاً -

حدیث 32۔ اسی کی مثل ابو الضحر سے بھی امام مذکور نے کتاب مذکور میں روایت کی ہے۔

(کتاب العلل ج ۳ ص ۱۰۹)

الحديث الثالث والثلاثون : عن عون بن ابی جحیفة عن ابيه عن علی رضی الله تعالی عنه بنحو هذا اللفظ اورده الدار قطنی فی العلل ایضاً -

حدیث 33۔ آپ ہی نے حضرت عون سے بھی یہ روایت کی ہے۔ (ایضا)۔

(کتاب العلل ج ۳ ص ۱۲۹)

الحديث الرابع والثلاثون : عن الحکم بن عيينة عن ابی جحیفة عن علی رضی الله تعالی عنه بنحو هذا اللفظ ایضاً -

حدیث 34۔ حکم بن عیینہ سے بھی یہی روایت ہے (ایضا)۔ (کتاب العلل ج ۳ ص ۱۲۳)

الحديث الخامس والثلاثون : عن سلمة بن كهيل عن ابی جحیفة عن علی رضی الله تعالی عنه بنحو هذا اللفظ اوردهما الدار قطنی فی العلل ایضاً -

حدیث 35۔ یہ روایت سلمہ بن کہیل سے بھی ہے ایضا۔ (کتاب العلل ج ۳ ص ۱۲۳)

الحديث السادس والثلاثون : عن الحکم بن ابی جحیفة قال سمعت ابا جحیفة وکان سید الناس استعمله علی رضی الله تعالی عنه علی الكوفة زمن الجهل

فقال سمعت علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول الا اخبرکم بخیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابو بکر الا اخبرکم بخیرھا بعد ابی بکر عمر ثم سکت اخرجہ اللالکائی فی اصول اعتقاد اھل السنۃ والجماعۃ۔

حدیث 36۔حکم بن ابو جحیفہ نے کہا میں نے ابو جحیفہ کو سنا ابو جحیفہ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کے سردار تھے۔اب حضرت علی نے انہیں کوفہ کا عامل مقرر کیا ہوا تھا آپ نے فرمایا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا : فرمایا کیا میں تمھیں نبی علیہ السلام کے بعد اس امت کے سب سے بہترین فرد کے بارے نہ بتاؤں۔ وہ حضرت ابو بکر ہیں کہا میں تمھیں حضرت ابو بکر کے بعد بہترین شخص کے بارے نہ بتاؤں وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر خاموش ہو گئے اس کو لالکائی نے اصول اعتقاد اھل السنہ میں روایت کیا ہے۔(شرح اصول الاعتقاد: ۲۰۶۴)

الحدیث السابع والثلاثون : عن عون بن ابی جحیفۃ عن ابیہ قال عون کان ابی علی شرط علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فکان تحت منبرہ قال سمعت علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابو بکر و عمر اخرجہ اللالکائی فی اصولہ ایضاً۔

حدیث 37۔عون بن ابی جحیفہ اپنے والد گرامی سے راویت کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے سپاہی مقرر تھے۔آپ حضرت علی کے منبر کے قریب تھے تو فرمایا کہ میں نے حضرت علی کو یہ فرماتے ہوئے سنا نبی علیہ السلام کے بعد اس امت کے سب سے بہتر فرد حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم ہیں (ایضاً)۔(شرح اصول الاعتقاد: ۲۱۳۵)

الحدیث الثامن والثلاثون : عن عامر الشعبی عن ابی جحیفۃ قال قال علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ الا اخبرکم بخیر ھذہ الامۃ ابو بکر و عمر و رجل اخرجہ اللالکائی فی اصولہ ایضاً۔

حدیث 38۔عامر شعبی حضرت ابو جحیفہ سے راوی فرمایا حضرت علی نے فرمایا کیا میں تمہیں اس امت کے سب سے بہترین افراد کے بارے خبر نہ دوں وہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما پھر ایک اور مرد رضی اللہ عنہ ہیں (ایضاً)۔(شرح اصول الاعتقاد: ۲۱۳۶)

الحدیث التاسع والثلاثون: عن ابی الضحی عن ابی جحیفة عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو ھذا الحدیث وزاد فیہ وان شئتم اخبرتکم بخیر الناس بعد عمر فلا ادری ان یذکر نفسہ الحدیث اوردہ الدار قطنی فی الفضائل۔

حدیث 39۔دار قطنی نے فضائل میں اسی کی مثل ابو الضحی سے روایت کی اس میں یہ زیادہ ہے اگر تم چاہو تو میں تمہیں حضرت عمر کے بعد بہترین شخص کا بتادوں راوی نے کہا مجھے نہیں معلوم کہ کیا آپ نے اپنے آپ کو ذکر کرنے سے حیا کی تھی۔(الصواعق المحرقہ ص ۱۷۹)

الحدیث الاربعون: عن ابی جحیفة عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو ھذا اللفظ وزاد فیہ ان علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ان الثالث عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرجہ ابن عساکر فی ترجمة عثمان من طرق۔

حدیث 40۔ابن عساکر نے حضرت عثمان کے تعارف میں اسی کی مثل کوکئی طرق سے روایت کیا اور اس میں یہ زیادہ کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: بے شک وہ تیسرے صاحب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔(تاریخ دمشق ج ۳۱ ص ۱۵۶)

الحدیث الحادی والاربعون: عن ابی جحیفة عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو ھذا اللفظ وفی آخرہ ان ابا جحیفة قال فرجعت الموالی یقولون کنی عن عثمان والعرب تقول کنی عن نفسہ اخرجہ ابن عساکر ایضاً۔

حدیث 41۔ابن عساکر نے ابو جحیفہ سے اسی کی مثل روایت کی اس میں یہ زیادہ ہے کہ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں موالی یعنی حکام کے پاس آیا تو انہوں نے کہا کہ تیسرے صاحب سے حضرت علی

نے حضرت عثمان کو مراد لیا ہے اور عرب کہتے تھے اس سے آپ نے اپنی ذات کو مراد لیا۔

(تاریخ دمشق ج ۳۹ ص ۱۵۵)

الحدیث الثانی والاربعون : عن ابی جحیفۃ عن علی رضی اللہ تعالی عنہ قال خیر هذہ الامۃ بعد نبیہا ابو بکر و عمر اخرجہ ابو عمر بن عبد البر اوردہ فی ریاض النضرۃ۔

حدیث 42۔ ابو عمر بن عبد اللہ نے حضرت ابو جحیفہ سے روایت کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس امت میں نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے بہتر حضرت ابو بکر پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہم ہیں۔ اس کو ریاض النضرۃ میں بیان کیا گیا ہے۔ (الاستیعاب ج ۱ ص ۲۹۷)

الحدیث الثالث والاربعون : عن ابی جحیفۃ قال سمعت علیا رضی اللہ تعالی عنہ علی منبر الکوفۃ ما یقول ان خیر هذہ الامۃ بعد نبیہا ابو بکر ثم خیرهم عمر اخرجہ ابو بکر الآجری واوردہ صاحب الصواعق المحرقۃ۔

حدیث 43۔ ابو جحیفہ نے فرمایا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوفہ کے منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک اس امت میں نبی علیہ السلام کے بعد سب سے بہتر حضرت ابو بکر صدیق ہیں پھر حضرت عمر ہیں اس کو ابو بکر آجری نے اور صاحب صواعق المحرقہ نے روایت کیا ہے۔

(الصواعق المحرقہ ج ۱ ص ۸۰)

الحدیث الرابع والاربعون : عن ابی جحیفۃ عن علی رضی اللہ تعالی عنہ بنحوه اللفظ اخرجہ فی کتاب خیثمۃ للاطرابلسی۔

حدیث 44۔ اسی کو حضرت اطرابلسی نے کتاب خیثمہ میں روایت کیا ہے۔ (کتاب الفوائد: ۷۲)

الحدیث الخامس والاربعون : عن ابی جحیفۃ قال دخلت علی علی رضی اللہ تعالی عنہ فی بیتہ فقلت یا خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فقال مهلا یا ابا جحیفة الا اخبرک بخیر الناس بعد رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ابو بکر و عمر ویحک یا ابا جحیفة قال لا یجتمع حی و بغض ابی بکر و عمر فی قلب مؤمن اخرجه الحافظ ابو ذر الهروی من طرق متنوعة.

حدیث 45۔حضرت ابو جحیفہ فرماتے ہیں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر ان کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے کہا "یا خیر الناس بعد رسول الله ﷺ"۔اے رسول اللہ کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر تو آپ نے فرمایا ٹھہرو ابو جحیفہ میں تمہیں بتاتا ہوں لوگوں میں رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے بہتر کون ہے؟ وہ ابو بکر ہیں اور حضرت عمر ہیں اور تمہاری خرابی اے ابو جحیفہ (یاد رکھو) کسی مومن کے دل میں میری محبت اور ابو بکر و عمر کا بغض جمع نہیں ہو سکتے اس کو حافظ ابو ذر ھروی نے متعدد طرق سے روایت کیا ہے۔(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۳۵۶)

الحدیث السادس والاربعون : عن ابی جحیفة انه کان یری ان علیا رضی الله تعالی عنه افضل الامة فسمع اقواما یخالفونه فحزن حزنا شدیداً فقال له علی رضی الله تعالی عنه بعد ان اخذ بیده وادخله بیته ما احزنک یا ابا جحیفة فذکر له الخبر فقال لا اخبرک بخیر هذه الامة خیرها ابو بکر ثم عمر ثم قال جحیفة فاعطیت الله عهدا انی لا اکتم هذا الحدیث بعد ان شافهنی به علی رضی الله تعالی عنه ما بقیت واخرجه الدار قطنی ایضاً۔

حدیث 46۔حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افضل الامت سمجھا کرتے تھے پھر آپ نے کچھ لوگوں کو سنا کہ وہ اس کے خلاف کہتے ہیں تو آپ بہت غمزدہ ہو گئے حضرت علی ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے اور فرمایا: اے ابو جحیفہ تجھے کس چیز نے غم دیا ہے آپ نے سارا معاملہ عرض کیا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تجھے اس امت کے سب سے افضل شخص کے بارے نہ بتاؤں وہ حضرت ابو بکر ہیں ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت ابو جحیفہ نے کہا کہ میں

نے اللہ کی بارگاہ میں یہ عہد کرلیا ہے کہ میں جب تک زندہ رہوں گا اس بات کو کبھی بھی نہیں چھپاؤں گا
کیونکہ میں یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ سے راہ راست سن چکا تھا۔

(دار قطنی)۔(الصواعق المحرقہ ص ۱۷۹)

الحدیث السابع والاربعون: عن ابی جحیفة عن علی رضی الله تعالیٰ عنه بنحو هذا اللفظ اخرجه الدار قطنی۔

حدیث 47۔اس کی مثل دار قطنی نے ایک اور روایت کی ہے۔(الصواعق المحرقہ ص ۱۷۹)

الحدیث الثامن والاربعون: عن ابی جحیفة قال دخلت علی علی رضی الله تعالیٰ عنه فی بیته فقلت یا خیر الناس بعد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فقال مهلا یا ابا جحیفة الا اخبرک بخیر الناس بعد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ابو بکر و عمر رضی الله عنهما یا ابا جحیفة لا یجتمع حبی و بغض ابی بکر و عمر رضی الله عنهما ولا یجتمع بغضی وحب ابی بکر و عمر فی قلب مؤمن اخرجه الطبرانی فی الاوسط۔

حدیث 48۔حضرت ابو جحیفہ سے روایت ہے میں حضرت علی کے پاس ان کے گھر میں حاضر ہوا اور کہا "یا خیر الناس بعد رسول اللہ ﷺ" اے رسول اللہ کے بعد سب سے بہتر! تو آپ نے فرمایا اے ابو جحیفہ ٹھہرو کیا میں تمہیں رسول اللہ کے بعد سب سے افضل شخص کے بارے میں نہ بتاؤں وہ حضرت ابوبکر ہیں ان کے بعد حضرت عمر ہیں اور ابو جحیفہ! (یاد رکھو) میری محبت اور ابوبکر و عمر کا بغض سینہ مومن میں کبھی جمع نہیں ہوسکتے اور میرا بغض اور شیخین کی محبت کبھی دل مومن میں یکجا نہیں ہوسکتے اس کو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔(المعجم الاوسط: ۳۹۲۰)

الحدیث التاسع والاربعون: عن ابی جحیفة عن علی رضی الله تعالیٰ عنه بنحو هذا اللفظ اخرجه ابن عساکر فی التاریخ۔

حدیث 49۔اسی کی مثل ابن عساکر نے التاریخ میں روایت کی ہے۔

(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۳۵۶)

الحدیث الخمسون : عن ابی جحیفة عن علی رضی الله تعالیٰ عنه بنحو هذا اللفظ ایضاً اخرجه الصابونی فی المأتین واورد هذه الاحادیث الثلاثة الاخیرة الحافظ السیوطی فی جمع الجوامع ایضاً۔

حدیث 50۔اسی کی مثل صابونی فی مائتین میں روایت کیا اور آخری تین حدیثوں کو حافظ سیوطی نے جمع الجوامع میں نقل کیا ہے۔(جامع الاحادیث: ۳۳۳۲۲)

الحدیث الحادی والخمسون : عن ابی جحیفة قال قال علی رضی الله تعالیٰ عنه یا فلان الا اخبرک بافضل هذه الامة ابو بکر ثم عمر ثم رجل أخر اخرجه ابن السماک ابو عمر و اورده فی ریاض النضرة۔

حدیث 51۔حضرت ابوجحیفہ سے روایت ہے حضرت علی نے فرمایا اے فلاں! کیا میں تجھے اس امت کے سب سے افضل فرد کی خبر نہ دوں وہ حضرت ابوبکر ہیں ان کے بعد حضرت عمر ہیں پھر ان کے بعد ایک اور مرد ہے اس کو ابن سماک ابوعمر نے روایت کیا اور یہ ریاض النضرۃ میں منقول ہے۔(الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۸۵)

الحدیث الثانی والخمسون : عن عبد خیر الهمدانی عن علی رضی الله تعالیٰ عنه انه قال خیر هذه الامة بعد نبیها ابو بکر و عمر و لو شئت سمیت الثالث اخرجه الامام احمد فی مسنده۔

حدیث 52۔عبدخیر حمدانی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے راوی آپ نے فرمایا اس امت میں نبی علیہ السلام کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں اگر میں چاہوں تو تیسرے درجے والے صاحب کا نام بھی بیان کر دوں اس کو امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا۔(مسند امام

احمد: ۹۳۴، اسناد وضعیف بل متن صحیح بالمتابعت مسند امام احمد حدیث: ۹۳۲)

الحدیث الثالث والخمسون: عن عبد خیر عن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ بنحو ھذا اللفظ ایضاً اخرجہ صاحب الدرر۔

حدیث 53۔ اسی کی مثل صاحب الدرر نے روایت کی ہے۔ (العلل للدارقطنی: ۴۲۲)

الحدیث الرابع والخمسون: عن عبد خیر عن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ بنحو ھذا اللفظ ایضاً اخرجہ ابو یعلی۔

حدیث 54۔ اسی کی مثل ابو یعلی نے روایت کی ہے۔ (مسند ابی یعلی ج ۱ ص ۴۱۰)

الحدیث الخامس والخمسون: عن عبد خیر عن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ بنحو ھذا اللفظ ایضاً اخرجہ ابو نعیم۔

حدیث 55۔ اس کی مثل ابو نعیم نے روایت کی ہے۔ (فضائل خلفاء راشدین: ۱۶۸)

الحدیث السادس والخمسون: عن عبد خیر عن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ بنحو ھذا اللفظ ایضاً اخرجہ ۔۔۔۔

حدیث 56۔ اسی کی مثل ایک اور روایت ہے۔ (الصواعق المحرقہ ص ۱۷۸)

الحدیث السابع والخمسون: عن عبد خیر عن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ قال الا انبئکم بخیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابو بکر ثم عمر اخرجہ الامام احمد فی مسندہ

حدیث 57۔ حضرت عبد خیر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے راوی فرمایا: کہا میں تمھیں نبی علیہ السلام کے بعد اس امت میں سب سے بہتر شخص کا نہ بتاؤں وہ حضرت ابو بکر ہیں ان کے بعد حضرت عمر ہیں اس کو امام احمد نے اپنی سند میں روایت کیا ہے۔ (مسند امام احمد: ۹۳۳)

الحدیث الثامن والخمسون: عن عبد خیر عن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ قال خیر

هذه الامة بعد نبيها ابو بكر و عمر اخرجه الامام احمد في مسنده ايضاً۔

حدیث 58۔ عبد خیر حضرت علی سے راوی فرمایا نبی علیہ السلام کے بعد اس امت کے سب سے افضل شخص حضرت ابو بکر ہیں ان کے بعد حضرت عمر ہیں رضی اللہ عنہم (ایضاً)۔ (مسند امام احمد: ۹۰۹)

الحديث التاسع والخمسون: عن عبد خير قال سمعت عليا رضي الله تعالى عنه يقول الا اخبركم بخير هذه الامة بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ابو بكر و عمر اخرجه عبد الله بن احمد في زوائد مسند ابيه۔

حدیث 59۔ عبد خیر نے کہا میں نے حضرت علی کو فرماتے ہوئے سنا فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ کے بعد اس امت کے سب سے افضل شخص کا نہ بتاؤں وہ حضرت ابو بکر ہیں ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس کو عبد اللہ بن احمد نے زوائد مسند میں روایت کیا ہے۔ (زوائد مسند امام احمد: ۹۲۲)

الحديث الستون: عن عبد خير رواه عنه حبيب بن ابي ثابت قال عبد خير سمعت عليا رضي الله تعالى عنه يقول على المنبر الا اخبركم بخير هذه الامة بعد نبيها صلى الله عليه وآله وسلم فذكر ابا بكر ثم قال الا اخبركم بالثاني قال فذكر عمر ثم قال لو شئت لانبأتكم بالثالث قال فسكت فراينا انه يعف نفسه قال حبيب فقلت انت سمعت عليا رضي الله تعالى عنه يقول هذا قال نعم ورب الكعبة ولا صمتا اخرجه عبد الله بن احمد في زوائده ايضاً۔

حدیث 60۔ حبیب بن ابی ثابت حضرت عبد خیر سے راوی انہوں نے کہا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پہ کہتے ہوئے سنا فرمایا کیا میں تمہیں نبی علیہ السلام کے بعد اس امت کے سب سے افضل شخص کے بارے نہ بتاؤں پھر آپ حضرت ابو بکر کا ذکر کیا پھر فرمایا کیا میں تمہیں کیا دوسرے درجے والے صاحب کا نہ بتاؤں پھر حضرت عمر کا ذکر کیا پھر فرمایا اگر میں چاہوں تو تیسرے درجے والے تیسرے کے بارے بھی بتادوں راوی نے کہا پھر آپ خاموش ہو گئے۔ ہم نے گمان کیا کہ اس سے آپ خود کو

مراد لے رہے ہیں۔ حبیب بن ابی ثابت نے عبد خیر سے کہا کیا آپ نے یہ بات حضرت علی سے سنی ہے تو انہوں نے فرمایا ہاں رب کعبہ کی قسم وگرنہ میرے کان بہرے ہو جائیں۔ (ایضاً)۔ (مسند امام احمد: ۹۰۸)

الحدیث الحادی والستون: عن عبد خیر عن علی رضی الله تعالیٰ عنه قال الا انبئکم بخیر هذه الامة بعد نبیها ابو بکر والثانی عمر ولو شئت سمیت الثالث اخرجه عبد الله بن احمد فی زوائده ایضاً۔

حدیث 61۔ عبد خیر حضرت علی سے راوی آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں نبی علیہ السلام کے بعد اس امت کے سب سے بہترین فرد کا نہ بتاؤں وہ حضرت ابوبکر ہیں دوسرے حضرت عمر ہیں اور اگر چاہوں تو تیسرے صاحب کا نام بھی بیان کر دوں (ایضاً)۔ (زوائد مسند امام احمد: ۹۳۴)

الحدیث الثانی والستون: عن عبد خیر قال سمعت علیا رضی الله تعالیٰ عنه یقول علی المنبر خیر هذه الامة بعد نبیها ابو بکر و عمر ولو شئت ان اسمی الثالث لسمیت اخرجه عبد الله بن احمد فی زوائده ایضاً۔

حدیث 62۔ عبد خیر نے حضرت علی کو منبر پہ فرماتے سنا فرمایا اس امت میں نبی علیہ السلام کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر ان کے بعد حضرت عمر ہیں اور اگر میں تیرے صاحب کا نام بیان کرنا چاہوں تو کر دوں (ایضاً)۔ (زوائد مسند امام احمد: ۱۰۶۰)

الحدیث الثالث والستون: عبد عبد خیر قال قال علی لما فزع من اهل البصرة ان خیر هذه الامة بعد نبیها ابو بکر ثم خیرها بعد ابی بکر عمر رضی الله تعالیٰ عنه واحدثنا احداثا یصنع الله فیها ما یشاء اخرجه عبد الله بن احمد فی زوائده ایضاً۔

حدیث 63۔ عبد خیر نے فرمایا: جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اہل بصرہ کی طرف سے مزاحمت کا

اندیشہ ہوا تو اس کے بعد ہوا تو آپ نے فرمایا اس امت میں نبی علیہ السلام کے بعد سب سے افضل ابوبکر ان کے بعد حضرت عمر ہیں اور ہم لوگوں نے کچھ نئی باتیں پیدا کر لی ہیں اللہ ان میں جو چاہے گا فیصلہ فرمادے گا (ایضاً)۔ (زوائد مسند امام احمد: ۱۰۳۱)

الحدیث الرابع والستون: عن عبد خیر قال قام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال خیر ہذہ الامۃ بعد نبیہا ابو بکر و عمر وانا قد احدث بعد احداثاً یقضی اللہ فیہا ما یشاء اخرجہ عبد اللہ بن احمد فی زوائدہ۔

حدیث 64۔ عبد خیر نے کہا حضرت علی خطبہ کیلئے کھڑے ہوئے اور فرمایا اس امت میں نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر ان کے بعد حضرت عمر ہیں اور اس کے بعد ہم لوگوں نے کچھ نئی باتیں بنالی ہیں اللہ ان میں جو چاہے گا فیصلہ فرمادے گا (ایضاً)۔

الحدیث الخامس والستون: عن عبد خیر قال سمعت علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول ان خیر ہذہ الامۃ بعد نبیہا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو بکر ثم عمر اخرجہ عبد اللہ بن احمد فی زوائدہ ایضاً۔

حدیث 65۔ عبد خیر نے کہا کہ میں نے حضرت علی کو فرماتے ہوئے سنا کہ بلاشبہ اس امت میں نبی علیہ السلام کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر ان کے بعد حضرت عمر ہیں رضی اللہ عنہم (ایضاً)۔

(زوائد مسند امام احمد: ۹۲۶)

الحدیث السادس والستون: عن عبد خیر عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال خیر ہذہ الامۃ بعد نبیہا ابو بکر و خیرھا بعد ابی بکر عمر ولو شئت سمیت الثالث اخرجہ عبد اللہ بن احمد فی زوائدہ ایضاً۔

حدیث 66۔ عبد خیر نے حضرت علی سے روایت کیا آپ نے فرمایا اس امت میں بعد نبی کے حضرت ابوبکر افضل ہیں ان کے بعد حضرت عمر ہیں اور اگر میں چاہوں تو تیسرے صاحب کا نام بھی بیان کردوں

(ایضاً)۔(زوائد مسند امام احمد:۸۷۹)

الحدیث السابع والستون: عن ابی اسحق عن ..... عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال الا انبئکم بخیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابو بکر والثانی عمر ولو شئت سمیت الثالث قال ابو اسحاق فتھجا ما عبد خیر لکیلا تمتروا فیما کما علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرجہ عبد اللہ بن احمد فی زوائدہ۔

حدیث 67۔حضرت ابو اسحاق عبد خیر سے اور وہ حضرت علی سے راوی آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں بعد نبی علیہ السلام لے اس امت کے سب سے بہتر فرد کی خبر نہ دوں وہ حضرت ابو بکر ہیں دوسرے نمبر پر حضرت عمر ہیں اور اگر میں چاہوں تو تیسرے صاحب کا نام بھی بیان کر دوں ابو اسحاق نے فرمایا پھر حضرت عبد خیر نے قسم کھائی تا کہ تم لوگ حضرت علی کے فرمان میں شک نہ کرو۔(زوائد مسند امام احمد:۸۳۶)

الحدیث الثامن والستون: عن عبد خیر عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال الا اخبرکم بخیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابو بکر ثم خیرھا بعد ابی بکر عمر ثم یجعل اللہ الخیر حیث ..... اخرجہ عبد اللہ بن احمد فی زوائدہ۔

حدیث 68۔حضرت عبد خیر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے راوی آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں نبی کے بعد اس امت کے سب سے افضل شخص کا نہ بتاؤں وہ حضرت ابو بکر ہیں۔ان کے بعد حضرت عمر ہیں پھر اللہ تعالیٰ جہاں چاہے گا خیر رکھ دے گا(ایضاً)۔(زوائد مسند امام احمد:۱۰۳۰)

الحدیث التاسع والستون: عن عبد خیر قال قلت لعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ من اول الناس دخولاً الجنۃ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ابو بکر وعمر اخرجہ ابن عساکر فی التاریخ۔

حدیث 69۔حضرت عبد خیر فرماتے ہیں میں نے حضرت علی سے عرض کی رسول اللہ ﷺ کے بعد سب

ے پہلے جنت میں کون جائے گا۔ آپ نے فرمایا حضرت ابو بکر ان کے بعد حضرت عمر اس کو ابن عساکر نے تاریخ میں روایت کیا۔ (تاریخ دمشق ج ۴۴ ص ۱۵۹)

الحدیث السبعون : عن عبد خیر عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو ھذا اللفظ اخرجہ العشاری -

حدیث 70۔ علامہ عشاری نے اسی کی مثل روایت کی ہے۔ (فضائل ابی بکر صدیق: ۴۳)

الحدیث الحادی والسبعون : عن عبد خیر عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو ھذا اللفظ ایضاً اخرجہ الاصفھانی فی الحجۃ واورد ھذہ الاحادیث الثلاثۃ الاخیرۃ الحافظ السیوطی فی جمع الجوامع -

حدیث 71۔ علامہ اصفہانی نے "الحجۃ" میں اسی کی مثل روایت کی ہے آخری تین حدیثوں کو حافظ سیوطی نے جمع الجوامع میں بیان کیا ہے۔ (طبقات المحدثین ج ۲ ص ۳۰۱، جمع الجوامع: ۸۰۱۱)

الحدیث الثانی والسبعون : عن خالد بن علقمۃ عن عبد خیر قال قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ الا اخبرکم بخیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابو بکر و عمر وقد کان ما یشاء فان یعفی اللہ برحمتہ وان یعذب فبذنوبنا اخرجہ ابن عساکر فی تاریخ دمشق -

حدیث 72۔ خالد بن علقمہ حضرت عبد خیر سے راوی انہوں نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں اس امت میں نبی علیہ السلام کے بعد سب سے افضل ہستی کا نہ بتاؤں وہ حضرت ابو بکر ہیں ان کے بعد حضرت عمر ہیں اور کچھ باتیں ہماری طرف سے پیدا ہوگئی ہیں اگر اللہ تعالیٰ معاف کر دے تو یہ اس کی ذات سے ہے اگر وہ عذاب دے تو یہ ہمارے گناہوں کے سبب ہے۔ اس کو ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں روایت کیا۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۳۶۲)

الحدیث الثالث والسبعون : عن عبد الملک بن سلع عن عبد خیر عن علی رضی

الله تعالیٰ عنه بمثل هذا اللفظ اخرجه ابن عساکر فی تاریخ دمشق ایضاً

حدیث 73۔ اسی روایت کو عن عبدالملک بن سلع عن عبد خیر عن علی کی سند سے ابن عساکر نے روایت کیا (ایضاً)۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۳۶۲)

الحدیث الرابع والسبعون : عن نصر بن خارجة عن عبد خیر عن علی رضی الله تعالیٰ عنه بمثل هذا اللفظ ایضاً اخرجه ابن عساکر فی تاریخ دمشق ایضاً۔

حدیث۔ 74۔ اسی کو عن نصر بن خارجہ عن عبد خیر عن علی کی سند سے ابن عساکر نے روایت کیا (ایضاً)۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۳۶۲)

الحدیث الخامس والسبعون : عن عبد خیر قال خطب علی رضی الله تعالیٰ عنه فقال افضل الناس بعد النبی صلی الله علیه وسلم ابو بکر و افضلهم بعد ابی بکر عمر ولو شئت ان اسمی الثالث لسمیته قال فوقع فی نفسی من قوله ولو شئت ان اسمی الثالث لسمیت فلقیت الحسن بن علی رضی الله تعالیٰ عنه فقلت ان امیر المؤمنین خطب فقال ان افضل الناس بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم ابو بکر و افضلهم بعد ابی بکر عمر ولو شئت ان اسمی الثالث سلمیته فوقع فی نفسی من قوله ولو شئت ان اسمی الثالث لسمیته فقال فوقع فی نفسی فما وقع فی نفسک فسئلته یا امیر المومنین من الذین لو شئت ان تسمیه قال منبوح کما تذبح البقرۃ او کما قال اخرجه ابو داؤد فی کتاب المصاحف۔

حدیث 75۔ حضرت عبد خیر سے روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا ارشاد فرمایا بعد نبی ﷺ کے لوگوں میں سب سے افضل حضرت ابو بکر ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر ہیں اور اگر میں تیسرے صاحب کا نام بیان کرنا چاہوں تو کر دوں عبد خیر نے کہا آپ کے فرمان اگر میں چاہوں الخ سے میرے دل

میں تجسس پیدا ہوا میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے ملا اور سارا معاملہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا جیسے تمہارے دل میں بات آئی ہے۔ایسے ہی میرے دل میں بھی آئی تھی تو پھر میں نے پوچھ لیا تھا کہ اے امیر المومنین! وہ کون ہے جس کا نام اگر آپ چاہیں تو بیان کر دیں۔فرمایا: مذبوح کما تذبح البقرۃ۔وہ مذبوح ہیں جن کو گائے کی طرح ذبح کر دیا جائے گا یعنی آپ نے فرمایا اس کو ابو داؤد نے کتاب المصاحف میں روایت کیا ہے۔(المصاحف لابن داؤد: ۹۸)

الحدیث السادس والسبعون : عن حبیب بن ثابت عن عبد خیر قال سمعت علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصعد المنبر بحمد اللہ تعالیٰ واثنی علیہ وقال ایھا الناس الا اخبرکم بخیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو بکر وخیرھم بعد ابی بکر عمر ...... لسمیتہ فظننا انہ یعف نفسہ اخرجہ الحافظ ابو ذر الھروی۔

حدیث 76۔حضرت حبیب بن ثابت حضرت عبد خیر سے راوی انہوں نے فرمایا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بر سر منبر فرماتے ہوئے سنا آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا کیا میں تمہیں اس امت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل ہستی کا نہ بتادوں وہ حضرت ابو بکر ہیں ان کے بعد حضرت عمر ہیں اگر میں چاہوں تو تیسرے صاحب کا نام بھی بیان کر دوں تو ہمیں گمان ہوا کہ اس سے آپ اپنی ذات مراد لے رہے ہیں اس کو حافظ ابو ذر ھروی نے روایت کیا ہے۔

(امالی المحاملی، رقم الحدیث ۲۰۸)

الحدیث السابع والسبعون : ...... سعید العوفی عن عبد خیر عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمثل ھذا اللفظ اخرجہ الحافظ ابو ذر الھروی ایضاً۔

حدیث 77۔سعید عوفی عن عبد خیر عن علی کی سند سے بھی حافظ ابو ذر نے اسی کی مثل روایت کی ہے (ایضاً)۔(مسند ابی یعلیٰ: ۵۴۰)

الحدیث الثامن والسبعون : عن عبد خیر عن علی بنحو هذا اللفظ ما اخرجه ابو الحسن علی بن اسحاق البغدادی فی کتابه الذی صنفه فی فضل ابی بکر و عمر رضی الله عنهما ۔

حدیث 78۔ اسی کی مثل عبد خیر کی روایت حضرت علی سے ہے جسے حافظ ابو الحسن علی بن اسحاق بغدادی نے فضائل شیخین کے موضوع پر لکھی ہوئی اپنی کتاب میں روایت کیا ہے۔

(معجم أسامی الشیوخ:۲۲۵)

الحدیث التاسع والسبعون : عن عبد خیر عن علی رضی الله تعالیٰ عنه بنحو هذا اللفظ ایضاً اخرجه -----

حدیث 79۔ ایک اور اسی کی مثل روایت ہے۔۔۔(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۳۵۷)

الحدیث الثمانون : عن عبد خیر قال سمعت علیا رضی الله تعالیٰ عنه علی المنبر حمد الله واثنی علیه فقال الا انبئکم بخیر هذه الامة بعد نبیها خیرهم بعد نبیهم ابو بکر و خیرهم بعد ابی بکر عمر ولو شئت ان اسمی الثالث لسمیته اخرجه خیثمة بن سلیمان والمحب الطبری فی ریاض النضرة ۔

حدیث 80۔ حضرت عبد خیر نے فرمایا میں نے حضرت علی کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا کیا میں تمہیں نبی علیہ السلام کے بعد اس امت کے سب سے بہترین فرد کے بارے نہ بتاؤں وہ حضرت ابوبکر ہیں۔ان کے بعد حضرت عمر ہیں اگر میں تیسرے صاحب کا نام بیان کرنا چاہوں تو کردوں۔اس کو خیثمہ بن سلیمان نے روایت کیا محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔(الجنۃ بی بیان الحجۃ:۳۲۵)

الحدیث الحادی والثمانون : عن عبد خیر قال قال علی بن ابی طالب رضی الله تعالیٰ عنه الا انبئکم بخیر امتکم ثم سکت فظننا انه یعف نفسه اخرجه

خیثمة ایضاً و اورده فی ریاض النضرة ایضاً ۔
حدیث 81۔حضرت عبد خیر نے فرمایا حضرت علی نے فرمایا کیا میں تمہیں تمہارے آئمہ میں سے سب سے بہتر فرد کا نہ بتاؤں وہ حضرت ابوبکر ہیں پھر حضرت عمر کا بھی یونہی ذکر کیا پھر آپ مذکورہ جملہ کہ کر خاموش ہو گئے تو ہمیں گمان ہوا کہ اب آپ خود کو مراد لے رہے ہیں (ایضاً)۔

(تاریخ دمشق ج ۴۴ ص ۲۰۸)

الحدیث الثانی والثمانون : عن حسن بن علی رضی الله عنهما عن ابیه رواه عن عبد خیر فی ضمن الحدیث الخامس والسبعین المتقدم ذکره اخرجه ابو داؤد فی کتاب المصاحف حیث قال عبد خیر بن الحسن بن علی رضی الله تعالیٰ عنه قال وقع فی نفسی کما وقع فی نفسک الی آخر الحدیث ۔
حدیث 82۔حضرت حسن بن علی سے وہی روایت ہے جو حدیث نمبر 75 کے ضمن میں گزری ہے اس کو بھی ابوداؤد نے کتاب المصاحف میں روایت کیا ہے۔(المصاحف ابن ابی داؤد:۹۸)

الحدیث الثالث والثمانون : عن الحسن بن علی رضی الله تعالیٰ عنهما عن علی رضی الله تعالیٰ عنه کنت عند النبی صلی الله علیه وسلم فاقبل ابو بکر و عمر رضی الله عنهما فقال هذان سیدا کهول الجنة وشبابها بعد النبیین والمرسلین اخرجه عبد الله بن احمد فی زوائده ثم ان هذا الحدیث روی عن علی رضی الله تعالیٰ عنه من طرق عن الحسن وانس الا انه لیس فی هذه الروایات لفظ و شبابها قال العلامة الشیخ محمد اکرم النصر پوری رحمه الله فی احراق الروافض لان رواة هذا الحدیث کلهم ثقات کما یعلم من التقریب وتهذیب التهذیب انتهی ومن المعلوم ...... عند اهل الحدیث ان نهادة الثقة مقبولة لا سیما وقد رواه الحسن بن علی عن علی رضی الله تعالیٰ عنه ومن حفظ

حجۃ علی من لم یحفظ وقد روی هذا الحدیث عن علی رضی الله تعالیٰ عنه بغیر لفظ واشبابها الحسن بن علی رضی الله تعالیٰ عنهما کما فی جامع الترمذی والحارث الاعور کما فی جامع الترمذی وسنن ابن ماجة والشعبی کما فی کشف الاستار عن زوائد البزار و زین العابدین کما رواه العشاری و زر بن جیش کما اخرجه ابو بکر فی الغیلانیات وابو مطرف کما فی تاریخ دمشق لابن عساکر۔

حدیث 83۔حضرت حسن بن علی حضرت علی سے راوی آپ نے فرمایا میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت میں حاضر تھا شیخین آ گئے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ دونوں انبیاء و مرسلین کے سوا جنتی بوڑھوں کے اور جوانوں کے سردار ہیں۔اس کو عبداللہ بن احمد نے اپنی زوائد میں روایت کیا۔ یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت حسن اور حضرت انس کے دیگر طرق سے بھی مروی ہے۔مگر ان روایات میں شباب (جنتی جوانوں) کا لفظ نہیں ہے۔علامہ شیخ محمد اکرم نصر پوری رحمتہ اللہ نے احراق الروافض میں فرمایا۔اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں جیسا کہ تقریب اور تہذیب التھذیب سے واضح ہے انتہی (مصنف فرماتے ہیں) محدثین کے نزدیک یہ بات بھی مشہور و معروف ہے کہ ثقہ راوی کی طرف سے زیادتی مقبول ہوتی ہے بالخصوص اس روایت کو تو حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے اور یاد رکھنے والا نہ رکھنے والے پر حجت ہے۔اس حدیث کو حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے حضرت علی سے بغیر "شبابھا" کے الفاظ کے بھی روایت کیا ہے جیسا کہ جامع ترمذی میں ہے اور حارث اعور نے بھی یہ بھی جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں ہے اور شعبی نے جیسا کہ کشف الاستار عن زوائد البزار میں ہے اور زین العابدین نے جیسا کہ اس کو عشاری نے روایت کیا ہے اور زر بن جیش نے جیسا کہ اس کو ابوبکر نے الغیلانیات میں روایت کیا ہے اور ابو مطرف نے جیسا کہ ابن عساکر کی تاریخ دمشق میں ہے۔(مسند امام احمد: ۶۰۲، ترمذی: ۳۶۶۴، سنن ابن ماجہ: ۹۵، الفوائد الغیلانیات: ۲، کشف الاستار

مَن زوائد بزار: ۲۴۹۳ ۔تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۱۶۸)

الحدیث الرابع والثمانون : عن الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمثل الحدیث السابق الا انہ لیس فیہ وشبابھا کما تقدم اخرجہ الترمذی فی جامعہ ۔

حدیث 84۔حضرت حسن بن علی سے (وشبابھا) کے الفاظ کے علاوہ مذکورہ روایت ہی کو مثل مروی ہے (جامع ترمذی)۔(سنن ترمذی: ۳۶۶۴)

الحدیث الخامس والثمانون : عن حسین بن علی عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما رواہ حفص بن جعفر بن محمد وقد سئل عن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال ما اقول فیہ او لا اقول فیہ الا خیرا او قال الا الخیر بعد حدیث حدثنیہ ابو محمد قال حدثنی ابو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال حدثنی ابی الحسین قال سمعت ابی علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما طلعت الشمس ولا غربت علی احد بعد النبیین والمرسلین افضل من ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثم قال جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ انا لنی اللہ شفاعتہ جدی ان کنت کذبت فیما زویت لک و انی لارجوا شفاعتہ یوم القیامۃ یعنی ابا بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرجہ ابن السمان فی الموافقۃ و اوردہ المحب الطبری فی ریاض النضرۃ ۔

حدیث 85۔حفص بن جعفر بن محمد نے روایت کی کہ حضرت حسین بن علی سے حضرت ابوبکر صدیق کے بارے پوچھا گیا تو فرمایا میں تو ان کے بارے بہتر کلمات ہی کہتا ہوں حفص کہتے ہیں کہ اس کے علاوہ وہ حدیث بھی ہے جو مجھے ابو محمد نے ابو علی کے واسطے سے بیان کی ابو علی نے فرمایا مجھے میرے والد حضرت حسین نے حدیث بیان کی فرمایا کہ میں نے اپنے والد محترم حضرت علی کو فرماتے سنا انہوں نے

کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ انبیاء مرسلین کے بعد حضرت ابو بکر سے افضل کسی شخص پر سورج نہ کبھی طلوع ہوا ہے اور نہ کبھی غروب ہوا ہو۔ پھر جعفر بن محمد نے کہا اگر میں جھوٹا ہوں تو اللہ مجھے میرے نانا جان کی شفاعت سے محروم رکھے اور مجھے روز قیامت حضرت ابو بکر کی شفاعت کی امید ہے۔ (ﷺ) اس کو ابن السمان نے "الموافقۃ" میں روایت کیا اور محب طبری نے ریاض النضرۃ میں نقل کیا۔ (الریاض النضرۃ ج ا ص ۶۳)

الحديث السادس والثمانون : عن صعصعة صوحان بضم المهملة التابعي الثقة قال دخلت على علي رضي الله تعالى عنه حين ضربه ابن ملجم فقلنا يا امير المومنين استختلف علينا فقال اتركم كما تركنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قلنا يا رسول الله صلى الله عليه وسلم استخلف علينا قال ان يعلم الله فيكم خيرا يول عليكم خياركم فعلم الله فينا خيرا فولى علينا ابا بكر رضي الله تعالى عنه اخرجه الحاكم في مستدركه۔

حدیث 86۔ ثقہ تابعی حضرت صعصعہ بن صُوحان فرماتے ہیں جب ابن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا اے امیر المومنین! ہم پر کسی کو خلیفہ مقرر فرما دیجئے۔ ارشاد ہوا میں تمہیں ایسے ہی چھوڑ رہا ہوں جیسے ہمیں رسول اللہ ﷺ نے چھوڑا تھا تو ہم نے عرض کی تھی یا رسول اللہ ہم نے عرض کی تھی یا رسول اللہ ہم پر خلیفہ مقرر فرما دیجئے۔ ارشاد ہوا تھا "ان یعلم اللہ فیکم خیرا یول علیکم خیارکم" اگر اللہ تم میں سے کسی کو بہتر دیکھے گا تو اس کو تم پر والی بنا دے گا پھر اللہ نے ہم میں سے بہترین شخص کا انتخاب فرمایا اور حضرت ابو بکر کو ہمارا والی بنا دیا اس کو حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے۔ (مستدرک حاکم: ۴۶۹۸)

الحديث السابع والثمانون : عن صعصعة بن صوحان قال دخلت على علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ اخرجه ابن السني في كتاب الأخرة۔

حدیث 87۔ابن السنی نے کتاب الاخرۃ میں اسی کی مثل روایت کی ہے۔(حدیث خیثمہ بن سلیمان ص۱۳۱)

الحدیث الثامن والثمانون: عن سعید بن المسیب واخرج علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ لبیعۃ ابی بکر فبایعہ فسمع مقالۃ الانصاری فقال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا ایھا الناس ایکم یؤخر من قدمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال سعید بن المسیب فجاء علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ___ لم یأت بھا احد منھم اخرجہ العشاری۔

حدیث 88۔سعید بن رضی اللہ عنہ مسیب نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کیلئے آئے اور آپ کی بیعت کی پھر آپ نے کسی انصاری کی چہ میگوئی سنی تو فرمایا اے لوگو! جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقدم کیا ہے تم میں سے کون اسے پیچھے کرسکتا ہے سعید بن مسیب نے فرمایا کہ حضرت علی نے یہ ایسی بات کی تھی کہ آپ سے پہلے کسی نے نہ کی تھی اس کو عشاری نے روایت کیا ہے۔

(فضائل ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ للعشاری:۱۸)

الحدیث التاسع والثمانون: عن سعید بن المسیب قال خرج علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمثل ھذا اللفظ اخرجہ اللالکائی۔

حدیث 89۔اسی کی مثل لالکائی رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔(شرح اصول الاعتقاد:۱۹۸۷)

الحدیث التسعون: عن سعید بن المسیب عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنھما بمثل ھذا اللفظ ایضاً اخرجہ الاصفھانی فی الحجۃ۔

حدیث 90۔اسی کی مثل اصفہانی نے "الحجۃ" میں روایت کی ہے۔(الحجۃ فی بیان المحجۃ:۳۳۲)

الحدیث الحادی والتسعون: عن علقمۃ بن قیس رواہ عنہ ابراھیم النخعی قال ضرب علقمۃ بن قیس ھذا المنبر قال خطبنا عیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی

هذا المنبر فحمد الله تعالى واثنى عليه وذكر ما شاء الله ان يذكروا قال ان خير الناس كان بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ابو بكر ثم عمر ثم احدثنا بعدهما احداثا يقضي الله فيها اخرجه عبد الله بن احمد في زوائده بسند رجاله ثقاة۔

حدیث 91۔ابراہیم نخعی نے علقمہ بن قیس سے روایت کی کہ حضرت علقمہ نے منبر پہ ہاتھ مار کر فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس منبر پر ہمیں خطبہ دیا آپ نے اللہ کی حمد وثنا کی جو اللہ نے چاہا آپ نے ذکر کیا اور کہا بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں میں افضل سیدنا ابو بکر ہیں۔ان کے بعد حضرت عمر ان دونوں کے بعد ہم لوگوں نے کچھ نئی باتیں پیدا کر دی ہیں ان میں اللہ جو چاہے گا فیصلہ فرما دے گا۔(مسند امام احمد:۱۰۵۱)

الحديث الثاني والتسعون : عن علقمة بن قيس رواه عنه ابراهيم النخعي قال ضرب علقمة بن قيس بيده على منبر الكوفة فقال خطبنا على رضى الله تعالى عنه على هذا المنبر فحمد الله واثنى عليه فذكر ما شاء الله ان يذكر ثم قال الا انه بلغني ان ناسا يفضلونني على ابي بكر و عمر ولو كنت تقدمت في ذلك لعاقبت ولكن اكره العقوبة قبل التقدم من ابيت به من بعد مقالي هذا فمن قال شيئا من ذلك فهو مفتر عليه ما على المفترين ثم قال ان خير الناس بعد رسول الله صلى الله عيله وآله وسلم ابو بكر ثم عمر اخرجه اللالكائي في اصول اعتقاد اهل السنة والجماعة۔

حدیث 92۔ابراھیم نخعی نے کہا کہ علقمہ بن قیس نے اپنا ہاتھ منبر پہ مارا اور کہا حضرت علی نے ہمیں اس منبر پہ خطبہ دیا اللہ کی حمد وثناء کی پھر اللہ نے جو چاہا وہ آپ نے ذکر کیا پھر فرمایا خبردار! مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ کچھ لوگ مجھے شیخین پر فضیلت دیتے ہیں اگر میں پہلے اس بارے میں بتا چکا ہوتا تو میں لوگوں

سزا دیتا لیکن میں بتانے سے پہلے سزا دینے کو ناپسند کرتا ہوں۔ میری اب کی گفتگو کے بعد جس شخص کے متعلق مجھے پتہ چلا کہ اس نے اس تفضیل کے حوالے سے کچھ کہا ہے تو وہ بہتان باز ہے اس پر بہتان بازوں کی سزا ہے پھر فرمایا بے شک رسول اللہ ﷺ کے بعد سب لوگوں میں افضل سیدنا ابو بکر ہیں ان کے بعد سیدنا عمر ہیں۔ اس کو لالکائی نے اصول اعتقاد اھل السنۃ میں روایت کیا ہے۔ (شرح اصول الاعتقاد: ۲۲۰۰)

الحدیث الثالث والتسعون: عن علقمۃ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو ھذا اللفظ اخرجہ ابن ابی عاصم۔

حدیث 93۔ ابن ابی عاصم نے علقمہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

(السنۃ لابن ابی عاصم: ۸۲۶)

الحدیث الرابع والتسعون: عن علقمۃ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو ھذا اللفظ ایضاً اخرجہ ابو حفص بن شاھین فی السنۃ۔

حدیث 94۔ ابو حفص بن شاہین نے "السنۃ" میں اسی کی مثل روایت کی ہے۔ (شرح مذاہب اہل السنۃ لابن شاہین: ۱۹۹۹)

الحدیث الخامس والتسعون: عن علقمۃ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو ھذا اللفظ ایضاً اخرجہ العشاری فی فضائل الصدیق۔

حدیث 95۔ عشاری نے فضائل الصدیق میں اسی کی مثل روایت کی ہے۔ (فضائل ابی بکر صدیق للعشاری: ۳۹)

الحدیث السادس والتسعون: عن علقمۃ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو ھذا اللفظ ایضاً اخرجہ ابن عساکر فی التاریخ و اوردہ ھذہ الاحادیث الستۃ الحافظ السیوطی فی جمع الجوامع۔

حدیث 96۔ ابن عساکر نے تاریخ میں اسی کی مثل روایت کی ہے۔ اور مذکورہ چھ حدیثوں کو حافظ سیوطی نے جمع الجوامع میں ذکر کیا ہے۔ (جامع الاحادیث: ۳۳۲۸۹)

الحدیث السابع والتسعون: عن علقمة عن علی رضی الله تعالیٰ عنه بنحو هذا اللفظ ایضاً اخرجه الاصبهانی فی الحجة۔

حدیث 97۔ اصبہانی نے بھی "الحجۃ" میں اسی کی مثل روایت کی ہے۔ (الحجۃ فی بیان المحجۃ: ۳۲۷)

الحدیث الثامن والتسعون: عن علقمة قال سمعت علیا رضی الله تعالیٰ عنه یقول فی خطبة بلغنی ان اناسا یفضلوننی علی ابی بکر و عمر ولو کنت تقدمت فی ذلک لعاقبت فیه ولکنی اکره العقوبة قبل التقدم فمن اتیت به بعد هذا وقد قال شیئا من ذلک فهو مفتر وعلیه ما علی المفترین ان خیر الناس بعد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ابو بکر ثم عمر ثم الله اعلم بالخیر بعد اخرجه ابن السماک فی الموافقه و اورده صاحب ریاض النضرة۔

حدیث 98۔ حضرت علقمہ نے فرمایا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ کچھ لوگ مجھے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر پر فضیلت دیتے ہیں اور اگر میں اس حوالے سے پہلے بتا چکا ہوتا تو ان لوگوں کو سزا دیتا لیکن میں بتانے سے پہلے سزا دینے کو ناپسند کرتا ہوں۔ اب اس کے بعد جس شخص کے بارے مجھے خبر دی گئی کہ اس نے اس تفضیل میں کچھ کہا ہے تو وہ بہتان تراش ہے اور اس کی وہی سزا ہے جو بہتان تراشوں کی ہوتی ہے۔ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب لوگوں میں سیدنا ابوبکر افضل ہیں پھر حضرت عمر ہیں ان کے بعد اللہ خیر کو زیادہ جاننے والا ہے۔ اس کو ابن السمان نے "الموافقۃ" میں روایت کیا ہے اور صاحب ریاض النضرۃ نے ریاض میں اس کو بیان کیا۔ (الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۲۲)

الحدیث التاسع والتسعون: عن عبد الله بن سلمة قال سمعت علیا رضی الله

تعالیٰ عنه یقول خیر الناس بعد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ابو بکر وخیر الناس بعد ابی بکر عمر اخرجه ابن ماجة فی۔۔۔۔

حدیث 99۔ حضرت عبد اللہ بن سلمہ نے فرمایا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب لوگوں میں افضل حضرت ابو بکر ہیں ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ (سنن ابی ماجہ: ۱۰۶، باب فضل عمر)

الحدیث المائة: عن عبد الله بن سلمة عن علی رضی الله تعالیٰ عنه بنحو هذا اللفظ اخرجه ابو نعیم فی الحلیة۔

حدیث 100۔ ابو نعیم نے "حلیۃ" میں اسی کی مثل روایت کیا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۷ ص ۲۰۰ باب شعبہ بن الحجاج)

الحدیث الحادی والمائة: عن عبد الله بن سلمة قال سمعت علیا رضی الله تعالیٰ عنه ینادی علی المنبر الا ان خیر هذه الامة ابو بکر ثم عمر ثم الله اعلم اخرجه ابو عمر ..... واورده فی ریاض النضرة۔

حدیث 101۔ حضرت عبد اللہ بن سلمہ نے فرمایا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برسر منبر نداء کرتے ہوئے سنا فرمایا سنو! اس امت کے سب سے بہتر فرد ابو بکر صدیق ہیں پھر حضرت عمر ہیں پھر اللہ زیادہ جاننے والا ہے اس کو ابو عمر نے روایت کیا اور محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا۔

(فضائل صحابہ امام احمد بن حنبل: ۴۳۹)

الحدیث الثانی والمائة: عن النزال بن سبرة عن علی رضی الله تعالیٰ عنه خیر هذه الامة بعد نبیها صلی الله علیه وسلم ابو بکر و عمر رضی الله تعالیٰ عنهما اخرجه ابن عبد البر فی الاستیعاب۔

حدیث 102۔ حضرت النزال بن سبرۃ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے راوی آپ نے فرمایا کہ بعد نبی علیہ السلام

کے اس امت میں سب سے بہترین حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر ہیں۔ اس کو ابن عبد البر نے الاستیعاب میں روایت کیا ہے۔ (الاستیعاب ج ا ص ۲۹۷)

الحدیث الثالث والمائۃ : عن سوید بن غفلۃ بفتحات المحضرم المعدوم من کبار التابعین رحمہ اللہ قال مررت بقوم یذکرون ابا بکر و عمر و ینقصونھما فاتیت علیا فذکرت لہ ذلک فقال لعن اللہ من اضمر لھما الا الحسن الجمیل اخوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصاحبان و وزیراہ ثم صعد المنبر فخطب خطبۃ بلیغۃ فقال ما بال اقوام یذکرون سیدی قریش وابوی المسلمین مما انا عنہ متنزہ ومما یقولون بریئتی وعلی ما یقولون معاقب نو الذی فلق الحب وبرأ النسمۃ لا یحبھما الا مؤمن ولا یبغضھما الا فاجر ردی صحبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالصدق والوفا یأمران وینھیان ویعاقبان فما یجاوزان فیما یصنعان رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورضی عنھما ولا یرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرا بھما رأیا ولا یحب کحبیھما احدا مضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وراض عنھما والناس راضون ثم ولی ابو بکر الصلوٰۃ فلما قبض نبیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولاہ المسلمون ذلک وفوضوا الیہ الزکوٰۃ لانھما مقرولتان و کنت اول من سبق لہ من بنی عبد المطلب وھو لذلک کارہ یودان بعضنا کفاہ فکان واللہ خیر من بقی ارء فہ رأفۃ وارحمہ رحمۃ والبسہ ورعا واقدم .... شبھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمیکائیل رأفۃ ورحمۃ بابراھیم عفوا و وقارا فسار بسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی قبض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ث ولی الامر بعدہ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ واستامر فی ذلک الناس

فمنهم من رضی و منهم من کره فکنت ممن رضی فو الله ما فارق الدنیا حتی رضی من کان له کارها فایام الامر علی منهاج النبی صلی الله عیله وآله وسلم حتی قبض رحمة الله علیه وصاحبه یتبع الفضیل اثرامه وکان والله خیر من بقی رفیقا ورحمة وناصرا للمظلوم علی الظالم ث ضرب الله بالحق علی لسانه حتی رائیا ان ملک ینطق علی لسانه واعز الله باسلامه الاسلام وجعل هجرته للدین قولهما وقذف فی قلوب المومنین الحب له وفی قلوب المنافقین الرهبة منه شبهه رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بجبریل علیه السلام فظا غلیظا علی الاعداء وبنوح علیه السلام حنیفا ومغتاظا علی الکافرین فمن لکم بمثلهما لا یبلغ مبلغهما الا بالحب لهما واتباع آثارهما فمن احبهما فقد احبنی ومن ابغضهما فقد ابغضنی وانا منه بریٔ ولو کنت تقدمت فی امر هما لعاقبت اشد العقوبة فمن اتیت به بعد مقالی هذا فعلیه ما علی المفترین الا و خیر هذه الامة بعد نبیها صلی الله علیه وآله وسلم ابو بکر و عمر رضی الله تعالی عنهما ثم الله اعلم بالخیر این هو اقول قولی هذا و یغفر الله لی ولکم اخرجه خیثمة۔

حدیث 103۔سوید بن غفلہ رحمہ اللہ جو کبار تابعین میں سے ہیں فرماتے ہیں۔میں ایک قوم کے پاس سے گزرا جو حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر کرتے ہوئے آپ کی شان میں تنقیص کر رہے تھے۔میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور یہ معاملہ عرض کیا۔آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس پہ اللہ کی لعنت جو ان کی شان کو چھپائے مگر وہ کہ جو اچھا ذکر کرے (وہ اس لعنت سے پاک ہے) وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دینی بھائی (انتہائی محبوب) اور آپ علیہ السلام کے ساتھی اور وزیر تھے۔پھر آپ نے منبر پہ جلوہ افروز ہو کر ایک شاندار خطبہ ارشاد فرمایا: فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو قریش کے ان دو سرداروں

اور اہل اسلام کے ان تاجوروں کا ان لفظوں میں ذکر کرتے ہیں جن سے میں جدا ہوں اور ان لوگوں کی باتوں سے میں بری الذمہ ہوں اور میں ان کو ان باتوں پر سزا دینے والا ہوں۔ اس ذات کی قسم جس نے بیج اگایا اور جان کی نیست سے ہست کیا۔ شیخین سے محبت صرف مومن ہی کریگا اور ان سے بغض صرف فاجر بدکار شخص ہی رکھ سکتا ہے۔ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے سچے اور وفادار صحابی تھے۔ وہ نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے تھے اور نہ ماننے والے کی پکڑ بھی فرماتے رہے۔ وہ اپنے کسی بھی کام میں رسول اللہ ﷺ کی رائے سے تجاوز نہ کرتے۔ حضور علیہ السلام ان سے راضی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جو ان کی رائے کو اہمیت دی وہ کسی اور کو نہ دی اور جیسی ان سے محبت کی ایسی کسی اور سے نہ کی رسول اللہ ﷺ ان سے راضی ہو کر تشریف لے گئے اسی طرح عام لوگ بھی ان سے راضی رہے پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کیلئے لوگوں کا امام بنایا گیا جب رسول اللہ ﷺ دنیا سے رخصت ہو گئے تو لوگوں نے ان کو اپنا امام برقرار رکھا اور آپ کی خدمت میں زکوۃ سپرد کی کیونکہ نماز اور زکوۃ آپس میں ملی ہوتی ہیں اور میں بنی عبد المطلب میں سے پہلا شخص تھا جو زکوۃ لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ اس کو ناپسند فرماتے وہ اس چیز کو پسند فرماتے تھے کہ انہیں تھوڑا مال ہی کافی ہے۔ قسم بخدا بعد والوں میں وہ سب سے بہتر تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو راحت و رحمت کا پیکر بنایا لباس تقویٰ عطا فرمایا۔ مسلمانوں پر مقدم کیا رسول اللہ ﷺ نے راحت و رحمت میں انہیں حضرت میکائیل سے تشبیہ دی۔ عفو و وقار میں حضرت ابراھیم سے تشبیہ دی وہ رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلتے رہے یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو گئے اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے بعد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ ولی بنے اور اس معاملہ میں لوگوں سے مشورہ لیا تو کچھ نے رضامندی ظاہر کی اور کچھ نے ناپسندی اور میں ان میں سے تھا جو رضامند تھے۔ اللہ کی قسم آپ دنیا سے تشریف نہ لے گئے یہاں تک کہ ہر ناپسند ہونے والا رضامند بن چکا تھا۔ آپ نے اپنی خلافت کو طریقہ نبوی کے مطابق رکھا یہاں تک کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔ آپ حضور ﷺ کی اتباع ایسے ہی کرتے جیسے گائے کا بچہ اس کے پیچھے پیچھے رہتا ہے۔ قسم بخدا

لوگ باقی ہیں ان میں سے وہ بہترین ساتھی اور مہربان تھے۔ ظالم کے خلاف مظلوم کی مدد کرنیوالے تھے اللہ نے ان کی زبان پر حق جاری فرمایا حتیٰ کہ ہم سمجھتے تھے کہ ان کی زبان پر فرشتہ بول رہا ہے۔ اللہ نے ان کے اسلام لانے سے اسلام کو غلبہ دیا اور ان کی ہجرت کو دین کے قیام کا سبب بنایا۔ مومنوں کے دلوں میں ان کی محبت بھر دی منافقوں کے دلوں میں ان کی ہیبت ڈالدی۔ رسول اللہ ﷺ نے دشمنوں پر خوب سخت ہونے میں انہیں حضرت جبریل سے تشبیہ دی۔ اور کافروں پر تند اور متنفر ہونے میں ان کو حضرت نوح علیہ السلام سے تشبیہ دی تمھارے پاس شیخین جیسا اور کون ہے؟ ان کی محبت و پرہیزگاری کے سواء ان کے مرتبے کو سمجھا جاسکتا ہی نہیں۔ جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی جس نے ان سے بغض رکھا وہ میرا بھی دشمن ہے میں اس سے بیزار ہوں۔ اگر میں اس حوالے سے پہلے بتا چکا ہوتا تو ان تفضیلیوں کو سخت سزا دیتا۔ اب میرے اس اعلان کے بعد اگر کسی کے بارے مجھے تفضیل کی بات پہنچی تو اس شخص پر بہتان بازوں والی سزا ہوگی۔ سنتے رہو! اس امت میں نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر ہیں ان کے بعد اللہ زیادہ جاننے والا ہے کہ خیر کہاں ہے۔ میں کہتا ہوں اور میری بات یہ ہے کہ اللہ میری اور تمھاری مغفرت فرمائے۔ اس کو خیثمہ نے روایت کیا۔ (من حدیث خیثمہ ج ۱ ص ۱۲۲)

الحدیث الرابع والمائۃ: ....

حدیث 104: ....(قلمی نسخہ میں یہ حدیث موجود نہیں ہے۔)

الحدیث الخامس والمائۃ: عن سوید بن غفلۃ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو ھذا اللفظ اخرجہ اللالکائی۔

حدیث 105۔ لالکائی نے اسی کی مثل روایت کی ہے۔ (شرح اصول الاعتقاد اہل السنۃ: ۲۰۰۴)

الحدیث السادس والمائۃ: عن سوید بن غفلۃ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو ھذا اللفظ ایضاً اخرجہ ابو الحسن علی بن احمد بن اسحق البغدادی فی

فضائل ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
حدیث 106۔ ابو الحسن علی بن احمد اسحٰق بغدادی نے فضائل ابو بکر و عمر میں اسی کی مثل روایت کی ہے۔ (معجم ابن الاعرابی: ۵۶۸)

الحدیث السابع والمائۃ: عن سوید بن غفلۃ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو ھذا اللفظ بطولہ ایضاً اخرجہ الشیرازی فی الالقاب۔
حدیث 107۔ شیرازی نے القاب میں اسی کی مثل روایات کی ہے۔

(تاریخ دمشق ج ۴۴ ص ۳۶۶)

الحدیث الثامن والمائۃ: عن سوید بن غفلۃ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو ھذا اللفظ بطولہ ایضاً اخرجہ ابن مندۃ فی تاریخ اصبھانی۔
حدیث 108۔ ابن مندہ نے تاریخ اصبہان میں اسی کی مثل روایت کی ہے۔

(فضائل خلفاء راشدین: ۲۳۹)

الحدیث التاسع والمائۃ: عن سوید بن غفلۃ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو ھذا اللفظ بطولہ ایضاً اخرجہ ابن عساکر و اوردہ ھذہ الاحادیث الستۃ الحافظ خاتمۃ للمحدثین جلال الدین السیوطی فی جمع الجوامع۔
حدیث 109۔ ابن عساکر نے اسی کی مثل روایت کی ہے ان چھ پچھلی حدیثوں کو خاتم المحدثین علامہ جلال الدین سیوطی نے جمع الجوامع میں بیان کیا ہے۔ (جامع الاحادیث: ۳۴۷۹۲)

الحدیث العاشر والمائۃ: عن سوید بن غفلۃ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو ھذا اللفظ ایضاً بطولہ رواہ المؤید باللہ یحیی ابن حمزۃ من العلماء الزیدیۃ فی آخر اطواق الحمامۃ فی الصحابۃ علی السلامۃ من کتاب الاستبصار فی الذنوب عن الصحابۃ الاخیار کذا فی النبراس فانظر کیف تواتر عن علی

رضی اللہ تعالی عنہ خبر تفضیل الشیخین علی نفسه حتی ان العلماء الشیعة والزیدیة یعترفون به واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل فماذا بعد الحق الا الضلال۔

حدیث 110۔اسی حدیث کو علمائے زیدیہ میں سے موید باللہ یحییٰ ابن حمزہ نے کتاب ''الاستبصار فی الذنوب عن الصحابۃ الاخیار'' سے نقل کر کے اپنی کتاب ''اطواق الحماۃ فی الصحابۃ علی السلامۃ'' کے آخر میں ذکر کیا ہے جیسا کہ ''النبراس'' میں ہے۔تو دیکھئے کہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تفضیل شیخین میں کس تواتر سے روایات آئی ہیں۔یہاں تک شیعہ اور زیدی علماء بھی اس کا اعتراف کرتے ہیں اور اللہ حق ہی بیان فرماتا اور راہ ہدایت دکھاتا ہے حق کے بعد گمراہی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

(الصواعق المحرقۃ ص ۲۲)

الحدیث الحادی عشر بعد المائة : عن سوید بن غفلة عن علی رضی اللہ تعالی عنه بنحو ھذا اللفظ بطوله الا ان فیه اختصارا اخرجه ابن السمان فی الموافقة واوردہ المحب الطبری فی ریاض النضرۃ۔

حدیث 111۔اسی کی مثل حدیث کو ابن السمان نے ''الموافقۃ'' میں کچھ اختصار کے ساتھ روایت کیا ہے اور محب طبری نے اسے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔(الریاض النضرۃ ص ۲۰۵)

الحدیث الثانی عشر بعد المائة : عن سوید بن غفلة عن علی رضی اللہ تعالی عنه بنحو ھذا اللفظ بطوله اخرجه الحافظ السلفی واوردہ المحب الطبری فی ریاض النضرۃ۔

حدیث 112۔اسی کی مثل حافظ سلفی نے روایت کی جسے محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔(الریاض النضرۃ ص ۲۰۵)

الحدیث الثالث عشر بعد المائة : عن سوید بن غفلة قال سمعت علیا رضی اللہ

تعالیٰ عنه یقول قبض رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم عیل خیر ما قبض علیه نبی من الانبیاء ثم استخلف ابو بکر نعمل بعمل رسول الله صلی الله علیه وسلم وبسنته ثم قبض ابو بکر رضی الله تعالیٰ عنه علی خیر ما قبض عیله احد و کان خیر هذه الامة بعد نبیها صلی الله علیه وآله وسلم وبعد ابی بکر و عمر رضی الله تعالیٰ عنهما اخرجه ابن السمان فی الموافقة و اورده صاحب ریاض النضرة۔

حدیث 113۔ حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے فرمایا۔ جس بہتری پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے پردہ فرمایا کوئی نبی علیہ السلام اس بہتری پر دنیا سے رخصت نہ ہوئے پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے خلیفہ بنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ و سنت پر عمل کرتے رہے پھر جس بہتری پر حضرت ابوبکر صدیق نے دنیا کو چھوڑا اس پر کوئی راہی ملک عدم نہ ہوا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اس امت کے سب سے بہترین انسان ہوئے ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مرتبہ ہے۔ اس کو ابن السمان نے "الموافقہ" میں روایت کیا ہے اور محب طبری نے ریاض النضرہ میں بیان کیا ہے۔

(الریاض النضرہ، ص ۱۳۱)

الحدیث الرابع عشر بعد المائة: عن اسید هو بفتح الهمزة مذکور فی الصحابة روی عن علی رضی الله تعالیٰ عنه تقریب بن صفوان صاحب رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم و کان قد ادرک النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال لما قبض ابو بکر رضی الله تعالیٰ عنه وسجی علیه ارتجت المدینة بالبکاء کیوم قبض رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فجاء علی رضی الله تعالیٰ عنه مستعجلا مسرعا مسترجعا وهو یقول الیوم انقطعت خلافة النبوة حتی وقف

على باب البيت الذى فيه ابوبكر رضى الله تعالىٰ عنه وهو مسجى فقال يرحمك الله يا ابا بكر كنت الف رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وانسه ومستراحة ووثقة و موضع مسترة ومشاور به كنت اول القوما سلاما واخلصهم ايمانا واشدهم يقينا واخو لهم لله واعظم على اصحابه واحسنهم صحبة واكثرهم مناقب وافضلهم سوابق وارفعهم درجة واقربهم وسيلة واشبههم برسول الله صلى الله عليه وآله وسلم هديا وسمتا ورحمة وفضلا واشرفهم منزلة واكرمهم مكية فجزاك الله من الاسلام وعن رسوله صلى الله عليه وآله وسلم خيرا و افضل الجزاء كنت عنده بمنزلة السمع والبصر صدقت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حين كذبه الناس فسماك الله عزوجل فى تنزيله صديقا فقال والذى جاء بالصدق و صدق به الذى جاء بالصدق محمد صلى الله عليه وآله وسلم وصدق به ابو بكر رضى الله تعالىٰ عنه ...... حين بخلوا وقمت معه حين قعدوا وصحبته فى الشدة اكرم الصحبة ثانى اثنين وصاحبه فى الغار والمنزلته السكينة و رفيقه فى الهجرة وخليفته فى دين الله و امته احسن الخلافة حين ارتد الناس و قمت بالامر ما لم يقم به خليفة نبى فنهضت حين وهن اصحابك وبزرت حين استكانوا و قويت حين ضعفوا و لزمت منهاج رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذ وهنوا كنت خليفة حقا لم تنازع ولم تضارع برغم المنافقين و كبت الكافرين و كره الحاسدين وغيظ الباغين وقمت بالامر حين نشلوا وثبت اذ تنفقوا و مضيت بنور الله اذ وقفوا بل فاتبعوك فهدوا كنت اخفضهم صوتا واعلاهم فوقا واقبلهم كلاما واصدقهم منطقا واطولهم صمتا وابلغهم قولا واكملهم رايا واشجعهم نفسا وامر فهم

بالامور واشرفهم عملا كنت والله الذين يعسوبا اولا دين يفتر عنه الناس
وآخرا حين اقبلوا كنت والله للمومنين ابا رحيما حتى صنابروا عليك عيالا
فحملت اثقال ما ضعفوا ورعيت ما اهملوا وخففت ما اضاعوا وعملت ما جهلوا
و شمرت اذ خفضوا و صبرت اذ جزعوا فادركت اوتار ما طلبوا و راجعوا
رشدهم برايك فظفروا و نالوا بك ما لم يحتسبوا كنت والله على الكافرين
عذابا صبا ولهبا و للمومنين رحمة وانسا وحصنا فطرت والله بفنائها وفزت
بحبائها واذهبت بفضائلها وادركت سوابقها لم تقلل حجتك ولم تضعف
بصيرتك ولم تجبن نفسك ولم يرع قلبك ولم تحر فلذلك كنت كالجبل
الذى لا يحر كها العواصف ولا يزيله القواصف وكنت كما قال رسول الله صلى
الله عليه وآله وسلم امن الناس علينا صحبتك و ذات يدك و كنت كما قال
صعيفا فى بدنك قويا فى امر الله تعالى متواضعاً فى نفسك عظيما عند الله
جليلا فى اعين الناس كبيرا فى انفسهم لم يكن لاحد فيك مغمر ولا لقائل
فيك مهمز ولا لاحد فيك مطمع ولا لمخلوق عندك هوادة الضعيف الذليل
عندك قوى عزيز حتى تأخذ بحقه والقوى عندك ضعيف ذليل حتى يأخذ
الحق الغريب والبعيد عندك فى ذلك سواء و اقرب الناس اليك اطوعهم
واتقاهم له شانك الحق والصدق والرفق قولك حكم وحتم و امرك حلم
حزم و رايك علم وعزم فاقلعت وقد نهج السبيل وسهل العسير واطفئت
النيران واعتدل بك الدين وقوى بك الايمان وثبت الاسلام والمسلمون
فظهر امر الله ولو كره الكافرون فسبقت والله سبقا بعيدا واتعبت من بعدك
اتعابا شديدا وفزت بالخير فوزا مبينا فجللت عن البكاء وعظمت ذريتك

السماء وهدت مصيبتک الانام فانا لله وانا اليه راجعون رضينا عن الله تعالیٰ قضائه وسلمنا له امره فو الله لن يصاب المسلمون بعد رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم بمثلک ابدا كنت للدين عزا وحرزا و كهفا و للمومنين فئة و حصنا وغيثا وعلی المنافقين غلظة وغيظا فالحقک الله بنبيک صلی الله عليه وآله وسلم ولا حرمنا اجرک ولا اضلنا بعدک فانا لله وانا اليه راجعون قال وسكت الناس حتی انقضی كلامه ثم بكوا حتی علت اصواتهم وقالوا صدقت يا ختن رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم اخرجه ابن السمان فی كتاب الموافقة واورده المحب الطبری فی رياض النضرة۔

حدیث 114۔ حضرت اسید بن صفوان صحابی رسول حضرت علی کے بارے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دنیا کو خیر باد کہا اور آپ کو کفن دے دیا گیا تو شہر مدینہ اسی دن کی طرح آہ و بکاہ کے غلغلوں میں ڈوب گیا جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک حقیقی کو لبیک کہا تھا۔ حضرت مولائے کائنات سیدنا علی رضی اللہ عنہ جلدی کی حالت میں "انا اللہ وانا الیہ راجعون" پڑھتے ہوئے آئے اور اس دن آپ فرما رہے تھے" آج خلافت نبوی کا تسلسل منقطع ہوگیا یہاں تک کے اس کمرے کے دروازے پر کھڑے ہوئے جس میں حضرت ابوبکر صدیق کفن میں لپیٹے رکھے گئے تھے۔ اب حضرت علی رضی اللہ عنہ کہنا شروع ہو گئے" اے ابوبکر! آپ ہی وہ ہیں کہ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی الفت وانسیت حضور کی راحت وثقاہت اور صاحب راز ومشاورت ہونے کا شرف پایا۔ آپ ہی وہ ہیں کہ جو لوگوں میں سب سے پہلے اسلام لائے اور پختہ یقین اور خوفِ خدا والے مخلص مومن ہوئے اللہ کی رضا کیلئے مسلمانوں کے عظیم کفیل بنے مسلمانوں میں سے اسلام اور پیغمبر اسلام کے محافظ اکبر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سب سے زیادہ عظمت اور حضور علیہ السلام کی سب سے اچھی صحبت آپ ہی نے پائی۔ صحابہ کرام میں سے زیادہ تعریف افضل اولیات بلند درجات اور قریب ترین وسیلہ سب آپ ہی کے

نصیب میں آئے۔ ھادی ہونے حکمت بھرا کلام کرنے مہربان ہونے اور فضل کرنے میں آپ نے حضور علیہ السلام کی سب سے بڑھ کر مشابہت پائی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں آپ کی منزلت آپ کا مرتبہ عزت والا اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام اور ھادی اسلام علیہ السلام کی طرف سے افضل و بہترین جزا عطا فرمائے۔ اے ابوبکر! آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک ان کی سماعت و بصارت کی طرح تھے۔ جب لوگوں نے نبی علیہ السلام کو جھٹلایا تو آپ نے تصدیق کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی نازل کردہ کتاب قرآن مجید میں اپ کو صدیق کا لقب دیتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا: "والذی جاء بالصدق وصدق بہ" اور وہ جو سچ لے کر آیا یعنی نبی ﷺ اور جس نے ان کی تصدیق کی یعنی حضرت ابوبکر صدیق۔ جب لوگوں نے بخل کیا تو آپ نے خرچ کیا جب لوگ رسول اللہ ﷺ کی مدد کے لئے نہ اٹھے تو آپ اٹھے۔ اور آپ نے سخت خطرے کے وقت نبی مرسل ﷺ کا بے مثال ساتھ دیا نار میں آپ ہی دو جان میں سے دوسرے تھے۔ سکینہ خداوندی آپ ہی پر اترا تھا۔ آپ ہی ہجرت میں اپنے آقا کے رفیق سفر تھے۔ جب لوگ ایمان سے پھر رہے تھے تو آپ نے دین الٰہی کو امت نبوی میں نیابت مصطفیٰ کا حق ادا کر دیا۔ جس دور اندیشی سے آپ نے خلافت کی گتھی سلجھائی کسی نبی کے کوئی خلیفہ اس طرح نہ سلجھا پائے ہونگے۔ جب آپ کے ساتھیوں نے کم کوشی دکھائی تو آپ خود اٹھ کھڑے ہوئے جب وہ عاجز ہوئے تو آپ خود شجاعت سے نکلے جب وہ کمزور ہوئے تو آپ نے قوت کا مظاہرہ کیا۔ جب انہوں نے دین کے معاملہ میں کم ہمتی برتی تو آپ نے رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کو لازم پکڑے رکھا۔ اس میں اختلاف نام کی کوئی چیز نہیں کہ آپ خلیفہ برحق تھے۔ آپ نے منافقین کو ذلت کافروں کو ہلاکت، حاسدوں کو کراحت اور باغیوں کو سخت غضب کی مشقت میں سرگرداں رکھا۔ جب لوگ دین میں بزدل ہوئے تو آپ نے اصلاح کا بیڑا اٹھایا جب وہ نفاق اپنانے لگے تو آپ ثابت قدم رہے۔ جب لوگ رک گئے تو آپ نور خداوندی کی روشنی میں گزر گئے بلکہ پھر انہوں نے آپ کا دامن تھاما تو ہدایت پا گئے۔ آپ کی آواز لوگوں میں پست لیکن مرتبے میں سب پر فائق آپ کا لا

ب سے زیادہ عزت والا آپ کی راست بازی سب پر اوفق۔آپ کا سکوت سب سے طویل پر جو کہا وہ ب سے بلیغ۔آپ کی رائے سب سے کامل۔آپ کا دل سب سے بہادر۔امور میں دانشمندی آپ کی زیادہ اعمال میں بزرگی آپ کی زیادہ۔اللہ کی قسم جب اولاً لوگ دین سے بھاگے تب بھی آپ ہی رئیس اعظم تھے اور بالآخر جب وہ واپس راہ راست پر آگئے تب بھی تاجداری آپ ہی کی تھی۔واللہ! جب مومن آپ کی عیال رعایا بنے تو آپ ان کے مہربان باپ ثابت ہوئے آپ نے ان کمزوروں کا بوجھ اپنے کندھوں پر لیا۔جو کام انہوں نے گنوا دیا آپ نے اسے محفوظ کیا جو انہوں نے بھلا دیا آپ نے اسے یاد دلایا۔جب وہ لڑکھڑا دیئے تو آپ نے خود کمر باندھ لی۔جب وہ گھبرا دیئے تو آپ صابر رہے پھر آپ نے ان کے مطلوبہ امور کا ادراک کیا وہ آپ کی رائے پر عمل کر کے اپنی ہدایت پر لوٹ آئے کامیاب ہوئے اور وہ پایا جس کا گمان نہ رکھتے تھے۔قسم بخدا آپ کافروں پر نازل ہونے والا شعلہ بار عذاب تھے اور مومنین کے لئے رحمت ومحبت کی کان اور حفاظت کا قلعہ تھے۔قسم بخدا! ملت اسلامیہ کی آسودگی کے خواہاں مجمع الفضائل عنایات خداوندی کا مرکز تھے۔

آپ کی حجت کم نہ ہوئی آپ کی بصیرت ماند نہ پڑی آپ کی ذات بزدل نہیں آپ کا دل خائف نہیں۔ آپ اس پہاڑ کی مانند تھے جس کو تند وتیز طوفان اور بجلیاں بھی اپنی جگہ سے حرکت نہ دے پائیں۔آپ ویسے ہی تھے جیسا رسول اللہ ﷺ کا آپ کے بارے فرمان یہ ہے کہ اے ابوبکر! لوگوں میں ہم پر سب سے زیادہ احسان آپ کے مال اور آپ کی صحبت کا ہے اور آپ حضور ﷺ کے اس فرمان کے بھی مطابق تھے کہ ابوبکر! آپ اپنے بدن میں تو ضعیف ہیں لیکن حکم الٰہی بجالانے میں قوی ہیں۔اپنے بارے میں تواضع کرنے والے لیکن اللہ کے ہاں بڑی عظمت والے لوگوں کی نظروں میں بڑی بزرگی والے ان کے دلوں میں بڑے مقام والے کوئی آپ کی شان چھپا نہیں سکتا۔اور نہ ہی آپ کی ذات میں کسی کیلئے مقام غیبت ہے۔آپ کے بارے کوئی اپنا غلط مقصد پورا کرنے کی طمع نہ رکھ سکتا تھا۔نہ کوئی آپ پر طعن کر سکے۔آپ کے نزدیک ذلیل شخص قوی اور معزز ہے جب تک آپ اس کا حق نہ دلا دیں

اور طاقتور شخص کمزور و ذلیل ہے جب تک اس سے صاحب حق کا حق نہ لے دیں۔ دور و نزدیک والے سب آپ کے ہاں یکساں ہیں لوگوں میں آپ کا منظور نظر وہ جو صاحب اطاعت و خشیت۔ حق و صداقت اور نرم خوئی آپ کی شان، حکمت اور حتمیت آپ کا فرمان۔ علم و احتیاط آپ کی سرشت۔ علم و عزم آپ کی رائے و دانست۔ آپ کی برکت سے اسلام کا قلعہ مضبوط ہوا۔ راہیں مفتوح ہوئیں مشکلیں آسان ہوئیں۔ آتشیں ویران ہوئیں۔ دین و ایمان قوی ہوئے۔ اسلام و مسلمین کو ثابت قدمی ملی۔ اللہ کا فیصلہ آشکار ہوگیا۔ چاہے کافروں کو کتنا ہی برا کیوں نہ لگا۔ آپ نے سبقت عظیمہ حاصل کی۔ دوسروں کو بہت پیچھے چھوڑا۔ آپ کی عطا کا شہرہ افلاک میں ہوا۔ آپ کی مصیبت (موت) لوگوں کیلئے بادی بنی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم اللہ کے فیصلے پر راضی اور وہی ہمارے کاموں کا قاضی ہے رسول اللہ ﷺ کے بعد مسلمانوں پر آپ کی وفات جیسی مصیبت کبھی نہ آئے گی۔ آپ دین کے لئے عزت، پناہ اور حفاظت مومنین کیلئے۔ قلعہ پناہ اور اصحاب رحمت تھے۔ منافقین کیلئے قہر و عذاب تھے۔ اللہ آپ کو آپ کے نبی ﷺ کے ساتھ ملائے اور ہمیں آپ کی برکت سے چلنے والے اجر سے محروم نہ کرے نہ ہی ہمیں آپ کے بعد گمراہ کرے پس انا للہ وانا الیہ راجعون (راوی نے کہا)۔ جب تک مولائے کائنات کا یہ دفور بیان جاری رہا لوگ ہمہ تن گوش ہو کر سنتے رہے پھر آپ کا خاموش ہونا تھا کہ لوگوں کی چیخیں نکل گئیں اور وہ کہنے لگے اے دامادِ رسول! آپ نے ایک ایک لفظ سچ کہا۔ اس کو ابن السمان نے الموافقۃ میں روایت کیا ہے اور محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ج ا ص ۱۲۸)

الحدیث الخامس عشر بعد المائۃ: عن اسید بن صفوان عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو ھذا الحدیث بطولہ الیٰ آخرہ اخرجہ الحافظ ابو بکر البزار فی مسندہ

حدیث 115۔ اسی کی مثل حافظ ابو بکر بزار نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔

(مسند بزار ج ۳ ص ۱۴۰)

الحدیث السادس عشر بعد المائۃ : عن اسید بن صفوان عن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ بنحو ھذا الحدیث بطولہ الی آخرہ ایضاً اخرجہ الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول فی الاصل الاربعین بعد المأتین۔

حدیث 116۔ اسی کی مثل حکیم ترمذی نے اپنی کتاب "نوادرالاصول" میں اصول نمبر 240 میں روایت کی ہے۔ (نوادرالاصول ج۵ ص۳۳۰)

الحدیث السابع عشر بعد المائۃ : عن اسید بن صفوان عن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ بمثلہ لکن الی قولہ والذی جاء بالصدق محمد وصدق بہ ابو بکر اخرجہ ابو بکر محمد بن عبد اللہ الجوزقی و اوردہ الطبری فی ریاض النضرۃ۔

حدیث 117۔ اسی کی مثل" والذی جاء بالصدق محمد وصدق بہ ابوبکر " کے الفاظ تک ابوبکر محمد بن عبد اللہ جوزقی نے روایات کی ہے۔ محب طبری نے اسے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔ (الاحادیث المختارہ، رقم الحدیث ۳۹۷، الریاض النضرۃ ص۱۷۸، الفصل التاسع فی خصائصہ)

الحدیث الثامن عشر بعد المائۃ : عن عقیل بن ابی اطلب عن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ بنحو حدیث اسید بن صفوان بطولہ الی آخرہ اخرجہ فی فضل الخطاب فی فضل الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ و اوردہ العلامۃ السید معین الدین اشرف حفید السید السند الشریف الجرجانی قدس اللہ سرھما فی نواقض الروافض لہ۔

حدیث 118۔ حدیث اسید کی مثل عقیل بن ابی طالب سے بھی روایت ہے جسے فضل الخطاب فی فضل الصدیق میں روایت کیا گیا ہے۔ اور علامہ سید معین الدین اشرف حفید السید السند شریف جرجانی رحمھما اللہ نے اسے اپنی "نواقض الروافض" میں ذکر کیا ہے۔

الحدیث التاسع عشر بعد المائۃ : عن عبد الرحمن بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہ

قال خطب ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال واللہ ما کنت حریصا علی الامارۃ یوما ولا لیلۃ قط ولا کنت راغبا فیہا ولا سألتہا اللہ تعالیٰ فی سر و علانیۃ ولکنی اشفق من الفتنۃ و ما فی الامارۃ من ... فلدت امرا عظیما مالی بہ من طاقۃ ولا ید الا بتقویۃ اللہ تعالیٰ فقال علی والزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ما غضبنا الا انا اخذنا عن المشورۃ وانا نری ابا بکر احق الناس بہا انہ لصاحب الغار وانا لنعرف شرفہ وخیرہ ولقد امرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالصلوٰۃ بین الناس وھو حی اخرجہ موسیٰ بن عقبۃ فی مغازیۃ۔

حدیث 119۔عبد الرحمن بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا اللہ کی قسم مجھے کبھی بھی کسی دن اور کسی رات میں خلافت کی حرص نہ تھی بلکہ رغبت بھی نہ تھی نہ ہی میں نے کبھی اللہ سے خلوت وجلوت میں اس کا سوال کیا۔لیکن میں فتنے اور معاملات خلافت سے ڈرتا ہوں۔ پھر مجھ پر وہ بھاری ذمہ داری ڈالدی گئی جس کی مجھے طاقت نہیں اور اللہ کی مدد کے سوا کوئی چارہ نہیں۔تو حضرت علی وحضرت زبیر رضی اللہ عنہم نے کہا" ہمیں تو اس بات پر غضب ہے کہ ہم سے خلافت صدیق کیلئے مشورہ کیوں نہیں لیا گیا حالانکہ ہم تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو لوگوں میں خلافت کا سب سے زیادہ حقدار سمجھتے ہیں کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غار کے ساتھی ہیں ہم ان کی بزرگی اور بہتری کو پہچانتے ہیں اور تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات دنیاوی میں سیدنا ابوبکر کو لوگوں میں نماز پڑھانے کا حکم دیا اس کو موسیٰ بن عقبہ نے اپنی مغازی میں روایت کیا۔

(احادیث منتخبہ من مغازی موسیٰ بن عقبہ:۱۹)

الحدیث العشرون بعد المائۃ : عن عبد الرحمن بن عوف بمثل ھذا اللفظ اخرجہ الحاکم وصححہ و اوردہ ھذین الحدیثین الحافظ ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقۃ۔

حدیث 120۔ حاکم نے اسی کی مثل عبد الرحمان بن عوف سے روایت کی اور اس کو صحیح کہا۔ ان دو حدیثوں کو حافظ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے "الصواعق المحرقہ" میں ذکر کیا ہے۔

(الصواعق المحرقہ ص ۳۵)

الحدیث الحادی والعشرون بعد المائۃ: عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال علی کرم اللہ وجہہ الا اخبرکم بخیر ھذہ الامۃ بعد نبیہا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قلنا بلیٰ قال ابو بکر ثم قال الا اخبرکم بخیر ھذہ الامۃ بعد نبیہا وبعد ابی بکر قلنا بلیٰ قال عمر ولو شئت اخبرتکم بالثالث اوردہ فی نفائس الدرر۔

حدیث 121۔ حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا "کیا میں تمہیں بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس امت کی سب سے بہترین ہستی کی بابت نہ بتاؤں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں۔ فرمایا وہ حضرت ابوبکر ہیں پھر فرمایا کیا میں تمہیں ان دونوں کے بعد بہترین ہستی کے بارے خبر نہ دوں؟ ہم نے کہاں کیوں نہیں فرمایا وہ حضرت عمر ہیں اور اگر میں چاہوں تو تمہیں ان کے بعد والی ہستی کے بارے بھی بتادوں اس کو نفائس الدور میں ذکر کیا گیا ہے۔ (المعجم الکبیر: ۱۷۷ باب نسبۃ علی بن ابی طالب)

الحدیث الثانی والعشرون بعد المائۃ: عن ابی الطفیل عامر بن واثل الکنانی روی عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ھذا التفضیل اخرجہ الدار قطنی و اوردہ فی نفائس الدرر ایضاً۔

حدیث 122۔ ابوطفیل نے عامر بن وائل کنانی سے اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسی تفضیل کو روایت کیا ہے اس کو دارقطنی نے اپنی کتاب میں ذکر کیا۔ یہ نفائس الدرر میں بھی ہے۔

(المعجم الاوسط: ۵۶۰۱ من اسمہ محمد (محمد بن عبد اللہ الحضرمی)

الحديث الثالث والعشرون بعد المائة : عن ذاذان عن علی رضی الله تعالیٰ عنه بنحو هذا الحديث اخرجه الدار قطنی واورده فی نفائس الدرر ایضاً۔

حدیث 123۔ اسی کی مثل دار قطنی نے حضرت ذاذان کی روایت عن علی رضی اللہ عنہ روایت کی ہے۔ یہ نفائس الدرر میں بھی ہے۔

الحديث الرابع والعشرون بعد المائة : عن ابن ابی الجور عن ابیه ان علیا رضی الله تعالیٰ عنه قال علی المنبر الا انبئكم بخير امتكم بعد نبیها ابو بكر ثم قال الا انبئكم بخير امتكم بعد نبیها وبعد ابی بكر عمر ثم قال الا انبئكم بخير امتكم بعد عمر سكت فظننا انه يعنی نفسه اخرجه الدار قطنی فی كتاب الفضائل بطرق۔

حدیث 124۔ ابن ابی الجور نے اپنے والد گرامی سے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے برسر منبر فرمایا: "کیا میں تمہیں اس امت میں نبی علیہ السلام کے بعد سب سے افضل شخص کی خبر نہ دوں وہ حضرت ابوبکر ہیں۔ پھر فرمایا کیا میں تمہیں ان دونوں کے بعد سب سے افضل شخص کا نہ بتاؤں وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر فرمایا کیا میں تمہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے افضل شخص کا نہ بتادوں پھر آپ خاموش ہو گئے۔ راوی فرماتے ہیں کہ ہم نے گمان کیا کہ مولائے کائنات اس سے خود کو مراد لے رہے ہیں۔ اس کو دار قطنی نے "کتاب الفضائل" میں متعدد سندوں سے روایت کیا۔

الحديث الخامس والعشرون بعد المائة : عن ابن ابی الجعد عن ابیه عن علی رضی الله تعالیٰ عنه بنحو هذا اللفظ اخرجه الهروة فی كتاب السنة۔

حدیث 125۔ اسی کی مثل ابن ابی الجعد نے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت علی سے روایت کی اسی کا الھروی نے "کتاب السنۃ" میں روایت کیا۔ (السنۃ: ۱۳۸۵)

الحديث السادس والعشرون بعد المائة : عن ابن ابی الجعد عن ابیه عن علی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو ھذا اللفظ ایضاً اخرجہ ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل البخاری فی تاریخہ الکبیر و اوردہ ھذہ الاحادیث الثلاثۃ صاحب نفائس الدرر۔

حدیث 126۔اسی کی مثل ابن ابی الجعد کی روایت اپنے والد گرامی سے عن علی رضی اللہ عنہ ہے۔اس کو امیر المومنین فی الحدیث ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ کبیر میں روایت فرمایا ہے۔ مذکورہ تین حدیثوں کو صاحب نفائس الدرر نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا۔

(تاریخ دمشق ج ۴۴ ص ۲۰۸)

الحدیث السابع والعشرون بعد المائۃ : عن ابی وائل شقیق بن سلمۃ قال قیل لعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ الا تستخلف علینا قال ما استخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاستخلف ولکن ان یرد اللہ بالناس خیرا فیجمعھم بعدی علی خیرھم کما جمعھم بعد نبیھم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی خیرھم اخرجہ الحاکم وصححہ۔

حدیث 127۔ابو وائل شقیق بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی کیا آپ ہم پر کسی کو خلیفہ نہ بنائیں گے؟ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی خلیفہ نہیں بنایا تھا جو میں بناؤں لیکن اگر اللہ لوگوں سے بھلائی کا ارادہ فرمائے گا تو میرے بعد ان کو ان کے بہتر پر جمع فرمادے گا جیسا کہ اس نے نبی علیہ السلام کے بعد لوگوں کو ان میں سب سے بہتر شخص پر جمع فرمادیا تھا۔اس کو حاکم نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔(مستدرک حاکم: ۴۴۶۷ قال الذہبی: صحیح)

الحدیث الثامن والعشرون بعد المائۃ : عن ابی وائل عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو ھذا اللفظ اخرجہ البیھقی فی الدلائل و اوردہ ھذین الحدیثین الحافظ السیوطی فی تاریخ الخلفاء لہ۔

حدیث 128 ۔اسی کی مثل امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''دلائل النبوۃ'' میں روایت کی۔ان دو حدیثوں کو حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''تاریخ الخلفاء'' میں بیان کیا ہے۔

(دلائل النبوۃ ج ۷ ص ۲۳۳ باب ما یستدل بہ علی ان النبی ﷺ)

الحديث التاسع والعشرون بعد المائة : عن ابي وائل عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ ايضاً اخرجه ابو الشيخ في الوصايا في فضائل الصديق رضي الله تعالى عنه واورده الحافظ السيوطي في جمع الجوامع۔

حدیث 129 ۔اسی کی مثل ابو الشیخ نے ''الوصایا فی فضائل الصدیق'' میں روایت کیا ہے اور حافظ سیوطی نے اسے جمع الجوامع میں ذکر کیا ہے۔(جامع الاحادیث:۳۴۲۱۹)

الحديث الثلاثون بعد المائة : عن ابي وائل عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ ايضاً اخرجه البزار۔

حدیث 130 ۔اسی کی مثل امام بزار نے روایت کی ہے۔(مسند بزار:۲۸۹۵)

الحديث الحادي والثلثون بعد المائة : عن ابي وائل عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ اخرجه صاحب كشف الاستار عن زوائد البزار۔

حدیث 131 ۔اسی کی مثل صاحب ''کشف الاستار عن زوائد البزار'' نے روایت کی ہے۔

(کشف الاستار:۲۴۸۶)

الحديث الثاني والثلاثون بعد المائة : عن ابي وائل عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ ايضاً اخرجه ابن ابي عاصم۔

حدیث 132 ۔اسی کی مثل ابن ابی عاصم نے روایت کی ہے۔(السنۃ ابن ابی عاصم:۱۰۲۰)

الحديث الثالث والثلثون بعد المائة : عن ابي وائل عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ ايضاً اخرجه العقيلي۔

حدیث133۔اسی کی مثل عُقیلی نے روایت کی ہے۔(الضعفاء للعقیلی ج۲ص۱۸۲رقم:۷۸۵)

الحدیث الرابع والثلثون بعد المائة : عن ابی وائل عن علی رضی الله تعالیٰ عنه بنحو هذا اللفظ ایضاً اخرجه العشاری۔

حدیث134۔اسی کی مثل عشاری نے روایات کی۔یہ تمام ابو وائل سے ہیں۔

(فضائل ابو بکر صدیق:۱۹)

الحدیث الخامس والثلثون بعد المائة : عن الاصبغ بن نباتة قال قلت لعلی رضی الله تعالیٰ عنه من خیر الناس من بعد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال ابو بکر ن الصدیق ثم عمر ثم عثمان ثم انا اخرجه ابو العباس الولید بن احمد الزوزنی فی کتاب شجرة العقل و اورده الحافظ السیوطی فی جمع الجوامع۔

حدیث135۔اصبغ بن نباتہ نے فرمایا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا رسول اللہ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ فرمایا وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت عمر ہیں، پھر حضرت عثمان ہیں پھر میں ہوں۔اس کو ابو العباس ابو الولید بن احمد زوزنی نے کتاب "شجرۃ العقل" میں روایت کیا ہے اور حافظ سیوطی رحمہ اللہ جمع الجوامع میں بیان کیا ہے۔

(جامع الاحادیث:۳۴۱۹۵)

الحدیث السادس والثلثون بعد المائة : عن الاصبغ بن نباتة قال قلت لعلی رضی الله تعالیٰ عنه یا امیر المومنین من خیر الناس بعد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال ابو بکر رضی الله تعالیٰ عنه قلت ثم من ؛ قال عمر رضی الله تعالیٰ عنه قلت ثم من ؛ قال عثمان رضی الله تعالیٰ عنه قلت ثم من قال انا اخرجه ابو القاسم بن خبابة و اورده الطبری فی ریاض النضرة۔

حدیث 136۔ اصبغ بن عساکر نے فرمایا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا اے امیر المومنین! رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ پھر فرمایا حضرت ابوبکر میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا حضرت عمر میں نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا حضرت عثمان میں نے عرض کی پھر کون؟ فرمایا۔ میں۔ اس کو ابوالقاسم بن خبابہ نے روایت کیا ہے اور محب طبری نے ریاض النضرۃ میں نقل کیا ہے۔(الریاض النضرۃ ج ا ص ۲۲)

الحدیث السابع والثلثون بعد المائۃ: عن شریح القاضی عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھذا اللفظ اخرجہ الخطیب۔

حدیث 137۔ خطیب نے اسی کی مثل عن شریح القاضی عن علی کی سند سے روایت کی ہے۔
(تحفۃ الصدیق فی فضائل ابی بکر صدیق ص ۱۸)

الحدیث الثامن والثلثون بعد المائۃ: عن شریح القاضی قال سمعت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول علی المنبر خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی ثم انا اخرجہ ابن عساکر۔

حدیث 138۔ قاضی شریح نے فرمایا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا" فرمایا رسول اللہ ﷺ کے بعد امت کے بہترین فرد حضرت ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں یعنی میں اس کو ابن عساکر نے روایت کیا۔(تاریخ دمشق ج ۲۳ ص ۸)

الحدیث التاسع والثلثون بعد المائۃ: عن شریح القاضی عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو ھذا اللفظ ایضاً اخرجہ ابن شاھین۔

حدیث 139۔ اسی کی مثل ابن شاہین نے روایت کی ہے۔(شرح مذاہب اہل السنۃ: ۱۹۷)

الحدیث الاربعون بعد المائۃ: عن الحسن البصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال جاء علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال یا امیر المومنین کیف سبق المھاجرون

الانصار الی بیعة ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنه وانت اسبق منه سابقة و اوری
منه منقبة قال فقال علی رضی اللہ تعالیٰ عنه ویلک ان ابا بکر سبقنی الی اربع
اعتض منهن بشیء سبقنی الی افشاء السلام وقدم الهجرة ومصاحبه
فی الغار و اقام الصلوٰة وانا یومئذ بالشعب یظهر اسلامه واخفیه ویستحقرنی
قریش ویستر فیه واللہ لو ان ابا بکر زال عن مزیتیه ما بلغ الدین العبرین
یعنی جمانبین ولکان الناس کرعة ککرعة طالوت ویلک ان اللہ عزوجل ذم
الناس ... ابا بکر فقال الا تنصروه فقد نصره اللہ الآیة کلها فرحم اللہ ابا بکر
وابلغ روحه منی السلام اخرجه فی فضائل ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنه

حدیث 140۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو میں نے عرض کی اے امیر المومنین! مہاجرین وانصار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بیعت کرنے میں کیونکر سبقت لے گئے۔ حالانکہ آپ حضرت ابوبکر سے زیادہ مقدار اور زیادہ شان والے ہیں۔ فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "تمہاری خرابی ہو حضرت ابوبکر چار باتوں میں مجھ پر سبقت رکھتے ہیں۔ میں ان میں سے کسی کو نہیں پاسکا۔ وہ اسلام پھیلانے میں مجھ پر سبقت رکھتے ہیں ان کی ہجرت میری ہجرت سے پہلے ہے۔ وہی غار میں حضور ﷺ کے ساتھی تھے۔ انہوں نے اس وقت نماز قائم کی جب میں شعب ابی طالب میں تھا وہ اپنے اسلام کو ظاہر کرتے تھے میں چھپاتا تھا قریش مجھے حقیر جانتے تھے ان کی پوری پوری عزت کرتے تھے۔ قسم بخدا اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی فضیلت سے گر جاتے تو دین دونوں کناروں تک نہ پہنچتا اور لوگ قوم طالوت کی طرح بچھاڑے ہوئے ہوتے۔ تمہاری خرابی ہو اللہ نے لوگوں کی مذمت اور ابوبکر کی مدح کرتے ہوئے یہ آیت نازل فرمائی "الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ" ترجمہ کنزالایمان: اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بیشک اللہ نے ان کی مدد فرمائی۔ اللہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے اور میری طرف سے ان کی روح پر فتوح کو سلام پہنچائے (آمین) اس روایت کو فضائل ابوبکر رضی اللہ عنہ میں

ذکر کیا گیا۔(فضائل ابی بکر صدیق للعشاری:۵)

الحديث الحادي والاربعون بعد المائة : عن عبد الرحمن بن ابي الزناد عن ابيه قال اقبل رجل فتخلص الناس حتى وقف على علي رضي الله تعالى عنه بن ابي طالب فقال يا امير المومنين ما بال المهاجرين والانصار قدموا ابا بكر وانت ورى منه منقبة واقدم مسلما واسبق سابقة قال ان كنت من قريش فاحسبك من عائذة قال نعم قال لولا ان المومن عائذا لله تعالى لقتلتك ويحك ان ابا بكر سبقني باربع لم اوتهن ولم اعتض منهن سبقني الى الامامة وتقدم الهجرة والى الغار ونشاء السلام وذكر معنى ما بقي اخرجه خيثمة بن سليمان .

حدیث 141۔حضرت عبدالرحمن بن ابی الزناد اپنے والد گرامی سے راوی انہوں نے فرمایا"ایک شخص آیا لوگوں سے گزرتا ہوا آگے بیٹھ گیا۔ یہاں تک کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا"اے امیر المومنین! مہاجرین وانصار کو کیا ہوا کہ وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بیعت میں پیش قدمی کر چکے ہیں حالانکہ آپ ان سے زیادہ شان والے،ان سے پہلے اسلام لانے والے اور ان سے زیادہ حقدار بیعت ہیں؟ آپ نے فرمایا"اگر تو قریش میں سے ہے تو میں تجھے پناہ مانگنے والا سمجھوں؟ اس نے کہا"جی ہاں! آپ نے فرمایا"اگر ایک مومن اللہ کی پناہ میں آنے والا ہوتا تو میں تجھے ضرور قتل کر دیتا۔تیری خرابی ہو سیدنا ابو بکر مجھ پر ان چار باتوں میں سبقت رکھتے ہیں جو مجھے عطا نہیں کی گئیں اور نہ ہی میں ان کو پاسکا۔وہ امامت میں مجھ پر مقدم،ہجرت میں مجھ سے مقدم، غار میں حضور کے ساتھی اور اسلام پھیلانے میں بھی اول ہیں۔اس کو خیثمہ بن سلیمان نے روایت کی۔(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۲۹۱)

الحديث الثاني والاربعون بعد المائة : عن عبد الرحمن بن الزناد عن ابيه عن

علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو ھذا اللفظ الیٰ آخرہ و زاد فی آخرہ لا اجد یفضلنی علی ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ الا جلدتہ جلد المفتری خرجہ ابن السمان فی الموافقۃ و اوردہ ھذہ الاحادیث الثلاثۃ المحب الطبری فی ریاض النضرۃ۔

حدیث 142۔اسی کی مثل ابن السمان نے "الموافقہ" میں روایت کیا ہے۔اس کے آخر میں یہ زائد ہے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا" میں کسی کو نہ پاؤں گا کہ وہ مجھے سیدنا صدیق اکبر پر فضیلت دیتا ہوگا مگر یہ کہ میں اسے بہتان بازوں پر لگنے والے کوڑوں کی تعداد میں کوڑے ماروں۔ان تین احادیث کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں روایت کیا ہے۔(الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۴۷)

الحدیث الثالث والاربعون بعد المائۃ : عن عمرو بن حریث قال سمعت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی المنبر یقول ان افضل الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو بکر و عمر و عثمان و فی لفظ ثم عثمان اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ۔

حدیث 143۔عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا۔بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں میں افضل ترین حضرت ابوبکر ہیں۔پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔اس کو ابونعیم نے "حلیہ" میں روایت کیا ہے۔(حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۴۷)

الحدیث الرابع والاربعون بعد المائۃ : عن عمرو بن حریث عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو ھذا اللفظ اخرجہ ابن الشاھین فی السنۃ۔

حدیث 144۔اسی کی مثل ابن شاہین نے "السنۃ" میں روایت کی ہے۔

(شرح مذاہب اہل السنۃ: ۱۹۵)

الحدیث الخامس والاربعون بعد المائۃ : عن عمرو بن حریث عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو ھذا اللفظ ایضاً اخرجہ ابن عساکر۔

حدیث 145۔ اسی کی مثل ابن عساکر نے روایت کی ہے۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۴۰۰)

الحدیث السادس والاربعون بعد المائۃ: عن ابی محذورۃ قال قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی عرفت ان افضلنا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وما مات ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حتی عرفت ان افضلنا بعد ابی بکر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوردہ محمد بن یوسف الشامی فی السیرۃ الشامیۃ۔

حدیث 146۔ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے رخصت نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ میں پہچان چکا تھا کہ بعد رسول اللہ کے ہم میں سب سے افضل سیدنا صدیق اکبر ہیں اور صدیق اکبر نے دنیا سے پردہ نہ کیا یہاں تک کہ میں پہچان چکا تھا کہ ان کے بعد ہم میں سب سے افضل حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس کو محمد بن یوسف شامی نے "السیرۃ الشامیۃ" میں روایت کیا ہے۔ (سبل الھدی والرشاد ج ۱۱ ص ۲۴۷ باب الرابع فی بعض الفضائل ابی بکر وعمر)

الحدیث السابع والاربعون بعد المائۃ: عن عبد اللہ بن کثیر قال قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ھذہ الامۃ بعد نبیھا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما ولو شئت ان اسمی لکم الثالث لسمیتہ وقال لا یفضلنی احد علی ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما الا جلدتہ جلدا اوجعہ وسیکون فی آخر الزمان قوم ینتحلون محبتنا والتشیع فیناھم شرار عباد اللہ الذین یشتمون ابا بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال ولقد جاء سائل فسأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاعطاہ ھو واعطاہ ابو بکر واعطاہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنھما فطلب الرجل من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یدعوا لہ فیما اعطوہ بالبرکۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کیف لا یبارک ولم یعطک الا نبی او صدیق او شہید اخرجہ ابن عساکر فی تاریخہ واوردہ الحافظ السیوطی فی جمع الجوامع۔

حدیث 147۔حضرت عبداللہ بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔اس اُمت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سب افضل حضرت ابوبکر ہیں۔پھر حضرت عمر ہیں اور اگر میں تمہارے تیسرے صاحب کا نام بیان کرنا چاہوں تو کردوں اور فرمایا کہ اگر میں نے کسی کو پایا کہ وہ مجھے شیخین پر فضیلت دیتا ہے تو میں اسے کوڑوں کی دردناک سزادوں گا۔آخری زمانے میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ ہماری محبت کا دم بھریں گے حالانکہ ان میں تشیع بھرا ہوگا۔اللہ کے بندوں میں وہ بدترین لوگ ہیں جو شیخین کو گالی دیتے ہیں۔ایک سائل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا اس کو آپ نے عطا فرمایا حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان نے عطا فرمایا۔اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان عطیات میں دعائے و برکت کے لئے عرض کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" ان میں کیونکہ برکت نہ ہوگی حالانکہ یہ تجھے ایک نبی ایک صدیق اور ایک شہید نے عطا فرمائے ہیں۔اس کو ابن عساکر نے اپنی تاریخ دمشق میں روایت کیا ہے۔اور حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے جمع الجوامع میں بیان کیا ہے۔(تاریخ دمشق ج۲۶ص ۳۴۳)

الحدیث الثامن والاربعون بعد المائۃ : عن یحیی بن شداد وقال سمعت علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول افضلنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرجہ اللالکائی فی اصول اعتقاد اهل السنۃ۔

حدیث 148۔یحیٰی بن شداد رضی اللہ عنہ سے فرمایا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ہم میں سب سے افضل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔اس کو لالکائی نے اصول اعتقاد اھل السنۃ میں روایت کیا۔

[شرح اصول الاعتقاد:۲۰۰۱]

الحدیث التاسع والاربعون بعد المائۃ : عن صلۃ بن زفر قال کان علی رضی اللہ

تعالیٰ عنه اذا ذکر ابو بکر رضی الله تعالیٰ عنه قال السباق تذکرون والذی نفسی بیده ما استبقنا الی خیر قط الا سبقنا ابو بکر رضی الله تعالیٰ عنه اخرجه الطبرانی فی الاوسط واورده الحافظ السیوطی فی جمع الجوامع۔

حدیث 149۔ حضرت صلہ بن زفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا جاتا تو آپ لوگوں کو فرماتے تم سباق یعنی بہت زیادہ سبقت پانے والے کا ذکر کر رہے ہو۔ قسم اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے ہم نے کبھی بھی کسی خیر کو نہیں مگر حضرت صدیق اکبر اس میں ہم پر سبقت لے گئے۔ اس کو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا اور حافظ سیوطی نے جمع الجوامع میں ذکر کیا ہے۔ (المعجم الاوسط:۷۱۶۸)

الحدیث الخمسون بعد المائة: عن صلة بن زفر عن علی رضی الله تعالیٰ عنه بنحو هذا اللفظ اخرجه ابن السمان فی الموافقة واورده المحب الطبری فی ریاض النضرة۔

حدیث 150۔ اسی کی مثل ابن السمان نے "الموافقۃ" میں روایت کی ہے محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کی ہے۔ (جامع الاحادیث:۳۴۳۴۱)

الحدیث الحادی والخمسون بعد المائة: عن علی بن الحسین زین العابدین عن علی بن ابی طالب رضی الله تعالیٰ عنهم قال کنت مع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اذ طلع ابو بکر و عمر رضی الله تعالیٰ عنهما فقال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم هذان سیدا کهول اهل الجنة من الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین یا علی لا تخبرهما اخرجه الترمذی فی جامعه قال وقد روی هذا الحدیث عن علی رضی الله تعالیٰ عنه من غیر هذا الوجه وفی الباب عن انس و ابن عباس انتهی۔

حدیث 151۔حضرت علی بن حسین زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی آپ نے فرمایا" میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ اچانک حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم آگئے تو رسول اللہ ﷺ نے (مجھے فرمایا) یہ دونوں انبیاء و مرسلین کے علاوہ سب اگلے پچھلے جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں۔لیکن اے علی! تم انہیں نہ بتانا۔اس کو امام ترمذی نے جامع الترمذی میں روایت فرمایا ہے اور فرمایا یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور بھی طرق سے مروی ہے۔اس باب میں حضرت انس اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم سے بھی روایتیں ہیں۔(امام ترمذی کا کلام ختم ہوا)۔(سنن ترمذی:۳۶۶۵)

الحدیث الثانی والخمسون بعد المائة : عن جعفر بن محمد عن ابیه عن جده زین العابدین عن علی ابن ابی طالب رضی الله تعالیٰ عنه قال بینما انا عند رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اذ طلع ابو بکر رضی الله تعالیٰ عنهما فقال یا علی هذان سیدا کهول اهل الجنة ما خلا النبیین والمرسلین ممن مضیٰ فی سالف الدهر وغابره یا علی لا تخبرهما بمقالتی هذه ما عاشا قال علی فلما ماتا حدثت الناس بذلک اخرجه العشاری۔

حدیث 152۔حضرت جعفر بن محمد اپنے والد گرامی سے اور ان (جعفر) کے دادا حضرت زین العابدین سے اور زین العابدین حضرت علی رضی اللہ سے روایت کرتے ہیں۔آپ نے فرمایا:" ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔اسی اثناء میں شیخین کریمین آگئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے علی! یہ دونوں انبیاء و مرسلین کے علاوہ گزشتہ اور آنے والے زمانے کے تمام جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں۔اے علی! ان کے جیتے جی میری یہ بات انہیں نہ بتانا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب یہ دونوں دنیا سے پردہ فرما گئے تب میں نے لوگوں کو یہ حدیث بیان کی۔اس کو عشاری نے روایت کیا ہے۔(فضائل ابی بکر صدیق ص ۳۹)

الحدیث الثالث والخمسون بعد المائۃ: عن جعفر ن الصادق عن ابیہ الباقر ان
علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم وقف علی عمر ابن الخطاب قد سجی وقال ما اقلت
الغبراء ولا اظلت الخضراء احدا احب الی ان القی اللہ بصحیفتہ من ھذا المسجی
اوردہ صاحب الصواعق المحرقۃ فی صواعقہ فی الفصل الاول من باب الثالث
حدیث قال قد صح عن مالک عن جعفر ن الصادق عن ابیہ الباقر الی آخرہ۔

حدیث 153۔حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے کفن جسد شدہ مبارک کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا: عرش بریں کے نیچے اور فرش زمین کے اوپر اس مرد مکفون کی مثل کوئی شخص ایسا نہیں جس کا نامہ اعمال لے کر اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا مجھے ان کی نسبت زیادہ محبوب۔ اس کو ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ باب ثالث کی فصل اول میں بیان کیا اور کہا یہ سند امام مالک از جعفر صادق از حضرت باقر ہے۔
(الصواعق المحرقۃ ص ۱۷۷)

الحدیث الرابع والخمسون بعد المائۃ: عن الامام ابی حنیفۃ قال حدثنا ابو
جعفر محمد الباقر قال جاء علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ الی عمر بن
الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حین طعن فقال رحمک اللہ فو اللہ ما فی الارض
احد کنت القی اللہ بصحیفتہ احب الی منک اخرجہ الامام محمد بن الحسن
الشیبانی فی کتاب الآثار لہ۔

حدیث 154۔امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہمیں ابو جعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے اور کہا "اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ اللہ کی قسم! زمین میں کوئی ایسا شخص نہیں کہ آپ کے مقابلے میں جس کا صحیفہ (اعمال نامہ) لے کر مجھے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا زیادہ پسند ہو۔ اس کو امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الآثار میں روایت

کیا ہے۔(اطراف المسند المعتلی:٦٤٣٦)

الحدیث الخامس والخمسون بعد المائة : عن محمد بن الحسن عن الامام ابی حنیفة عن الامام محمد الباقر عن علی رضی الله تعالیٰ عنه بمثل هذا اللفظ اخرجه عبدالله بن ..... البلخی فی مسند الامام ابی حنیفة۔

حدیث 155۔اسی کی مثل امام محمد کی روایت عبد اللہ بن خسرو بلخی نے مسند امام ابوحنیفہ میں ذکر کی ہے۔(جامع المسانید)

الحدیث السادس والخمسون بعد المائة : عن ابی عبد الرحمن المقدئی عن الامام ابی حنیفة عن الامام محمد الباقر عن علی رضی الله تعالیٰ عنه بمثل هذا اللفظ ایضاً اخرجه عبدالله بن ..... البلخی فی مسند الامام ابی حنیفة۔

حدیث 156۔اسی کی مثل عبد اللہ بن خسرو بلخی نے مسند امام ابوحنیفہ میں عن ابی عبد الرحمن عن الامام ابی حنیفہ سے بھی روایت ذکر کی ہے۔(مسند امام اعظم لابن خسرو:١٠١٩)

الحدیث السابع والخمسون بعد المائة : عن الحمانی عن الامام ابی حنیفة عن الامام محمد الباقر عن علی رضی الله تعالیٰ عنه بمثل هذا اللفظ ایضاً اخرجه الحافظ طلحة بن محمد فی مسنده۔

حدیث 157۔اسی کی مثل حافظ طلحہ بن محمد نے مسند امام ابی حنیفہ میں عن الحمانی عن الامام ابی حنیفہ بھی روایت کی ہے۔(جامع المسانید)

الحدیث الثامن والخمسون بعد المائة : عن ابی عبد الرحمن عن الامام ابی حنیفة عن الامام محمد الباقر عن علی رضی الله تعالیٰ عنه بمثل هذا اللفظ ایضاً اخرجه الحافظ طلحة بن محمد فی مسنده ایضاً۔

حدیث 158۔اسی کی مثل محدث مذکور نے کتاب مذکور میں عن ابی عبد الرحمن عن الامام ابی حنیفہ بھی

روایت کی ہے۔(جامع المسانید)

الحدیث التاسع والخمسون بعد المائۃ : عن الامام ابی حنیفۃ عن الامام ابی جعفر محمد ن الباقر قال ابو حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتیتہ ای باقر فسلمت علیہ فقلت لہ یرحمک اللہ ھل شھد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال سبحان اللہ و لیس القائل ما احد من الناس احب الی من آن القی اللہ بصحیفتہ من ھذا المسجی ثم زوجہ بنتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لولا انہ اھلا کان یزوجھا ایاہ و کانت اشرف کناء العالمین جدھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وابوھا علی ذو الشرف المنقبۃ فی الاسلام و امھا فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واخواھا الحسن والحسین رضی اللہ تعالیٰ عنھما سیدا شباب اھل الجنۃ وجدتھا خدیجۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اخرجہ الحافظ محمد بن المظفر فی مسند الامام ابی حنیفۃ۔

حدیث 159۔امام ابوحنیفہ نے فرمایا میں نے امام ابوجعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔اللہ آپ پر رحم فرمائے کیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پہ حاضر ہوئے تھے۔آپ نے فرمایا یا سبحان اللہ (آپ کے علاوہ) یہ بات کہنے والا کوئی اور نہ تھا کہ میں تمام لوگوں میں اس مکفون کا صحیفہ لے کر اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا زیادہ پسند کرتا ہوں پھر علی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقد میں اپنی شہزادی کو بھی دیا تھا۔اگر حضرت عمر اس کام کے اہل نہ ہوتے تو حضرت علی کیونکر اپنی بیٹی کی شادی ان سے کرتے حالانکہ آپ کی شہزادی دختران زمانہ میں بزرگی والی ہیں کے نانا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جنکے والد گرامی اسلام میں بڑی شان والے مولیٰ علی جن کی والدہ سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ جن کے بھائی سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم جنتی نوجوانوں کے سردار جن کی نانی جان سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔اس کو حافظ محمد بن مظفر نے مسند امام ابوحنیفہ میں روایت کیا

ہے۔(جامع المسانید)

الحدیث الستون بعد المائۃ: عن الامام ابی حنیفۃ عن ابی جعفر محمد ن الباقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمثل ھذا اللفظ اخرجہ القاضی ابو بکر محمد بن عبد الباقی فی مسند الامام ابی حنیفۃ واخرج ھذہ الاحادیث السبعۃ العلامۃ الخوارزمی فی جامع مسانید الامام ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ ۔

حدیث 160 ۔اسی کی مثل قاری ابوبکر محمد بن عبد الباقی نے مسند امام ابوحنیفہ میں روایت کی۔ان سات حدیثوں کو علامہ خوارزمی رحمہ اللہ نے جامع مسانید امام ابی حنیفہ میں بھی روایت کیا ہے۔

(جامع المسانید)

الحدیث الحادی والستون بعد المائۃ: عن الحارث الاعور عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما سیدا کھول اھل الجنۃ من الاولین والآخرین ما خلا النبیین والمرسلین لا تخبرھما یا علی اخرجہ الترمذی فی جامعہ۔

حدیث 161 ۔حضرت حارث اعور رضی اللہ عنہ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول کریم ﷺ سے راوی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا ابوبکر وعمر انبیاء ومرسلین کے سوا سب اگلے پچھلے سب جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں لیکن اے علی! آپ انہیں نہ بتائیے گا۔

(جامع الترمذی)۔(سنن ترمذی:۳۶۶۶)

الحدیث الثانی والستون بعد المائۃ: عن الحارث عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما سیدا کھول اھل الجنۃ من الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین

علیهم التسلیمات والصلوات لا تخبر هما یا علی ما داما حیین اخرجه ابن ماجة فی سننه۔

حدیث 162۔حارث اعور مولی علی رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" ابو بکر و عمر انبیاء و مرسلین کے علاوہ سب اگلے پچھلے جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں۔اے علی! جب تک یہ زندہ ہیں انہیں اس بات سے آگاہ نہ کیجئے گا۔اس کو ابن ماجہ نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔

(سنن ابن ماجہ:۹۵ باب فضل ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ)

الحدیث الثالث والستون بعد المائة :عن الشعبی عن علی رضی الله تعالیٰ عنه ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال ابو بکر و عمر رضی الله تعالیٰ عنهما سیدا کهول اهل الجنة من الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین یا علی لا تخبر هما اخرجه فی کشف الاستار عن زوائد البزار۔

حدیث 163۔امام شعبی مولی علی رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا" ابو بکر و عمر انبیاء و مرسلین کے اور تمام اگلے پچھلے جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں۔اے علی! آپ ان کو اس بات سے باخبر نہ کیجئے گا۔اس کو کشف الاستار عن زوائد البزار میں روایت کیا۔

(کشف الاستار عن زوائد البزار: ۲۴۹۲ مناقب ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ)

الحدیث الرابع والستون بعد المائة : عن زر بن جیش عن علی رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ابو بکر و عمر رضی الله تعالیٰ عنهما سیدا کهول اهل الجنة من الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین لا تخبر هما یا علی ما عاشا اخرجه ابو بکر فی ....۔

حدیث 164۔زر بن جیش مولی علی رضی اللہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ابو بکر و عمر سوا انبیاء اور رسل کے تمام اولین و آخرین جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں۔اے علی! ان کے جیتے جی آپ کی طرف

ے یہ بات ان پر آشکار نہ ہو۔ اس کو ابو بکر نے الغیلانیات روایت کیا۔

(الفوائد الشھیر بالغیلانیات: ۳ باب ھذان سید کھول اھل الجنۃ)

الحدیث الخامس والستون بعد المائۃ: عن زر بن جیش قال سمعت علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول ھذا القول خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما اخرجہ ابو نعیم۔

حدیث 165۔ زر بن جیش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو یہ بات فرماتے ہوئے سنا "اس امت میں نبی امت علیہ السلام کے بعد سب سے بہتر سیدنا صدیق اکبر ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں" اس کو ابو نعیم نے روایت کیا۔

(حلیۃ الاولیاء ج ۷ ص ۲۰۰ باب شعبہ بن حجاج)

الحدیث السادس والستون بعد المائۃ: عن ابی اسحاق قال سمعت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وھو علی منبر الکوفۃ خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو بکر و بعد ابی بکر عمر اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ۔

حدیث 166۔ حضرت ابو اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوفہ کے منبر پر فرماتے ہوئے سنا۔ لوگوں میں رسول اللہ کے بعد سب سے افضل حضرت ابو بکر ہیں۔ اور حضرت ابو بکر کے بعد حضرت عمر ہیں۔ اس کو ابو نعیم نے حلیہ میں روایت کیا ہے۔

(حلیۃ الاولیاء ج ۷ ص ۲۰۰ باب شعبہ بن حجاج)

الحدیث السابع والستون بعد المائۃ: عن ابی مطرف عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول سیدا کھول اھل الجنۃ ابو بکر و عمر اخرجہ ابن عساکر فی تاریخہ و اوردہ الحافظ السیوطی فی

جمع الجوامع له فی مسند علی رضی الله تعالی عنه۔

حدیث 167۔حضرت ابو مطرف رضی اللہ تعالی عنہ مولی علی رضی اللہ عنہ سے راوی انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا" جنتی بوڑھوں کے سردار حضرت ابو بکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہم ہیں۔ اس کو ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں روایت کیا۔اور حافظ سیوطی رحمتہ اللہ نے جمع الجوامع مسند علی رضی اللہ تعالی عنہ میں بیان فرمایا۔(جمع الجوامع:۲۳۲،تاریخ دمشق ج ۴۴ ص ۱۶۹)

الحدیث الثامن والستون بعد المائة : عن موسی بن شداد قال سمعت علیا رضی الله تعالی عنه افضلنا ابو بکر رضی الله تعالی عنه اورده المحب الطبری فی ریاض النضرة۔

حدیث 168۔حضرت موسی بن شداد سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرماتے ہوئے سنا" ہم میں سے افضل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں روایت کیا ہے۔(الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۶۳)

الحدیث التاسع والستون بعد المائة : عن ابن عباس رضی الله تعالی عنهما قال انی لواقف فی قوم فدعوا الله لعمر بن الخطاب رضی الله تعالی عنه وقد وضع علی سریرة اذا رجل من خلفی قد وضع مرفقه علی منکبی یقول یرحمک الله ان کنت لارجوا ان یجعلک الله مع صاحبیک لانی کثیرا ما کنت اسمع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یقول کنت و ابو بکر و عمر وفعلت وابو بکر و عمر و انطلقت انا و ابو بکر و عمر و ان کنت لارجوا ان یجعلک الله معهما فالتفت فاذا علی ابن ابی طالب رضی الله تعالی عنه اخرجه الامام البخاری فی صحیحه فی مناقب ابی بکر رضی الله تعالی عنه۔

حدیث 169۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا میں لوگوں کے درمیان کھڑا تھا حضرت

عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چارپائی پر رکھا گیا تھا اور لوگ آپ کے لئے دعا کر رہے تھے اچانک میرے پیچھے سے کسی شخص نے اپنی کلائی میرے کندھے پر رکھدی اور وہ کہہ رہا تھا اے عمر! اللہ آپ پہ رحم فرمائے مجھے امید واثق ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں صاحبوں یعنی حضور نبی کریم علیہ السلام اور حضرت ابو بکر کے ساتھ کر دے گا کیونکہ میں نے بہت مرتبہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ میں اور ابو بکر اور عمر تھے۔ اور میں ﷺ، ابو بکر اور عمر نے جہاد کیا۔ میں ﷺ، ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم چلے۔ میں نے پلٹ کر دیکھا تو وہ شخص حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ تھے۔ اس کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ میں روایت فرمایا ہے۔

(صحیح بخاری: ۳۶۷۷)

الحدیث السبعون بعد المائۃ: عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال وضع عمر ابن الخطاب علی سریرہ فتکتفہ الناس یبکون ویدعون ویصلون قبل ان یرفع وانا فیہم فلم یرعنی الا رجل اخذ منکبی فاذا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فترحم علی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقال ما خلفت احدا احب الی ان القی اللہ بمثل عملہ منک و ایم اللہ ان کنت لاظن ان یجعلک اللہ مع صاحبیک وحسبت انی کنت کثیرا اسمع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول ذھبت انا و ابو بکر و عمر دخلت انا و ابو بکر و عمر. خرجت انا و ابو بکر و عمر اخرجہ الامام البخاری فی مناقب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حدیث 170۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تختہ رحمت رکھا گیا تو لوگ رونے لگے اور آپ کو اٹھائے جانے سے پہلے یعنی آپ پہ نماز پڑھنے لگے میں بھی ان میں موجود تھا مجھے کسی شے نے خوفزدہ نہ کیا۔ سوا اس مرد کے کہ جس نے میرے کندھے کو پکڑا (میں نے دیکھا) تو وہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے رحم کی دعا

کی اور کہا اے عمر! آپ نے اپنے پیچھے کوئی ایسا شخص نہیں چھوڑا کہ آپ کی نسبت جس کا عمل لے کر مجھے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا محبوب ہو۔ قسم بخدا مجھے یقین ہے کہ اللہ کو آپ ﷺ کے دونوں صاحبوں کی معیت میں کر دے گا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بہت مرتبہ سنا ہے کہ میں ابو بکر اور عمر گئے میں ابو بکر اور عمر داخل ہوئے۔ میں ابو بکر اور عمر خارج ہوئے۔ اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے مناقب عمر رضی اللہ عنہ میں روایت کیا ہے۔ (صحیح بخاری: ۳۶۸۵)

الحدیث الحادی والسبعون بعد المائۃ : عن ابن عباس عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنھم بنحو ھذا اللفظ اخرجہ مسلم فی صحیحہ من طریق اسحاق بن ابراھیم و اخرج مسلم ھذا الحدیث ایضاً من طریق سعید بن عمرو الاشعثی وابی الربیع العتکی وبای کریب محمد بن العلاء ثلاثتھم عن ابن المبارک عن عمر بن سعید عن ابن ابی ملیکۃ عن ابن عباس و سنورد ھذہ الاسانید الثلاثۃ فی العز ھذا القسم انشاء اللہ تعالیٰ۔

حدیث 171۔ اسی کی مثل امام مسلم رحمہ اللہ نے اسحاق بن ابراھیم کے طریق سے روعایت کی ہے۔ امام مسلم نے اسے سعید بن عمرو کے طریق سے بھی روایت کیا ہے مگر یہ کہ شعبی، ابو الربیع العتکی اور ابو کریب محمد بن العلاء ان تینوں نے عن ابن المبارک عن عمر بن سعید عن ابن ابی ملکیہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے۔ مصنف فرماتے ہیں کہ انشاء اللہ ہم ان تینوں سندوں کو اس قسم کے آخر میں بیان کریں گے۔ (صحیح مسلم: ۲۳۸۹)

الحدیث الثانی والسبعون بعد المائۃ : عن ابن عباس عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنھم بنحو ھذا اللفظ ایضاً اخرجہ ابن ماجۃ فی سننہ۔

حدیث 172۔ اسی کی مثل ابن ماجہ نے اپنی سنن میں روایت کی ہے۔ (سنن ابن ماجہ: ۹۸)

الحدیث الثالث والسبعون بعد المائۃ : عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما

قال وضع عمر بن الخطاب علی سریرہ تکتفه الناس یدعون ویصلون قبل ان یرفع وانا فیهم فلم یر عني الا رج قد اخذ بمنکبي من ورائی فالتفت فاذا هو علی ابن ابي طالب رضی الله تعالی عنه فترحمن علی عمر رضی الله تعالی عنه فقال ما خلفت احدا احب الی ان القی الله بمثل عمله منک وایم الله ان کنت لاظن لیجعلک الله مع صاحبیک وذلک انی کنت اکثر ان اسمع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یقول فذهبت انا و ابو بکر و عمر . ودخلت انا و ابو بکر و عمر . وخرجت انا و ابو بکر و عمر ان کنت لاظن لیجعلنک الله معهما اخرجه الامام احمد فی مسندہ۔

حدیث 173۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بستر پر رکھا گیا تو لوگ آپ کے اٹھائے جانے سے پہلے بھی آپ پر نماز پڑھنے لگے۔میں بھی ان میں موجود تھا مجھے کسی شے نے خوفزدہ نہیں کیا سوا اس مرد کے جس نے پیچھے سے میرا کندھا پکڑا تھا میں نے پلٹ کر دیکھا تو وہ حضرت علی ابن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔آپ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعائے رحمت کی اور کہا اے عمر! آپ نے اپنے پیچھے کوئی ایسا شخص نہیں چھوڑا کہ جس کا علم لے کر مجھے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا آپ کے عمل سے زیادہ محبوب ہو اللہ کی قسم مجھے یقین ہے کہ اللہ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کی رفاقت عطا فرمادے گا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت مرتبہ فرماتے ہوئے سنا ہے میں ابوبکر اور عمر گئے ہیں۔ابوبکر و عمر داخل ہوئے۔میں ابوبکر اور عمر باہر آئے مجھے یقین ہے کہ اللہ آپ کو تو ان دونوں کے ساتھ کردے گا۔

(مسند امام احمد:۸۹۸ ج۱ص ۱۱۲)

الحدیث الرابع والسبعون بعد المائة : عن ابن عباس رضی الله تعالی عنهما قال کنت فی اناس فترحم علی عمر رضی الله تعالی عنه حین وضع علی سریرہ

فجاء رجل من خلفی فوضع یدہ علی منکبی فترحم علیه وقال ما من احد القی الله بمثل عمله احب الی منه وان کنت لاظن لیجعلنک الله مع صاحبیک فانی کنت کثیرا اسمع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یقول قلت انا و ابو بکر و عمر و فعلت انا و ابو بکر و عمر فظننت ان الله یجعلک معهما فاذا هو علی رضی الله تعالی عنه اخرجه اللالکائی فی کتابه اصول اعتقاد اهل السنة۔

حدیث 174۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا میں لوگوں میں تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تختۃ الوداع پر رکھ کر آپ کے لئے دعائے رحمت کی گئی ایک شخص میرے پیچھے سے آیا اس نے اپنا ہاتھ میرے کندھے پر رکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعائے رحمت کی اور کہا کوئی شخص ایسا نہیں کہ (ان عمر بن خطاب) کے عمل کی نسبت جس کا عمل لے کر مجھے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا زیادہ محبوب ہو۔ مجھے گمان ہے کہ اے عمر اللہ آپ کو آپ کے دونوں صاحبوں کے ساتھ کر دے گا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت مرتبہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ "میں نے ابو بکر نے اور عمر نے کہا مجھے گمان ہے کہ اللہ آپ کو ان کے ساتھ کر دے گا میں نے مڑ کے دیکھا تو وہ حضرت علی بن ابی طالب تھے۔ اسے لالکائی نے اعتقاد اہل السنتہ میں روایت کیا ہے۔ (شرح اصول الاعتقاد: ۲۴۵۴)

الحدیث الخامس والسبعون بعد المائة: عن ابن عباس عن علی رضی الله تعالیٰ عنهم الا اخبرکم بخیر الناس بعد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قالوا بلیٰ قال ابو بکر و عمر رضی الله تعالیٰ عنهما وفی لفظ ثم عمر اخرجه ابن السمان و اوردہ الطبری فی ریاض النضرة۔

حدیث 175۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کیا میں تم کو اس ہستی کے بارے میں نہ بتاؤں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے افضل ہیں؟ لوگوں نے عرض کی کیوں نہیں فرمایا وہ حضرت ابو بکر پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس کو ابن السمان

نے روایت کیا ہے، محب طبری نے اسے ریاض النضرہ میں بیان کیا ہے۔

(الریاض النضرۃ ج اص ۲۲)

الحديث السادس والسبعون بعد المائة : عن جعفر الصادق عن ابيه محمد الباقر عن جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنه ان عليا دخل على عمر رضي الله تعالى عنه وهو مسجى فقال ما من احد احب الي ان القى الله بما في صحيفته من هذا المسجى اخرجه الحاكم في المستدرك۔

حدیث 176۔حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی حضرت محمد باقر رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روای ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جسم کے پاس آئے جبکہ وہ معکفون تھے تو آپ نے کہا کوئی شخص ایسا نہیں جس کا عمل لے کر مجھے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا اس (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کے اعمال نامہ سے زیادہ پسند ہو۔(مستدرک حاکم: ۴۵۲۳)

الحديث السابع والسبعون بعد المائة : عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قال وضع عمر بن الخطاب بين المنبر والقبر فجاء علي ابن ابي طالب رضي الله تعالى عنه حتى قام بين يدي فقال ثلاث مرات ثم قال رحمة الله عليك ما من خلق الله احد احب الي ان الفاه بصحيفته بعد صحيفة النبي صلى الله عليه وآله وسلم من هذا المسجى عليه ثوبه اخرجه عبد الله بن احمد في زوائد المسند۔

حدیث 177۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو منبر اور قبر کے درمیان رکھا گیا پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم آئے حتیٰ کہ سامنے کھڑے ہو گئے، پھر انھوں نے تین مرتبہ کہا: اے عمر اللہ کی آپ پر رحمت ہو مخلوق خدا میں سے کوئی ایسا نہیں کہ بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جس کا اعمال نامہ لے کر مجھے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا اس صاحب کفن کے اعمال نامہ سے زیادہ پسند ہو۔اس کو

عبداللہ بن احمد نے زوائد میں روایت کیا۔(زوائد مسند امام احمد:۸۶۶)

الحدیث السابع والسبعون بعد المائۃ : عن ابی جحیفۃ قال کنت عند عمر وہو مسجی ثوبہ وقد قضی نحبہ فجاء علی رضی اللہ تعالٰی عنہ فکشف ثوبہ الثوب عن وجہہ ثم قال رحمۃ اللہ علیک یا با حفص فو اللہ ما بقی بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احد احب الی ان القی اللہ بصحیفتہ منک اخرجہ عبداللہ بن احمد فی زوائد المسند ایضاً وھذا الحدیث اخرجہ غیر من روینا عنہ کالترمذی وابن جریر وابی عوانۃ وابن ابی عاصم کما قال الحافظ السیوطی فی جمع الجوامع۔

حدیث 177 (مخطوط میں یہ روایت اسی رقم کے تحت درج ہے۔)۔حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس تھا درحالیکہ آپ کو آپ کے کپڑے میں کفن دیا گیا تھا اور آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم آئے ان کے چہرے سے کفن ہٹایا پھر فرمایا۔اے ابوحفص آپ پر اللہ کی رحمت ہو۔اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص ایسا نہیں رہا کہ آپ کے مقابلے میں جس کا صحیفہ لے کر اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا زیادہ پسندیدہ ہو۔ اس کو عبداللہ بن احمد نے زوائد مسند میں روایت کیا،ان کے علاوہ امام ترمذی ،ابن جریر،ابوعوانہ اور ابن ابی عاصم نے روایت کیا ہے جیسا کہ حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جمع الجوامع میں وضاحت کی ہے۔(زوائد مسند امام احمد:۸۶۷)

الحدیث الثامن والسبعون بعد المائۃ : عن ابن عمر عن علی رضی اللہ تعالٰی عنہم قال افضل امتکم بعد نبیہا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو بکر وعمر اخرجہ ابن السمان واوردہ الطبری فی ریاض النضرۃ۔

حدیث 178۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ،حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی ہیں۔آپ نے ارشاد

تمہاری امت میں بعد نبی امت ﷺ کے سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس کو ابن السمان نے روایت کیا ہے، محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔ (الصواعق المحرقۃ ص ۱۹۶)

الحدیث التاسع والسبعون بعد المائۃ : عن ابن عمر قال قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وھل انا الا حسنۃ من حسنات ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرجہ العشاری۔

حدیث 179۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: میں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہی ہوں۔ اس کو العشاری نے روایت کیا ہے۔ (فضائل ابی بکر صدیق للعشاری: ۲۹)

الحدیث الثمانون بعد المائۃ : عن قیس الخارنی قال سمعت علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول سبق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصلی ابو بکر وثلث عمر ثم خبطتنا او اصابتنا فتنۃ فما شاء اللہ اخرجہ الامام احمد بن حنبل فی مسندہ۔

حدیث 180۔ حضرت قیس الخارفی نے کہا میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرماتے ہوئے سنا کہ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے پھر حضرت ابوبکر گئے تیسرے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہوئے پھر ہمیں فتنے نے آلیا تو جو اللہ چاہے گا (وہ ہوگا) اس کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں روایت کیا۔ (مسند امام احمد: ۱۰۲۰)

الحدیث الحادی والثمانون بعد المائۃ : عن قیس الخارنی عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمثل ھذا اللفظ اخرجہ الامام احمد فی مسندہ ایضاً۔

حدیث 181۔ اس کی مثل امام احمد نے دوسری روایت بھی کی ہے۔ (مسند امام احمد: ۱۱۰۷)

الحدیث الثانی والثمانون بعد المائة : عن قیس لاخارنی قال سمعت علیا یقول علی المنبر سبق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصلی ابوبکر و ثلث عمر ثم خبطتنا او اصابتنا فتنة فکان ما شاء اللہ اخرجه عبد اللہ بن احمد فی زوائده۔

حدیث 182۔حضرت قیس خارنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو برسرِ منبر فرماتے ہوئے سنا کہ اول رسول اللہ ﷺ گئے ثانی حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر رضی اللہ عنہ پھر ہم پر آزمائش آپڑی، ہوگا وہی جو اللہ چاہے گا۔اس کو عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زوائد میں روایت کیا۔(زوائد امام احمد بن حنبل: ۱۴۱۔۱۴۴)

الحدیث الثالث والثمانون بعد المائة : عن عبد خیر عن علی رضی اللہ تعالٰی عنه بمثل هذا اللفظ ایضاً و زاد فی العز یعفوا اللہ عمن یشاء اخرجه الامام احمد ایضاً

حدیث 183۔اسی کی مثل امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عبد خیر کی روایت ذکر کی ہے اس کے آخر میں یہ زائد ہے۔اللہ جسے چاہے گا معاف فرمائے گا۔(مسند امام احمد بن حنبل: ۸۹۵)

الحدیث الرابع والثمانون بعد المائة : عن عمرو بن سفیان قد خطب رجل یوم البصرة حین ظهر علی فقال علی رضی اللہ تعالٰی عنه هذا الخطیب الشحشح سبق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصلی ابو بکر و ثلث عمر ثم خبطتنا فتنة بعدهم یصنع اللہ ما یشاء اخرجه الامام احمد فی مسنده ایضاً۔

حدیث 184۔عمرو بن سفیان نے کہا کہ جس دن حضرت علی بصرہ میں غالب آئے تو ایک شخص نے اپنی مرضی سے خطبہ دیا اس پر حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا یہ خطیب بغدادی و کنجوس ہے حقیقت یہ ہے کہ اولاً حضور علیہ السلام افضل ہیں ثانیاً حضرت ابوبکر اور ثالثاً حضرت عمر پھر ان کے بعد

پر مصیبت آپڑی۔ اب اللہ جو چاہے گا فیصلہ کردے گا۔ اس کو بھی امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا۔ (مسند امام احمد بن حنبل: ۱۲۵۶)

الحدیث الخامس والثمانون بعد المائة: عن ابن ابی لیلی عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنه قال خیر هذه الامة بعد نبیها صلی اللہ علیه وآله وسلم ابو بکر و خیرها بعد ابی بکر عمر اخرجه ابو نعیم فی الحلیة۔

حدیث 185۔ حضرت ابو لیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے راوی آپ نے فرمایا اس امت میں بعد نبی اُمت علیہ السلام کے سب سے بہتر حضرت ابو بکر ہیں اور ان کے بعد حضرت عمر ہیں۔ اس کو ابو نعیم نے حلیہ میں روایت کیا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۷ ص ۲۰۱)

الحدیث السادس والثمانون بعد المائة: عن ابی البختری قال سمعت علیا رضی اللہ تعالیٰ عنه یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم لجبرنیل من یهاجر معی قال قال ابو بکر وهو یلی امتک من بعدک وهو افضلها اخرجه ابن عساکر وغربه۔

حدیث 186۔ حضرت ابو البختری رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے مولی علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا میرے ساتھ کون ہجرت کرے؟ کہا ابو بکر اور یہی آپ کے بعد آپ کی امت کے ولی ہیں۔ یہی ساری امت میں افضل ہیں۔ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا اور غریب کہا۔ (تاریخ دمشق ج ۳۸ ص ۱۶۸)

الحدیث السابع والثمانون بعد المائة: عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنه انه کان یقول سبق رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم وصلی ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنه وثلث عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه ثم خبطتنا فتنة یعفوا اللہ فیها عمن یشاء اخرجه ابو السلیمان۔

حدیث 187۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے اولاً رسول اللہ ﷺ دنیا سے رخصت ہوئے، ثانیاً حضرت ابوبکر اور ثالثاً حضرت عمر پھر ہمیں ایک جانچ نے پکڑ لیا اس میں اللہ جسے چاہے گا معاف فرمادے گا۔ اس کو ابوالسلیمان نے روایت کیا۔ (مسند امام احمد: ۱۰۲۰، مستدرک ج ۳ ص ۷۱)

الحدیث الثامن والثمانون بعد المائة: عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمثل هذا اللفظ ایضاً و زاد فیه بعد ذکر عمر لا اذیتی باحد فضلنی علی ابی بکر و عمر الا جلدته جلد المفتری خرجه ابن السمان فی الموافقة و اوردہ هذہ الاحادیث الثلثة المحب الطبری فی ریاض النضرة۔

حدیث 188۔ اسی کی مثل ابن السمان نے الموافقہ میں روایت کی اس میں یہ زائد ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذکر کے بعد فرمایا اگر مجھے کسی ایسے شخص کے بارے خبر ہوئی جو مجھے شیخین پر فضیلت دے تو میں اسے بہتان تراش کی مقدار کوڑے لگاؤں گا۔ ان تین احادیث کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔ (السنۃ ابن ابی عاصم: ۱۲۱۹)

الحدیث التاسع والثمانون بعد المائة: ....

حدیث 189۔ (یہ حدیث مخطوط میں نہیں ہے۔)

الحدیث التسعون بعد المائة: عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قبض رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم علی خیر ما قبض علیه نبی من الانبیاء ثم استخلف ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنه فعمل بعمل رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم وبسنته ثم قبض ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنه علی خیر ما قبض علیه احد و کان خیر هذہ الامة بعد نبیها صلی اللہ علیه وآله وسلم ثم استخلف عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه فعمل بعملهما وسنتهما ثم قبض علی خیر ما قبض علیه احد وکان خیر هذہ الامة بعد نبیها وبعد ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ

عنه اخرجه ابن شيبة۔

حدیث 190۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا سب انبیاء میں سے رسول اللہ ﷺ سب سے بہتر حالت پر دنیا سے لے جائے گئے ۔آپ کے بعد حضرت ابو بکر خلیفہ بنے رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کار کے مطابق عمل کرتے رہے۔ پھر آپ سب سے بہتر حالت پر دنیا سے رخصت ہوئے اور آپ اس امت میں رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل تھے۔ پھر حضرت عمر خلیفہ بنے اور ان دونوں صاحبوں کے نقش قدم پر چلتے رہے پھر سے سے بہتر حالت میں دنیا سے گئے۔ بعد رسول اللہ اور حضرت ابو بکر کے آپ ساری امت میں سے افضل تھے۔ اس کو ابن شیبہ نے روایت کیا ہے۔(مصنف ابن ابی شیبہ:۳۸۲۰۸)

الحديث الحادي والتسعون بعد المائة : عن علي رضي الله تعالى عنه قال خير هذه الامة ابو بكر و عمر رضي الله تعالى عنهما ثم الله اعلم بخياركم اخرجه الدار قطني في الافراد۔

حدیث 191۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس امت کے سب سے بہتر مرد حضرت ابو بکر پھر حضرت عمر ہیں پھر اللہ تم میں سے زیادہ بہتر کو زیادہ جانتا ہے۔ اس کو دار قطنی نے افراد میں روایت کیا ہے۔(الاطراف الافراد ۴۲۹:)

الحديث الثاني والتسعون بعد المائة : عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ ايضاً اخرجه الاصبهاني في الحجة۔

حدیث 192۔اسی کی مثل اصبہانی نے حجۃ میں روایت کیا ہے۔(الحجۃ فی بیان المحجۃ:۳۲۵)

الحديث الثالث والتسعون بعد المائة : عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ ايضاً اخرجه ابن عساكر في التاريخ۔

حدیث 193۔اسی کی مثل ابن عساکر نے تاریخ میں روایت کی۔(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۳۵۱)

الحديث الرابع والتسعون بعد المائة : عن علی رضی الله تعالیٰ عنه قال ما مات رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حتى عرفنا ان افضلنا بعده ابو بكر رضی الله تعالیٰ عنه وما مات رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم حتى عرفنا ان افضلنا بعد ابی بکر عمر رضی الله تعالیٰ عنه وما مات رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم حتى عرفنا ان افضلنا بعد عمر رجل آخر لم یسمه یعنی عثمان اخرجه ابن ابی عاصم۔

حدیث 194۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام دنیا سے تشریف نہ لے گئے تھے کہ ہم پہچان چکے تھے کہ آپ کے بعد ہم میں سب سے افضل حضرت ابوبکر ہیں اور حضرت ابوبکر دنیا سے رخصت نہ ہوئے حتیٰ کہ ہم جان چکے تھے کہ ان کے بعد ہم سب سے افضل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات نہ ہوئی حتیٰ کہ ہمیں علم ہو چکا تھا کہ ان کے بعد ہم میں سب سے افضل ایک شخص ہیں۔ جن کا نام حضرت علی نے بیان نہیں کیا یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔ اس کو ابن ابی عاصم نے روایت کیا۔ (السنۃ ابن ابی عاصم: ۱۰۰۰)

الحديث الخامس والتسعون بعد المائة : عن علی رضی الله تعالیٰ عنه بنحو هذا اللفظ اخرجه ابن النجار۔

حدیث 195۔ اسی کی مثل ابن النجار نے روایت کیا ہے۔ (من وافق اسمہ اسم ابیہ لازدی: ۲۱)

الحديث السادس والتسعون بعد المائة : عن علی رضی الله تعالیٰ عنه قال ان اكرم الخلق من هذه الامة على الله بعد نبيها وارفعهم درجة ابو بكر رضی الله تعالیٰ عنه لجمعه القرآن بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وقيامه بدين الله مع قديم سوابقه وفضائله اخرجه الزوزنی و اورد هذه الاحاديث السبعة الحافظ السيوطی فی جمع الجوامع فی مسند علی رضی الله تعالیٰ عنه۔

حدیث 196۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا بلاشبہ اللہ کے ہاں بعد رسول اللہ کے مخلوق میں سب سے

زیادہ عزت اور علو مرتب جس ہستی کا نام ہے وہ حضرت ابوبکر ہیں کیونکہ آپ نے حضور علیہ السلام کے بعد قرآن جمع کیا اور اللہ کے دین کی حفاظت کی۔ مزید یہ کہ آپ کی اس کے علاوہ بھی اولیات اور فضائل ہیں۔ اس کو زوزنی نے روایت کیا۔ ان سات احادیث کو حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے " جمع الجوامع مسند علی " میں بیان کیا ہے۔

الحديث السابع والتسعون بعد المائة : عن علي رضي الله تعالى عنه مرفوعاً خير امتي بعدي ابي بكر و عمر اخرجه ابن عساكر و اورده السيوطي في جمع الجوامع في حرف الخاء -

حدیث 197۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے امت میں میرے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر ہیں پھر حضرت عمر ہیں اس کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے اور علامہ سیوطی نے جمع الجوامع حرف الخاء میں ذکر کیا ہے۔

(جمع الجوامع: ۱۲۳۴۶۔ تاریخ دمشق ج ۶۲ ص ۴۲۷)

الحديث الثامن والتسعون بعد المائة : عن علي رضي الله تعالى عنه قال ما ولي في الاسلام ازكى ولا اطهر ولا افضل من ابي بكر و عمر اخرجه الديلمي -

حدیث 198۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسلام میں ابوبکر و عمر سے بڑھ کر اتنا ستھرا، پاکیزہ اور افضل کوئی حاکم نہیں بنا۔ اسے دیلمی نے روایت کیا ہے۔ (الدیلمی ج ۴ ص ۱۱۸، رقم: ۶۳۶۶۔ تاریخ دمشق ج ۴۴ ص ۱۹۶)

الحديث التاسع والتسعون بعد المائة : عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ اخرجه ابن عساكر و اوردهما الحافظ السيوطي في جمع الجوامع في حرف الميم -

حدیث 199۔ اسی کی مثل ابن عساکر نے روایت کی ہے۔ ان دونوں احادیث کو حافظ سیوطی نے جمع

الجوامع حرف میم میں ذکر کیا ہے۔(تاریخ دمشق ج ۴۴ ص ۱۹۶، جمع الجوامع: ۱۵۲۰)

الحدیث الموفی للمائتین : عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا علی ناز لت ربی فیک فاتی ان یقدم الا ابا بکر اخرجہ ابن النجار۔

حدیث 200۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علی! میں نے اپنے رب سے تمہارے بارے بات چیت کی تو اللہ نے اس سے انکار کر دیا کہ سوا ابو بکر کے کسی کو آگے بڑھائے۔ اس کو ابن النجار نے روایت کیا۔(جامع الاحادیث: ۳۴۰۰۰)

الحدیث الحادی بعد المائتین : عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سألت اللہ ان یقدمک ثلثا فابی علی الا تقدیم ابی بکر اخرجہ الخطیب۔

حدیث 201۔حضرت علی نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علی! میں نے اپنے رب سے تین مرتبہ تمہیں مقدم کرنا کا کہا لیکن اس نے ابو بکر کے علاوہ کسی کی تقدیم کا انکار فرما دیا اس کو خطیب نے روایت کیا۔(تاریخ بغداد ج ۱۱ ص ۲۱۳، رقم: ۵۹۲۱ ترجمہ عمر بن محمد بن الحکم)

الحدیث الثانی بعد المائتین : عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو ھذا اللفظ اخرجہ الدیلمی۔

حدیث 202۔اسی کی مثل دیلمی نے روایت کی ہے۔(الدیلمی ج ۵ ص ۲۸۹، رقم: ۸۲۱۲)

الحدیث الثالث بعد المائتین : عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو ھذا اللفظ ایضاً اخرجہ ابن عساکر۔

حدیث 203۔اسی کی مثل ابن عساکر نے روایت کی ہے۔(تاریخ دمشق ج ۴۵ ص ۳۲۲)

الحدیث الرابع بعد المائتین : عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو ھذا اللفظ

ایضاً اخرجه الدار قطنی۔

حدیث 204۔اسی کی مثل جوزی نے روایت کی ہے(الصواعق المحرقۃ ص ٦٦)

الحدیث الخامس بعد المائتین:-----------------

حدیث 205۔اسی کی مثل دارقطنی نے روایت کی ہے۔(الصواعق المحرقۃ ص ٦٦)

الحدیث السادس بعد المائتین : عن علی رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم سألت الله عزوجل ان یقدمک ثلثا فابی علی الا تقدیم ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه خرجه الحافظ السلفی فی المشیخة البغدادیة۔

حدیث 206۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اے علی! میں نے اللہ عزوجل سے تین مرتبہ تمہاری تقدیم کا سوال کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کے سوا کسی اور کو مقدم کرنے کا مجھ پر انکار فرمادیا۔اس کو حافظ سلفی نے مشیخۃ البغدادیہ میں روایت کیا۔(الریاض النضرۃ ج ا ص ۱۰۲،ج ا ص ۲۱۸)

الحدیث السابع بعد المائتین : عن علی رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ی اعلی نازلت الله فیک ثلاثا فابی ان یقدم الا ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه اخرجه صاحب الفضائل وقال غریب و اوردهما المحب الطبری فی ریاض النضرۃ ثم قال صاحب الریاض وهذا الحدیث مع غرابته یعضد بما تقدم عن الاحادیث الصحیحة فیستدل بها علی صحته لشهادة الصحیح لمعناه انتهیٰ۔

حدیث 207۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے علی! میں نے اللہ سے تین بار تمہارے تقدیم کے بارے عرض کیا لیکن اس نے ماسوا ابوبکر کی تقدیم کا انکار فرمادیا۔اس کو

صاحب الفضائل نے روایت کیا اور غریب کہا۔ ان دونوں حدیثوں کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔ اور کہا کہ یہ حدیث اگرچہ غریب ہے لیکن پہلے جو احادیث صحیحہ گزری ہیں ان کی مدد سے تقویت پاتی ہے۔ ان احادیث کی وجہ سے اس کی صحت پر بھی استدلال کیا جائے گا کیونکہ وہ اس کے معنی کی تائید کرتی ہیں۔ طبری کا کلام ختم ہوا۔ (الریاض النضرۃ ج اص ۲۱۷)

الحدیث الثامن بعد المائتین : عن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ قال ابو بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ افضلنا حدیثا اخرجہ العشاری۔

حدیث 208۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم میں سب پر افضل ہیں اسکو محدث العشاری نے روایت کیا۔ (فضائل ابی بکر صدیق للعشاری: ۲۷)

الحدیث التاسع بعد المائتین : عن عطیۃ العوفی قال قال علی رضی اللہ تعالٰی عنہ لو اتیت برجل یفضلنی علی ابی بکر و عمر لعاقبتہ مثل حد الزانی اخرجہ العشاری۔

حدیث 209۔ عطیہ عوفی نے فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اگر میرے پاس کسی ایسے شخص کو لایا گیا جو مجھے سیدنا ابوبکر و عمر پر فضیلت دیتا ہوگا تو میں اسے زانی والی سزا دوں گا۔ اس کو عشاری میں نے روایت کیا۔ (فضائل ابی بکر صدیق: ۴۰)

الحدیث العاشر بعد المائتین : عن الحکم بن جحل قال قال علی رضی اللہ تعالٰی عنہ لا یفضلنی احد علی ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ الا جلدتہ جلد المفتری اخرجہ ابن ابی عاصم۔

حدیث 210۔ حکم بن جحل سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے بھی مجھے شیخین پر فضیلت دی میں اسے بہتان تراش کی سزا کی مقدار کوڑے ماروں گا۔ اسے ابن ابی عاصم نے روایت کیا ہے۔ (السنۃ ابن ابی عاصم: ۱۰۱۸)

الحدیث الحادی عشر بعد المائتین: عن الحکم بن حجل بنحو ھذا اللفظ اخرجہ خیثمۃ.

حدیث 211۔ اسی کی مثل خیثمہ نے روایت کی ہے۔ (جامع الاحادیث: ۳۴۰۶۵)

الحدیث الثانی عشر بعد المائتین: عن الحکم بن حجل بنحو ھذا اللفظ ایضاً اخرجہ ابو عمر و اوردہ فی الریاض النضرۃ.

حدیث 212۔ اسی کی مثل ابوعمرو نے روایت کی اور محب طبری نے اسے ریاض النضرہ میں بیان کیا ہے۔ (الاستیعاب ج ۱ ص ۲۹۷، الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۸۸)

الحدیث الثالث عشر بعد المائتین: عن الحسن بن کثیر عن ابیہ قال اتی علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ رجل فقال انت خیر الناس فقال ما رأیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا قال ما رأیت ابا بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لا قال ما رأیت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لا قال اما لو قلت انک رأیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لقتلتک ولو قلت انک رأیت ابا بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما لجلدتک خرجہ الجوھری۔

حدیث 213۔ حسن بن کثیر اپنے والد سے راوی انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہا آپ سب لوگوں میں بہتر ہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم نے ان لوگوں میں حضور علیہ السلام کو بھی مراد لیا ہے اس نے کہا نہیں فرمایا۔ کیا تم نے حضرت ابوبکر کو مراد لیا ہے اس نے کہا نہیں فرمایا کیا تم نے حضرت عمر کو مراد لیا ہے کہا نہیں آپ نے فرمایا اگر تم کہتے کہ ہم نے حضور علیہ السلام تو مراد لیا ہے تو میں تمہیں قتل کر دیتا اور اگر تم کہتے کہ تم نے شیخین کو مراد لیا تو میں تمہیں کوڑے لگاتا۔ اسے جوھری نے روایت کیا ہے۔ (فضائل ابی بکر صدیق للعشاری: ۴۲)

الحدیث الرابع عشر بعد المائتین: عن جعفر بن محمد عن ابیہ قال بینما علی

رضی اللہ تعالٰی عنہ بالکوفۃ اذ قال لہ رجل یا خیر الناس فقال ھل رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا قال ھل رأیت ابا بکر قال لا قال ھل رأیت عمر قال لا قال اما لو قلت انک رأیت نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لضربت عنقک ولو قلت انک رأیت ابا بکر و عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما لا وجعتک خرجہ ابن السمان فی الموافقۃ و اوردہ الطبری فی ریاض النضرۃ۔

حدیث 214۔ جعفر بن محمد اپنے والد گرامی سے راوی انہوں نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ م تھے درس اثنا ایک شخص آیا اور آپ کو کہا یا خیر الناس! اے لوگوں میں بہتر آپ نے فرمایا کیا تم نے (لوگوں میں) رسول اللہ ﷺ کو بھی مراد لیا ہے اس نے کہا نہیں فرمایا حضرت ابو بکر کو؟ کہا نہیں۔ فرمایا حضرت عمر کو؟ کہا نہیں فرمایا تو سنو اگر تم نے رسول اللہ ﷺ کو مراد لیا ہوتا تو میں تمہاری گردن اڑا دیتا اور اگر تم نے شیخین کا قصہ کیا ہوتا تو میں تمہیں سزا دیتا۔ اس کو ابن السمان نے الموافقہ میں او محب طبری نے ریاض النضرۃ میں روایت کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ج ا ص ۱۳۸)

الحدیث الخامس عشر بعد المائتین: عن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سبق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصلی ابو بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ وثلث عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ وقد خبطتنا فتنۃ فھو ما شاء اللہ فمن فضلنی علی ابی بکر و عمر فعلیہ حد المفترین من الجلد واسقاط الشھادۃ اخرجہ الخطیب فی تلخیص المتشابہ۔

حدیث 215۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا۔ سب سے اول حضور علیہ السلام دنیا سے رخصت ہوئے دوسرے نمبر پہ حضرت ابو بکر تیسرے نمبر پہ حضرت عمر ان کے بعد ہم آزمائش پڑی تو اس میں جو اللہ چاہے گا ہوگا۔ جس نے مجھے شیخین پہ فضیلت دی اس پہ بہتان باندھنے کی سزا کی مقدار کوڑے ہیں اور وہ گواہی دینے کے قابل نہیں۔ اس کو خطیب نے (تلخیص المتشابہ

میں روایت کیا۔(تلخیص المتشابہ:۶۲۲)

الحدیث السادس عشر بعد المائتین: عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ خطب خطبۃ طویلۃ وقال فی آخرھا واعلموا ان خیر الناس بعد نبیھم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو بکر الصدیق ثم عمر الفاروق ثم عثمان ذو النورین ثم اما وقد رمیت بھا فی رقابکم وراء ظھورکم فلا حجۃ لکم علی اخرجہ ابن السمان فی الموافقۃ۔

حدیث 216۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک طویل خطبہ دیا اس کے آخر میں فرمایا، یاد رکھو! لوگوں میں ان کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر خبردار! میں نے یہ بات تمہارے آمنے سامنے بیان کردی ہے نہ کہ پس پشت اب مجھ پر تمہاری کوئی حجت باقی نہ رہی اس کو ابن السمان نے الموافقہ میں روایت کیا۔(الریاض النضرۃ ص ۲۲ باب ذکر ثناء ابن عباس علی الاربعۃ)

الحدیث السابع عشر بعد المائتین: عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعینی کھاتین والا فعمیتا وسمعتہ باذنی ھاتین والا صمنا ھما یقول ما ولد فی الاسلام مولود ازکی و...... ابی بکر ثم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خرجہ ابو القاسم بن طبابۃ۔

حدیث 217۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ کو اپنی ان دونوں آنکھوں سے دیکھا نہ دیکھا ہو تو اندھی ہو جائیں اپنے ان دونوں کانوں سے سنا نہ سنا ہو تو بہرے ہو جائیں۔آپ فرمارہے تھے: اسلام میں کوئی مولود ابو بکر و عمر سے ستھرا اور پاکیزہ پیدا نہیں ہوا۔اس کو ابو القاسم بن طبابہ نے روایت کیا۔(تاریخ دمشق ج ۴۴ ص ۱۹۶)

الحدیث الثامن عشر بعد المائتین: عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ما مات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی عرفنا ان افضلنا بعدہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وما مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی علمنا ان افضلنا بعد ابی بکر عمر وما مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی عرفنا ان افضلنا بعد عمر رجل العز ولم یسمہ خرجہ الحافظ السلفی و اورد ھذہ الاحادیث الثلاثۃ صاحب ریاض النضرۃ فی ریاضہ ۔

حدیث 218۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور علیہ السلام کے دنیا سے رخصت ہونے تک ہم پہچان چکے تھے کہ آپ علیہ السلام کے بعد ہم میں سب سے افضل حضرت ابوبکر ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دنیا سے پردہ کرنے تک ہم اچھی طرح جان چکے تھے کہ ان کے بعد ہم میں سب سے افضل حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت عمر کے ملک عدم کو سفر کرنے تک ہمیں معلوم ہو چکا تھا کہ ان کے بعد ہم میں سب سے افضل ایک معزز شخص ہیں حضرت علی ان کا نام بیان نہیں کیا۔ اس کو حافظ سلفی نے روایت کیا۔ اور ان تینوں احادیث کو محب طبری نے بھی ریاض النضرۃ میں روایت کیا ہے۔

(السنۃ ابن ابی عاصم:۰۰۰۰)

الحدیث التاسع عشر بعد المائتین: عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذ طلع ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھذان سید کھول اھل الجنۃ من الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین یا علی لا تخبرھما خرجہ الترمذی وقال حدیث غریب

حدیث 219۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں حضور علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ اچانک حضرت ابوبکر وعمر آگئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" یہ دونوں انبیاء ومرسلین کے علاوہ سب گزشتہ، آنے والے جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں۔ اے علی! ان کو بتانا نہیں۔ اس کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا

حدیث غریب ہے۔ (ترمذی:۳۶۲۶)

الحدیث العشرون بعد المائتین : عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنحو ھذا اللفظ ایضاً اخرجہ ابو حاتم۔
حدیث 220۔ اسی کی مثل ابو حاتم نے روایت کی ہے۔ (صحیح ابن حبان: ۶۹۰۴)

الحدیث الحادی والعشرون بعد المائتین : عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنحو ھذا اللفظ ایضاً اخرجہ احمد لکنہ قال سیدا کھول الجنۃ وشبابھا بعد النبیین والمرسلین۔
حدیث 221۔ اسی کی مثل امام احمد نے روایت کی ہے لیکن اس میں یہ زائد ہے جنتی بوڑھوں اور جوانوں کے سردار ہیں۔ (مسند امام احمد: ۶۰۲)

الحدیث الثانی والعشرون بعد المائتین : عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنحو ھذا اللفظ ایضاً اخرجہ المخلص الذھبی ولم یقل شبابھا وزاد قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فما اخبرت بہ حتی ماتا ولو کنا حیین ما حدثت بہ۔
حدیث 222۔ اسی کی مثل مخلص ذہبی نے روایت کی اس میں جوانوں کا ذکر نہیں ہاں یہ زائد ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تک وہ بقید حیات تھے میں نے یہ بات کسی کو نہ بتائی اور اگر وہ ابھی بھی زندہ ہوتے تو میں بیان نہ کرتا۔ (المخلصیات: ۲۰۰۵، ج ۳ ص ۶۶)

الحدیث الثالث والعشرون بعد المائتین : عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذ طلع ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما من مؤخر المسجد فنظر الیھما نظرا شدیدا فصعد نظرہ فیھما وصوبہ فالتفت الی وقال والذی نفسی بیدہ انھما سیدا کھول اھل الجنۃ الی

آخرہ بنحو الحدیث المتقدم رواہ الغیلانی۔

حدیث 223۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ اسی لمحے حضرت ابوبکر وعمر مسجد کے پیچھے سے آنکلے۔رسول اللہ ﷺ نے انہیں بغور دیکھا ان کے پورے بدن پر اپنی نظر نگاہ دوڑائی پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا"قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے یہ دونوں جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں۔اس کے بعد پہلی حدیث ہی کی طرح مضمون ہے،غیلانی نے اسکو روایت کیا ہے۔(الغیلا نیات:۳)

الحدیث الرابع والعشرون بعد المائتین : عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو اللفظ المتقدم ایضاً اخرجہ ابن السمان فی الموافقۃ وزاد بعد قولہ الا النبیین والمرسلین یا علی ما شرقت شمس ولا غربت علی رجلین خیر منھما الا النبیین والمرسلین۔

حدیث 224۔ابن السمان نے"الموافقۃ"میں اسی کی مثل روایت کی مگر اس میں الا النبیین والمرسلین کے بعد یہ زائد ہے۔اے علی! انبیاء ومرسلین کے علاوہ وہ ان سے افضل کسی دو شخصوں پر سورج نہ کبھی طلوع ہوا نہ کبھی غروب ہوا۔(جامع الاحادیث:۳۴۴۹۶)

الحدیث الخامس والعشرون بعد المائتین : عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقد اتی برجل ینقص ابا بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما وھو بالکوفۃ فقال یا قنبر اضرب عنقہ فقال یا امیر المومنین علی ما تضرب عنقی وانما غضبت لک قال فما ذاک ویلک قال انی رجل غریب ما صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولا علمت بمکان ھذین الرجلین منہ ولا منک وانما سمعت بعض من یغشاک یفضلک علیھما ویقول انھما ظلماک حقا و تقدماک فی امرک فقال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ او تعرف القوم الا باعیانی عند نظری الیھم فقال

واللہ ما تقدمانی الا بامر اللہ عزوجل و امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وما ظلمانی ولولا انک اقررت بغربتک وقلۃ معرفتک لضربت عنقک ثم ان خطب خطبۃ طویلۃ وذکر فیھا ابا بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ واثنی علیھما وقال فی آخرھا واعلموا ان خیر الناس نبیھم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثم ابو بکر الصدیق ثم عمر الفاروق ثم عثمان ذو النورین ثم انا وقد رمیت بھا فی رقابکم وراء ظھورکم فلا حجۃ لکم علی وانا استغفر اللہ العظیم لی ولکم ولجمیع اخواننا اخرجہ ابن السمان فی الموافقۃ۔

حدیث 225۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ میں تھے کہ ان کی بارگاہ میں ایک شخص لایا گیا جو شیخین کی تنقیص شان کرتا تھا آپ نے اپنے غلام سے فرمایا اے قنبر! اس کی گردن اڑادو وہ شخص بولا اے امیر المومنین! آپ کس بات پر میری گردن مار رہے ہیں حالانکہ میں نے تو آپ کی خاطر غصہ کیا ہے۔آپ نے فرمایا تیری خرابی ہو یہ کیا بات ہوئی؟ بولا میں تو ایک پردیسی شخص ہوں میں حضور علیہ السلام کی صحبت سے فیضیاب نہیں ہوا اور نہ ہی میں نے حضور علیہ السلام سے شیخین کی علو مرتبت سنا نہ آپ سے سنا ہاں میں نے کچھ ایسے لوگوں کو سنا ہے جو آپ کو ان دونوں پر فضیلت دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان دونوں نے آپ کا حق مارا ہے اور آپ ہی کے کام میں آپ سے آگے بڑھے ہیں۔حضرت علی رضی اللہ نے فرمایا اب تم ان کے مقام و مرتبے کو میرے منہ سے سن کر پہچان جاؤ گے۔کہ ان کی کیا شان ہے۔ پھر فرمایا اللہ کی قسم وہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے ہی مجھ سے آگے بڑھے ہیں مجھ پر انہوں نے کوئی ظلم نہیں کیا اگر تم اپنی غریب الوطنی اور قلت معرفت کا اعتراف نہ کرتے تو میں تمہاری گردن اڑا دیتا پھر آپ نے ایک طویل خطبہ دیا اس میں شیخین کا ذکر خیر کیا آخر میں فرمایا۔جان لو! لوگوں میں سب سے افضل ان کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔پھر حضرت ابو بکر صدیق پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان ذوالنورین W ہیں۔یہ بات اب میں نے تمہاری گردنوں اور پیٹھوں پر ڈال دی ہے۔اب

تمہیں مجھ پر کوئی حجت نہیں۔ میں اللہ العظیم سے اپنے لئے تمہارے لئے اور اپنے تمام بھائیوں کے لئے بخشش طلب کرتا ہوں۔ اس کو ابن السمان نے "الموافقۃ" میں روایت کیا۔

(الریاض النضرۃ ص ۲۲ باب ذکر ماجاء متضمنا الدلالۃ علی خلافۃ الاربع)

الحدیث السادس والعشرون بعد المائتین: عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال دخل علی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حین طعنہ ابو لؤلؤۃ وھو یبکی فقال ما یبکیک یا امیر المومنین فقال ابکانی انی لا ادری این یذھب بی الی الجنۃ ام الی النار فقلت لہ ابشر فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول سیدا کھول اھل الجنۃ ابو بکر وعمر اخرجہ ابن السمان فی الموافقۃ و اورد ھذہ الاحادیث السبعۃ المحب الطبری فی ریاض النضرۃ۔

حدیث 226۔ جب ابولولو نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے۔ آپ رو رہے تھے۔ حضرت علی نے عرض کی اے امیر المومنین! کیا بات آپ کو رلا رہی ہے؟ ارشاد فرمایا مجھے یہ بات رلا رہی ہے کہ خبر نہیں مجھے جنت لے جایا جائے گا یا جہنم۔ حضرت علی نے کہا آپ کو تو خوشخبری ہے کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ جنتی بوڑھوں کے سردار ابوبکر و عمر ہیں ۔ اس کو ابن السمان نے الموافقہ میں روایت کیا ہے۔ ان سات احادیث کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ص ۱۹۰)

الحدیث السابع والعشرون بعد المائتین: عن ابراھیم قال قدم عبد اللہ بن مساء الکوفۃ وکان یفضل علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما فبلغ ذالک علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فارسل الیہ فقال اتقتلہ فقال اتقتل رجلا یدعوا الی حبک وحب اھل البیت فقال نادوا علیہ من قدر علیہ بعد ثلاثۃ ایام فلیقتلہ فسیرہ الی المدائن اخرجہ ابن السمان فی الموافقۃ۔

حدیث 227۔ حضرت ابراہیم نے کہا کہ عبداللہ بن سبا کوفہ آیا وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیخین پر فضیلت دیتا تھا آپ نے اس کو پیغام بھیج کر بلایا اور فرمایا اس کو قتل کر دو اس نے کہا آپ ایسے شخص کو قتل کریں گے جو آپ کی اور اہل بیت کی محبت کی طرف بلاتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کے خلاف منادی کرا دو کہ جو شخص تین دن بعد اس پر قوت پائے اسے قتل کر دے پھر اس شخص کو مدائن کی طرف بھیج دیا گیا۔ اس کو ابن السمان نے ''الموافقۃ'' میں روایت کیا۔

(الریاض النضرۃ ص ۱۹۰)

الحدیث الثامن والعشرون بعد المائتین : علی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ بلغہ عن ابی السوداء انہ ینتقص ابا بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فدعاہ و دعا بالسیف وھم بقتلہ ثم قال لا تساکنی ببلد فسیرہ الی المدائن اخرجہ ابن السمان فی الموافقۃ و اورد ھذہ الاحادیث الثلاثۃ المحب الطبری فی ریاض النضرۃ۔

حدیث 228۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ ابو السوداء شیخین کی تنقیص شان کرتا ہے تو آپ نے اسے بلوایا اور تلوار بھی منگالی اور اس کے قتل کا ارادہ کیا پھر آپ نے فرمایا تو اس شہر میں میرے ساتھ نہ رک تو آپ نے اسے مدائن کی طرف بھیج دیا۔ اس کو ابن السمان نے الموافقۃ میں روایت کیا۔ ان تینوں احادیث کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ص ۱۹۰)

الحدیث التاسع والعشرون بعد المائتین : عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقد قیل لہ لما اصیب الا تستخلف فقال لا استخلف ولکنی اترککم کما ترکنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دخلنا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقلنا یا رسول اللہ الا تستخلف فقال ان یعلم اللہ فیکم خیرا استعمل علیکم خیرکم فعلم اللہ فینا فاستعمل علینا ابا بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اخرجه ابن السمان في الموافقة۔

حدیث 229 جن دنوں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا گیا اس دوران آپ سے عرض کی گئی کیا آپ کسی کو خلیفہ نہ بنائیں گے فرمایا نہیں لیکن میں تمہیں ایسے ہی چھوڑوں گا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں چھوڑا تھا۔ یہی بات ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہی تھی تو آپ نے فرمایا تھا اگر اللہ تم میں بھلائی ظاہر فرمائے گا تو تم پر تمہارے بہتر کو خلیفہ بنا دے گا پھر اللہ نے ہم میں بھلائی ظاہر فرمادی تو حضرت ابو بکر صدیق ؓ کو ہماری خلیفہ بنا دیا۔ اسے ابن السمان نے الموافقہ میں روایت کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ص ۱۳۷)

الحديث الثلاثون بعد المائتين: عن علي ابن ابي طالب رضي الله تعالى عنه انه قال اتركتكم فان يرد الله بكم خيرا يجمعكم على خيركم كما جمعنا بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم على خيرنا اخرجه القلسعي و اورده الطبري في رياض النضرة۔

حدیث 230۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں ایسے ہی چھوڑے جا رہا ہوں اگر اللہ تمہارے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمائے گا تمہیں تم میں سے بہتر پر جمع فرمادے گا جیسا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے بعد ہم میں سے افضل پر جمع فرمادیا تھا۔ اس کو قلعی نے روایت کیا۔ ان دونوں احادیث کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ص ۸۵)

الحديث الحادي والثلاثون بعد المائتين: عن علي رضي الله تعالى عنه قال لا يفضلني احد على ابي بكر و عمر رضي الله تعالى عنهما الا وقد انكر حقي وحق اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ورضي عنهم اخرجه ابن عساكر و اورده الحافظ السيوطي في جمع الجوامع۔

حدیث 231۔ حضرت امیر نے فرمایا جس نے مجھے شیخین پر فضیلت دی اس نے میرا اور رسول اللہ

ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنھم کے حق کا انکار کیا۔ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا اور حافظ سیوطی نے جمع الجوامع میں ذکر کیا ہے۔ (تاریخ دمشق ج ۴۴ ص ۳۷۸، جامع الاحادیث: ۳۴۸۴۸)

الحدیث الثانی والثلاثون بعد المائتین : عن علی بن الحسین زین العابدین ــــ قال فتی لعلی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حین انصرف من صفین سمعتک تخطب یا امیر المومنین فی الجمعۃ تقول اللھم اصلحنا بما اصلحت بہ الخلفاء الراشدین فمن ــــ فاعزو رقت عیناہ ثم قال ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما اماما الھدی وشیخ الاسلام والمھتدی بھما بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من تبعھما ھدی الی صراط مستقیم فمن اقتدی بھما مرشد ومن تمسک بھما فھو من حزب اللہ وحزب اللہ ھم المفلحون اخرجہ اللالکائی۔

حدیث 232۔ حضرت علی بن الحسین زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ صفین سے واپس آئے تو ایک نوجوان نے آپ سے عرض کی اے امیر المومنین میں نے آپ کو خطبہ جمعہ میں یہ کہتے ہوئے سنا تھا۔ اے اللہ! ہمیں صالح کر دے اسی طرح جس طرح تو نے خلفاء راشدین کو صالح کیا انعام دیا، ان کی کیا شان تھی۔ پھر آپ کی کیفیت متغیر ہوگئی اور آپ کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں پھر کہا ابو بکر و عمر ہدایت کے امام، شیوخ اسلام اور رسول اللہ ﷺ کے بعد ہدایت کا ذریعہ تام ہیں۔ جس نے ان کی اتباع کی اس کو سیدھی راہ کی ہدایت دی گئی۔ جس نے ان کی اقتدا کی اس کو حق کا راستہ دکھایا گیا۔ جس نے ان کو لازم پکڑا وہ اللہ کے گروہ میں سے ہوا۔ اور اللہ کا گروہ ہی دو جہاں میں سرخرو ہے۔ اس کو لالکائی نے روایت کیا۔ (شرح اصول الاعتقاد: ۲۰۴۴)

الحدیث الثالث والثلاثون بعد المائتین : عن علی زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن جدہ علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو ھذا اللفظ

اخرجه العشاری۔

حدیث 233۔اسی کی مثل عشاری نے روایت کی ہے۔(فضائل ابی بکر صدیق :۱۲)

الحدیث الرابع والثلاثون بعد المائتین: عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنه قال جاء رجل من قریش الی علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنه فقال یا امیر المومنین سمعتک تقول علی المنبر اللهم اصلحنی بما اصلحت به الخلفاء الراشدین بنحو اللفظ المتقدم الی آخره اخرجه ابن السمان فی الموافقة۔

حدیث 234۔حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک قریشی مرد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی میں نے آپ کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا تھا اے اللہ! ہمیں صالح کر دے اسی طرح جیسے تو نے خلفائے راشدین کو صالح کیا اس کے بعد مذکورہ حدیث والا مضمون ہے۔اس کو ابن السمان نے "الموافقہ" میں روایت کیا ہے۔

الحدیث الخامس والثلاثون بعد المائتین: عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنه وقد سئل عن ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما فقال کانا واللہ هدی راشدین مرشدین مفلحین منجحین خرجا من الدنیا اخمصین اخرجه ابن السمان فی الموافقة واوردهما فی ریاض النضرة

حدیث 235۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے شیخین کی بابت سوال کیا گیا، تو فرمایا اللہ کی قسم دونوں ہدایت پر تھے۔ ہدایت پانے والے ہدایت دینے والے فلاح پانے والے اور کامیاب بنانے والے تھے. دونوں دنیا سے قناعت شکم لے کر رخصت ہوئے۔اس کو ابن السمان نے "الموافقہ" میں روایت کیا ہے اور محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔(فضائل ابی بکر صدیق ۴۵:)

الحدیث السادس والثلاثون بعد المائتین: عن الهمدانی عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنه قال قلت لعلی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنه یا ابا الحسن من

افضل الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال الذي لا نشك فيه الحمد لله ابو بكر بن ابي قحافة رضي الله تعالى عنه قلت ثم من يا ابا الحسن قال الذي لا نشك فيه والحمد لله عمر ابن الخطاب رضي الله تعالى عنه اخرجه ابن شاهين

حدیث 236۔ حضرت حمدانی نے کہا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کی اے ابوالحسن! رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ فرمایا وہ جن کے بارے ہمیں شک نہیں۔ الحمد للہ وہ حضرت ابوبکر ابن ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ میں نے کہا اے ابوالحسن پھر کون؟ فرمایا وہ جن کے بارے ہمیں شک نہیں الحمد للہ وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس کو ابن شاہین نے روایت کیا ہے۔ (شرح مذاہب اہل سنۃ: ۱۹۸)

الحديث السابع والثلاثون بعد المائتين : عن عمار بن ياسر عن علي رضي الله تعالى عنه انه لا يفضلني احد على ابي بكر و عمر رضي الله تعالى عنهما الا وقد انكر حقي وحق اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ورضي عنهم اخرجه ابن عساكر.

حدیث 237۔ حضرت عمار نے یاسر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے راوی کہ آپ نے فرمایا" جس کسی نے مجھے شیخین پر فضیلت دی اس نے میرے اور اصحاب رسول اللہ ﷺ کے حق کا انکار کیا۔ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا۔ (تاریخ دمشق ج ۴۴ ص ۳۷۸)

الحديث الثامن والثلاثون بعد المائتين : عن ابن عباس عن علي رضي الله تعالى عنهم قال ابن عباس رضي الله تعالى عنه وضع عمر بن الخطاب على سريره فتكنفه الناس يدعون ويثنون ويصلون عليه قبل ان يرفع وانا فيهم فلم يرعني الا رجل قد اخذ بمنكبي من ورائي فالتفت فاذا هو علي رضي الله

تعالیٰ عنه فترحم علی عمر رضی الله تعالیٰ عنه وقال ما خلفت احدا احب الی ان الفی الله تعالیٰ بمثل عمله منک وایم الله ان کنت لاظن ان یجعلک الله مع صحبیک وذاک انی کنت کثیرا اسمع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یقول جئت انا و ابو بکر و عمر و دخلت انا و ابو بکر و عمر و خرجت انا و ابو بکر و عمر فان کنت لارجوا واظن ان یجعلک الله معهما اخرجه مسلم فی صحیحه من طریق سعید بن عمرو الاشعثی۔

حدیث 238۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک کو تختہ پر رکھا گیا تو آپ کے گرد لوگوں کا اجتماع ہوگیا وہ آپ کے لئے دعاء وثناء کر رہے تھے۔ چار پائی اٹھائے جانے سے پہلے ہی آپ پر نماز پڑھ رہے تھے میں بھی ان میں موجود تھا مجھے صرف اس شخص سے گھبراہٹ ہوئی جس نے میرے پیچھے سے میرا کندھا پکڑا تو میں نے پلٹ کر دیکھا تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے حضرت عمر کے لئے دعائے رحمت کی اور کہا اے عمر! آپ نے کوئی ایسا اپنا مقابل نہیں چھوڑا جس کے اعمال لے کر میں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا پسند کروں۔ اور اللہ کی قسم! مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں صاحبوں کے ساتھ کردے گا یہ اس لئے کہ میں نے بہت مرتبہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ آپ کہتے تھے "میں اور اور ابو بکر وعمر آئے۔ میں اور ابو بکر وعمر داخل ہوئے۔ میں اور ابو بکر وعمر باہر نکلے۔ اور مجھے یقین ہے کہ اللہ آپ کو ان دونوں ہستیوں کے ساتھ رکھے گا۔ اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے سعید بن عمرو اشعثی کے طریق سے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ (صحیح مسلم:۲۳۸۹)

الحدیث التاسع والثلاثون بعد المائتین : عن ابن عباس عن علی رضی الله تعالیٰ عنه بمثل هذا اللفظ اخرجه مسلم فی صحیحه ایضاً من طریق ابی الربیع العتکی۔

حدیث 239۔اسی کی مثل امام مسلم نے ابوالربیع العتکی کے طریق سے بھی اپنی صحیح میں روایت کی ہے۔(صحیح مسلم:۲۳۸۹)

الحدیث الاربعون بعد المائتین: عن ابن عباس عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بمثل ھذا اللفظ ایضاً اخرجہ مسلم فی صحیحہ ایضاً من طریق ابی کریب محمد بن العلاء۔

حدیث 240۔اسی کی مثل امام مسلم نے ابو کریب محمد بن العلاء کے طریق سے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا۔(صحیح مسلم:۲۳۸۹)

الحدیث الحادی والاربعون بعد المائتین: عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی قولہ تعالیٰ ام یحسدون الناس علی ما آتاھم اللہ من فضلہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اخرجہ ابن غالب۔

حدیث 241۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس فرمان" یا لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا" کہ تفسیر میں فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے اس آیت میں فضل والوں کے بارے فرمایا وہ حضرت ابوبکر وعمر ہیں رضی اللہ عنہ۔اس کو ابن غالب نے روایت کیا۔(الصواعق المحرقہ جزءدوم ص ۴۴۴)

الحدیث الثانی والاربعون بعد المائتین: عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ان اللہ تعالیٰ جعل ابا بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حجۃ علی من بعدھما من الولاۃ الی یوم القیامۃ فسبقا واللہ سبقا بعیدا واتعبا واللہ من بعدھما اتعابا شدیداً اخرجہ ابن السمان فی الموافقۃ۔

حدیث 242۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے شیخین کو ان کے بعد قیامت تک آنے والے حاکموں پر حجت بنا دیا ہے۔قسم بخدا ان دونوں نے بہت زیادہ سبقت حاصل کی اور قسم بخدا

نہوں نے اپنے بعد والوں کو بہت پیچھے چھوڑ دیا۔ اس کو ابن السمان نے "الموافقۃ" میں روایت کیا۔ (الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۲۶۳)

الحديث الثالث والاربعون بعد المائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه وقد مشى خلف جنازة و ابو بكر و عمر رضي الله تعالى عنهما فامها فقال اما انهما يعلمان ان افضل من يمشي امامها كفضل صلوة الرجل جمعة على صلوته وحده ولكنهما سهلان يسهلان الناس اخرجه ابن السمان في الموافقة ايضاً۔

حدیث 243۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہے کہ آپ ایک جنازہ کے پیچھے چلے سیدنا ابوبکر و سیدنا عمر اس کے آگے آگے چلے تو آپ نے فرمایا سنو! یہ دونوں صاحب جانتے ہیں کہ جنازے کے آگے آگے چلنے والے کی فضیلت ایسی ہی ہے جیسی کسی شخص کی نماز باجماعت کی اس کی تنہا پڑھی جانے والی نمازوں پر لیکن یہ دونوں نرم گو ہیں۔ لوگوں پر آسانی کرتے ہیں۔ اس کو بھی ابن السلمان نے "الموافقۃ" میں روایت کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ج ۲ ص ۱۳۵)

الحديث الرابع والاربعون بعد المائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه بنحو هذا اللفظ الا انه زاد في آخره وهما امامان يقتدى بهما اخرجه ابن السمان في الموافقة ايضاً و اورد هذه الاحاديث الاربعة الطبري في رياض النضرة۔

حدیث 244۔ اسی کی مثل ابن السمان نے ایک اور روایت کی ہے اس کے آخر میں یہ زائد ہے یہ دونوں لائق اقتداء امام ہیں۔ ان چار احادیث کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں ذکر کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ج ۲ ص ۱۳۵)

الحديث الخامس والاربعون بعد المائتين : عن علي رضي الله تعالى عنه انه كان يقول ما لي ولهذا الحميت الاسود يعني عبد الله بن سباء و كان يقع في ابي بكر و عمر رضي الله تعالى عنهما وفي ــــ انه كان يفضل عليا رضي الله تعالى

عنہ علی ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اوردہ المحب الطبری فی الریاض ایضاً ثم قال الحمیت الزق الذی لا مشع علیہ یجعل فیہ السمن انتھی۔

حدیث 245۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے مجھے اس سے بے ڈورے کا بے مشکیزے یعنی عبد اللہ بن سباء سے کیا تعلق۔ کیونکہ وہ شیخین رضی اللہ عنھم کی شان میں زبان درازی کیا کرتا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ حضرت علی کو شیخین پر فضیلت دیا کرتا تھا۔ اس کو بھی محب طبری نے ریاض النضرۃ میں ذکر کیا اور کہا "الحمیت" اس مشکیزے کو کہتے ہیں جس پر دھاگہ نہ ہو اور اس میں گھی وغیرہ رکھا جاتا ہو۔ ان کا کلام ختم ہوا۔

الحدیث السادس والاربعون بعد المائتین : عن الشعبی ان ابا بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نظر الی علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال من سرہ ان ینظر الی اقرب الناس قرابۃ من نبیھم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واعظمھم عنہ غناء واحظھم عندہ منزلۃ فلینظر الی علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لان قال ھذا انہ لارء ف وانہ لصاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الغار وانہ لاعظم الناس غناء عن نبیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی ذات یدہ اخرجہ ابن السمان۔

حدیث 246۔ امام شعبی نے روایت کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی بن ابی طالب کو دیکھا اور فرمایا جس کو یہ پسند ہو کہ لوگوں میں ان کے نبی علیہ السلام کے سب سے زیادہ قریبی اور سب سے بڑے ساتھ اور حضور کی بارگاہ میں بہت بڑے مرتبے والے کو دیکھے تو وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے (یہ سن کر) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر حضرت یہ فرما رہے ہیں کہ تو میں کہتا ہوں کہ یہ سب لوگوں میں صاحب رافت یعنی نرمی والے۔ غار میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھی اور لوگوں میں سب سے زیادہ حضور علیہ السلام کے لئے اپنا مال خرچ کرنے والے ہیں۔ اس کو

ابن السمان نے روایت کیا ہے۔(الریاض النضرۃ ج اص ۱۳۰)

الحدیث السابع والاربعون بعد المائتین : عن علی رضی الله تعالیٰ عنه عن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال ینادی مناد این السابقون الاولون فیقول من فیقول ابو بکر الصدیق رضی الله تعالیٰ عنه فیتجلی الله لابی بکر خاصة والناس عامة اخرجه ابن بشران -

حدیث 247۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا (روز محشر) ایک منادی ندا کرے گا سابقین اولین کہاں ہیں؟ آپ فرمائیں گے وہ کون؟ تو وہ کہنے لگا وہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر اللہ تعالیٰ ابو بکر پر خاص تجلی فرمائے گا دیگر لوگوں پر عام تجلی فرمائے گا۔ اس کو ابن بشران نے روایت کیا۔(مجموع اجزاء حدیثیہ :۳۹)

الحدیث الثامن والاربعون بعد المائتین : عن علی رضی الله تعالیٰ عنه مرفوعا بمثل هذا اللفظ اخرجه صاحب الفضائل وقال غریب -

حدیث 248۔اسی کی مثل صاحب الفضائل نے بھی روایت کی اور اس کو غریب کہا۔(الریاض النضرۃ ج اص ۱۶۵)

الحدیث التاسع والاربعون بعد المائتین : عن علی رضی الله تعالیٰ عنه الذی جاء بالصدق محمد صلی الله علیه وآله وسلم وصدق به ابو بکر رضی الله تعالیٰ عنه اخرجه ابن السمان فی الموافقة -

حدیث 249۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت محمد ﷺ سچائی لے کر آئے اور ابو بکر نے اس کی تصدیق کی رضی اللہ عنہ۔اس کو ابن السمان نے الموافقہ میں روایت کیا۔(الریاض النضرۃ ج اص ۱۶۵)

الحدیث الخمسون بعد المائتین : عن علی رضی الله تعالیٰ عنه بنحو هذا اللفظ

اخرجہ صاحب فضائل الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حدیث 250۔اسی کی مثل صاحب فضائل الصدیق نے روایت کی ہے۔(الریاض النضرۃ ج ا ص ۱۲۸)

الحدیث الحادی والخمسون بعد المائتین: عن عبد خیر عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الخیر ثلاثمائۃ وستون خصلۃ اذا اراد اللہ بعبد خیرا جعل فیہ واحدۃ منھن فدخل بھا الجنۃ قال ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھل فی شیء منھا قال نعم جمیع من کل اخرجہ فی فضائلہ و اورد ھذہ الاحادیث الستۃ الطبری فی ریاض النضرۃ۔

حدیث 251۔حضرت عبد خیر حضرت علی سے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے راوی آپ نے فرمایا" خیر کی تین سو ساٹھ خصلتیں ہیں جب اللہ کسی بندے سے خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو ان میں سے ایک اس میں رکھ دیتا ہے جس کے سبب وہ داخل جنت ہو جاتا ہے۔حضرت ابو بکر نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا میرے اندر ان میں سے کوئی خصلت ہے تو آپ نے فرمایا ہاں تمھارے اندر تو ساری کی ساری موجود ہیں۔اس کو بھی صاحب الفضائل نے روایت کیا۔ان چھ حدیثوں کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں ذکر کیا ہے۔(الریاض النضرۃ ج ا ص ۱۲۸)

الحدیث الثانی والخمسون بعد المائتین: عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول لابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا ابا بکر ان اللہ اعطانی ثواب من آمن بہ منذ خلق آدم علیہ السلام الی ان بعثنی وان اللہ اعطاک ثواب من آمن بی بعثنی الی ان تقوم الساعۃ اخرجہ الحلفی۔

حدیث 252۔حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمارہے تھے ابوبکر! بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر اس شخص کا ثواب عطا فرمایا ہے جو تخلیق آدم علیہ السلام سے لے کر میری بعثت تک اللہ پر ایمان لایا ہے اور بیشک اللہ نے تمہیں ہر اس شخص کا ثواب عطا فرمایا ہے جو میری بعثت سے قیام قیامت تک مجھ پر ایمان لائے گا۔اس کو سلفی نے روایت کیا۔(الریاض النضرۃ ج ا ص ۸۸ حدیث ضعیف)

الحدیث الثالث والخمسون بعد المائتین: عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بمثلہ اخرجہ الملاء۔

حدیث 253۔ملاء نے اسی کی مثل حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔(الریاض النضرۃ ج ا ص ۸۸)

الحدیث الرابع والخمسون بعد المائتین: عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بمثلہ اخرجہ صاحب فضائل الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و اورد ہذہ الاحادیث الثلاثۃ ..... فی ریاض النضرۃ۔

حدیث 254۔اسی کی مثل صاحب فضائل الصدیق نے حضرت علی سے مرفوعاً روایت کی ہے ان تینوں احادیث کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔[الریاض النضرۃ ج ا ص ۸۸]

الحدیث الخامس والخمسون بعد المائتین: عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذا ذکر الصالحون فحی ہلا بعمر قال ما رأیت احداً بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من حین قبض احمد ولا اجود من عمر اخرجہ الطبرانی و اوردہ ابن حجر فی الصواعق۔

حدیث 255۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب نیکوں کا ذکر ہو تو حضرت عمر کا ذکر ضرور کرو۔ فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کی ظاہری وفات مبارکہ کے بعد حضرت عمر سے زیادہ کسی شخص کو تم

ستائش اور اتنی سخاوت کرنے والا نہیں دیکھا۔اس کو طبرانی نے روایت کیا۔ابن حجر نے الصواعق میں روایت کیا۔(الصواعق المحرقہ ص ۲۸۳)

الحدیث السادس والخمسون بعد المائتین : عن ابن شهاب عن علی رضی الله تعالیٰ عنه انه قال ان ابا بکر رضی الله تعالیٰ عنه احق الناس بالخلافة بعد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وانه لصاحب فی الغار و ثانی اثنین و انا لنعرف شرفه و لقد امره رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بالصلوٰة للناس وهو حی اخرجه موسیٰ بن عقبة صاحب المغازی فی مغازیه فی ضمن حدیث طویل و اورده الطبری فی ریاض النضرة وقد مر مضمون هذا الحدیث عن عبد الرحمن بن عوف عن علی رضی الله تعالیٰ عنه.

حدیث 256۔ابن شہاب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے راوی آپ نے فرمایا" بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں میں خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں اور حضور کے غار کے ساتھی ہیں۔دو جانوں میں سے دوسرے ہیں۔بیشک ہم ان کے شرف کو پہنچانتے ہیں تحقیق رسول اللہ ﷺ نے اپنے جیتے جی آپ کو لوگوں کی امامت کا حکم دیا۔اس کو موسیٰ بن عقبہ صاحب مغازی نے اپنی مغازی میں ایک طویل حدیث کے ضمن میں روایت کیا ہے۔طبری نے ریاض النضرۃ میں ذکر کیا ہے۔اس حدیث کا مضمون عبد الرحمن بن عوف عن علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے پہلے بھی گزر چکا ہے۔(الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۲۸)

الحدیث السابع والخمسون بعد المائتین : عن علی رضی الله تعالیٰ عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یقول عمر بن الخطاب سرج اهل الجنة فبلغ ذالک عمر رضی الله تعالیٰ عنه فقام فی جماعة من الصحابة حتی اتی علیاً رضی الله تعالیٰ عنه فقال انت سمعت رسول الله صلی الله علیه وآله

وسلم یقول عمر ابن الخطاب سراج اهل الجنة قال نعم اکتب لی خطک فکسب له بسم الله الرحمن الرحیم هذا ما ضمن علی ابن ابی طالب لعمر ابن الخطاب عن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم عن جبرئیل علیه السلام عن الله تعالیٰ ان عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه سراج اهل الجنة فاخذها واعطاها احدا ولادة وقال اذا انا مت وغسلتمونی و کفنتمونی فادرجوا هذه معی حتی القی بها ربی فلما اصیب غسل و کفن و ادرجت معه فی کفنه و دفن اخرجه ابن السمان فی الموافقة۔

حدیث 257۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ عمر بن خطاب جنتیوں کے چراغ ہیں۔ یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی آپ صحابہ کی جماعت میں تشریف لے گئے کھڑے ہوئے۔ یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اندر فرمایا۔آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ (مذکور ارشاد) فرماتے ہوئے سنا ہے؟ حضرت علی نے کہا۔ جی ہاں حضرت عمر نے کہا آپ اپنی تحریر لکھ دیجئے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے لکھا "بسم اللہ الرحمن الرحیم" یہ وہ بات جس کے علی بن ابی طالب عمر بن خطاب کے لئے ضامن ہیں (علی) نے رسول اللہ سے روایت کی اور رسول اللہ نے حضرت جبرئیل سے روایت کی ہے اور حضرت جبرئیل نے اللہ عزوجل سے روایت کی کہ عمر بن خطاب جنتیوں کے چراغ ہیں۔حضرت عمر نے اس تحریر کو لیا اور اپنی اولاد میں سے کسی کو دیتے ہوئے ارشاد فرمایا" (دیکھو!) جب میں فوت ہو جاؤں اور تم لوگ مجھے غسل وکفن دے چکو تو اس کو میرے ساتھ رکھ دینا تا کہ میں اسے لے کر اپنے رب سے ملوں۔(پھر) جب آپ کو شہید کیا گیا اور غسل وکفن کا سلسلہ ہوا تو آپ کے ساتھ اس نوشتے کو بھی آپ کے کفن میں رکھ دیا گیا اور آپ کو دفن کر دیا گیا۔ اس کو ابن السمان نے "الموافقۃ" میں روایت کیا۔(الریاض النضرۃ ج ص ۳۱۲)

الحدیث الثامن والخمسون بعد المائتین: عن مطرف قال لقیت علیا فقال

یا ابا عبد اللہ ما ابطأ بک عنا احب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اما ان قلت ذا ک لقد ان اوصلنا للرحیم و انفانا للرب اخرجہ فی الصفوۃ۔

حدیث 258۔مطرب نے کہا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملا تو آپ نے مجھ سے فرمایا اے ابوعبدا ذا آپ کو کس چیز نے محبت عثمان میں ہم سے پیچھے کر دیا ہے۔سنئے تو کیا آپ نے یہ نہیں کہا تھا کہ عثمان ہم میں سے سب سے بڑھ کر صلہ رحمی کرنے والے اور اللہ کے لئے خرچ کرنے والے ہیں۔اس کو صفوی میں روایت کیا۔(الریاض النضر ۃ ص ۲۰۹)

الحدیث التاسع والخمسون بعد المائتین : عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال یا رسول اللہ من اول من یحاسب یوم القیامۃ قال ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ثم من قال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ثم من قال انت یا علی قلت یا رسول اللہ این عثمان قال انی سألت عثمان حاجۃ سرا فقضاھا سرا فسألت ان لا یحاسب عثمان اخرجہ الحافظ ابن بشران۔

حدیث 259۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کی قیامت کے دن سب سے پہلے کس کا حساب لیا جائے گا فرمایا ابوبکر کا عرض کی پھر؟ فرمایا عمر کا عرض کی پھر؟ فرمایا تمہارا اے علی! تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ حضرت عثمان کا؟ فرمایا میں نے حضرت عثمان سے از راہ راز کسی حاجت کا سوال کیا تو انہوں نے اسے لوگوں سے چھپا کر ہی پورا کر دیا تو میں نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی کہ عثمان کا حساب نہ لیا جائے۔اس کو حافظ ابن بشران نے روایت کیا۔(مجموع اجزاء حدیثیہ :۳۹)

الحدیث الستون بعد المائتین : عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال قلت یا رسول اللہ من اول من یدعی للحساب قال انا اقف بین یدی ربی یوم القیامۃ ما شاء اللہ ثم اخرج وقد غفر اللہ لی قلت ثم من یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآله وسلم قال ثم ابو بكر رضي الله تعالى عنه يقف مثل ما وقفت مرتين ا

كما وقفت ثم يخرج وقد غفر الله له قلت ثم من يا رسول الله قال ثم عم

يقف مثل ما وقف ابو بكر مرتين ثم يخرج وقد غفر الله له قلت ثم من

رسول الله قال ثم انت يا علي قلت يا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

فاين عثمان قال عثمان رجل ذو حياء سألت ربي ان لا يقف للحساب نشفع

فيه اخرجه ابن السمان في الموافقة ۔

حدیث 260۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کی

قیامت حساب کے لئے سب سے پہلے کسے بلایا جائے گا؟ فرمایا میں اس دن جب تک اللہ چاہے گا

کے حضور کھڑا رہوں گا پھر اللہ مجھے واپس بھیجے گا۔اس حال میں کہ وہ مجھ پر اپنی رحمت تام کر چکا ہوگا۔

نے عرض کی یارسول اللہ پھر کون ہوگا؟ فرمایا پھر ابو بکر میری طرح دوگنا اللہ کی بارگاہ میں کھڑے رہ

گے پھر اللہ انہیں مغفرت یافتہ لوٹائے گا۔میں نے عرض کی پھر کون ہوگا؟ فرمایا پھر عمر وابو بکر کی

دوگنا بارگاہ لم یزل میں کھڑے رہیں گے پھر اللہ انہیں بخشا ہوا واپس پھیرے گا۔میں نے عرض کی

کون ہوگا! فرمایا پھر اے علی آپ ہونگے۔تو میں نے عرض کی یارسول اللہ عثمان کہاں رہ گئے؟

عثمان بڑے باحیا شخص ہیں۔میں نے اللہ سے عرض کی کہ عثمان حساب کے لئے نہ کھڑے ہوں

نے ان کے حق میں میری سفارش قبول فرمالی۔ابن السلمان ''الموافقة''۔

(الریاض النضرۃ ج ۲ ص ۱

الحديث الحادي والستون بعد المائتين : عن محمد بن حاطب قال سمعت ع

رضي الله تعالى عنه يقول ان الذين سبقت لهم منا الحسنى عثمان اخرج

الحاكمي و اورد هذه الاحاديث الخمسة المحب الطبري في رياض النضرة۔

حدیث 261۔محمد بن حاطب نے فرمایا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ

لوگوں کے لئے بھلائی کا وعدہ ہو چکا (ان میں سے) حضرت عثمان ہیں رضی اللہ عنہ۔ اس کو ابن حجر مکی نے روایت کیا۔ ان پانچ احادیث کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔

(امالی ابن اسحاق: ۱۰۳، السنۃ ابن ابی عاصم: ۱۰۱۵)

الحدیث الثانی والستون بعد المائتین: عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قد اخبرونی من اشجع الناس قالوا انت قال اما انی ما بارزت احدا الا انتصفت منہ ولکن اخبرونی باشجع الناس قالوا لا نعلم فمن قال ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ لما کان یوم بدر فعملنا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ...... من یکون مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لئلا یھوی الیہ ...... فو اللہ ما دنی منا احد الا ابو بکر شاھر بالسیف علی رأس لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یھوی الیہ احدا لا اھوی الیہ فھذا اشجع الناس قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واخذتہ قریش وھذا یجاءہ وھذا یتلتلہ وھم یقولون انت الذی جعلت الالھۃ الھا واحدا قال نو اللہ ما دنی منا احد الا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یضرب ھذا دیجاء ھذا ویتلتل ھذا وھو یقول ویلکم اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ ثم دفع علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بردۃ کانت علیہ فبکی حتی خضلت لحیتہ ثم قال انشدکم من آل فرعون خیر ام ابو بکر فسکت القوم فقا الا تجیبونی فقال فو اللہ لساعۃ من ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خیر من مثل مؤمن آل فرعون ذالک رجل یکتم ایمانہ وھذا رجل لقلن ایمانہ اخرجہ البزار فی مسندہ و اوردہ السیوطی فی تاریخ الخلفاء لہ۔

حدیث 262۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا مجھے بتاؤ تو لوگوں میں سب سے بہادر کون

ہے؟ انہوں نے جواب دیا آپ۔ آپ نے فرمایا میں تو اپنے ہم پلہ سے ہی مقابلہ کر سکتا ہوں لیکن مجھے بتاؤں کہ لوگوں میں سب سے بہادر کون ہے۔ لوگوں نے کہا جی ہمیں علم نہیں آپ فرمائیے تو آپ نے فرمایا وہ حضرت ابو بکر ہیں کہ جب بدر کا دن تھا تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک سائبان بنایا اور کہا کہ مشرکوں کو حملہ کرنے سے روکنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کون رہے گا۔ اللہ کی قسم ابو بکر کے علاوہ ہم میں سے کوئی بھی اس کام کیلئے آگے نہ بڑھا۔ آپ رضی اللہ عنہ ننگی تلوار لے کر رسول اللہ ﷺ کی خاطر پہرہ دیتے رہے کسی مشرک کو قریب بھٹکنے بھی نہ دیتے جو آتا مار بھگاتے تو یہ ہیں عظیم بہادر حضرت علی نے (مزید کہا) قسم بخدا میں نے ایک مرتبہ حضور علیہ السلام کو اس حال میں دیکھا کہ قریش نے آپ کو گھیر رکھا ہے کوئی ادھر کھینچ رہا کوئی ادھر کھینچ رہا ہے۔ اور وہ کہتے تھے تم ہی وہ ہو جو ایک خدا کو مانتے ہو قسم بخدا ایسے میں ہم میں سے کوئی بھی آگے نہ بڑھا سوا ابو بکر کے کہ آپ ان ظالموں کو جھوٹ تمام ہٹاتے رہے اور فرماتے کہ تمہاری خرابی ہو کیا تم ایسے شخص کو قتل کرو گے جو صرف یہ کہے کہ میرا رب اللہ ہے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر کو اپنے اوپر ڈال لیا اور رونے لگے۔ یہاں تک کہ آپ کی داڑھی مبارک بھیگ گئی۔ پھر فرمایا بھلا بتاؤ تو آل فرعون میں سے ایمان لانے والے ایک شخص اچھے یا حضرت ابو بکر؟ لوگ خاموش رہے۔ فرمایا مجھے جواب کیوں نہیں دیتے ہو؟ اللہ کی قسم ابو بکر کا ایک پل اہل فرعون کے مومن سے اچھا ہے وہ شخص اپنا ایمان چھپاتے تھے۔ اور یہ برملا اظہار کرتے تھے۔ اس کو بزار نے مسند میں روایت کیا اور امام سیوطی نے اپنی تاریخ الخلفاء میں ذکر کیا۔ (مسند بزار: ۷۶۱، ج ۳ ص ۱۴)

الحدیث الثالث والستون بعد المائتین : عن ابن ابی لیلی قال قال علی رضی اللہ تعالی عنہ لا یفضلنی احد علی ابی بکر و عمر الا جلدتہ جلد المفترین اوردہ السیوطی فی تاریخ الخلفاء۔

حدیث 263۔ ابن ابی لیلی سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے کوئی بھی شیخین پر

فضیلت نہ دے گا مگر یہ کہ میں اسے مفتری (بہتان باز) والی سزا دوں گا۔ اس کو امام سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں روایت کیا۔ (تاریخ خلفاء ص ۴۴)

الحدیث الرابع والستون بعد المائتین: عن ...... بن سبرۃ قال قلنا لعلی رضی الله تعالیٰ عنه یا امیر المومنین اخبرنا عن ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه فقال ذاک امرء وسماہ الله تعالیٰ الصدیق علی لسان محمد صلی الله علیه وآله وسلم لانه خلیفة رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم رضیه لدیننا فرضیناہ لدنیانا اخرجه الحاکم و اوردہ ابن حجر فی الصواعق المحرقة ثم قال اسنادہ جید۔

حدیث 264۔ نزال بن سبرۃ نے فرمایا ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا ہمیں حضرت ابو بکر کی بابت کچھ بتائے تو فرمایا یہ وہ فرد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کی زبان پر جن کے نام صدیق رکھا ہے۔ کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ہیں حضور علیہ السلام نے ان کو ہمارے دین کے لئے پسند فرمایا ہے تو ہم نے انہیں اپنی دنیا کے لئے بھی پسند کر لیا۔ اس کو حاکم نے روایت کیا اور ابن حجر نے صواعق محرقہ میں ذکر کر کے کہا اس کی اسناد جید ہے۔ (الصواعق المحرقہ ص ۲۰۱، الفصل ثانی فی ذکر فضائل ابی بکرؓ)

الحدیث الخامس والستون بعد المائتین: عن اسید بن صفوان ..... له صحبة قال قال علی ابن ابی طالب رضی الله تعالیٰ عنه والذی جاء بالصدق .. علیه الصلوٰۃ والسلام وصدق به ابو بکر الصدیق رضی الله تعالیٰ عنه اخرجه ابن عساکر۔

حدیث 265۔ "سید بن صفوان صحابی رسول ﷺ نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا سچائی لے کر آنے والے حضرت محمد ﷺ ہیں اور اس کی تصدیق کرنے والے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اس کو ابن عساکر نے روایات کیا۔ (تاریخ ابن عساکر ج ۴۲ ص ۳۵۹)

الحدیث السادس والستون بعد المائتین : عن علی رضی الله تعالیٰ عنه انه دخل علیٰ ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه وهو مسجی فقال ما اجد القی الله بصحیفته احب الی من هذا المسجی اخرجه ابن عساکر۔

حدیث 266۔حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر کے جسد مبارک کے پاس گئے حضرت ابوبکر مکفون تھے۔حضرت علی نے کہا کوئی ایسا نہیں جس کے اعمال لے کر مجھے بارگاہ الٰہی کی حاضری اس مکفون سے زیادہ محبوب ہو۔اس کو ابن عساکر نے روعایت کیا۔(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۴۴۲)

الحدیث السابع والستون بعد المائتین : عن علی رضی الله تعالیٰ عنه قال والذی نفسی بیده ما استبقنا الیٰ خیر قط الا اسبقنا الیه ابو بکر رضی الله تعالیٰ عنه اکرجه الطبرانی فی الاوسط و اورد هذه الاحادیث الثلاثة السیوطی فی تاریخ الخلفاء۔

حدیث 267۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان۔ہم نے کبھی کوئی خیر کا کام نہ کیا۔مگر حضرت ابوبکر اس میں ہم پر سبقت لے گئے۔رضی اللہ عنہ۔ اس کو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا۔ان تین احادیث کو امام سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں ذکر کیا ہے۔(المعجم الاوسط:۷۱۶۸)

الحدیث الثامن والستون بعد المائتین : عن علی ابن ابی طالب رضی الله تعالیٰ عنه قال مرض النبی صلی الله علیه وآله وسلم فاشتد مرضه قال مروا ابابکر فلیصل بالناس قالت عائشة رضی الله تعالیٰ عنها یا رسول الله انه رجل رقیق اذا قام مقامک لم یستطع ان یصلی بالناس فقال مری ابا بکر فلیصل بالناس فعادت فقال مری ابا بکر فلیصل بالناس فانکن صواحب یوسف فاتاه الرسول فصلی بالناس فی حیاة رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اورده

السیوطی فی تاریخ الخلفاء لہ۔

حدیث 268۔حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ کا مرض بڑھ گیا تو آپ نے فرمایا ابو بکر کو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔سیدہ عائشہ نے عرض کی یارسول اللہ وہ رقیق القلب شخص ہیں۔آپ کے مقام پر کھڑے ہو کر لوگوں کو نماز پڑھا نہیں پائیں گے۔فرمایا تم ان کو کہو کہ وہ لوگوں کی امامت کریں۔حضرت عائشہ نے پھر وہی عرض کی حضور علیہ السلام نے فرمایا تم ان کو یہ حکم پہنچاؤ تم عورتیں یوسف کی ہمشیر ہو۔پھر حضرت ابو بکر کو قاصد نے آخر یہ پیغام دیا تو آپ نے حضور علیہ السلام کی زندگی ہی میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔اس کو امام سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔(تاریخ الخلفاء ص ۵۸،الصواعق المحرقۃ ص ۵۹،الریاض النضرۃ ص ۷۹)

الحدیث التاسع والستون بعد المائتین: عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لقد امر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابا بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان یصلی بالناس وانی لشاھد وما انا بغائب ...... فرضینا لدنیانا ما رضی بہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لدیننا اخرجہ ابن عساکر۔

حدیث 269۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیشک حضور علیہ السلام نے حضرت ابو بکر کو لوگوں کی امامت کرنے کا حکم دیا حالانکہ میں بھی وہیں موجود تھا تو حضور نبی کریم علیہ السلام نے جس کو ہمارے دین کے لئے پسند کیا ہم نے اسے اپنی دنیا کے لئے بھی پسند کر لیا۔اس کو ابن عساکر نے روایت کیا۔(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۲۶۵)

الحدیث السبعون بعد المائتین: عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کنا اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لانشک ان السکینۃ تنطلق علی لسان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرجہ ابن منیع فی مسندہ۔

حدیث 270۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم اصحاب محمد اس بات میں کوئی شک نہیں کرتے تھے

کہ حضرت عمر کی زبان پر سکینہ نازل ہوتا ہے۔ اس کو ابن منیع نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ (اتحاف الخیرۃ للبوصیری:۶۵۷۷)

الحدیث الحادی والسبعون بعد المائتین : عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اذا ذکر الصالحون فحی ھلا بعمر ما کنا بنعد ان السکینۃ تنطلق علی لسان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرجہ الطبرانی فی الاوسط و اوردھما السیوطی فی تاریخ الخلفاء لہ.

حدیث 271۔حضرت علی نے فرمایا جب نیکوں کا ذکر کیا کرو تو حضرت عمر کا ذکر بھی ضرور کیا کرو کیونکہ ہم اس بات کو بعید نہیں جانتے تے کہ لسان عمر پر سکینہ نازل ہوتا ہے (طبرانی) ان دونوں حدیثوں کو امام سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔ (المعجم الاوسط:۵۵۴۹ باب من اسمہ محمد)

الحدیث الثانی والسبعون بعد المائتین : عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول لو کان عندی اربعون بنتا لزوجت عثمان واحدۃ بعد واحدۃ لا تبقی واحدۃ منھن واحدۃ اخرجہ ابو حفص عمر بن شاھین.

حدیث 272۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں یکے بعد دیگر انہیں حضرت عثمان کے نکاح میں دے دیتا حتیٰ کہ ان میں سے کوئی بھی باقی نہ رہتی۔ اس کو ابو حفص عمر ابن شاہین نے روایت کیا ہے۔ (شرح مذاہب اہل السنۃ:۹۰ باب فضیلۃ عثمان بن عفان ؓ)

الحدیث الثالث والسبعون بعد المائتین : عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بمثلہ اخرجہ ابن السمان و اوردھما المحب الطبری فی ریاض النضرۃ

حدیث 273۔ابن السمان نے اسی کی مثل مرفوعا روایت کی ان دونوں حدیثوں کو محب طبری نے

ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔(الریاض النضرۃ ص

الحدیث الرابع والسبعون بعد المائتین: عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بمثلہ اخرجہ ابن عساکر واوردہ السیوطی فی تاریخ الخلفاء لہ.

حدیث 274۔ابن عساکر نے اسی کی مثل روایت کی ہے اور امام سیوطی نے اسے تاریخ الخلفاء میں ذکر کیا ہے۔(تاریخ دمشق ج ۴۴ ص ۱۰۸)

الحدیث الخامس والسبعون بعد المائتین: عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال الا انہ بلغنی ان رجالا یفضلونی علیھما ای علی ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما فمن وجدتہ فضلنی علیھما فھو مفتر علیہ ما علی المفتری الا ولو کنت تقدمت فی ذلک لعاقبت لا وانی اکرہ العقوبۃ قبل التقدم اخرجہ الذھبی۔

حدیث 275۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔خبردار! مجھے معلوم ہوا ہے کہ کچھ لوگ مجھے شیخین پر فضیلت دیتے ہیں جس کو میں نے ایسا پایا تو اس پر مفتری والی سزا یعنی اسی کوڑے لگیں گے سنو! اگر یہ بات میں پہلے بتا چکا ہوتا تو ایسوں کو ضرور سزا دیتا لیکن میں بتانے سے پہلے سزا دینے کو ناپسند کرتا ہوں اس کو ذھبی نے روایت کیا(والحمد اللہ)۔(السنۃ ابن ابی عاصم: ۹۹۳ ج ۲ ص ۴۷۹)

الحدیث السادس والسبعون بعد المائتین: عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال لا اجد احدا فضلنی علی ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما الا جلدتہ حد المفتری اخرجہ الدار قطنی۔

حدیث 276۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔خبردار! مجھے مجھے شیخین پر فضیلت دیتے ہیں جس کو میں نے ایسا پایا تو اس پر مفتری والی سزا یعنی اسی کوڑے لگیں گے۔

الحدیث السابع والسبعون بعد المائتین: عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان

بعض الناس مر بنفر یسبون الشیخین فاخبر علیاً رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقال لو لا انھم یرون انک تضمیر یا اعلنوا ما اجتروا علی ذلک فقال اعوذ باللہ رحمھما اللہ تعالیٰ ثم نھض فاخذ بید ذلک المخبر و دخل المسجد فصعد المنبر ثم قبض علی لحیتہ وھی بیضاء فجعلت دموعۃ تتحور علی لحیتہ وجعل ینظر للتباع حتی اجتمع الناس ثم خطب خطبۃ بلیغۃ من جملتھا ما بال اقوام یذکرون اخوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ...... وصاحبیہ وسیدی قریش و ابوی المسلمین و انا مما یذکرون بری و علیہ مناقب صحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالجد والوفاء والجد فی امر اللہ تعالیٰ یامران وینھیان ویقضیان ویعاقبان ولا یری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرأیھما رأیا ولا یحت کحبھما حبا لما یری من عزمھما فی امر اللہ تعالیٰ وقبض وعو عنھما راض والمسلمون عنھما راضون فما تجاوزا فی امرہ وسیرتھما ورأیھما رأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وامرہ فی حیاتہ و بعد موتہ فقبضا علی ذلک رحمھما اللہ تعالیٰ فو الذی فلق الحب وبرأ النسمۃ لا یحبھما الا مومن فاضل ولا یبغھما الا اویخا لفھما الا شقی عما رق وحبھما قربۃ وبغضھما مروق ثم ذکر امر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالصلوٰۃ وھو یری فکان علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثم ذکر انہ بایع ابا بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثم ذکر استخلاف ابی بکر لعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثم قال الا ولا یبلغنی عن احد انہ یبغضھما الا جلدتہ حد المفتری اخرجہ ابو ذر الھروی۔

حدیث 277۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے روایت ہے کہ ایک شخص کچھ ایسے لوگوں کے پ

ے گزرا جو شیخین W کو سب وشتم کر رہے تھے اس نے آ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بتایا اور کہا اگر وہ لوگ یہ جانتے کہ جس بات کو وہ علی الاعلان کر رہے ہیں۔آپ اس کو پوشیدہ رکھتے ہیں تو وہ اس کی جراءت نہ کرتے آپ نے کہا میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اللہ شیخین پر رحم فرمائے پھر اٹھے۔اس مخبر کا ہاتھ پکڑا داخل مسجد ہو کر منبر پر جلوہ افروز ہوئے اپنی سفید ریش کو مٹھی میں لیا آپ کی آنکھوں سے اشک رواں ہوئے اور ٹپ ٹپ داڑھی مبارک پر گرنے لگے۔آپ زمین مسجد کو دیکھتے رہے یہاں تک کہ لوگ جمع ہو گئے پھر آپ نے ایک عظیم الشان خطبہ دیا جس میں آپ نے یہ بھی فرمایا" ان لوگوں کا کیا حال ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ان دو دینی بھائیوں (پیارے ساتھیوں) قریش کے ان دو سرداروں اور مسلمانوں کے ان دو ہمدردوں کا برا ذکر کرتے ہیں۔میں ان لوگوں کی باتوں سے بیزار ہوں اور انہیں اس پر سزا دینے والا ہوں۔شیخین تو رسول اللہ ﷺ کے سچے اور وفادار صحابہ ہیں۔وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کا امر کرتے اس کی نافرمانی سے منع کرتے تھے لوگوں کے فیصلہ کرتے مجرم کو سزا دیتے تھے۔رسول اللہ ﷺ ان کی رائے کو ہر دوسری رائے پر ترجیح دیتے تھے۔اللہ تعالیٰ کے احکام میں شیخین کی پختہ عزمی کی وجہ سے آقا کریم علیہ السلام ان دونوں سے سب سے بڑھ کر محبت کرتے تھے۔ آپ علیہ السلام دنیا سے ان سے راضی ہو کر گئے اور مسلمان بھی ان سے راضی تھے۔انہوں نے حضور علیہ السلام کے جیتے جی بھی اور ظاہری پردہ فرمانے کے بعد بھی اپنے کسی معاملہ میں یا اپنی سیرت ورائے میں بھی حضور علیہ السلام کی رائے وحکم سے تجاوز نہ کیا اور اسی شان پر وہ دنیا سے رخصت ہوئے۔اس ذات کی قسم جس نے بیج اگایا روح پیدا کی ان سے محبت وہی کرتا ہے جو مومن فاضل ہوتا ہے اور ان سے بغض ومخالفت وہی رکھتا ہے جو دین سے نکلنے والا بدبخت ہوتا ہے۔ان کی محبت ونیکی ہے۔ان کا بغض بددینی ہے پھر آپ نے ذکر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں حضرت ابوبکر کو لوگوں کی امامت کا حکم دیا حالانکہ آپ علیہ السلام کو علم تھا کہ علی بھی یہاں موجود ہے۔پھر یہ ذکر کیا کہ میں (علی) نے دست ابوبکر پر بیعت بھی کی ہے۔پھر ذکر کیا کہ حضرت ابوبکر نے اپنے بعد حضرت عمر کو خلیفہ مقرر کیا

پھر فرمایا خبردار! اب مجھے کسی کے بارے پر خبر نہ پہنچے کہ وہ شیخین سے بغض رکھتا ہے ورنہ میں اسے مفتری والی سزا دوں گا یعنی اسی کوڑے۔ اس کو ابوذر ھروی نے روایت کیا۔ (الصواعق المحرقۃ ص ۱۸۴)

الحدیث الثامن والسبعون بعد المائتین : عن علی رضی اللہ تعالی عنہ بمثل هذا اللفظ اخرجه الدار قطنی من طرق.

حدیث 278۔ اسی کو امام دار قطنی نے متعدد سندوں سے روایت کیا ہے۔ (المؤتلف المختلف ج ۳ ص ۹۲)

الحدیث التاسع والسبعون بعد المائتین : عن علی رضی اللہ تعالی عنه انه قال لا يفضلنی احد علی ابی بكر و عمر رضی اللہ تعالی عنهما الا جلدته حد المفتری اخرجه ابن عساكر.

حدیث 279۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کوئی مجھے حضرت ابوبکر وعمر پر فضیلت نہ دے ورنہ میں اسے بہتان تراش کی سزا دوں گا۔ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا۔ (تاریخ دمشق ج ۳ ص ۳۸۳، ج ۴۴ ص ۳۶۵)

الحدیث الثمانون بعد المائتین : عن علی رضی اللہ تعالی عنه ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم قال رحم اللہ ابا بكر زوجنی ابنته وحملنی الی دار الهجرة واعتق بلالا من ماله وما نفعنی مال فی الاسلام الا مال ابی بكر اخرجه الترمذی.

حدیث 280۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ ابوبکر پر رحمت نازل کرے انہوں نے اپنی بیٹی میرے عقد میں دی۔ مجھے دار الہجر تک میرا بوجھ اٹھایا، اپنے مال سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کیا۔ مجھے اسلام میں سواء ابوبکر کے مال کے کسی مال نے نفع نہ

اس کو امام ترمذی نے روایت کیا۔(سنن ترمذی ۳۷۱۴:، ج ۵ ص ۶۳۲)

الحدیث الحادی والثمانون بعد المائتین: عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ما نفعنی مال قط ما نفعنی مال ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فبکی ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال ھل انا و مالی الا لک یا رسول اللہ اوردہ ابن کثیر و اورد ھذہ الاحادیث السبعۃ ابن حجر فی الصواعق المحرقۃ.

حدیث 281۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو نفع مجھے ابو بکر کے مال نے دیا وہ کسی مال نے نہ دیا (یہ سن کر) حضرت ابو بکر رو دیے اور عرض کی میں بھی آپ کا ہوں میرا مال بھی آپ کا ہے۔اس کو ابن کثیر نے روایت کیا۔ان سات احادیث کو علامہ بن حجر مکی رحمتہ اللہ نے الصواعق المحرقہ میں ذکر کیا ہے۔(الصواعق المحرقہ ص ۲۰۱)

الحدیث الثانی والثمانون بعد المائتین: عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم بدر لابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع احد کما جبرئیل ومع الآخر میکائیل علیہما السلام اخرجہ احمد.

حدیث 282۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے دن ابو بکر وعمر کو فرمایا تم میں سے ایک کے ساتھ جبرئیل ہیں اور دوسرے کے ساتھ میکائیل ہیں۔علیہما السلام W۔(مسند امام احمد بن حنبل: ۱۲۵۶، ج ۱۱ ص ۱۴۷)

الحدیث الثالث والثمانون بعد المائتین: عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً اخرجہ ابو یعلی.

حدیث 283۔اسی کی مثل ابو یعلی نے مرفوعا روایت کی ہے۔(مسند ابی یعلی ج ۱ ص ۲۸۳، رقم: ۳۴۰)

الحدیث الرابع والثمانون بعد المائتین : عن علی رضی الله تعالی عنه مرفوعا بمثله اخرجه الحاکم و اورد هذه الاحادیث الثلاثة السیوطی فی تاریخ الخلفاء له.

حدیث 284۔اسی کی مثل حاکم نے مرفوعاً روایت کی اور ان تین حدیثوں کو علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں ذکر کیا ہے۔(مستدرک حاکم:۴۴۳۰،ج ۳ ص ۷۲)

الحدیث الخامس والثمانون بعد المائتین : عن محمد بن عقیل بن علی ابی طالب رضی الله تعالی عنه انه قال یوما وهو فی جماعة من الناس من اشجع الناس قالوا انت یا امیر المومنین قال اما انی ما بازرت احدا الا انتصفت منه ولکن اشجع الناس ابو بکر رضی الله تعالی عنه لما کان یوم بدر جعلنا لرسول الله صلی الله علیه وآله وسلم عریشا وقلنا من یکون مع النبی صلی الله علیه وآله وسلم لئلا یصل الیه احد من المشرکین فو الله ما دنی احد منا الا ابو بکر رضی الله تعالی عنه شاهر السیف علی رأس رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال واجتمع علیه المشرکون بمکة فهذا یتلتله وهم یقولون انت جعلت الالهة واحدا فو الله ما دنی منا الیه احد الا ابو بکر رضی الله تعالی عنه یضرب هذا ویجاء هذا ویتلتل هذا ویقول ویلکم اتقتلون رجلا ان یقول ربی الله ثم قال علی رضی الله تعالی عنه نشدتکم بالله امومن آل فرعون خیر ام ابو بکر رضی الله تعالی عنه قال سکت القوم فقلا الا تجیبونی والله لساعة من ابی بکر رضی الله تعالی عنه خیر من ملأ الارض من مؤمن آل فرعون مؤمن آل فرعون رجل یکتم ایمانه و ابو بکر رضی الله تعالی عنه رجل اعلن ایمانه اخرجه ابن السمان فی کتاب الموافقة.

حدیث 285۔ محمد بن عقیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں کے مجمع میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا (بتاؤ تو) لوگوں میں سب سے بہادر کون ہے؟ لوگوں نے عرض کی اے امیر المومنین آپ۔ آپ نے فرمایا میں تو ہمیشہ اپنے ہمسر کو ہی ہاتھ ڈالتا ہوں۔ لیکن لوگوں میں سب سے بہادر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ جب بدر کا دن تھا تو ہم نے حضور علیہ السلام کے لئے ایک سائبان بنایا اور مشورہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کون رہے گا تاکہ آپ تک کوئی مشرک نہ پہنچ پائے تو قسم بخدا ہم میں سے کوئی بھی آگے نہ بڑھا سوا ابو بکر کے کہ آپ شمشیر بے نیام لے کر آپ علیہ السلام کا پہرہ دینے لگے حضرت علی رضی اللہ نے فرمایا (ایک دفعہ) مکہ میں رسول اللہ ﷺ پر مشرکین جمع ہو گئے تھے۔ کوئی آپ کو ادھر کھینچتا کوئی ادھر اور وہ کہتے تھے تم ہی وہ شخص ہو جو ایک خدا کے قائل ہو۔ اللہ کی قسم ایسے میں حضور علیہ السلام کو بچانے کی ہم میں سے سوا ابو بکر کے کسی کو ہمت نہ پڑی۔ آپ آگے بڑھے ادھر سے اس کو ہٹایا ادھر سے اس کو گرایا اور آپ لڑکوں کو فرماتے تھے تمہاری خرابی ہو تم ایسے شخص کو قتل کرو گے جو صرف یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں بتاؤ۔ آل فرعون میں سے ایمان لانے والا شخص اچھا یا ابو بکر راوی نے کہا لوگ خاموش رہے تو آپ نے فرمایا مجھے جواب کیوں نہیں دیتے ہو اللہ کی قسم ابو بکر کا ایک پل مومن آل فرعون کی زمین بھر نیکیوں سے بہتر ہے۔ مومن ال فرعون ایسے شخص تھے جو اپنے ایمان چھپاتے تھے اور ابو بکر ایسے شخص جو اپنے ایمان کا بانگ دہل اعلان کرتے تھے۔ اس کو ابن السمان نے کتاب الموافقہ میں روایت کیا۔ (مسند بزار ج ۳ ص ۱۴، رقم: ۷۶۱)

الحدیث السادس والثمانون بعد المائتین: عن محمد بن عقیل عن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ بمثل ھذا اللفظ اخرجہ صاحب الفضائل و اوردھما الطبری فی ریاض النضرۃ۔

حدیث 286۔ اسی کی مثل محمد بن عقیل ہی سے صاحب الفضائل نے روایت کیا اور ان دونوں حدیثوں

کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں ذکر کیا۔ (الریاض النضرۃ ج ا ص ۶۴)

قلت فجميع هؤلاء والرواة عن علی کرم الله وجهه ثلاثة و خمسون نفرا هم محمد ابن علی ابن ابی طالب المعروف بابن الحنفية و ابو جحيفة و عبد خير والحسن بن علی و صعصعة بن صوحان والنزال بن سبرة و سويد بن غفلة و اسيد بن صفوان و عقيل ابن ابی طالب و سعيد ابن المسيب و علقمة بن قيس و عبد الله بن سلمة و عبد الرحمن بن عوف، و ابو موسیٰ الاشعری و ابو الطفيل و زادان و ابو الجعد و ابو وائل واصبغ بن نباتة و شريح القاضی و حسن البصری و ابو الزناد و عمرو بن حريث و ابو مخيز و عبد الله بن كثير و يحيی ابن شداد و ملة بن زفر و علی زين العابدين و محمد الباقر والحارث الاعور و الشعبی و زر بن جيش و ابو اسحاق و ابو مطرف و موسیٰ بن شداد و ابن عباس و جابر بن عبد الله و ابن عمر و قيس الخارفی و عمرو بن سفيان ث ابن ابی ليلی و ابو البختری و عطية العوفی والحكم بن جحل و كثير والد الحسن و الهمدانی و انس و عمار بن ياسر و ابن شهاب و مطرف و محمد بن حاطب و محمد بن عقيل و هذا بحسب ما اطلعنا عليه من الكتب الموجودة عندنا من بعضها لا كلها وقد قال الحبر العلامة النحرير الفهامة الشيخ محمد اكرم النصر پوری فی كتابه المسمی باحراق الروافض ان رواة افضلية ابی بكر علی علی رضی الله تعالیٰ عنهما او فی معناها عن سيدنا علی كرم الله تعالیٰ وجهه نفسه قريب من مائة وعشرة نفرا فلا يشك منصف بل ذو فهم مطلقا فی ثبوت هذه الدعوی بالتواتر و ان الرافضة الذين ادعوا نقيض هذه الدعوی مخالفون لما ثبت عن المعصوم عندهم بالتواتر انتهی۔

(مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رسالہ میں مذکور یہ حدیثیں روایت کرنے والے 53 افراد ہیں جو یہ ہیں۔

1. محمد بن علی بن ابی طالب المعروف ابن حنیفہ

2. ابو جحیفہ
3. عبد خیر
4. حسن بن علی
5. صعصعہ بن صوحان
6. نزال بن سبرۃ
7. سوید بن غفلۃ
8. اسیر بن صفوان
9. عقیل بن ابی طالب
10. سعید بن مسیب
11. علقمہ بن قیس
12. عبداللہ بن سلمۃ
13. عبد الرحمن بن عوف
14. ابو موسیٰ اشعری
15. ابوالطفیل
16. زاذان
17. ابوالجعد
18. ابو وائل
19. اصبغ بن بناتۃ
20. شریح القاضی
21. حسن بصری
22. ابوالزنا
23. عمرو بن حریث
24. ابو مجلز
25. عبداللہ بن کثیر
26. یحییٰ بن شداد
27. صلۃ بن زفر
28. علی زین العابدین
29. محمد الباقر
30. حارث اعور
31. شعبی
32. زر بن حبیش
33. ابو اسحاق
34. ابو مطرف
35. موسیٰ بن شداد

36. ابن عباس　37. جابر بن عبد اللہ

38. ابن عمر　39. قیس خارفی

40. عمرو بن سفیان　41. ابن ابی لیلیٰ

42. ابو البختری　43. عطیہ عوفی

44. حکم بن حجل　45. کثیر

46. ہمدانی　47. انس

48. عمار بن یاسر　49. ابن شہاب

50. مطرف　51. محمد بن حاتم　52. محمد بن عقیل۔

یہ اس کے مطابق ہے جو ہم نے اپنے پاس موجود کتب میں سے بعض کتابوں سے تلاش کر کے بیا
کیا مکمل کتابوں سے ابھی بیان نہیں کیا وگرنہ الحبر العلامۃ التحریر النحامۃ شیخ محمد اکرم نصر پوری رحمہ
نے تو اپنی کتاب "احراق الروافض" میں یہاں تک فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت صد
اکبر رضی اللہ عنہ کی افضیلت کلی روایت کرنے والوں کی تعداد قریب 120 افراد کے لئے ہے۔او
ایک انصاف پسند بلکہ ایک سمجھ رکھنے والے شخص کو اس دعویٰ فضیلت کے تواتر کے ساتھ ثابت ہو
میں اور اس بات میں کہ رافضی جو اس کے خلاف کا دعویٰ کرتے ہیں۔ وہ اس بات کے خلاف ہے
ان کے نزدیک معصوم سیدنا علی سے بالتواتر ثابت ہے۔ کچھ بھی شک نہیں ہونا چاہیے۔ان کا گو
ہوا۔

قال السید السمهودی وجاء ذلک من جمع من طرق کثیرة بحیث یجزم بہ
یتبعها بصدور هذا القول عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنه ولهذا قال ابو الازد
سمعت عبد الرزاق یقول افضل الشیخین بتفضیل علی رضی اللہ تعالیٰ ع

ایاهما علی نفسه ولو لم یفضلهما ما فضلتهما کفی بی ارزاءً ان احب علیا ثم اخالف قوله وقد قال الحافظ الذهبی وقد تواتر عن علی رضی الله تعالٰی عنه انه قال خیر هذه الامة بعد نبیها ابو بکر و عمر رضی الله تعالٰی عنهما ... فی خلافته وعلی کرسی مملکته وبین الجم الغفیر من شیعته ثم بسط الاسانید لذلک قال ویقال رواه عن علی رضی الله تعالٰی عنه کیف وثمانون ذکر منهم عبد خیر و ابا جحیفة و ابن عباس و ابا هریرة و عمرو بن حریث و غیرهم کلهم عن علی رضی الله تعالٰی عنهم فکیف یسمع للمتمسک لحبل العترة النبویة ان یعدل عما ثبت عن امامهم علی رضی الله تعالٰی عنه وقال الحافظ السیوطی فی تاریخ الخلفاء ناقلاً عن الحافظ الذهبی ان هذا متواتر عن علی رضی الله تعالٰی عنه فلعن الله الرافضة ما اجهلهم انتهی کلام السیوطی وقال ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقة انه قد تواتر عن علی رضی الله تعالٰی عنه انه قال خیر هذه الامة بعد نبیها صلی الله علیه وآله وسلم ابو بکر و عمر رضی الله تعالٰی عنهما انتهی۔

یہ محمودی رحمہ اللہ نے فرمایا! یہ بات ایک جماعت سے اس قدر کثیر طرق سے مروی ہے کہ جو ان کا تتبع کرے تو اسے اس بات کا یقین کامل حاصل ہو جائے کہ یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہی فرمائی ہے۔ اسی وجہ سے ابو الازھر نے فرمایا میں نے عبد الرزاق کو کہتے ہوئے سنا کہ میں شیخین کی تفضیل اس لئے بیان کرتا ہوں کہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے آپ سے افضل بتایا ہے۔ اگر آپ نے ان کی افضلیت بیان نہ کی ہوتی تو میں بھی نہ کرتا۔ میری بربادی کو اتنا ہی کافی ہے کہ میں مولائے کائنات سے محبت بھی کروں اور پھر ان کے فرمان میں ان کی مخالفت بھی کروں۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا تحقیق حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بات تواتر سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس امت میں نبی

امت ﷺ کے بعد سب سے افضل سیدنا صدیق اکبر ہیں ان کے بعد سیدنا فاروق اعظم ہیں اور یہ بات کب بیان کی اپنی خلافت کے دوران ۔ کہاں؟ تحت سلطنت پہ ۔ کن کے درمیان؟ اپنے حالی مجین کے جم غفیر کے درمیان ۔ پھر امام ذھبی نے اس کی اسانید صحیحہ خوب شرح وبسط کے ساتھ بیان کی اور فرمایا کہا جاتا ہے کہ اس بات کو اسی سے اوپر افراد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ان میں سے عبد خیر، ابوجحیفہ ۔ ابن عباس، ابوھریرۃ، عمرو بن حریث اوران کے علاوہ ہیں ۔ یہ سارے کے سارے مولی علی سے روایت کرنے والے ہیں ۔ اب جو اولاد نبوی کا دامن پکڑنے والا ہے وہ اس بات سے کیونکر منہ موڑ سکتا ہے جو حضرت عطرت محمدیہ کے امام یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔ حافظ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں حافظ ذہبی علیہ الرحمہ سے نقل کیا ہے کہ یہ بات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے تواتراً ثابت ہے ۔ اللہ تعالی رافضیوں پرلعنت کرے یہ کتنے جاہل لوگ ہیں ۔ انتھی ۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے ابن حجر مکی رحمہ اللہ کا فرمان بھی صواعق محرقۃ کے حوالے سے نقل کیا ۔ آپ نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا تواتراً ثابت ہے کہ اس امت میں بعد نبی امت علیہ السلام کے سب سے افضل حضرت ابوبکر ہیں ۔ ان کے بعد حضرت عمر ۔ انتھی ۔

اعتراض:۔

ان قبل قد اجابت الشعیۃ الشنیعہ عن جمیع ھذہ الاحادیث الواردۃ عن علی کرم اللہ وجھہ و رضی عنہ فی تفضیل الشیخین رضی اللہ تعالی عنھما و احدھما علی نفسہ بان ھذا القول عن علی رضی اللہ تعالی عنہ ما کان الا تقیۃ وخوفا علی نفسہ من الناس ۔

اگر یہ کہا جائے کہ مخالفین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ان تمام احادیث کا کہ جن میں آپ نے شیخین دونوں کو یا ایک کو خود سے افضل بتایا ہے ۔ یہ جواب دیا ہے کہ یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بطور تقیہ لوگوں سے ڈرتے ہوئے کہی تھی ۔

جواب:

قلت الجواب عنه على وجوه ستة۔

الاول ان نسبة اخفاء الحق تقية وخوفا لا تصح الى مثل هذا الامام الجليل و الحبر الجميل الذى هو من اشجع الناس فى حروبه وكان من الباذلين لانفسهم فى سبيل الله المجاهدين لاعلاء كلمة الله الذين لا يخافون فى اظهار دين الله لومة لائم وهو اسد الله و اسد رسوله صلى الله عليه وآله وسلم بل لا تصح نسبة مثل هذا الى احد من خدامه المستفيضين من فيضه بل ولا خدام خدامه۔

میں کہتا ہوں اس قول کے چھ جواب ہیں۔

ا۔ تقیہ وخوف کے طور پر اس ہستی کی طرف حق چھپانے کی نسبت کرنا بالکل صحیح نہیں وہ ہستی جو امام جلیل بھی ہے حبر جمیل بھی ہے اور اپنی جنگوں میں بہادر زمان بھی ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تو اپنی جانیں لوٹانے والوں میں سے ہیں۔ اعلائے کلمۃ اللہ کرنے والے ان مجاہدین میں سے ہیں۔ جنہیں دین خداوندی کو غلبہ دلانے میں کسی ملامت گر کی ملامت کا کچھ خوف نہیں ہوتا ارے وہ تو اللہ کی شیر ہیں رسول اللہ کے شیر ہیں۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں یہ نسبت تو آپ نے اس غلامی کی طرف کرنا بھی صحیح نہیں جو آپ کے فیضان سے مستفیض ہے۔ بلکہ آپ کے غلاموں کے غلام بھی اس نسبت سے بری ہیں۔ عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہ۔

الثانى ان عليا رضى الله تعالى عنه ذكر هذا التفضيل على رؤس الاشهاد وفى اثناء خطبته بكوفة ايام خلافته على العباد كما وقع التصريح به فى كثير من الاحاديث السابق ذكرها وقد صرح الزرقانى فى شرحه على المواهب اللدنية فى آخر الفصل الثانى من المقصد الثالث ناقلا عن الحافظ السيوطى بان عليا

رضی اللہ تعالیٰ عنہ لم یدخل الکوفۃ الا فی خلافتہ بعد قتل عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتھی فکیف یخاف مثل ھذا الشجعان فی مثل ھذا الوقت الذی ھو فی غایۃ الغلبۃ والسلطان مع ارتحال الخلفاء الکرام الثلاثۃ الذی یتوھم الشیعۃ التقیۃ فی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسببھم الی دار الرضوان فھل ھذا الاقول مفتری لیس لھم علیہ برھان۔

۲۔ بلاشبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ مقام افضیلت خلق خدا پر حاکم ہونے کی حالت میں قیام کوفہ کے دوران برسر عام اپنے خطبہ میں بیان کیا جیسا کہ کثیر احادیث میں اس کی صراحت گزر چکی ہے۔ امام زرقانی رحمہ اللہ نے اپنی شرح زرقانی علی المواھب اللدنیہ مقصد ثابت فصل ثانی کے آخر میں حافظ ابن رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ مولائے کائنات رضی اللہ عنہ شہادت عثمان کے بعد بن خلیفہ بنے کوفہ میں داخل نہیں ہوئے انتہی۔ ایسا عظیم بہادر اپنے ایسے انتہائی غلبے اور بادشاہی کے وقت میں کیونکر کسی سے خوف کھا سکتا ہے۔ مزید یہ کہ خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنھم تو اس وقت دار دنیا سے دار جنت کیطرف انتقال فرما چکے تھے کہ جس کے ہونے سے اہل تشیع حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بابت تقیہ اور خوف کے وہم میں پڑے۔ یہ بات تو کوئی بہتان تراش ہی کہہ سکتا ہے۔ شیعوں کو پاس اس بات پر کوئی دلیل نہیں۔

الثالث یردہ ما نقلہ المحب الطبری رحمہ اللہ فی ریاض النضرۃ عن سیدنا جعفر بن محمد الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ لما سئل عن ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال اتبرأ اتبرأ ممن تبرأ تبرأ منھم فقیل لہ لعلک تقول ذلک تقیۃ قال اذن انا بری من الاسلام ولا نالتنی شفاعۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم انتھی ویردہ ایضاً ما اوردہ الطبری فی ریاض النضرۃ ایضاً عن عبد اللہ بن الحسن بن علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقد سئل عن ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما فقال افضلھما واستغفر لھما فقیل لہ لعل

هذا تقية وفي نفسک خلافه فقال لا نالتني شفاعة محمد صلى الله عليه وآله وسلم ان كنت اقول خلاف ما نفسي انتهى ويرده ايضاً ما اورده ابن حجر المكي في الصواعق المحرقة قال اخرج الدار قطني بطرق مختلفة عن سالم بن ابي حنيفة قال دخلت على جعفر بن محمد وهو مريض فقال اللهم اني اجب ابا بكر وعمر رضي الله عنهما واتو لاهما اللهم ان كان في نفسي غير هذا فلانا تني شفاعة محمد صلى الله عليه وآله وسلم انتهى ويرده ايضاً ما اورده ابن حجر المكي في الصواعق ايضاً قال اخرج الدار قطني وغيره عن محمد الباقر انه لما سئل عن الشيخين فقال اني اتولاهما فقيل له انهم يزعمون ان ذلک تقية فقال انما يخاف الاحياء ولا يخاف الاموات انتهى۔

۳۔اس بہتان کا رد وہ روایت میں بھی کرتی ہے جس کو محب طبری رحمہ اللہ نے ریاض النضرۃ میں سیدنا جعفر بن محمد صادق رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ جب ان سے شیخین کے بارے سوال کیا گیا تو فرمایا "میں تیرا بازوں سے بیزار ہوں میں ان کی باتوں سے بری ہوں۔کہا گیا شاید کہ آپ یہ گفتگو بطور تقیہ کر رہے ہیں۔ارشاد فرمایا اگر ایسا ہو تو میں اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھوں اور مجھے حضرت محمد ﷺ کی شفاعت نہ ملے۔انتہی۔(فضائل صحابہ للدارقطنی ۲۹:،الریاض النضرۃ ص ۶۹)

نیز اس کا رد وہ روایت بھی کرتی ہے جس کو محب طبری رحمہ اللہ نے عبد اللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب ان سے شیخین کے متعلق پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا میں ان کی فضیلت بیان کرتا ہوں اور ان کے لئے دعائے بخشش کرتا ہوں۔کہا گیا! شاید یہ بیان تقیہ پر مبنی ہے۔آپ کے دل میں اس کے خلاف ہے۔ارشاد فرمایا اگر میں اپنے دل کے خلاف کہوں تو مجھے حضرت محمد ﷺ کی شفاعت نہ ملے۔انتہی۔

(فضائل صحابہ للدارقطنی: ۶۷،الریاض النضرۃ ص ۶۹)

اس کی تردید اس روایت سے بھی ہوتی جس کے بارے علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے "صواعق محرقہ" م
فرمایا کہ اس کو دارقطنی نے حضرت سالم بن ابی حفصہ سے مختلف سندوں سے روایت کیا ہے۔ سالم بن ابی
حفصہ نے فرمایا میں جعفر بن محمد رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جبکہ آپ بیمار تھے۔ آپ نے بارگا
یزل میں یوں عرض کی: "اے اللہ میں شیخین سے محبت کرتا ہوں اور انہیں اپنا ولی جانتا ہوں۔ اے اللہ
اگر میرے دل میں میری اس معروض کے علاوہ کچھ اور ہو تو مجھے حضرت محمد ﷺ کی شفاعت نہ دے
انتھی۔ (فضائل صحابہ للدارقطنی ۲۸: ، الصواعق المحرقہ ص ۱۵۹)

اس کا رد اس روایت سے بھی ہو جاتا ہے۔ جسے ابن حجر مکی ہی نے صواعق محرقہ میں بیان کرتے ہوئے
کہا اس کو دارقطنی وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت محمد باقر رحمہ اللہ سے جب شیخین کے بارے پوچھا
تو فرمایا میں تو ان کو اپنا ولی جانتا ہوں۔ کہا گیا لوگوں کا گمان ہے کہ اس فرمان کی بناء تقیہ پر ہے۔ ...
ہوا ڈرتے تو زندہ ہیں۔ جو ہوں ہی قریب المرگ وہ کسی سے کیا ڈریں گے۔ انتھی۔ (فضائل صحابہ
للدارقطنی: ۴۲، الصواعق المحرقہ ص ۱۷۹)

الرابع انه يرد هذا القول جميع الاحاديث للمرفوعة والموقوفة الآتية ...
القسم الثاني بعد هذا الرقية عن غير علي رضي الله تعالى عنه من الجم الغفير
من الصحابة وغيرهم رضي الله عنهم.

۴۔ فصل ثانی میں مذکورہ وہ تمام احادیث مرفوعہ اور موقوفہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسرے صحابہ
علیھم الرضوان کے جم غفیر سے مروی ہیں وہ بھی اسے قول کی تردید کرتی ہیں۔

الخامس ان نسبة هذه التقية الى حضرت سيدنا علي رضي الله تعالى عنه
يستلزم تنقيصه من نسبها اليه ولا شك ان هذا اخراج له من اكابر ائمة
الدين و اعالي المتقين الذين مدحهم الله سبحانه في تنزيله بقوله ولا يخافون
الى الله لومة لائم معاذ الله تعالى عن مثل هذا القول القبيح والكذب الصريح

فبا لله کیف یجتری الملاحدۃ علی مثل ھذا الامر العظیم الذی لا یقفوہ بمثلہ ولا یحتقد بشبھہ الا من لا خلاق لہ فی الآخرۃ۔

۵۔اس جملہ شنیعہ کی نسبت مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کی طرف کرنا اس بات کو لازم ہے کہ نسبت کرنے والے نے آپ رضی اللہ عنہ کی تنقیص شان کی ہے اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ایسا کرنا آپ رضی اللہ عنہ کو اکابر اہل دین اور بلند پایہ متقین کی صف سے خارج کرنا ہے جن کی مدح میں اللہ تعالیٰ اپنی پاک کتاب منزل میں ارشاد فرماتا ہے۔" یُجٰهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَخَافُوْنَ "۔(المائدہ: ۵۴) ترجمہ کنزالایمان:" اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے۔

اللہ کی پناہ وہ اس قول قبیح اور کذب صریح سے بلند و بالا ہیں۔اللہ کی بارگاہ میں عرض افسوس ہے کہ یہ ملحد اتنی بڑی بات کہنے پر کیسے جرأت کر لیتے ہیں۔ایسی بات کا قائل و معتقد تو ہی ہو سکتا ہے۔جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔الامان والحفیظ۔

السادس ان تجویز مثل ھذہ التقیۃ علی مثل سیدنا علی رضی اللہ عنہ وسائر اھل بیتہ الکرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم یودی الی رفع الوثوق باقوالھم وافعالھم فان معنی التقیۃ الکذب خوفا من الناس ولا ریب انہ ذا وجب الکذب علیھم لم یومن ان یکون باعند اولئک الاتقیاء الکرام الکذب لخوفھم من الناس ان اظھر والمخالفتھم وھذا الامر سما تقشعز منہ الجلود ومن ھذا التحقیق الحقیق بالقبول ظھر ان ما رفتہ الرافضۃ الذین ھم اکذب الناس من الامام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ انہ قال التقیۃ دینی و دین آبائی فھو کذب و افتراء علیہ معاذ اللہ ان ینسب مثل ھذہ القبائح الی مثل امثال ھذا الطور الشامخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۶۔اس طرح کے تقیہ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور تمام ہی اہل بیت کرام کے لئے روا رکھنا ان کے اقوال وافعال پر سے اعتماد کو اٹھا دے گا۔کیونکہ تقیہ کا معنی یہی ہے کہ لوگوں کے ڈر سے جھوٹ بول دینا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جب ان پر جھوٹ ثابت ہو جائے گا تو مطلب یہ ملے گا کہ ان اتقیائے کرام کے نزدیک لوگوں کے ڈر اور انکے خلاف اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کی صورت میں لوگوں کی مخالفت کے اندیشہ سے جھوٹ بولنا۔۔۔ چاہیے۔حالانکہ یہ وہ بات ہے کہ جس سے رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔ اس تحقیق سے واضح ہوگیا کہ جو ان رافضین کذابین زمانہ نے امام جعفر صادق سے یہ روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا "تقیہ میرا بھی دین ہے اور میرے آباؤ اجداد کا بھی دین ہے"۔ یہ جھوٹ ہے اور امام جعفر پر بہتان ہے۔ایسی قبیح باتیں اس جیسے امام جبل شامخ کی طرف منسوب کرنے سے اللہ کی پناہ رضی اللہ عنہ

قلت اذا تأمل المومن فیما ورد عن علی رضی الله عنه فی باب الافضلیة معرضا عن التعصب تیقن انه قال بیانا لما هو الواقع عند الله تعالیٰ فی اعتقاده رضی الله تعالیٰ عنه ولم یقله تقیة کما یقول الرفضة الجهلة ولم یقله هضما لتفسه کما توهم صاحب الرسالة المردودة.

مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔جب بندہ مومن تعصب سے پاک ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ان روایات افضلیت میں غور کرے گا تو اسے یقین حاصل ہو جائے گا کہ جناب امیر اسی کی وضاحت وترجمانی کر رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ کے اعتقاد میں موجود ہے اور آپ نے یہ بات از روئے تقیہ نہیں کی جیسا کہ جاہل رافضی کہتے ہیں اور نہ ہی اپنا حق چھوڑنے کے لئے کہی ہے جیسا کہ اس مردود رسالے والے نے وہم کیا ہے۔

فائدة عجیبة قال فی کتاب انس ذوی العقول و الالباب فی مناقب الرسول والاصحاب عن ابی العباس السراج قال سمعت اسماعیل بن المحارب عن شیخ

ذکرہ قال اجتمع قوم من الرافضۃ فقالو ارائیتم احدا اکثر فضولا من امیر المومنین علی رحمہ اللہ لم یرض ان قال خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابوبکر ثم عمر رضی اللہ عنھما حتی صعد المنبر فقال الا انی خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابوبکر ثم عمر رضی اللہ عنہ ما کان اکثر فضولہ انتھی

بہترین فائدہ:

کتاب" انس ذوی العقول والالباب فی مناقب الرسول والاصحاب "میں حضرت ابوالعباس السراج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے اسمعیل بن محارب کو اگلے شیخ کے واسطے سے ذکر کرتے ہوئے سنا انہوں نے فرمایا کہ رافضیوں کی ایک جماعت کا اکٹھ ہوا آپس میں کہنے لگے کیا تم امیر المومنین رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی فضل کرنے والے کو جانتے ہو آپ رضی اللہ عنہ کو منبر پہ چڑھے بغیر مقام افضلیت شیخین کو بیان کرنا پسند ہی نہیں۔ یہاں تک کے منبر پہ چڑھے اور علی الاعلان کہا سنو! اس اُمت میں بعد نبی امت علیہ السلام کے سب سے افضل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔آپ کتنا زیادہ فضل کرنے والے تھے۔انتھی

باب دوم:۔

القسم الثانی:۔

مرویات صحابہ رضی اللہ عنہم

فی تفضیل ابی بکر، شیخین، خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم

القسم الثاني :فيما روى عن غير علي رضي الله تعالى عنه من سائر الصحابة في تفضيل ابي بكر او الشيخين او الخلفاء الثلاثة على غيرهم رضي الله تعالى عنهم.

دوسری قسم: یہ قسم ان روایت کے بارے میں ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم علاوہ دیگر صحابہ سے اکیلے حضرت ابوبکر یا شیخین یا خلفائے ثلثہ کی دیگر صحابہ وامت پر فضیلت کے حوالے سے مروی ہیں۔

الحديث الاول : عن ابن عمر رضي الله عنهما قال كنا نفاضل على عهد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فنقول ابوبكر ثم عمر ثم عثمان رضي الله عنهم فيبلغ ذلك النبي صلى الله عليه وآله وسلم فلا ينكره اخرجه الترمذي فهذا نص صريح في كون هذا الحديث مرفوعاً وما وقع في بعض الرواية نحو هذا موقوفا فلا شك الموقوف في الافضلية كالمرفوع لكونها مما لا يدرك بالرای والاجتهاد.

حدیث ۱۔امام ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو افضیلت میں اول نمبر پر بتاتے تھے پھر حضرت عمر کو پھر حضرت عثمان کو رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے اس کا کوئی انکار نہ فرمایا یہ مضمون اس حدیث کے مرفوع ہونے اور اسی مضمون کی جو چند اور روایات وارد ہوئی ہیں۔ان کے موقوف ہونے میں نص صریح ہے۔اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حدیث موقوف مسئلہ افضلیت میں حدیث مرفوع ہی کی طرح ہے۔کیونکہ اسی طرح کے مضامین قیاس وکوشش سے نہیں جانے جاتے۔(المعجم الاوسط:۸۷۰۲)

الحديث الثاني : عن ابن عمر رضي الله عنهما قال كنا نخير بين الناس في زمن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ونخير ابا بكر ثم عمر ثم عثمان رضي الله

عنهم اخرجه البخاری.

حدیث 2۔امام بخاری رحمہ اللہ حضرت ابن عمر سے راوی آپ نے فرمایا: ہم زمانہ نبوی میں لوگوں کے درمیان درجہ افضیلت بیان کرتے تھے تو سب سے بہتر حضرت ابو بکر کو کہتے ان کے بعد حضرت عمر کو اور ان کے بعد حضرت عثمان کو۔(صحیح بخاری:۳۶۵۵)

الحدیث الثالث: عن ابن عمر رضی الله عنهما قال کنا فی زمن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لا نعدل بابی بکر احدا ثم عمر ثم عثمان رضی الله عنهم ثم نترک اصحاب النبی صلی الله علیه وآله وسلم لا نفاضل بینهم اخرجه البخاری فی صحیحه و اورده فی تذکرة القاری ...... رجال البخاری والصواعق المحرقة.

حدیث 3۔امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا ہم زمانہ مصطفوی میں کسی کو حضرت ابو بکر ان کے بعد حضرت عمر اور ان کے بعد حضرت عثمان کے برابر نہ جانتے تھے اور ان کے بعد ہم دیگر صحابہ کے مابین افضیلت بیان نہ کرتے تھے۔اس حدیث کو"تذکرۃ القاری بکل رجال البخاری" میں روایت کیا گیا ہے اور"الصواعق المحرقہ" میں بیان کیا ہے۔(صحیح بخاری:۳۶۹۷)

الحدیث الرابع: عن ابن عمر رضی الله عنهما قال کنا وفینا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم نفضل ابا بکر و عمر رضی الله عنهما وعثمان وعلیا رضی الله عنهما اخرجه ابن عساکر و اورده ابن الحجر المکی فی الصواعق المحرقة

حدیث 4۔ابن عساکر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے راوی آپ نے فرمایا"ہم رسول اللہ ﷺ کے ہوتے ہوئے اپنے درمیان تشریف فرما ہوتے ہوئے سب سے افضل حضرت ابو بکر کو ان کے بعد حضرت عمر کو ان کے بعد حضرت عثمان اور ان کے بعد حضرت علی کو کہتے تھے۔اس روایت کو ابن حجر

زماں نے الصواعق المحرقۃ میں بیان کیا ہے۔

(تاریخ دمشق ج۳۹ ص ۱۶۴)

الحدیث الخامس: عن ابن عمر رضی الله عنهما قال خرج علینا رسول الله صلی لله علیه وآله وسلم ذات غداة بعد طلوع الشمس قال رایت قبل الفجر کانی اعطیت المقالید والموازین فاما المقالید فهی للفاتیح واما الموازین فهذه التی توزن بها فوضعت فی کفة ووضعت امتی فی کفة فوزنت بهم فرجحت ثم جئ بابی بکر رضی الله عنه فوزن بهم فرجح ثم جئ بعمر فوزن بهم فرجح ثم جئ بعثمان فوزن بهم فرجح ثم رفعت اخرجه احمد فی مسنده.

دیث 5۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی سند میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی آپ نے فرمایا ایک دن سورج طلوع ہونے کے بعد علی الصبح رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے ور فرمایا آج رات قبل فجر میں نے ایک خواب دیکھا کہ مجھے مقالید یعنی کنجیاں اور موازین یعنی ترازو عطائے گئے ہیں۔ پھر ترازو کے ایک پلڑے میں مجھے رکھا گیا اور ایک میں میری اُمت کو، تو میں ان سب پہ غالب آگیا۔ پھر حضرت ابوبکر کو ساری اُمت کے مقابلے میں لایا گیا اور وزن کیا گیا تو ابوبکر سب پہ غالب آگئے۔ پھر حضرت عمر کو (جمیع اُمت) ان سب کے تقابل میں لا کر رکھا گیا تو عمر سب پہ غالب آگئے۔ پھر اسی طرح حضرت عثمان بھی سب پہ غالب آگئے پھر وہ ترازو اٹھا لئے گئے۔ (مسند امام احمد:۵۴۶۹)

الحدیث السادس: عن ابن عمر رضی الله عنهما بنحو هذا اللفظ اخرجه الترمذی فی جامعه قال الترمذی وفی الباب ابی بکرة وسمرة واعرابی یقال له جبر انتهی ورجحان کل علی قدر کما له و فضله عند الله تعالی فهذا نص جلی علی الافضلیة المطلقة.

حدیث 6۔اسی کی مثل حضرت ابن عمر سے امام ترمذی نے جامع ترمذی میں روایت کی اور فرمایا
مضمون حضرت ابی بکرۃ حضرت دمرۃ اور ایک اعرابی مسمی جبر سے بھی مروی ہے۔انتھی۔
(مسند عبد بن حمید:٨٥٠،مجمع الزوائد ج٩ ص٧٨ و رجال الثقات
یہاں پھر ایک کا غلبہ اسی حساب سے ہے جتنا اللہ کے ہاں اس کا فضل و کمال ہے۔یہ حدیث افضلیت
مطلقہ پر روشن نص ہے۔

الحدیث السابع : عن ابن عمر رضی اللہ عنهما بنحو هذا اللفظ اخرجه
الاربعین و اوردہ المحب الطبری فی ریاض النضرۃ۔

حدیث 7۔اسی کی مثل حضرت ابن عمر سے اربعین میں روایت کی گئی ہے جیسے ریاض النضرۃ میں
کیا گیا ہے۔(الریاض النضرۃ ص ٦٢)

الحدیث الثامن: عن ابن عمر رضی الله عنهما قال قیل لعمر الا تستخلف
ان اترک فقد ترک من هو خیر منی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم
استخلف من هو خیر منی ابوبکر الصدیق رضی الله عنه متفق علی
اخرجه فی فضائله و اوردہ الطبری فی الریاض النضرۃ۔

حدیث 8۔امام طبری رحمہ اللہ نے ریاض النضرۃ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
ہے۔آپ نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی کیا آپ کسی کو خلیفہ نہ بنائیں گے
ہوا "اگر میں تمہیں بلا خلیفہ چھوڑ دوں تو مجھ سے افضل ذات رسول اللہ ﷺ نے بھی ہمیں بغیر خلیفہ چھوڑا
اور اگر خلیفہ مقرر کر دوں تو مجھ سے بہتر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی خلیفہ مقرر کیا تھا۔اس حدیث
صحیح ہونے پر اتفاق ہے۔(مسند ابو داؤد الطیالسی:٢٦،مسند امام احمد:٣٢٢)

الحدیث التاسع : عن ابن عمر رضی اللہ عنهما بنحو هذا اللفظ فی ضمن حدیث
طویل اخرجه ابن السمان فی الموافقة و اوردہ الطبری فی الریاض النضرۃ

نضل وفات عمر رضی اللہ عنہ۔

حدیث 9۔ اسی کی مثل ایک طویل حدیث کے ضمن میں ابن عمر سے ہی ابنا السمان نے الموافقہ میں روایت کی ہے اور محب طبری نے اسے ریاض النضرہ فصل وفات عمر میں بیان کیا ہے۔ (الریاض النضرہ ص ۴۱۴)

الحدیث العاشر: عن ابن عمر رضی اللہ عنھما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لابی بکر و عمر رضی اللہ عنھما ھذان سیدا کھول اھل الجنۃ الا النبیین والمرسلین اوردہ الترمذی۔

حدیث 10۔ امام ترمذی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے راوی آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر و حضرت عمر کی نسبت فرمایا: یہ دونوں علاوہ انبیاء و مرسلین کے سب جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں۔ (سنن ترمذی: ۵۶۶۵ ج ۵ ص ۶۱۱)

الحدیث الحادی عشر: عن الشعبی مرفوعاً بنحو ھذا اللفظ اخرجہ الغیلانی

حدیث 11۔ اسی کی مثل غیلانی نے امام شعبی سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (الغیلانیات: ۱۲)

الحدیث الثانی عشر: عن ابن عمر رضی اللہ عنھما قال کنا نقول و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حی افضل ھذہ الامۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعدہ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان رضی اللہ عنھم اخرجہ خیثمۃ بن سلیمان۔

حدیث 12۔ خیثمہ بن سلیمان حضرت ابن عمر سے راوی آپ نے فرمایا ہم رسول اللہ ﷺ کے جیتے جی کہا کرتے تھے۔ اس امت کے سب سے بہترین فرد حضرت محمد ﷺ ہیں۔ ان کے بعد حضرت ابوبکر ہیں ان کے بعد حضرت عمر ہیں اور ان کے بعد حضرت عثمان ہیں۔

الحدیث الثالث عشر: عن ابن عمر رضی اللہ عنھما کنا نتحدث فی حیاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واصحابہ اوفر ما کانوا ان خیر ھذہ الامۃ بعد

نبیھا ابوبکر ثم عمر ثم عثمان رضی اللہ عنھم اخرجہ خیثمۃ بن سلیمان ایضاً

حدیث 13 ۔خیثمہ بن سلیمان نے ہی حضرت ابن عمر کے حوالے سے روایت کی آپ نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں جبکہ آپ علیہ السلام کے صحابہ پہلے سے بھی زیادہ ہو گئے تھے یہ کہا کرتے تھے کہ بعد نبی امت علیہ السلام کے افضل امت حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان ہیں۔ (جزء من حدیث خیثمہ:۹)

الحدیث الرابع عشر : عن ابن عمر رضی اللہ عنھما بنحو ھذا اللفظ اخرجہ الحاکمی وزاد فیبلغ ذلک النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلا ینکرہ۔

حدیث 14 ۔اسی کی مثل حضرت ابن عمر سے حاکمی نے روایت کی اس میں یہ زائد ہے کہ جب یہ بات رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ انکار نہ فرماتے۔

الحدیث الخامس عشر : عن ابن عمر رضی اللہ عنھما بمعنی ھذا اللفظ ایضاً وزاد فی آخرہ فیبلغ ذلک النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلا ینکرہ اخرجہ الطبرانی و اوردہ ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقۃ۔

حدیث 15 ۔اسی کی مثل حضرت ابن عمر سے امام طبرانی نے روایت کی ہے اور امام ابن حجر مکی نے اسے صواعق محرقہ میں بیان کیا ہے رحمہما اللہ۔ اس کے آخر میں اتنا زائد ہے کہ حضور علیہ السلام کو یہ خبر پہنچتی آپ انکار نہ فرماتے۔ (الصواعق المحرقۃ ص ۱۹۵)

الحدیث السادس عشر : عن ابن عمر رضی اللہ عنھما قال کنا نقول فی زمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیر الناس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ابوبکر ثم عمر ثم عثمان اوردہ الطبری فی الریاض النضرۃ

حدیث 16 ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کہا کرتے تھے "خیر الناس" رسول اللہ ﷺ ہیں پھر حضرت ابوبکر ہیں پھر حضرت عمر ہیں اور پھر حضرت عثمان ہیں

اس کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں روایت کیا ہے۔(الریاض النضرۃ ص ۵۷)

الحدیث السابع عشر : عن ابن عمر رضی اللہ عنہما افضل ائمتکم بعد نبیھا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اخرجہ ابن السمان قلت ھذا حدیث مشھور عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قد رواہ خیر واحد من ائمۃ الحدیث و ھذہ الروایات کلھا نص جلی فی الافضلیۃ المطلقۃ التی ھی مدعی اھل السنۃ والجماعۃ۔

حدیث 17۔ابن السمان نے روایت کیا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "تمہاری امت میں رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر ہیں۔ان کے بعد حضرت عمر ہیں۔(مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث حدیث مشہور ہے ابن السمان کے علاوہ بھی ائمہ حدیث نے اس کو روایت کیا ہے اور یہ ساری کی ساری روایتیں۔اہلسنت و جماعت کے دعوئ افضلیت مطلقہ پر ظاہر و باہر دلائل ہیں۔

الحدیث الثامن عشر : عن ابی سعید ن الخدری رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ھذان سیدا کھول اھل الجنۃ من الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین یعنی ابا بکر و عمر رضی اللہ عنہما اخرجہ الطبرانی۔

حدیث 18۔امام طبرانی حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ابوبکر و عمر انبیاء مرسلین کے سوا سب اگلے پچھلے جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں۔

(معجم الاوسط:۴۴۳۱ ج ۴ ص ۳۵۹)

الحدیث التاسع عشر : عن ابی سعید رضی اللہ عنہ ان ابا بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال الست افضل من اسلم اوردہ المحب الطبری فی الریاض النضرۃ۔

حدیث 19۔محب طبری نے ریاض النضرۃ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خود فرمایا کیا میں ہر مسلمان سے افضل نہیں ہوں؟

(الصواعق المحرقہ ص ۲۲۲)

الحدیث العشرون: عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال کنا عند باب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نفرا من المہاجرین والانصار نتذاکر الفضائل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلا تقدموا علی ابی بکر رضی اللہ عنہ احدا فانہ افضلکم فی الدنیا والآخرۃ صاحب فضائل الصدیق رضی اللہ عنہ۔

حدیث 20۔حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم مہاجرین وانصار صحابہ کی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کے مکان کے قریب فضائل صحابہ بیان کر رہی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوبکر پر کسی کو مقدم نہ کرو کہ وہ دنیا و آخرت میں تم سب سے افضل ہیں۔اس کو صاحب فضائل الصدیق نے روایت کیا ہے۔(الریاض النضرۃ ص ۱۳۷)

الحدیث الحادی والعشرون: عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ان اللہ جمع امرکم علی خیرکم صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وثانی اثنین اذ ھما فی الغار واولی الناس بکم اخرجہ الترمذی۔

حدیث 21۔امام ترمذی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے راوی آپ نے فرمایا: "بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارا معاملہ تم میں سب سے بہتر شخص پر جمع فرما دیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھی بھی ہیں۔ "ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ" بھی انہیں کا نامہ ہے۔اور لوگوں میں تمہارے زیادہ قریب بھی ہیں۔
(الریاض النضرۃ ص ۱۳۷)

الحدیث الثانی والعشرون: عن جابر بن عبد اللہ قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال یطالع علیکم رجل لم یخلق اللہ بعدی احدا خیرا منہ ولا افضل ولہ شفاعۃ مثل شفاعۃ النبیین فما برحنا حتی اطلع ابو بکر رضی

الله عنه فقام النبی صلی الله علیه وآله وسلم فقبله والتزمه اخرجه الحافظ الخطیب ابوبکر احمد بن ثابت البغدادی و اورد هذه الاحادیث الثلاثة المحب الطبری فی الریاض النضرة۔

حدیث 22۔ الحافظ الخطیب ابوبکر احمد بن ثابت بغدادی رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کی آپ نے فرمایا۔ ہم رسول اللہ کی خدمت بابرکت میں حاضر تھے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ابھی تمہارے سامنے ایسا شخص آئے گا جس سے بہتر و افضل اللہ تعالیٰ نے میرے بعد کسی کو نہیں بنایا۔ اور اس کی شفاعت انبیاء کی شفاعت کی طرح ہے (حضرت جابر نے فرمایا) ہم وہیں رہے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر آپ رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیا اور اپنے ساتھ چمٹا لیا۔ ان تین احادیث کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔ (تاریخ بغداد: ۱۴۰۷)

الحدیث الثالث والعشرون : عن جابر رضی الله تعالیٰ عنه قال ما طلعت الشمس علی احد منکم افضل من ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه اخرجه الطبرانی وغیره و اورده فی الصواعق المحرقة۔

حدیث 23۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "تم میں سے کسی ایسے شخص پر سورج کبھی طلوع نہیں ہوا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہو۔ اس کو امام طبری وغیرہ نے روایت کیا ہے اور ابن حجر نے صواعق محرقہ میں بیان کیا ہے۔ (الصواعق المحرقہ ص ۱۹۶)

الحدیث الرابع والعشرون : عن جابر رضی الله تعالیٰ عنه ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال هذان سیدا کهول اهل الجنة من الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین یعنی ابا بکر و عمر رضی الله تعالیٰ عنه اخرجه الطبرانی۔

حدیث 24۔ امام طبرانی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے راوی آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے شیخین

کے تعلق سے فرمایا: یہ دونوں انبیاء و مرسلین کے علاوہ سب اگلے پچھلے جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں۔ (معجم الاوسط: ۳۴۱۸۔ ۸۸۰۸)

الحدیث الخامس والعشرون: عن ابی جحیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمثل ھذا اللفظ اخرجہ ابن ماجۃ۔

حدیث 25۔ اسی کی مثل امام ابن ماجہ نے حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (سنن ابن ماجہ: ۱۰۰، ج ۱ ص ۳۸)

الحدیث السادس والعشرون: عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال بمثل ھذا اللفظ ایضاً اخرجہ ابو یعلی فی مسندہ۔

حدیث 26۔ اسی کی مثل امام ابو یعلی نے اپنی مسند میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (مسند ابی یعلی: ۲۲۶۰)

الحدیث السابع والعشرون: عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال بمثل ھذا اللفظ ایضاً اخرجہ ایضاً فی المختارۃ۔

حدیث 27۔ اسی کی مثل امام ابو الضیاء نے "مختارہ" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (الضیاء المختارہ: ۲۵۱۰)

الحدیث الثامن والعشرون: عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمثل ھذا اللفظ ایضاً اوردہ الترمذی وھذا حدیث مشھور وقد رواہ غیر واحد من الصحابۃ ممن ذکرتم و غیرھم اخرجہ عنہ غیر واحد من الائمۃ الحدیث واقتصرنا علی ھذا القدر وما الاختصار

حدیث 28۔ اسی کی مثل امام ترمذی نے سنن ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور یہ حدیث مشہور ہے۔ (سنن ترمذی: ۳۶۶۴ باب نمبر: ۱۶)

الحدیث التاسع والعشرون : عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما صحب النبیین والمرسلین اجمعین ولا صاحب لیس افضل من ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرجہ الحاکم و اوردہ فی تذکرۃ القاری والصواعق المحرقۃ۔

حدیث 29۔ امام حاکم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تمام انبیاء و مرسلین کا کوئی ایسا ساتھی نہیں ہوا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے افضل ہو۔ اس کو تذکرہ القاری میں روایت کیا گیا اور صواعق محرقہ میں بیان کیا گیا۔ (الصواعق المحرقہ ص ۲۰۱)

الحدیث الثلاثون : عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما قدمت ابا بکر و عمر رضی اللہ عنہما ولکن اللہ قدمھما اخرجہ ابن البخاری و اوردہ فی الصواعق المحرقۃ۔

حدیث 30۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" ابوبکر و عمر کو میں نے نہیں خود اللہ تعالیٰ نے مقدم کیا ہے۔ ابن حجر نے اسے صواعق محرقہ میں بیان کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ص ۳۴۸، رقم: ۲۲۷)

الحدیث الحادی والثلاثون : عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی آخر قصۃ الغار فلا اصبح قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاین ثوبک یا ابا بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاخبرہ بالذی صنع فرفع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یدیہ وقال اللھم اجعل ابا بکر فی درجتی یوم القیامۃ فاوحی اللہ سبحانہ الیہ ان اللہ قد استجاب لک اخرجہ فی الصفوۃ و اوردہ الطبری فی الریاض النضرۃ۔

حدیث 31۔ "صفوۃ" اور "ریاض النضرۃ" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے شب غار غار کا قصہ مروی ہے۔ اس کے آخر میں ہے۔" جب صبح ہوئی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اے ابوبکر! تمہاری چادر کہاں

ہے؟ آپ نے جو اس سے (سوراخ بند کرنے کا) معاملہ کیا تھا، عرض کر دیا اب رسول اللہ ﷺ ہاتھ اٹھائے دست بدعا ہیں اور اللہ کی بارگاہ میں عرض کر رہے ہیں۔ "اے اللہ! قیامت کے دن ابوبکر کو میرے درجے میں رکھنا" تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ اے محبوب بیشک اللہ نے آپ کی دعا کو قبول فرمالیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ص ۱۰۵)

الحدیث الثانی والثلاثون: عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیر اصحابی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرجہ صاحب فضائل الصدیق۔

حدیث 32۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میرے صحابہ میں سب سے افضل ابوبکر ہیں"۔ اس کو صاحب فضائل الصدیق نے روایت کیا ہے۔

(الریاض النضرۃ ص ۹۳)

الحدیث الثالث والثلاثون: عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیر امتی من بعدی ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اخرجہ الخجندی فی الاربعین۔

حدیث 33۔ خجندی نے اربعین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد میری امت میں سب سے افضل ابوبکر ہیں۔ ان کے بعد عمر ہیں۔

(تاریخ دمشق ج ۶۲ ص ۲۷)

الحدیث الرابع والثلاثون: عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ابو بکر سیدنا خیرنا و احبنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخرجہ البخاری فی فضل فی فضل ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حدیث 34۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے فضائل ابی بکر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی آپ نے

فرمایااور ابوبکر ہم سب کے سردار ہم سب سے افضل اور رسول کی بارگاہ میں ہم سب سے زیادہ محبوب ہیں۔(صحیح بخاری:۳۶۶۷)

الحدیث الخامس والثلاثون : عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمثل ھذا اللفظ اخرجہ الترمذی وقال حدیث حسن صحیح۔

حدیث 35۔اسی کی مثل امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت عمر سے روایت کی اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔(سنن ترمذی:۳۶۵۶)

الحدیث السادس والثلاثون : عن عمر بمثل ھذا اللفظ ایضاً اخرجہ الحاکم واوردہ ابن الحجر المکی فی الصواعق المحرقۃ۔

حدیث 36۔اسی کی مثل امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور ابن حجر نے اسے صواعق محرقہ میں بیان کیا۔

(مستدرک حاکم:۴۴۲۱ قال امام ذہبی: علی شرط البخاری ومسلم)

الحدیث السابع والثلاثون: عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقد قال لہ رجل ما رایت احدا خیرا منک قال ھل رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا قال لو اخبرتنی انک رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لضربت عنقک ثم قال ھل رایت ابا بکر قال لا قال لو قلت نعم لبالغت فی عقوبتک اخرجہ القلعی۔

حدیث 37۔امام قلعی رحمہ اللہ نے روایت کیا کہ ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کی" میں نے آپ سے بہتر کسی کو نہیں دیکھا فرمایا کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کو بھی اس عموم میں مراد لیا ہے۔اس نے کہا نہیں فرمایا اگر تیری یہ مراد ہوتی تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔پھر فرمایا کیا تو نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مراد لیا؟ اس نے کہا نہیں فرمایا اگر تو "ہاں" کہتا تو میں تجھے سخت سزا دیتا۔(الریاض

النضر ج ۳ ص ۱۳۷)

الحديث الثامن والثلاثون: عن عمر رضی الله تعالیٰ عنه قال خير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر فمن قال غير هذا بعد مقامي هذا فهو مفتر و عليه ما على المفتري اخرجه اللالكائي۔

حدیث 38۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا"اس امت میں بعد نبی اُمت علیہ السلام کے سب سے افضل حضرت ابو بکر ہیں۔تو جس نے میرے موجود ہوتے ہوئے اس کے علاوہ وہ کچھ کہا وہ بہتان تراش ہے اور اس پہ بہتان تراش والی حد ہے۔یعنی اسی کوڑے۔اس کو لالکائی نے روایت کیا۔(شرح اصول الاعتقاد:۱۹۹۶۔ ۲۱۳۴)۔

الحديث التاسع والثلاثون: عن عمر ابن الخطاب رضي الله تعالیٰ عنه قال ابو بكر رضي الله تعالیٰ عنه سيدنا واعتق سيدنا يعني بلالاً فقال لابي بكر ان كنت انما اشتر يتني لنفسك فامسكني وان كنت انما اشتر يتني لله عزوجل فدعني واعمل لله اخرجه البخاري۔

حدیث 39۔امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی آپ نے فرمایا "حضرت ابو بکر ہمارے سردار ہیں۔اور آپ نے ہمارے سردار حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کیا" انہوں نے حضرت ابو بکر کو کہا"اگر تو آپ نے مجھے اپنے لئے خریدا ہے تب تو مجھے روکے رکھیے اور اگر اللہ کے لئے خریدا ہے تو پھر چھوڑ دیجئے؟ کہ میں اللہ کے لیے عمل کرتا رہوں"۔

(صحیح بخاری:۳۷۵۴)

الحديث الاربعون: عن الزهري ان رجلا قال لعمر رضي الله تعالیٰ عنه ما رايت احدا و رجلا افضل منك قال له عمر هل رايت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال لا قال فهل رايت ابا بكر قال لا قال لو اخبرتني لك رايت واحد

منهما لاوجعتک اخرجه فی الفضائل وقال حدیث حسن الا انه مرسل لان الزهری لم یدرک عمر رضی الله تعالیٰ عنه اوردهما فی الریاض النضرۃ۔

حدیث 40۔امام زھری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کہا" میں نے آپ سے افضل کسی کو نہیں دیکھا" آپ نے فرمایا کیا تو نے حضور علیہ السلام کو بھی اسی میں شمار کیا ہے۔اس نے کہا" نہیں" فرمایا تو حضرت ابوبکر کو؟ اس نے کہا" نہیں"۔فرمایا اگر تو ان دونوں میں سے کسی ایک کو بھی شمار لیتا تو میں تجھے سخت سزا دیا۔اس کو" فضائل" میں روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن مرسل ہے کیونکہ امام زہری نے حضرت عمر کو نہیں پایا۔ان دونوں حدیثوں کو" ریاض النضرۃ" میں بیان کیا گیا ہے۔(الریاض النضرۃ ص ۱۳۷)

الحدیث الحادی والاربعون : عن ابی هریرۃ رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ابو بکر و عمر رضی الله تعالیٰ عنهما خیر اهل السموات وخیر اهل الارض و خیر الاولین و الآخرین الا النبیین والمرسلین اخرجه الجوهری۔

حدیث 41۔جوحری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کی۔آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" ابوبکر و عمر انبیاء و مرسلین کے سوا آسمان و زمین والوں اور سب اگلوں پچھلوں سے افضل ہیں۔(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۱۸۲، تاریخ بغداد ج ۵ ص ۲۵۲)

الحدیث الثانی والاربعون : عن ابی هریرۃ رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ابو بکر و عمر خیر اهل السماء وخیر اهل الارض وخیر من بقی و خیر من مضی الی یوم القیامک الا النبیین والمرسلین اخرجه فی فضائل عمر رضی الله تعالیٰ عنه۔

حدیث 42۔فضائل عمر میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا" ابوبکر و عمر

انبیاء و مرسلین کے علاوہ سب اھل سما اور اہل زمین اور سے افضل ہیں اور قیامت تک سب آنے والو
اور گزرے ہوؤں سے افضل ہیں۔ (صواعق المحرقہ ص ۷۱۳)

الحدیث الثالث والاربعون: عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کنا معشر
صحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ونحن متوافرون نقول افضل ھذہ
الامۃ بعد نبیھا ابوبکر ثم عمر ثم عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنھم اخرجہ ابن
عساکر۔

حدیث 43۔ ابن عساکر نے تاریخ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا
ہم کثیر اصحاب رسول کہا کرتے تھے۔ اس امت میں نبی ﷺ کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر
پھر حضرت عمر اور پھر حضرت عثمان ہیں۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۳۴۷)

الحدیث الرابع والاربعون: عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خیر الاولین
والآخرین وخیر اھل السموات وخیر اھل الارض الا النبیین والمرسلین
اخرجہ الحاکم فی الکنی۔

حدیث 44۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابوبکر انبیاء
مرسلین کے بعد سب اگلوں پچھلوں، سب آسمان وزمین والوں سے افضل ہیں۔ اس کو حاکم نے کنی
میں روایت کیا ہے۔ (کنز الاعمال: ۳۲۶۴۵)

الحدیث الخامس والاربعون: عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمثل ھذا اللفظ اخرجہ ابن عدی فی الکامل
حدیث 45۔ اسی کی مثل ابن عدی نے حضرت ابوہریرہ سے الکامل میں روایت کی ہے۔
(الکامل ابن عدی: ۲۹۸)

الحدیث السادس والاربعون : عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمثل ھذا اللفظ ایضاً اخرجہ الخطیب فی تاریخہ و اوردہ ھذہ الاحادیث الثلاثۃ فی تذکرۃ القاری۔

حدیث 46۔ اسی کی مثل خطیب بغدادی نے حضرت ابوہریرہ سے اپنی تاریخ میں روایت کی ہے۔ اور ان تین احادیث کو تذکرۃ القاری میں بیان کیا گیا ہے۔ (تاریخ بغداد: ۲۷۴۴)

الحدیث السابع والاربعون : عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من فضل علیا علی ابی بکر و عمر و عثمان فقد رد مقالتہ اخرجہ الدارمی و اوردہ ابن عراق فی تنزیہ الشریعۃ

حدیث 47۔ امام دارمی رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جس نے حضرت علی کو حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان پر فضیلت دی اس نے میری بات کا رد کیا۔ اس کو ابن عراق نے تنزیہ الشریعۃ میں بھی ذکر کیا ہے۔ (تنزیہ الشریعۃ: ۱۲۹)

الحدیث الثامن والاربعون : عن سلمان بن یسار قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما خیر اھل الارض الا ان یکون نبیا اخرجہ ابن البھلول۔

حدیث 48۔ ابن بہلول حضرت سلمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوبکر و عمر سوا کسی نبی علیہ السلام کے سب زمین والوں سے افضل ہیں۔

(من حدیث خیثمہ ص ۱۲۹)

الحدیث التاسع والاربعون : عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال رای النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امشی امام ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال اتمشی امام من ھو خیر منک فی الدنیا والآخرۃ ما طلعت الشمس ولا غربت علی

احد بعد النبیین والمرسلین افضل من ابی بکر اخرجه المخلص الذهبی و

اوردہ الطبری فی الریاض النضرۃ۔

حدیث 49۔مخلص ذہبی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مجھے حضرت ابو بکر کے آگے آگے چلتے دیکھا تو فرمایا کیا تم اس کے آگے چلتے ہو جو دنیا و آخرت میں تم سے افضل ہے۔انبیاء و مرسلین کے بعد حضرت ابو بکر سے افضل کسی شخص پر نہ سورج کبھی طلوع ہوا ہے نہ کبھی غروب ہوا ہے۔اس کو طبری نے ریاض النضرۃ میں ذکر کیا ہے۔

(تاریخ واسط ج ۱ ص ۲۴۸، حلیۃ الاولیاء ج ۳ ص ۳۲۵)

الحدیث الخمسون: عن ابی الدرداء رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ما طلعت الشمس ولا غربت علی افضل من ابی بکر و عمر رضی الله تعالیٰ عنهما اخرجه الملاء فی سیرته۔

حدیث 50۔ملاء نے اپنی "سیرت" میں حضرت ابو درداء سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابو بکر و عمر سے افضل کسی شخص پر سورج نہ کبھی طلوع ہوا اور نہ ہی کبھی غروب ہوا ہے۔(الصواعق المحرقہ ص ۱۲۷)

الحدیث الحادی والخمسون: عن ابی الدرداء رضی الله تعالیٰ عنه بمثل هذا اللفظ اخرجه الدار قطنی الا انه لم یقل والمرسلین۔

حدیث 51۔اسی کی مثل دار قطنی نے حضرت ابو درداء سے روایت کی ہے مگر اس میں والمرسلین کے لفظ نہیں ہیں۔(جامع الاحادیث: ۲۰۱۴۴)

الحدیث الثانی والخمسون: عن ابی الدرداء رضی الله تعالیٰ عنه بمثل هذا اللفظ ایضاً اخرجه ابن السمان فی الموافقة و اوردهما الطبری فی الریاض النضرۃ

حدیث 52۔اسی کی مثل ابن السمان نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے "الموافقہ" میں روایت

اور محب طبری نے "ریاض النضرۃ" میں ذکر کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ص ٦٣)

الحدیث الثالث والخمسون : عن ابی الدارداء رضی الله تعالیٰ عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یقول خیر امتی من بعدی ابو بکر و عمر رضی الله تعالیٰ عنهما اخرجه ابن السمان فی الموافقة۔

حدیث 53۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا۔ میرے بعد خیر امت حضرت ابو بکر ہیں اور ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہما اس کو ابن السمان نے "الموافقۃ" میں روایت کیا۔ (تاریخ دمشق ج ٦٢ ص ٢٢٧)

الحدیث الرابع والخمسون : عن ابی الدرداء رضی الله تعالیٰ عنه ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال ما طلعت الشمس ولا غربت علی احد افضل عن ابی بکر الا ان یکون نبی اخرجه عبد بن حمید فی مسنده۔

حدیث 54۔ عبد بن حمید اپنی مسند میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "سوا انبیاء کے کبھی کسی ایسے پر سورج طلوع و غروب نہ ہوا جو حضرت ابو بکر سے افضل ہو۔

(مسند عبد بن حمید: ٢١٢)

الحدیث الخامس والخمسون : عن ابی الدرداء بمثل هذا اللفظ اخرجه ابو نعیم و اوردهما فی تذکرة القاری والصواعق و زاد فی الصواعق وفی لفظ ما طلعت الشمس علی احد من بعد النبیین والمرسلین افضل من ابی بکر و اورد ایضاً من حدیث جابر رضی الله تعالیٰ عنه ولفظه ما طلعت الشمس علی احد منکم افضل من ابی بکر خرجه الطبرانی وغیره وله شواهد من وجوه أخر یقتضی له بالصحة والحسن وقد اشار ابن کثیر الی الحکم بصحته انتهی۔

حدیث 55۔ اسی کی مثل ابو نعیم نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ ان دونوں حدیثوں کو

تذکرۃ القاری اور صواعق میں بھی نقل کیا گیا۔ صواعق میں یہ لفظ زائد ہیں۔ کہ انبیاء و مرسلین کے بعد کسی ایسے پر سورج طلوع نہ ہوا جو حضرت ابوبکر سے افضل ہو۔ اسی طرح حضرت جابر کی حدیث بھی ہے۔ جس کو امام طبرانی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ اس کے لفظ یوں ہیں" تم میں سے حضرت ابوبکر سے افضل کسی شخص پر سورج کبھی طلوع نہ ہوا۔ اس روایت کے دیگر طرق مروی شواہد اس بات کے مقتضی ہیں۔ اسے حدیث صحیح اور حسن کہا جاتا۔ اور ابن کثیر نے اس کی صحت کی طرف اشارہ بھی کیا ہے انتہی۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۳ ص ۳۲۵، الصواعق المحرقۃ ص ۱۹۶)

الحدیث السادس والخمسون: عن ابی الدرداء قال قال رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم خیر امتی بعدی ابوبکر و عمر رضی الله تعالیٰ عنهما زینتهما الله بزینة الملائكة وجعل اسماء هما مع انبیائه ورسله فی دیوان السماء خرجه الخجندی فی الاربعین و اورده المحب الطبری فی الریاض النضرة۔

حدیث 56۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: میرے بعد میری امت کے بہترین فرد حضرت ابوبکر و حضرت عمر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں زینت ملائکہ سے آراستہ کیا ہے اور ان کے ناموں کو دیوان آسمان میں اپنے انبیاء و مرسلین کے ناموں کے ساتھ رکھا ہے۔ اس کو خجندی نے اربعین میں روایت کیا ہے اور محب طبری نے ریاض النضرۃ میں روایت کیا ہے

الحدیث السابع والخمسون: عن عمرو بن العاص قال قلت ومن الرجال قال ابوها قال ثم من قال عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه فعد رجالا اخرجه البخاری فی صحیحه۔

حدیث 57۔ امام بخاری رحمتہ اللہ اپنی صحیح بخاری میں حضرت عمرو بن عاص سے راوی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کی یارسول اللہ آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب ہے فرمایا عائشہ۔ میں نے عرض کی آقا! مردوں میں سے؟ فرمایا عائشہ کے والد عرض کی پھر کون؟ فرمایا

بن خطاب پھر آپ ﷺ نے فرمایا کے چند مردوں کے نام گنے۔
(صحیح بخاری:۴۳۵۸)

الحدیث الثامن والخمسون : عن عمرو بن العاص بمثل هذا اللفظ اخرجه مسلم فی صحیحه واوردهما فی تذکرۃ القاری۔

حدیث 58۔ اسی کی مثل امام مسلم رحمتہ اللہ نے اپنی صحیح میں عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ ان دونوں حدیثوں کو تذکری القاری میں کیا گیا ہے۔(صحیح مسلم:۲۳۸۴)

الحدیث التاسع والخمسون : عن انس رضی الله تعالیٰ عنه بمثل هذا اللفظ ایضاً اخرجه الترمذی۔

حدیث 59۔ اسی کی مثل امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔(سنن ترمذی:۳۸۹۰ باب فضل عائشہ رضی اللہ عنھا)

الحدیث الستون : عن انس رضی الله تعالیٰ عنه بمثل هذا اللفظ ایضاً اخرجه ابن ماجة و اورده هذین الحدیثین الاخیرین المحب الطبری فی الریاض النضرۃ

حدیث 60۔ اسی کی مثل امام ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور ان آخری دو حدیثوں کو محب طبری نے ریاض النضرہ میں بیان کیا ہے۔(سنن ابن ماجہ:۱۰۱ باب فضل ابی بکر الصدیق ²۔الریاض النضرۃ ص ۶۲)

الحدیث الحادی والستون : عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها انها قالت رایت یری النائم کان ثلثة اقمار وقعت فی حجرتی فاخبرت بذلک ابی فقال فقال رایت خیرا ان صدقت رؤیاک دفن فی بیتک هم خیر اهل الارض ثلاثة فلما مات رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم دفن فی بیتها وقال ابوبکر یا عائشة

هذا خیر اقمارک فدفن فی بیتها ابو بکر و عمر رضی الله تعالیٰ عنهما خرجه سعید بن منصور فی سننه۔

حدیث 61۔سعید بن منصور نے اپنی سنن میں روایت کی کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے خواب دیکھا کہ میرے حجرے میں تین چاند آئے ہوئے ہیں۔میں نے یہ خواب اپنے والد گرامی کو بتایا تو انہوں نے فرمایا: اگر تمہارا یہ خواب سچا ہے تو تم نے بہت خیر دیکھی ہے یعنی تمہارے گھر میں زمین والوں میں سے سب سے افضل تین افراد مدفون ہونگے پھر جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور آپ ﷺ کو سیدہ عائشہ کے حجرے میں دفن کیا گیا تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عائشہ! یہ تمہارے سب سے بہتر چاند ہیں۔ پھر حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ کو بھی سیدہ کے اسی حجرے میں دفن کیا گیا۔(سنن سعید بن منصور:۲۶۹۹)

الحدیث الثانی والستون: عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها بمثل هذا اللفظ رواه ابن غیلان۔

حدیث 62۔اسی کی مثل ابن غیلان نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے روایت کی ہے۔(الفوائد الشہیر :۲۹)

الحدیث الثالث والستون: عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال لا ینبغی لقوم فیهم ابوبکر ان یؤمهم غیره اخرجه الترمذی و اورده فی تذکرة الاولیاء۔

حدیث 63۔امام ترمذی رحمتہ اللہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی قوم کو یہ لائق نہیں کہ ان میں ابو بکر موجود ہوں پھر ان کی امامت کوئی اور کرے۔اس کو تذکرۃ الاولیاء میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔(الریاض النضرۃ ج ۲ ص ۶۵)

الحدیث الرابع والستون: عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت کانت لیلتی

رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فلما ضمني واياه الفراش نظرت الى السماء والنجوم مشتبكة فقلت يا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ا يكون احد له حسنات بعدد نجوم السماء فقال نعم قلت من يا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال عمر ابن الخطاب رضي الله تعالى عنه فقلت اشتهيها لابي بكر رضي الله تعالى عنه فقال ان عمر حسنة من حسنات ابي بكر رضي الله تعالى عنهما خرجه صاحب فضائل عمر رضي الله تعالى عنه و اورده المحب الطبري في الرياض النضرة۔

حدیث 64۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''ایک رات رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف فرما تھے جب حضور ﷺ میرے پاس بستر پر تشریف فرما ہوئے تو میں نے دیکھا کہ آسمان میں ستارے گھنے ہوئے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! کیا آسمان کے ستاروں کے برابر بھی کسی شخص کی نیکیاں ہیں؟ ارشاد فرمایا ہاں میں نے عرض کی یارسول اللہ کس کی؟ فرمایا عمر بن خطاب کی۔ میں نے عرض کی میں تو چاہتی تھی کہ حضرت ابوبکر کی ہوں گی ارشاد فرمایا: عمر تو خود ابوبکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہے۔ اس کو صاحب فضائل عمر نے روایت کیا اور محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا۔ (الریاض النضرۃ ص ۱۵۱)

الحديث الخامس والستون : عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال اجعلوا امامكم خيركم فان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم جعل امامنا خيرنا بعده خرجه ابو عمر و اورده الطبري في الرياض النضرة۔

حدیث 65۔ ابوعمرو نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا آپ نے فرمایا: اپنا امام اپنے بہتر کو بناؤ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارا امام ہمارے بہتر کو بنایا تھا۔ اس کو طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ص ۶۳)

الحدیث السادس والستون : عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی امتی کمثل الشمس والقمر فی النجوم خرجہ عمر بن محمد الملاء فی سیرتہ

حدیث 66۔ عمر بن محمد الملاء نے اپنی "سیرت" میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابوبکر وعمر میری امت میں ایسے ہیں جیسے سورج اور چاند تاروں میں ہیں۔

الحدیث السابع والستون : عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمثل ھذا اللفظ خرجہ فی فضائل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و اوردھما المحب الطبری فی الریاض النضرۃ ایضاً۔

حدیث 67۔ اسی کی مثل حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے فضائل عمر رضی اللہ عنہ میں روایت ہے اور ان دونوں کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں ذکر کیا ہے۔

الحدیث الثامن والستون : عن عمار بن یاسر قال من فضل علی ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما احدا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقد ازدری بالمھاجرین والانصار وطعن علی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال و قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لا یفضلنی احد علی ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما الا وقد انکر حقی و حق اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخرجہ ابن عساکر

حدیث 68۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جس نے کسی صحابی رسول کو شیخین پر فضیلت دی اس نے مہاجرین وانصار صحابہ کو دھوکہ دیا اور اصحاب رسول پر طعن کیا مزید فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے مجھے شیخین پر فضیلت دی اس نے میرے اور اصحاب رسول کے حق کا ا

کیا۔اس کو ابن عساکر نے روایت کیا۔(تاریخ دمشق ج ۴۴ ص ۳۷۸)

الحدیث التاسع والستون : عن عمار قال من فضل علی ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما احدا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقد ازدری علی المهاجرین والانصار واثنی عشر الفا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخرجہ الطبرانی۔

حدیث 69۔امام طبرانی نے روایت کیا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے کسی صحابی رسول کو شیخین پر فضیلت دی اس نے مہاجرین وانصار اور بارہ ہزار اصحاب رسول کی ہتک عزت کی۔(المعجم الاوسط: ۸۳۲)

الحدیث السبعون : عن عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتانی جبرئیل علیہ السلام آنفاً فقلت یا جبریل حدثنی بفضائل عمر ابن الخطاب فقال لو حدثتک بفضائل منذ ما لبث نوح علیہ السلام فی قومہ ما انفدت فضائل عمر و ان عمر حسنۃ من حسنات ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خرجہ ابو یعلی و اوردہ ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقۃ۔

حدیث 70۔ابو یعلی نے روایت کی کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"میرے پاس ابھی ابھی جبرائیل آئے تو میں نے کہا جبرائیل! مجھے سے عمر بن خطاب کے فضائل بیان کیجئے۔تو جبرائیل نے کہا اگر میں آپ کو اتنی دیر عمرؓ کے فضائل سناؤں جتنی دیر نوح علیہ السلام اپنی قوم میں رہے تو ختم نہ ہوں اور بلا شبہ حضرت عمرؓ حضرت ابو بکرؓ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں۔اس کو ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں بیان کیا ہے۔(الصواعق المحرقۃ ص ۲۲۹)

الحدیث الحادی والسبعون : عن عامر بمثل هذا اللفظ اخرجہ الحسن بن عرفۃ

العبدی و اوردہ الطبری فی الریاض النضرۃ۔

حدیث 71۔اسی کی مثل حسن بن عرفہ العبدی سے حضرت عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا۔(الریاض النضرۃ ص ۳۱۸)

الحدیث الثانی والسبعون : عن حفصۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہا قالت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا انت مرضت قدمت اباًبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لست انا اقدمہ ولکن اللہ قدمہ اخرجہ ابو بکر الشافعی فی الغیلانیات۔

حدیث 72۔امام ابو بکر شافعی نے غیلانیات میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے روایت کی انہوں نے حضور علیہ السلام سے عرض کی کہ جب آپ بیمار ہوئے تو آپ نے حضرت ابو بکر کو مقدم کیا تو ابو بکر کو میں نے نہیں خود اللہ نے مقدم کیا ہے۔(الفوائد الشھیر : ۶۵۳)

الحدیث الثالث والسبعون : عن حفصۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنحو ھذا اللفظ اخرجہ ابن عساکر و اوردھما فی تذکرۃ القاری۔

حدیث 73۔اسی کی مثل ابن عساکر نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی اور ان دونوں روایات کو تذکرۃ القاری میں بیان کیا گیا ہے۔(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۲۶۵)

الحدیث الرابع والسبعون : عن اسعد بن زرارۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان روح القدس جبرئیل علیہ السلام اخبرنی ان خیر منک بعدک ابو بکر اخرجہ الطبرانی فی الاوسط واوردہ فی تذکرۃ القاری ایضاً۔

حدیث 74۔امام طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے کہ حضرت سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ مجھے روح القدس حضرت جبرائیل نے خبر دی کہ آپ کے بعد آپ کی امت میں سب سے افضل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔اس کو تفسیر تذکرۃ القاری

میں بیان کیا گیا ہے۔ (الصواعق المحرقہ ص ۱۹۷)

الحدیث الخامس والسبعون : عن سلمۃ بن اکوع قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو بکر خیر الناس الا ان یکون نبی اخرجہ الطبرانی

حدیث 75۔ امام طبرانی نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابو بکر خیر الناس ہیں مگر یہ کہ کوئی نبی ہو۔ (مجمع الزوائد ج ۹ ص ۴۴)

الحدیث السادس والسبعون : عن سلمۃ بن اکوع مرفوعاً بنحو ھذا اللفظ اخرجہ ابن عدی و اوردھما فی تذکرۃ القاری ایضاً۔

حدیث 76۔ اسی کی مثل ابن عدی نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی یہ دونوں تذکرۃ القاری میں مذکور ہیں۔ (الکامل ابن عدی: ۱۴۱۲ ترجمہ عکرمہ بن عمار)

الحدیث السابع والسبعون : عن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال رایت انی وضعت فی کفۃ و امتی فی کفۃ فعدلتھا ثم وضع ابو بکر فی کفۃ و امتی فی کفۃ فعدلھا ثم وضع عمر فی کفۃ وامتی فی کفۃ فعدلھا ثم وضع عثمان فی کفۃ و امتی فی کفۃ فعدلھا ثم رفع المیزان اخرجہ الطبرانی و اوردہ ابن حجر فی الصواعق المحرقۃ۔

حدیث 77۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے خواب دیکھا کہ ترازو کہ ایک پلڑے میں مجھے رکھا گیا اور ایک میں میری امت کو تو میں اکیلا ان سے بڑھ گیا۔ پھر یونہی حضرت ابو بکر و عمر و عثمان باری باری ان سب پر بڑھ گئے۔ پھر ترازو اٹھا لیا گیا اس کو طبرانی نے روایت کیا اور ابن حجر نے صواعق محرقہ میں ذکر کیا۔

(معجم الکبیر: ۱۶۵ ترجمہ معاذ بن جبل الانصاری)

الحدیث الثامن والسبعون : عن ...... ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال

خیر امتی بعدی ابو بکر و عمر اخرجہ ابن عساکر و اوردہ فی الصواعق المحرقۃ ایضاً و اوردہ السیوطی فی جمع الجوامع فی حرف الخاء۔

حدیث 78۔حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میرے بعد میرے امت کے بہترین فرد ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم ہیں۔اس کو ابن عساکر نے روایت کیا صواعق محرقہ میں مذکور ہے۔حافظ سیوطی نے جمع الجوامع حرف الخاء میں بھی اسے ذکر کیا ہے۔

(جمع الجوامع:۱۲۳۴۶)

الحدیث التاسع والسبعون : عن الزبیر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول خیر امتی من بعدی ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خرجہ ابن السمان فی الموافقۃ۔

حدیث 79۔حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا فرمایا میرے بعد میرے امت کے بہترین فرد ابو بکر و عمر ہیں۔اس کو ابن السمان نے "الموافقہ" میں روایت کیا ہے۔(جامع الاحادیث:۴۲۳۹۷)

الحدیث الثمانون : عن ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال سیدا کہول اہل الجنۃ ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان ابا بکر فی الجنۃ مثل الثریا فی السماء اکرجہ الخطیب فی تاریخہ و اوردہ فی الصواعق المحرقۃ۔

حدیث 80۔خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنتی بوڑھوں کے سردار ابو بکر و عمر ہیں بلاشبہ ابو بکر و عمر جنت میں ایسے ہونگے جیسے آسمان میں ستارے۔یہ صواعق محرقہ میں مذکور ہے۔

(تاریخ بغداد ج ۵ ص ۳۰۷، الصواعق المحرقہ ص ۲۲۴)

الحدیث الحادی والثمانون : عن حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال اذ

تذکرت شجوا من اخی ثقۃ فاذکر اخاک ابا بکر بما فعل خیر البریۃ اتقاھا ولعدلھا بعد النبی و اوفاھا بما حملا والثانی التالی المحمود مشھدہ و اول الناس قدما صدق الرسل اوردہ القسطلانی فی المواھب اللدنیۃ۔

حدیث 81۔حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اشعار ہیں "جب تم کسی ایسے انسان کو ذکر کرو جو اپنے بھائی کے لئے صعوبتیں اٹھاتا ہے۔تو اپنے بھائی ابو بکر کا بھی ان کے اچھے کارناموں کے ساتھ ذکر کرو۔نبی ﷺ کے بعد جو خلق میں سب سے بہتر،سب سے عظیم متقی اور سب سے بڑے عادل ہیں اور اپنی ذمہ داری خوب پوری کرنے والے ہیں۔وہ آقا علیہ السلام کے ثانی ان کے قابل فخر شخصیت ہیں ان کا مزار قابل ستائش ہے۔لوگوں میں سب سے پہلے انہوں نے ہی رسول کی تصدیق کی۔(المواھب الدنیہ ج ا ص ۱۳۱)

الحدیث الثانی والثمانون : عن الشعبی قال سالت ابن عباس او سئل ای الناس کان اول اسلاما قال اما سمعت قول حسان بن ثابت اذا تذکرت و اعدلھا بعد النبی و اوفاھا بما حملا والثانی التالی المحمود مشھدہ و اول الناس منھم صدق الرسل اوردہ المحب الطبری فی الریاض النضرۃ و یروی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لحسان ھل قلت فی ابی بکر شیئا قال نعم فانشد ھذہ الابیات وفیھا بیت رابع و ثانی اثنین فی الغار المنیف وقد طاف العدو بھم اذا صعدا الجبلا فسر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بذلک وقال احسنت یاحسان اخرجہ ابو عمر۔

حدیث 82۔شعبی نے کہا میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا لوگوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے کون تھے؟ فرمایا کیا تم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ قول نہیں سنا "اذاتذکرت سجوامن اخی ثقتہ فاذکر اخاک ابابکر بما فعلا خیر البریۃ

اتقاھا واعدلھا بعد النبی وامنھا حمل الثانی التالی المحمود مشھدہ واول الناس منھم صدق الرسل۔ (ترجمہ: حدیث میں گزر چکا) اس کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں ذکر کیا۔ (الصواعق المحرقہ ص ۲۱۷)

روایت کیا گیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان میں کوئی اشعار کہتے ہیں۔ انہوں نے عرض کی جی ہاں پھر پڑھتے ان میں سے چوتھا بیت یہ ہے "ابوبکر اس عظیم غار میں دو جان میں سے دوسرے تھے اور جب پہاڑ پر چڑھا تو (لاعلمی میں) ان کے گرد چکر کاٹنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ اس سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا اے حسان! تم نے بہت اچھے شعر کہے ہیں۔ اس کو ابوعمر نے روایت کیا۔ (الاستیعاب ج ۱ ص ۲۹۵)

الحدیث الثالث والثمانون: وروی انہ ضحک حتی بدت ... ثم قال صدقت حسان ھو کما قلت خرجہ صاحب الصفوۃ۔

حدیث 83۔ یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ حضور علیہ السلام بہت مسکرا دیئے یہاں تک آپ کی داڑ مبارک بھی ظاہر ہو گئے۔ پھر فرمایا "حسان! تم نے سچ کہا۔ ابوبکر ایسے ہی ہیں جیسا تم نے کہا۔ اس کو صاحب صفوی نے روایت کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ص ۸۶)

الحدیث الرابع والثمانون: بمثل ھذا اللفظ خرجہ صاحب فضائل الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ و روی فیھا بیت خامس و کان حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قد علموا من البریۃ لم یعدل بہ رجلا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قالہ ابو عمر و اورد ھذہ الروایات الاربع المحب الطبری فی الریاض النضرۃ

حدیث 84۔ اسی کی مثل صاحب فضائل الصدیق نے روایت کی ہے اور اس میں پانچواں بیت روایت کیا ہے جو یہ ہے "لوگ جان چکے تھے کہ حضرت ابوبکر رسول اللہ ﷺ کو مخلوق میں سب

زیادہ محبوب ہیں اور آپ کے برابر کوئی شخص نہیں۔اس کو ابوعمر نے روایت کیا اور ان چاروں روایتوں کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔(الریاض النضرۃ ج ا ص ۳۵)

الحدیث الخامس والثمانون: عن ابی امامة الباهلی رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ادخلت الجنة فسمعت فیها خسفة بین یدی فقلت ما هذا قال بلال فمضیت فاذا اکثر اهل الجنة فقراء المهاجرین و ذراری المسلمین ولم ار احدا اقل من الاغنیاء والنساء فقیل اما الاغنیاء فهم ههنا بالباب یحاسبون و اما النساء فالهاهن الاحمران الذهب والحریر ثم خرجنا من احد ابواب الجنة الثمانیة فلما کنت عند الباب اتیت بکفة فوضعت فیها و وضعت امتی فی کفة فرجحت بها ثم اتی بابی بکر فوضع فیکفة وجی بجمیع امة فوضعت فی کفة فرجح ابو بکر رضی الله تعالیٰ عنه ثم اتی بعمر فوضع فی کفة وجی بجمیع امتی فوضعت فی کفة فرجح عمر رضی الله تعالیٰ عنه ثم عرضت امتی علی رجلا رجلا فجعلوا یمرون فاستبطا عبد الرحمن بن عوف ثم جاء بعد الایاس فقال بابی انت و امی یا رسول الله الذی بعثک بالحق ما خلصت الیک حتی ظننت انی لا انظر الیک الا بعد المشیبات قال وما ذاک قال من کثرة مالی احاسب خرجه احمد و اورده الطبری فی الریاض النضرة۔

حدیث 85۔حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں جنت میں گیا تو میں نے وہاں اپنے آگے کسی کے قدموں کی چاپ سنی میں نے پوچھا یہ آواز کس کے چلنے کی ہے؟ جواب ملا حضرت بلال کی۔میں آگے گزر گیا دیکھا تو جنت میں جن لوگوں کی کثرت تھی وہ فقراء مہاجرین اور غریب مسلمان تھے۔امراء اور عورتیں بہت کم تھیں۔بتایا گیا کہ امراء تو جنت کے دروازے پہ روک لئے گئے ہیں رہی عورتیں تو انہیں دو سرخ چیزوں سونے اور ریشم نے ہلاک کر دیا

ہے۔ پھر ہم جنت کے آٹھ دروازوں میں سے ایک دروازے سے نکلے جب میں دروازے کے پاس تھا تو میرے پاس ایک ترازو لایا گیا جس کے ایک پلڑے میں مجھے اور دوسرے میں میری ساری امت کو رکھا گیا تو میں سب سے بھاری ہوگیا اسی طرح حضرت ابوبکر و حضرت عمر کو باری باری ساری امت کے مقابل لایا گیا تو وہ دونوں بھی سب سے بھاری نکلے پھر باری باری میری امت مجھ پیش کی جاتی رہی اور وہ سب گزرتے رہے عبدالرحمن بن عوف آئے تو بہت آہستہ آہستہ چل رہے تھے تھوڑا دور جا کر پھر واپس آئے اور عرض گزار ہوئے آقا! آپ پر میرے ماں و باپ قربان اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا میں تو گمان کر چکا تھا کہ آپ کی بارگاہ تک پہنچتے پہنچتے میرے بال سفید ہو جائیں گے۔ ارشاد فرمایا۔ یہ کیا ہے؟ عرض کی میرے مال کی کثرت کی وجہ سے میرا حساب لیا جا رہا ہے۔ اس کو امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے اور محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔

(الریاض النضرۃ ج ا ص ۲۲)

الحدیث السادس والثمانون : عن ابی بکرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ان رجلا قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رایت کان میزانا نزل من السماء فوزنت انت و ابو بکر فرجحت انت و وزن ابو بکر و عمر فرجح ابو بکر و وزن عمر و عثمان فرجح عمر ثم رفع المیزان فاستاء لھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی فساءہ ذالک فقال خلافۃ النبوۃ ثم یوتی اللہ الملک بمن یشاء خرجہ ابو داؤد۔

حدیث 86۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کی اور کہا کہ میں نے خواب میں آسمان سے اترا ہوا ایک ترازو دیکھا پھر آقا! آپ اور حضرت ابوبکر کا اس میں وزن کیا گیا تو آپ غالب آگئے پھر ابوبکر و عمر کو تولا گیا تو ابوبکر بھاری تھے پھر عمر و عثمان

کا وزن کیا گیا تو عمر کا پلڑا بھاری رہا پھر ترازو اٹھا لیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے ناپسند کیا اور فرمایا نبوت کی خلافت یہی ہے پھر اللہ جسے چاہے گا ملک عطا فرمادے گا۔ اس کو ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔ (سنن ابی داؤد ۴۶۳۸: باب فی الخلفاء)

الحدیث السابع والثمانون : عن ابی بکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو ھذا اللفظ خرجہ البغوی فی المصابیح فی الحسان.

حدیث 87۔ اسی کی مثل بغوی نے "المصابیح فی الحسان" میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (مستدرک حاکم: ۴۴۳۷)

الحدیث الثامن والثمانون : عن ابی بکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو ھذا اللفظ ایضاً خرجہ الحافظ الدمشقی فی الموافقات.

حدیث 88۔ اسی کی مثل حافظ دمشقی رضی اللہ نے "موافقات" میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ (مستدرک حاکم: ۸۱۸۹)

الحدیث التاسع والثمانون : رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحو ھذا اللفظ ایضاً خرجہ خیثمۃ بن سلیمان لکن بزیادۃ ھی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان اذا اصبح یقول ھل احد منکم رای رؤیا فقال رجل انا رایت یا رسول اللہ کان میزانا نزل فساق نحو الحدیث السابق واورد ھذہ الاحادیث الاربعۃ المحب الطبری فی الریاض النضرۃ۔

حدیث 89۔ اسی کی مثل خیثمہ بن سلیمان نے حضرت ابوبکرہ سے روایت کی ہے لیکن اس میں یہ زائد ہے کہ پھر جب نبی علیہ السلام صبح کرتے تو فرماتے کیا کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے تو ایک شخص نے عرض کی آقا میں نے آسمان سے اترا ایک ترازو دیکھا اس کے بعد مثل سابق حدیث ہے۔ ان چار احادیث کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں ذکر کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۲۳)

الحدیث التسعون: عن سمرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنحو ھذا اللفظ ایضاً اشار الیہ الترمذی۔

حدیث 90۔ اسی کی مثل حدیث امام ترمذی رحمتہ اللہ نے حضرت سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ (سنن ترمذی: ۲۲۸۷ باب رویا النبی ﷺ المیزان)

الحدیث الحادی والتسعون: عن اعرابی یقال لہ جبر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنحو ھذا اللفظ ایضاً اشار الیہ الترمذی ایضاً۔

حدیث 91۔ اسی کی مثل حدیث امام ترمذی نے ایک اعرابی مسلمی جبر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ (سنن ترمذی: ۲۲۸۷)

الحدیث الثانی والتسعون: عن ابی عبیدۃ ان عبد اللہ قال لما کان یوم بدر ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الاساری واستشار الناس فقال ابوبکر یا رسول اللہ عشیرتک واھلک من قومک فان غفرت فقال لعمر ما تری قال اقتلھم رؤس الکفرۃ وقادتہ وقد اخرجوک وقد امکن اللہ منھم وقال عبد اللہ بن رواحۃ یا رسول اللہ انت بواد کثیر الشجرۃ فاضربہ علیھم نارا فقال العباس قطع اللہ رحمک فدخل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیتا قد منہ من عریش واکثر الناس فی ذلک فقال بعضھم القول ما قال ابوبکر وقال بعضھم القول ما قال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فخرج الیھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال قد اکثرتم فی ھذین الرجلین انما مثل ابی بکر کمثل ابراھیم وعیسیٰ صلی اللہ علیھما وسلم قال ابراھیم فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم وقال عیسیٰ ان تعذبھم فانھم عبادک وان

تغفرلهم فانک انت العزیز الحکیم ومثل عمر کمثل نوح و موسیٰ صلی اللہ علیہما وسلم قال نوح رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا وقال موسیٰ ربنا اطمس علی اموالھم واشدد علی قلوبھم فلا یؤمنوا حتی یروا العذاب الالیم خرجہ ابو القاسم البغوی فی الفضائل

حدیث 92۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جب بدر کا دن تھا تو رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو قید کرلیا۔ اب لوگوں سے ان کے بارے مشورہ لیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! یہ آپ کے خاندان اور آپ کی قوم ہی کے لوگ ہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ ان کو معاف فرمادیں۔

حضور علیہ السلام نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا آپ کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے عرض کی آقا! ان کافروں کے سرداروں کو قتل کردیجئے! یہ وہی ہیں جنہوں نے آپ کو مکہ چھوڑنے پر مجبور کیا۔ اب اللہ نے اس سے بدلہ لینا ہماری قدرت میں کردیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ نے کہا یارسول اللہ ﷺ آپ ایسی وادی میں ہیں جہاں کثرت سے درخت ہیں۔ آپ ان پر آگ ڈال دیجئے۔ تو عباس نے عبداللہ کو کہا اللہ آپ پر رحم نہ کرے۔ پھر نبی علیہ السلام ایک مکان میں تشریف لئے گئے جہاں آپ کے لئے سائبان لگایا گیا تھا وہاں اور بھی لوگ موجود تھے۔ ان میں سے بعض نے حضرت ابوبکر کی رائے کو ترجیح دی اور بعض نے حضرت عمر کی رائے کو

رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لئے گئے اور فرمایا تم ابوبکر وعمر کے بارے کافی گفتگو کرچکے۔

بلاشبہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مثال ابراہیم وعیسیٰ علیہم السلام کی طرح ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی تھی "جس نے میری پیروی کی وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو اے اللہ! تو بخشنے والا مہربان ہے" اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا تھا اور "اے اللہ! اگر تو انہیں عذاب دے گا تو وہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے گا تو تو غالب اور حکمت والا ہے"۔

اور عمر کی مثال نوح وموسیٰ کی طرح ہے علیہما السلام ورضی اللہ عنہ کہ نوح علیہ السلام نے عرض کی تھی "اے اللہ زمین پر کافروں کا کوئی گھر باقی نہ چھوڑنا" اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی تھی "اے اللہ ان کے مالوں کو مٹا دے، ان کے دلوں کو سخت کردے اب وہ دردناک عذاب دیکھے بغیر ایمان نہ لائیں"۔

اس کو ابو القاسم البغوی نے فضائل میں روایت کیا ہے۔

الحديث الثالث والتسعون : عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه في قوله تعالى ﴿يَآأَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّمَن فِيٓ أَيۡدِيكُم مِّنَ الۡأَسۡرَىٰٓ﴾ استشار رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ابا بكر رضي الله تعالى عنه فقال يا رسول الله الظفر ونعمة واستشار عمر رضي الله تعالى عنه فقال يا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اضرب اعناقهم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما اشبهكما بأخوين مضيا قبلكما نوح و ابراهيم صلوات الله عليهما اما نوح فقال رب لا تذر على الارض من الكافرين ديارا و اما ابراهيم فانه قال فمن تبعني فانه مني ومن عصاني فانك غفور رحيم خرجه ابو القاسم البغوي في الفضائل و اورده المحب الطبري في الرياض النضرة۔

حدیث 93۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان!

ترجمہ کنز الایمان۔ اے غیب کی خبریں بتانے والے جو قیدی تمہارے ہاتھ میں ہیں ان سے فرماؤ، تفسیر میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کے حوالے سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا تو انہوں نے عرض کی" آقا! آپ کو کامیابی بھی مل گئی اور آپ کی مدد بھی ہوگئی۔ (اب ان کو رہا کر دیا جائے)۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا تو انہوں نے عرض کی آقا! ان کی گردنیں اڑا دیجئے۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! "تم دونوں پہلے زمانوں کی گزری ہوئی دو ہستیوں سے بڑی مشابہت رکھتے ہو یعنی نوح و ابراہیم علیہما السلام کہ نوح علیہ السلام نے تو کہا تھا "اے میرے رب! زمین پہ کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ"۔

رہے ابراھیم علیہ السلام تو انہوں نے عرض کی تھی "اے اللہ! جس نے میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہانہ مانا تو بیشک تو بخشنے والا مہربان ہے"۔

اس کو ابو القاسم بغوی نے فضائل میں اور دونوں حدیثوں کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں نقل کیا ہے۔(الریاض النضرۃ ص ۱۲۳)

الحدیث الرابع والتسعون : عن ابی شریح الکعبی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مثلھما فی الانبیاء بالرأفۃ فمثل ابی بکر کمثل ابراھیم وعیسیٰ علیہما السلام ومثل عمر کمثل موسیٰ و نوح خرجہ ابو عبد الرحمن السلمی و اوردہ الطبری فی الریاض النضرۃ ایضاً۔

حدیث 94۔ابو شریح کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم نے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے حوالے سے فرمایا کہ ابو بکر کی مثال سابقہ انبیاء میں سے حضرت ابراہیم و عیسیٰ علیہما السلام کی طرح ہے اور حضرت عمر کی نوح و موسیٰ علیہما السلام کی سی ہے۔اس کو ابو عبدالرحمن سلمی نے روایت کیا ہے اور محب طبری نے ریاض النضرہ میں بیان کیا ہے۔

الحدیث الخامس والتسعون : عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما الا اخبر کما بمثلکما فی الملائکۃ ومثلکما فی الانبیاء مثلک یا ابا بکر کمثل میکائیل ینزل بالرحمۃ ومثلک فی الانبیاء کمثل ابراھیم کذبہ قومہ فی

عمره وهو يقول فمن تبعني فانه مني ومن عصاني فانك غفور رحيم ومثلك يا عمر رضي الله تعالى عنه كمثل جبرئيل ينزل بالبأس والشدة والنقمة على اعدائه وكمثل نوح قال رب لا تذر على الارض من الكفارين ديارا اخرجه ابو بكر النقاش واورده الطبري في الرياض النضرة

حدیث 95۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم نے حضرت ابوبکر و عمر کو فرمایا: کیا میں تمہیں ملائکہ و انبیاء میں سے ان ہستیوں کی خبر نہ دوں جو تم دونوں کی مثل ہیں۔

اے ابوبکر! ملائکہ میں سے تمھاری مثل میکائیل ہیں کہ رحمت لے کر نازل ہوتے ہیں اور انبیاء میں سے تمہاری مانند سے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں کہ مدت العمر ان کی قوم نے انہیں جھٹلایا لیکن وہ یہی کہتے رہے اے اللہ! جس نے میرا ساتھ دیا وہ میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا تو بیشک تو بخشنے والا مہربان ہے۔

اور اے عمر! تمھاری مثل ملائکہ میں سے جبرئیل ہیں کہ اپنے دشمنوں پر سختی، شدت اور عذاب لے کر اترتے ہیں۔ تم انبیاء میں سے نوح علیہ السلام کی مثل ہو کہ ان کی معروض اللہ کی بارگاہ میں اپنی بعثت کے حوالے سے یوں تھی اے میرے رب! زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ۔

اس کو ابوبکر نقاش نے روایت کیا۔ محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا۔

الحديث السادس والتسعون: عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لابي بكر و عمر رضي الله تعالى عنهما هذان سيدا كهول اهل الجنة من الاولين والآخرين الا النبيين والمرسلين اورده الطبري۔

حدیث 96۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے شیخین کی نسبت فرمایا

"یہ دونوں انبیاء ومرسلین کے سوا سب اگلے پچھلے جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں۔

(تاریخ بغداد ج ۱۱ص ۴۴۲، حدیث نمبر:۳۳۷۶)

الحدیث السابع والتسعون: عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الیوم الرھان وغداء ن السباق العنایۃ الجنۃ والھالک من یدخل النار انا الاول وابو بکر المصلی و عمر الثالث والناس بعد علی السیء الاول فالاول خرجہ ابن المھندی باللہ فی مشیختہ و اوردہ الطبری فی الریاض النضرۃ۔

حدیث 97۔ابن مہتدی باللہ نے اپنے مشیختہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا آج عمل کا دن اور کل جزاء کا دن ہے اور جس پر عنایت ہوئی اس کو جنت ملے گی اور وہ ہلاک ہوا جو دوزخ میں گیا۔میں پہلا ہوں، ابو بکر دوسرے اور عمر تیسرے ہیں۔اس کے بعد برابر ہیں کہ پہلے پہلا پھر اس کے بعد دوسرا۔

(الریاض النضرۃ ج ۱ص ۵۷)

الحدیث الثامن والتسعون: عن عبد الرحمن بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما خرج الی بیتی قریظۃ قال لہ ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما یا رسول اللہ ان الناس یزیدھم حرصا علی الاسلام ان یروا علیک زیا حسنا من الدنیا انظر الی الحلۃ التی اھداھا لک سعد بن عبادۃ فالبسھا فلیرا ک المشرکون ان علیک زیا حسنا قال افعل وایم اللہ لو انکما تتفقان ما عصیتکما فی مشورۃ ابدا ولقد ضرب لی ربی جل و علا لکما مثلا مثلکما فی الملائکۃ کمثل جبرئیل و میکائیل فاما عمر ابن الخطاب فمثلہ فی الملائکۃ کمثل جبرئیل علیہ السلام ان اللہ لم یدمر امرا قط الا

بجبرئیل ومثله فی الانبیاء کمثل نوح اذ قال رب لا تذر علی الارض من
الکافرین دیارا و مثل ابن ابی قحافة یعنی ابا بکر فی الملائکة کمثل میکائیل اذ
یستغفر لمن فی الارض و مثله فی الانبیاء کمثل ابراهیم علیه السلام اذ
قال فمن تبعنی فانه منی ومن عصانی فانک غفور رحیم لو انکما تتفقان لی
علی امر واحد ما عصیتکما فی مشورة ابدا و لکن رایکما فی المشورة شتی
کمثل جبرئیل ومیکائیل و نوح و ابراهیم علیهم الصلوٰة والسلام اخرجه
الخلعی و اورده الطبری فی الریاض النضرة -

حدیث 98۔ حضرت عبد الرحمن بن غنم سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ بنی قریظہ کی طرف تشریف لے
گئے تو حضرت ابو بکر و عمر نے عرض کی یارسول اللہ! اگر آپ سعد بن مبارک کا تحفہ دیا ہوا نہایت
خوبصورت حلہ پہن لیں گے تو آپ کے جسم مبارک کو دیکھ کر لوگوں کو اسلام میں زیادہ رغبت ہوگی اور
مشرکین بھی دیکھیں گے کہ آپ پر کتنا خوبصورت لباس ہے۔ فرمایا میں ایسا کرتا ہوں قسم بخدا اگر تم
دونوں کسی رائے میں متفق ہو تو میں کبھی بھی کسی مشورے میں تمہارا خلاف نہ کروں اور تحقیق میرے رب
عزوجل نے تم دونوں کی نسبت میرے لئے ایک مثال بیان فرمائی کہ ملائکہ میں سے تم دونوں کی مثل
جبرئیل ومیکائیل ہیں۔ عمر بن خطاب کی مثل ملائکہ میں جبرئیل ہیں کہ اللہ عزوجل نے جب بھی کسی قوم کو
تباہ کیا تو جبرئیل کو ہی بھیجا اور انبیاء میں سے ان کی مثل حضرت نوح ہیں جنہوں نے (اپنی قوم کے
خلاف رب کی بارگاہ میں) عرض کی تھی، اے میرے رب زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ
چھوڑ اور ابن ابی قحافہ یعنی ابو بکر کی مثل ملائکہ میں سے میکائیل ہیں کہ یہ اہل زمین کے لئے بخشش کی دعا
کرتے ہیں اور انبیاء میں ان کی مثل ابراہیم علیہ السلام میں جنہوں نے باوجود قوم کی نافرمانیوں کے
اللہ کی بارگاہ میں عرض کی تھی اے اللہ! جس نے میرا ساتھ دیا وہ میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا
بیشک تو بخشنے والا مہربان ہے۔ اگر میرے لئے تم کسی معاملے میں متفق ہو جاؤ تو میں کبھی بھی ان

خلاف نہ کروں ولیکن تمہاری آراء مشورہ میں مختلف ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ جبرئیل و میکائیل اور نوح و ابراہیم علیہم السلام کی آراء۔ اس کو خلعی نے روایت کیا اور محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا۔ (الریاض النضرۃ)

الحدیث التاسع والتسعون: عن الحسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تسبوا ابا بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فانہما سیدا کہول اہل الجنۃ من الاولین والآخرین ولا تسبوا علیا فانہ من سب علیا فقد سبنی ومن سبنی فقد سب اللہ ومن سب اللہ عذبہ اللہ تعالیٰ اخرجہ ابن عساکر۔

حدیث 99۔ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابوبکر و عمر کو گالی نہ دو کہ وہ سب پہلے پچھلے جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں اور علی کو بھی گالی نہ دو کہ جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی اور جس نے مجھے گالی دی اس نے اللہ کو گالی دی اور جس نے اللہ کو گالی دی اللہ اسے عذاب دے گا۔ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔

(تاریخ دمشق: ۱۶۴۴۶)

الموفی للمائۃ: عن الحسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما مرفوعا بنحو ہذا اللفظ اخرجہ ابن النجار و اوردہما الحافظ السیوطی فی جمع الجوامع فی حرف لا۔

حدیث 100۔ اسی کی مثل ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ نے مرفوعاً حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اور ان دونوں حدیثوں کو حافظ سیوطی رحمتہ اللہ نے جمع الجوامع حرف لا میں ذکر کیا ہے۔

(جمع الجوامع: ۵۱۱ ص ۱۸۰۸۹)

الحدیث الحادی بعد المائۃ: عن ابی موسیٰ قال الا انبئکم بخیر ہذہ الامۃ بعد

نبیها خیرهم بعد نبیهم ابو بکر و خیرهم بعد ابی بکر عمر ولو شئت ان اسمی الثالث لسمیته خرجه ابن السمان۔

حدیث 101۔ابن السمان نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں نبی علیہ السلام کے بعد خیر امت کے بارے نہ بتاؤں۔حضور علیہ السلام کے بعد خیر امت حضرت ابوبکر ہیں اور ان کے بعد حضرت عمر ہیں اور اگر میں چاہوں تو تیسری ہستی کا نام بھی بیان کر دوں۔(المعجم الاوسط:۵۴۲۱)

الحدیث الثانی بعد المائة: عن ابی موسیٰ بنحو هذا اللفظ خرجه خیثمة بن سلیمان و اوردهما الطبری فی الریاض النضرة۔

حدیث 102۔اس کی مثل خیثمہ بن سلیمان نے ابوموسیٰ سے روایت کی ہے ان دونوں روایتوں کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔

الحدیث الثالث بعد المائة: عن سوار بن عبد الله بن سوار رضی الله تعالیٰ عنه ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم مر بقبر یحفر فقال قبر من هذا قالوا فلان الحبشی قال سبحان الله سبق من ارضه و سمائه الی التربة التی خلق منه وقال لی ابی یا سوار انی لا اعلم لابی بکر و عمر رضی الله تعالیٰ عنهما فضیلة افضل من ان یکونا خلقا من تربة خلق منها رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم خرجه الجوهری و اورده الطبری فی الریاض النضرة ایضاً۔

حدیث 103۔حضرت سوار بن عبد اللہ بن سوار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام ایک قبر کے پاس سے گزرے جسے کھودا جا رہا تھا ارشاد فرمایا۔یہ قبر کس کی ہے؟ لوگوں نے عرض کی فلاں حبشی کی ہے۔ فرمایا: سبحان اللہ! یہ اللہ تعالیٰ کی زمین و آسمان کو چھوڑ کر اسی مٹی میں چلا گیا جس سے اس کو پیدا کیا گیا تھا۔راوی نے کہا میرے والد گرامی نے مجھے فرمایا۔اے سوار! میں شیخین کی اس سے بڑی کوئی

فضیلت نہیں جانتا کہ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی پیدائش والی مٹی سے پیدا کئے گئے تھے۔ اس کو جوہری نے روایت کیا اور طبری نے بھی ریاض النضرۃ میں بیان کیا۔

الحدیث الرابع بعد المائة: عن میمون بن مهران انه سئل أعلی عندک افضل ام ابو بکر و عمر رضی الله تعالی عنهم قال فارتعد حتی سقطت عصاه من یده ثم قال ما کنت اظن ان ابقی الی زمان یعدل بهما لله درهما کانا رأس الاسلام اخرجه ابو نعیم۔

حدیث 104۔ حضرت میمون بن مہران رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ حضرت علی افضل ہیں یا شیخین؟۔ تو آپ کانپنے لگے حتی کہ آپ کے ہاتھ سے آپ کا عصا مبارک گر گیا پھر فرمایا کہ مجھے تو یہ گمان بھی نہ تھا کہ اس زمانے تک بھی کوئی شیخین کا ہمسر ڈھونڈتا پھرے گا۔ ان دونوں پر تو اللہ کی بہت عطائیں تھیں وہ دونوں اسلام کے سردار تھے۔ اس کو ابونعیم نے روایت کیا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۴ ص ۹۳)

الحدیث السادس بعد المائة: عن سفیان قال من فضل علیا رضی الله تعالی عنه علی ابی بکر و عمر رضی الله تعالی عنهما

حدیث 105۔ حضرت سفیان رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شیخین W پر فضیلت دی تو اس نے مہاجرین و انصار کو دھوکا دیا۔ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا۔ (الریاض النضرۃ ص ۱۹۰)

الحدیث الخامس بعد المائة: فاقبل احدهما اخذا بید صاحبه فقال النبی صلی الله علیه وآله وسلم من سره ان ینظر الی سیدی کهول اهل الجنة من الاولین والأخرین الا النبیین والمرسلین فلینظر الی هذین المقبلین رواه الغیلانی و اورده الطبری فی الریاض النضرة۔

حدیث 106۔ امام شعبی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر و عمر کے درمیان عقد مواخاۃ

قائم فرمایا پھر شیخین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے آئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا" جس کو یہ پسند ہو کہ وہ انبیاء و مرسلین کے سوا سب اگلے پچھلے جنتی بوڑھوں کے سرداروں کو دیکھے تو وہ ان دو آنے والوں کو دیکھ لے۔اس کو غیلانی نے روایت کیا۔اور محب طبری نے ریاض النضرۃ میں نقل کیا۔

(الریاض النضرۃ ص ۱۹۰)

الحدیث السابع بعد المائة : عن ابراهیم بن اعین قال قلت لشریک یا اباعبد الله ارأیت من قال لا افضل احدا علی احد قال ولا یقول هذا الا الاحمق والنبی صلی الله علیه وآله وسلم فضل ابا بکر و عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال قلت فادرکت احدا یفضل علیهما قال لا الا ...... خرجه الحافظ السلفی۔

حدیث 107۔حضرت ابراھیم بن اعین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے حضرت شریک سے کہا. اے ابوعبداللہ! آپ کا اس شخص کے بارے کیا خیال ہے جو کہے میں کسی کو کسی پر فضیلت نہیں دیتا فرمایا یہ تو کوئی احمق ہی کہہ سکتا ہے۔حضور علیہ السلام نے تو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ کو فضیلت دی ہے فرماتے ہیں میں نے کہا میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے جو شیخین پر کسی کو فضیلت دیتا ہے۔فرمایا ایسا نہ کرے گا مگر۔۔۔اس کو حافظ سلفی نے روایت کیا۔(الکامل ابن عدی ج ۴ ص ۹،تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۳۸۹)

الحدیث الثامن بعد المائة : عن اللیث بن سعد قال ما صحب الانبیاء احد افضل من ابی بکر خرجه صاحب الفضائل۔

حدیث 108۔حضرت لیث بن سعد نے کہا" حضرت ابوبکر سے افضل کسی نبی علیہ السلام کا کوئی صحابی نہیں ہوا۔اس کو صاحب الفضائل نے روایت کیا۔(الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۶۳ باب ذکر اختصاصہ بسیادۃ کھول العرب)

الحدیث التاسع بعد المائة : عن محمد ن النفیس الزکیة المدفون بالمدینة

سفح جبل سلع بن عبد الله المحض بن الحسن المثنی بن الحسن بن علی ابن ابی طالب رضی الله تعالیٰ عنه قال لما سئل عن ابی بکر و عمر رضی الله تعالیٰ عنهما لهما عندی افضل من علی رضی الله تعالیٰ عنه اخرجه الدار قطنی۔

حدیث 109۔ حضرت محمد نفس الزکیہ بن عبداللہ المحض بن حسن مثنی بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جو مدینہ میں سلع پہاڑ کے دامن میں مدفون ہیں ان سے جب ابوبکر عمر کے بارے پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا: "میرے نزدیک وہ دونوں حضرت علی سے افضل ہیں"۔ اس کو دارقطنی نے روایت کیا۔ (فضائل اصحاب للدار قطنی: ۵۲)

الحدیث العاشر بعد المائة: عن عبد الله بن الحسن بن علی ابن ابی طالب رضی الله تعالیٰ عنهم وقد سئل عن ابی بکر و عمر رضی الله تعالیٰ عنهما فقال افضلهما واستغفر لهما فقیل له لعل هذا تقیة وفی نفسک خلافه فقال لا نالتنی شفاعة محمد صلی الله علیه وآله وسلم ان کنت اقول خلاف ما نفسی اخرجه الحافظ ابو سعید اسمعیل بن علی ابن الحسن السمان الرازی فی کتاب الموافقة بین اهل البیت والصحابة رضوان الله تعالیٰ علیهم اجمعین اورده الطبری فی الریاض النضرة۔

حدیث 110۔ حضرت عبداللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے شیخین کے متعلق پوچھا گیا ارشاد فرمایا میں انہیں کو افضل جانتا اور ان کے لئے دعائے بخشش کرتا ہوں کہا گیا شاید کہ آپ یہ بطور تقیہ کہہ رہے ہیں۔ آپ کے دل میں کچھ اور ہے۔ ارشاد فرمایا اگر میں اپنے دل کی بات نہ کہوں تو مجھے حضرت محمد ﷺ کی شفاعت نہ ملے۔ اس کو حافظ ابو سعید اسمٰعیل بن علی بن حسن سمان رازی نے کتاب "الموافقت بین اھل البیت والصحابۃ" میں روایت کیا ہے۔ اور طبری نے بن ریاض النضرۃ میں ذکر کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۲۸ باب فی ذکر نسبہ واسلام ابوبہ)

الحدیث الحادی عشر بعد المائة : عن محمد النفیس الزکیة بنحو هذا اللفظ اخرجه الدار قطنی ایضاً ۔

حدیث 111 ۔ اسی کی مثل محمد نفیس الزکیہ سے دار قطنی نے روایت کیا ہے ۔(فضائل محمد للدار قطنی:٦٧)

الحدیث الثانی عشر بعد المائة : عن مالک بن انس رحمه الله وقد ساله الرشید فقال کیف کانت منزلة ابی بکر و عمر رضی الله تعالیٰ عنهما من رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فی حیاته فقال کقرب قبر یهما من قبره بعد وفاته قال شفیتنی یا مالک خرجه البصری ۔

حدیث 112 ۔ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ سے خلیفہ رشید نے سوال کیا کہ حضور علیہ السلام کی حیات طیبہ میں آپ کے بارے میں حضرت شیخین کا کیا مقام تھا؟ فرمایا ایسے ہی قریب تھے جیسے بعد وفات آج ان کی قبریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے قریب ہیں ۔ خلیفہ نے کہا ۔ اے مالک! تم نے مجھے شفا دے دی ۔ اس کو بصری نے روایت کیا ہے ۔(الترغیب الترھیب ،لاسماعیل بن محمد الفضل قوام السنۃ:١٠٨٣)

الحدیث الثالث عشر بعد المائة : عن مالک بن انس بنحو هذا اللفظ خرجه الحافظ السلفی ۔

حدیث 113 ۔ حافظ سلفی نے اسی کی مثل مالک بن انس سے روایت کی ہے ۔(الطیوریات:٩٠٢)

الحدیث الرابع عشر بعد المائة : عن ابن الحسن رضی الله تعالیٰ عنه وقد سئل عن منزلة ابی بکر و عمر رضی الله تعالیٰ عنهما من رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال کمنزلتهما الیوم وهما ضجیعا خرجه ابن السمان فی الموافقة اورد هذه الاحادیث الثلاثة المحب الطبری فی الریاض النضرة ۔

حدیث 114۔ ابن الحسن رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں شیخین کا کیا مقام تھا؟ ارشاد فرمایا اتنے ہی قریب تھے جتنے قریب آج ان کے پہلو میں لیٹے ہوئے ہیں۔ اس کو ابن السمان نے الموافقہ میں روایت کیا اور مذکورہ تینوں احادیث کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا۔ (فضائل صحابہ للدارقطنی: ۳۵، فضائل صحابہ امام احمد: ۲۲۳)

الحدیث الخامس عشر بعد المائۃ: عن عبد المجید بن سہیل بن عبد الرحمن بن عوف عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما انا قدمت ابا بکر و عمر ولکن اللہ قدمہما ومن علی بہما یواز رانی علی امر اللہ تعالٰی ویخلفانی علی دین اللہ و وحیہ و امرہ خیر الخلافۃ ــــــ بعدی تسعدوا و اقتدوا بہما ترشدوا و من ذکرہما بسوء فاقتلوہ فانما یریدنی بہ والاسلام خرجہ الحافظ ابو الحسن المقدسی وقال غریب اسنادا و متنا۔

حدیث 115۔ عبد المجید بن سہیل بن عبد الرحمن بن عوف نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابو بکر و عمر کو میں نے ہی نہیں اللہ نے بھی مقدم کیا ہے۔ اور اللہ نے ان کے ساتھ مجھ پر احسان کیا ہے یہ اللہ کے کام میں میری مدد کرتے ہیں۔ اللہ کے دین، اس کی وحی اور اس کے حکم میں میری نیابت اچھی طرح نبھاتے ہیں۔ میرے بعد ان کی اطاعت کرو، سعادت پاؤ گے۔ ان کی پیروی کرنا ہدایت پاؤ گے اور جو ان کا برا تذکرہ کرے اسے قتل کر دو کہ حقیقت میں وہ مجھ اور اسلام کو برا کہہ رہا ہے۔ (الصواعق المحرقۃ ص ۲۲۴)

الحدیث السادس عشر بعد المائۃ: عن المجید بن سہیل بسندہ مرفوعاً بنحو ہذا اللفظ خرجہ الملاء فی سیرتہ واوردہما الطبری فی الریاض النضرۃ۔

حدیث 116۔ اسی کی مثل الملاء نے اپنی "سیرت" میں عبد المجید بن سہیل سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ اور ان دونوں احادیث کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔

الحدیث السابع عشر بعد المائة: عن محمد بن الحنفیة رضی الله تعالیٰ عنه وقد سئل ا كان ابو بكر اول القوم اسلاما قالا فقیل له فبای شیء علی و سبق حتی لا یذکر غیره قال فانه اسلم یوم اسلم و كان خیرهم اسلاما ولم یزل علی ذلك حتی توفاه الله خرجه ابن السمان فی الموافقة۔

حدیث 117۔حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے پہلے اسلام لائے تھے؟ فرمایا "نہیں" کہا گیا تو پھر وہ کس سبب سے سبقت لے گئے کہ کسی اور کا ذکر نہیں کیا جاتا فرمایا وہ جب اسلام لائے ان کا اسلام سب سے اچھا تھا اور وہ اسی اچھائی پر رہے یہاں تک اللہ نے انہیں وفات دی۔ اس کو ابن السمان نے الموافقہ میں روایت کیا ہے۔(الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۳۸،فضائل صحابہ للدارقطنی: ۷۳)

الحدیث الثامن عشر بعد المائة: عن محمد بن الحنفیة رضی الله تعالیٰ عنه بنحو هذا اللفظ خرجه ابن السمان فی الموافقة ایضاً لكنه قال فیه لانه كان افضلهم ایمانا و اوردهما الطبری فی الریاض النضرة۔

حدیث 118۔اسی کی مثل ابن السمان نے بھی روایت کی لیکن اس میں یہ زائد ہے۔ کیونکہ حضرت ابوبکر کا ایمان سب سے افضل تھا۔ ان دونوں روایتوں کو محب طبری نے بھی "ریاض النضرۃ" میں بیان کیا ہے۔(الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۳۸)

الحدیث التاسع عشر بعد المائة: عن عبد الله بن جعفر ابن ابی طالب رضی الله تعالیٰ عنه قال ولینا ابو بكر الصدیق رضی الله تعالیٰ عنه فخیر خلیفة ارحمه واحناه علینا خرجه ابن السمان فی الموافقة۔

حدیث 119۔حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمارے خلیفہ بنے تو آپ ہم پر بہت مہربان اور نرم خلیفہ تھے۔اس کو ابن السمان نے الموافقہ

میں روایت کیا۔(حدیث خیثمہ بن سلیمان:۱۳۱)

الحدیث العشرون بعد المائة: عن سالم بن الجعد قال قلت لمحمد بن الحنفیة هل كان ابو بكر اول القوم اسلاما قال لا قلت فبم علا ابو بكر و سبق حتى لا يذكر احد غير ابي بكر قال لانه كان افضلهم اسلاما حين اسلم حتى لحق بربه تعالى اخرجه ابن ابي شيبة۔

حدیث 120۔حضرت سالم بن جعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لائے تھے۔فرمایا نہیں۔میں نے کہا تو کس سبب سے وہ اتنی بلندی اور سبقت پاگئے کہ کسی اور کا ذکر بھی نہیں کیا جاتا فرمایا اس لئے کہ جب وہ اسلام لائے ان کا اسلام سب سے افضل تھا۔افضل رہا یہاں تک کہ وہ اللہ کو جا ملے اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔(مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۲۵۹۳ باب ماذکر فی ابی بکر الصدیق ؓ)

الحدیث الحادی والعشرون بعد المائة: عن سالم بن ابی الجعد قال قلت لمحمد ابن الحنفیة فذکر بنحو هذا اللفظ الی آخره اخرجه ابن عساکر۔

حدیث 121۔اسی کی مثل اسی سند سے ابن عساکر نے روایت کی ہے۔(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۴۶)

الحدیث الثانی والعشرون بعد المائة: عن علی ابن الموافق قال قمت فی لیلة باردة فتوضأت بماء بارد و توجهت الی القبلة فصلیت و قرأت قل هو الله احد الف مرة فلما فرغت غلبتنی عینای فنمت فرأیت النبی صلی الله علیه وآله وسلم فی النوم فقلت یا رسول الله القرآن کلام الله غیر مخلوق فسکت فقلت یا رسول الله القدر خیره وشره حلوه ومره من الله تعالی فسکت فقلت یا رسول الله الایمان قول وعمل یزید بالطاعة وینقص بالمعصیة فسکت فقلت یا رسول

الله خیر الناس بعدک ابو بکر فسکت ثم قلت یا رسول الله خیر الناس بعد ابی بکر عمر فسکت فاردت ان اقول عثمان فاستحییت منه صلی الله علیه وآله وسلم فقلت بعد عمر علی رضی الله تعالیٰ عنه فقال لی عثمان ثم علی رضی الله تعالیٰ عنه فجعل یرددها ثم عثمان ثم علی رضی الله تعالیٰ عنهما ثم عثمان ثم علی قال اخذ یعضدی وقال یا علی بن الموفق هذه سنتی فاستیقظت خرجه الحافظ السلفی و اورده الطبری فی الریاض النضرۃ۔

حدیث 122۔ حضرت علی بن موفق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ایک سرد رات اُٹھا۔ ٹھنڈے پانی سے وضو کیا اور قبلہ رخ کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ میں نے گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھی پھر جب میں نماز سے فارغ ہوا تو مجھے نیند آگئی اور میں سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! کیا قرآن کلام الٰہی غیر مخلوق ہے؟ حضور خاموش رہے۔ میں نے عرض کی آقا! کیا اچھی و بری، میٹھی و کڑوی تقدیر اللہ کی طرف سے ہے، حضور خاموش رہے۔ میں نے عرض کی حضور! کیا ایمان قول و عمل کا نام ہے کہ نیکی سے بڑھے اور برائی سے کم پڑے؟ حضور خاموش رہے۔ میں نے عرض کی عالیجاہ! کیا آپ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل حضرت ابو بکر ہیں؟ حضور خاموش رہے میں نے عرض کی عزت مآب! کیا حضرت ابو بکر کے بعد سب سے افضل حضرت عمر ہیں؟ حضور خاموش رہے پھر میں نے ارادہ کیا کہ اب حضرت عثمان کا نام لوں لیکن میں نے حضور علیہ السلام سے حیاء کرتے ہوئے عرض کی اے ہادی اُمم! کیا حضرت عمر کے بعد حضرت علی افضل ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا پہلے عثمان پھر علی پھر آپ بار بار یہ کہتے رہے پہلے عثمان پھر علی پہلے عثمان پھر علی۔

راوی فرماتے ہیں پھر حضور علیہ السلام نے میرا کندھا پکڑ کر ارشاد فرمایا۔ اے علی بن موفق! یہ میرا طریقہ ہے۔ پھر میں بیدار ہو گیا۔

اس کو حافظ سلفی نے روایت کیا اور طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا۔ (الطیوریات للسلفی: ۱۰۲۷)

الحدیث الثالث والعشرون بعد المائۃ : عن اسماعیل بن خالد قال بلغنی ان عائشۃ نظرت الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقالت یا سید العرب فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا سید ولد آدم و ابو بکر سید کھول العرب وعلی سید شباب العرب اخرجہ ابو نعیم البصری -

حدیث 123 ۔ حضرت اسماعیل بن خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام کو دیکھا اور عرض کی اے سید العرب! تو حضور ﷺ نے فرمایا" میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں اور ابو بکر، عرب بوڑھوں کے سردار ہیں اور علی عرب جوانوں کے سردار ہیں ۔

اس کو ابو نعیم نے روایت کیا۔ اس کو حافظ ابو القاسم دمشقی نے" الاربعین الطوال" میں ایک طویل حدیث کے ضمن میں روایت کیا ہے اور محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے ۔ (فضائل صحابہ امام احمد بن حنبل: ۵۹۹)

الحدیث الرابع والعشرون بعد المائۃ : عن اسماعیل بن خالد عن عائشۃ بمثل ھذا اللفظ رواہ الغیلانی و اوردھما الحافظ المحب الطبری فی الریاض النضرۃ .

الحدیث الخامس والعشرون بعد المائۃ : عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لابی بکر و عمر ھذان سیدا کھول اھل الجنۃ من الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین اوردہ الترمذی -

حدیث 124 ۔ اسی کی مثل اسماعیل بن خالد عن عائشہ کی سند سے غیلانی نے روایت کی ہے ۔ ان دونوں روایتوں کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے ۔ (الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۶۳)

حدیث 125 ۔ امام ترمذی رحمہ اللہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر و عمر کی نسبت فرمایا یہ دونوں سوا انبیاء و مرسلین کے سب اگلے پچھلے جنتی بوڑھوں کے

سردار ہیں۔(سنن ترمذی:۳۶۶۵)

الحدیث السادس والعشرون بعد المائۃ : عن ابی سعید مرفوعاً بشبه اورده الترمذی ایضاً۔

حدیث 126۔اسی کی مثل امام ترمذی رحمتہ اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعاً روایت کی ہے۔(کشف الاستار:۲۴۹۲)

الحدیث السابع والعشرون بعد المائۃ : عن الزهری مرسل قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لحسان بن ثابت هل قلت فی ابی بکر شیئا قال نعم فقال قل و انا اسمع فقال شعر وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد طاف العدو به اذ صعد به الجبلا و کان حب رسول الله قد علموا من البریة لم یعدل به رجلا فضحک رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم حتی بدت نواجذه ثم قال صدقت یاحسان هو کما قلت اخرجه ابن سعد و اورد هذه الاحادیث الثلاثة السیوطی فی تاریخ الخلفاء۔

حدیث 127۔امام زھری سے مرسلاً روایت ہے کہ! رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا اور فرمایا" کیا آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان میں کچھ کہا ہے" انہوں نے عرض کی جی ہاں!! فرمایا! سنائیے!! میں سن رہا ہوں۔

پھر انہوں نے یہ اشعار ارشاد کیے" وہ عظیم غار میں دو جان میں سے دوسرے تھے اور دشمن جب پہاڑ پر چڑھا تو ارد گرد چکر کاٹنے لگا۔اور لوگ جان چکے تھے کہ ابوبکر رسول اللہ ﷺ کو مخلوق میں سب سے زیادہ پیارے ہیں اور کوئی بھی شخص آپ کا ہم پلہ نہیں۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ اتنا مسکرائے کہ آپ کی مبارک داڑھوں کی چمک باہر آنے لگی پھر فرمایا۔ حسان: تم نے سچ کہا ابوبکر ایسے ہی ہیں جیسا تم نے کہا ہے۔اس کو ابن سعد نے روایت کیا۔

تینوں روایتوں کو علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا۔ (تاریخ خلفاء ص ۴۴، شرح اصول الاعتقاد: ۱۹۶۷)

الحدیث الثامن والعشرون بعد المائۃ : عن زید بن ابی اوفی قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجدہ فقال این فلان این فلان فجعل ینظر فی وجوہ اصحابہ ویتفقدھم وینبعث الیھم حتی توافوا عندہ حمد اللہ واثنی علیہ ثم قال انی محدثکم حدیثا فاحفظوہ و وعوہ و حدثوا بہ من بعدکم ان اللہ عزوجل اصطفی من خلقہ خلقا ثم تلی اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا و من الناس خلقا یدخلھم الجنۃ و انی اصطفی منکم من احب ان اصطفیہ و مؤاخ بینکم کما آخ اللہ عز وجل بین ملائکتہ قم یا ابا بکر بین یدی فان لک عندی یدا اللہ یجزیک بھا ولو کنت متخذا خلیلا لاتخذتک خلیلا فانت منی بمنزلۃ قمیصی من جسدی ثم تنجی ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ ثم قال ادن یا عمر فدنا منہ فقال لو کنت شدید الشغب علینا یا ابا حفص فدعوت اللہ ان یعز الاسلام بک او بابی جھل بن ھشام ففعل اللہ ذلک بک وکنت احبھما الی اللہ تعالی فانت معی فی الجنۃ ثالث ثلاثۃ من ھذہ الامۃ ثم تخی عمر رضی اللہ تعالی عنہ ثم اخی بینہ وبین ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہ ثم دعا عثمان فقال ادن یا ابا عمر و فلم یزل یدنوا منہ حتی الصق رکبتہ برکبتیہ فنظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی السماء قال سبحان اللہ العظیم ثلث مرات ثم نظر الی عثمان وکانت ازرارہ محلولۃ فزرھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدہ ثم قال اجمع عطفی ردائک علی نحرک ثم قال ان لک شانا فی اھل السماء انت ممن یرد علی حوضی و او داجک تشخب دما فاقول من

فعل بک ھذا فیقال فلان فلان وذلک کلام جبرئیل علیہ السلام و اذا ھاتف یکتنف من السماء الا ان عثمان امیر علی کل مجدول خرجہ القاسم الحافظ ابو القاسم الدمشقی فی الاربعین الطوال فی ضمن حدیث طویل و اوردہ الطبری فی الریاض النضرۃ۔

حدیث 128۔حضرت زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کی مبارک مجلس حاضر ہوا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فلاں کہاں ہیں؟ پھر حضور علیہ السلام اپنے صحابہ کے چہرے دیکھنے لگے بعض کو غیر موجود پایا تو ان کی طرف پیغام بھیجا۔یہاں تک جب دیگر صحابہ بھی جمع ہو گئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی۔پھر فرمایا میں تم کو ایک حدیث بیان کر رہا ہوں اس کو یاد رکھنا اس کی حفاظت کرنا اور اپنے بعد والوں کو بیان کرنا بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں کچھ افراد کو چن لیا ہے پھر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی ترجمہ کنزالایمان: اپنی پسند کا شخص چنتا ہوں اور تمہارے آپس میں بھائی چارگی قائم کر دیتا ہوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے درمیان عقد مواخاۃ قائم فرمایا: اے ابوبکر! آپ اٹھیے اور میرے سامنے آجائیے بیشک مجھ پر آپ کا وہ احسان ہے جس کا بدلہ اللہ آپ کو عطا فرمائے گا اور اگر میں کسی کو دوست بناتا تو آپ کو بناتا کہ آپ کا تعلق مجھ سے ایسے ہی ہے جیسے میرے جسم سے میری قمیض کا تعلق ہے۔پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک طرف ہو گئے۔اور حضور علیہ السلام نے فرمایا:"اے عمر! آپ میرے قریب آجائیے حضرت عمر آپ کے قریب ہوئے تو ارشاد فرمایا: اے ابو حفص۔آپ ہمارے بہت شدید مخالف تھے پھر میں نے اللہ سے دعا کی کہ وہ آپ کے ذریعے یا ابوجہل بن ہشام کے ذریعے اسلام کو غلبہ عطا فرمائے۔تو اللہ نے اس کے لئے آپ کو چنا کیونکہ ابوجہل کے برخلاف آپ اللہ کو محبوب تھے۔تو آپ جنت میں میرے ساتھ ہیں۔اس امت کے تیسرے بہترین فرد ہیں۔پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ایک طرف ہو گئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شیخین کو بھائی بھائی بنا دیا۔پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا اے ابو عمرو! ہمارے قریب

آبائیے حضرت عثمان آپ کے قریب ہوتے رہے یہاں تک اپنے گھٹنے حضور علیہ السلام کے گھٹنوں سے ملا دیئیے۔ رسول اللہ ﷺ نے آسمان کی طرف دیکھ کر تین مرتبہ کہا "سبحان اللہ العظیم" پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ رضی اللہ عنہ کے بٹن کھلے ہوئے تھے۔ حضور علیہ السلام نے اپنے دست اقدس سے بند کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "اپنی چادر کے دونوں پلو اپنے سینے پر اکٹھے کرلیا کرو۔ پھر فرمایا: "بیشک آپ کی شان آسمان والوں میں ہے اور آپ میرے حوض پر اس حال میں آئیں گا کہ نپ ئی رگیں بہت خون بہا رہی ہوں گی میں پوچھوں گا یہ کس نے آپ کے ساتھ ایسا کیا ہے؟ کہا جائے گا۔فلاں فلاں نے یہ کام کیا۔گواہی حضرت جبرئیل علیہ السلام کی ہوگی اور پھر ایک ہاتف غیبی سے سننے والا آسمان سے کہے گا سنو عثمان پر مظلوم کے امیر ہیں۔

اس کو حافظ ابو القاسم الدمشقی نے الاربعین الطوال میں ایک طویل حدیث کے ضمن میں روایت کیا ہے اور محب طبری نے ریاض النضرۃ میں اسے بیان کیا ہے۔(الریاض النضرۃ ج ا ص ۱۰)

الحدیث التاسع والعشرون بعد المائۃ: عن عمرو ابن العاص قال قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الناس احب الیک قال عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قلت من الرجال فقال ابوھا قلت ثم من قال عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فعد رجالا اخرجہ احمد۔

حدیث 129۔حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے عرض کی یارسول اللہ! لوگوں میں آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب ہے؟ ارشاد فرمایا عائشہ: میں نے کہا مردوں میں سے۔فرمایا عائشہ کے والد ہے۔میں نے عرض کی پھر کون؟ ارشاد فرمایا "عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ" پھر چند اور مردوں کو شمار فرمایا۔اس کو امام احمد نے روایت کیا۔(مسند امام احمد: ۱۷۸)

الحدیث الثلاثون بعد المائۃ: عن عمر ابن العاص مرفوعا بمثلہ خرجہ ابو حاتم و اوردھما الطبری فی الریاض النضرۃ ثم قال ففی روایۃ عن عمر ابن

العاص بعثنی رسول الله صلی الله علیه وسلم علی جیش ذات السلاسل وفی القوم ابو بکر و عمر رضی الله تعالیٰ عنهما فحدثنی نفسی انه لم یبعثنی علی ابی بکر و عمر رضی الله تعالیٰ عنهما الا لمنزلة لی عنده فاتیت حتی قعدت بین یدیه فقلت یا رسول الله صلی الله علیه وسلم من احب الناس الیک فقال الحدیث۔

حدیث 130۔ اسی کی مثل ابو حاتم نے عمرو بن عاص سے مرفوعاً روایت کی۔ ان دونوں روایتوں کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں ذکر کیا پھر فرمایا عمرو بن عاص کی ایک روایت میں ہے کہ مجھے نبی کریم علیہ السلام نے لشکر "ذات السلاسل" پر امیر بنا کر بھیجا اس لشکر میں شیخین بھی تھے تو میرے دل میں بات آئی کہ حضور علیہ السلام نے جو مجھے شیخین پر امیر بنا کر بھیجا ہے یہ حضور کی بارگاہ میں میری خاص قدر و منزلت کی وجہ سے ہے (جب لوٹے) تو میں حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ کون محبوب ہے؟ اس کے بعد مثل سابق حدیث ہے۔ (صحیح ابن حبان: ۶۸۸۵۔ ۶۹۰۰)

الحدیث الحادی والثلاثون بعد المائة: عن انس مرفوعاً بنحو هذا اللفظ خرجه ابو حاتم فی فضائل عائشة۔

حدیث 131۔ اسی کی مثل ابو حاتم نے حضرت انس سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (صحیح ابن حبان: ۷۱۰۶)

الحدیث الثانی والثلاثون بعد المائة: عن ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه قال قلت یا رسول الله صلی الله علیه وسلم ای الناس احب الیک قال عائشة قلت من الرجال قال ابو بکر قلت ثم من قال ثم عمر قلت ثم من قال ثم علی قلت ثم من قال ثم علی فاسکت فقال صلی الله علیه وسلم سل عما شئت

فقلت یا رسول اللہ ای الناس احب الیک بعد علی فقال طلحۃ ثم الزبیر ثم سعد ثم عبد الرحمن بن عوف ثم ابو عبیدۃ ابن الجراح خرجہ الملاء فی سیرتہ۔

حدیث 132۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ کون محبوب ہے۔ فرمایا "عائشہ" میں نے عرض کی مردوں میں سے؟ فرمایا ابو بکر میں نے عرض کی پھر کون؟ فرمایا عمر۔ میں نے عرض کی پھر کون؟ فرمایا عثمان۔ میں نے عرض کی پھر کون؟ فرمایا علی پھر میں خاموش ہوگیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اور بھی جو چاہو پوچھو میں نے عرض کی آقا علی کے بعد درجہ محبوبیت کس کا ہے؟ فرمایا طلحہ پھر زبیر پھر سعد پھر عبد الرحمن بن عوف پھر ابو عبیدہ ابن الجراح۔

اس کو ملاء نے اپنی "سیرت" میں روایت کیا۔ (الریاض النضرۃ ج ا ص ۱۲)

الحدیث الثالث والثلاثون بعد المائۃ : عن عبد اللہ بن شقیق قال قلت لعائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ای اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت ابو بکر قلت ثم من قالت عمر قلت ثم من قالت ابو عبیدۃ ابن الجراح قلت ثم من فسکتت خرجہ الترمذی وقال حسن صحیح و اورد ھذہ الاحادیث الخمسۃ الطبری فی الریاض النضرۃ۔

حدیث 133۔ عبد اللہ بن شقیق سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے سیدہ عائشہ سے پوچھا رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب تھا؟ فرمایا ابو بکر میں نے عرض کی پھر کون؟ فرمایا "عمر" میں نے عرض کی پھر کون؟ فرمایا "ابو عبیدہ بن جراح" میں نے عرض کی پھر کون تو آپ خاموش رہیں۔ اس کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ان پانچ احادیث کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں روایت کیا۔ (الریاض النضرۃ ج ا ص ۱۳، سنن

ترمذی:۳۸۸۵)

الحديث الرابع والثلاثون بعد المائة : عن عائشة رضي الله تعالى عنها وقد سئلت من كان رسول الله صلى الله عليه وسلم مستخلفا لو استخلف قالت ابو بكر فقيل لها ثم من قالت عمر فقيل ثم من بعد عمر قالت ابو عبيدة ابن الجراح ثم انتهت الي هذا اخرجه مسلم۔

حدیث 134۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا رسول اللہ ﷺ اگر خلیفہ بناتے تو کس کو بناتے؟ فرمایا حضرت ابوبکر تو عرض کیا پھر کس کو؟ فرمایا عمر کو۔عرض کی گئی پھر کس کو فرمایا ابوعبیدہ بن جراح کو پھر رک گئیں۔اس کو مسلم نے روایت کیا۔(صحیح مسلم:۲۳۸۴ باب من فضائل ابی بکر الصدیق ؓ)

الحديث الخامس والثلاثون بعد المائة : عن انس رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله افترض عليكم حب بي بكر و عمر و عثمان و علي رضي الله تعالى عنهم كما افترض الصلوة والزكوة والصوم والحج فمن انكر فضلهم فلا يقبل منه الصلوة ولا الزكوة ولا الصوم ولا الحج خرجه الملاء في سيرته۔

حدیث 135۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا"بیشک اللہ تعالیٰ نے تم پر ابوبکر،عمر،عثمان اور علی کی محبت ایسے ہی فرض کی ہے جیسے نماز،زکوۃ،روزہ اور حج فرض کیا ہے۔تو جس نے ان کی فضیلت کا انکار کیا اس کی نماز،زکوۃ،روزہ اور حج کچھ بھی مقبول نہیں۔اس کو ملاء نے اپنی سیرت میں روایت کیا۔(الریاض النضرۃ ج ا ص ۱۹)

الحديث السادس والثلاثون بعد المائة : عن انس رضي الله تعالى عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اخبرني جبرئيل عليه السلام ان الله تعالى لما خلق آدم عليه السلام وادخل الرد في جسده امرني ان اخذ

تفاحة من الجنة فاعصرها فی حلقه فعصرتها فی فیه فخلقک الله من القطرة الاولی انت یا محمد ومن الثانیة ابا بکر و من الثالثة عمر ومن الرابعة عثمان ومن الخامسة علیا فقال آدم علیه السلام من هؤلاء الذین اکرمتهم فقال لله تعالی هؤلاء خمسة اشباح من ذریتک وقال هؤلاء اکرم عندی من جمیع خلقی قال فلما عصی آدم ربه قال یا رب بحرمة هؤلاء اولئک الاشباح الخمسة الذین فضلتهم الا تبت علی فتاب الله علیه اورد هذه الاحادیث الثلاثة الطبری فی الریاض النضرة۔

حدیث 136۔حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرمارہے تھے مجھے جبرئیل علیہ السلام نے خبر دی کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایااوران کے بدن میں روح ڈالی تو مجھے حکم دیا کہ میں ایک جنتی سیب لے کر اس کارس ان کے گلے میں نچوڑوں میں نے وہ سیب ان کے منہ میں نچوڑا تو اے محمد! اس کے پہلے قطرے سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیدا کیا دوسرے سے حضرت ابوبکر کو تیسرے سے حضرت عمر کو چوتھے سے حضرت عثمان کو۔اور پانچویں سے حضرت علی کو۔تو آدم علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی اے اللہ! یہ کون ہیں جنہیں تو نے معزز کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے آدم! یہ پانچویں تیری اولاد میں خاص اشخاص ہیں اور فرمایا یہ پانچوں مجھے میری تمام مخلوق سے زیادہ معزز ہیں۔جبرائیل نے کہا پھر جب آدم علیہ السلام سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو عرض کی اے رب! انہیں پانچ صاحبان فضیلت ہستیوں کی عزت کے واسطے سے میری توبہ قبول فرما تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔

ان تینوں احادیث کو طبری نے ریاض النضرۃ میں ذکر کیا ہے۔(الریاض النضرۃ ج ا ص ۱۹)

الحدیث السابع والثلاثون بعد المائة: عن ابن عمر رضی الله تعالی عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انا اول امن تنشق عنه الارض ثم ابوبکر

ثم عمر ثم آتی اهل البقیع فیحشرون ثم انتظر اهل مکة حتی احشر بین الحرمین خرجه الترمذی۔

حدیث 137۔ امام ترمذی رحمتہ اللہ عنہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' سب سے پہلے مجھ سے زمین (قبر) کھلے گی پھر ابو بکر پھر عمر سے پھر میں اہل بقیع کے پاس آؤں گا تو ان کو اٹھا کر جمع کیا جائے گا۔ پھر اہل مکہ کا انتظار کروں گا یہاں تک ان کو حرمین کے درمیان جمع کیا جائے گا۔ (سنن ترمذی: ۳۶۹۲، مسند بزار: ۶۱۴۳)

الحدیث الثامن والثلاثون بعد المائة: عن ابن مرفوعاً بمثل هذا اللفظ خرجه ابو جاتم فی فضائل عمر من قسم الاخبار و اوردهما الطبری فی الریاض النضرة ایضاً۔

حدیث 138۔ اسی کی مثل ابو حاتم نے فضائل عمر قسم الاخبار میں ابن عمر سے مرفوعاً روایت کی ہے ان دونوں روایتوں کو طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔ (صحیح ابن حبان: ۶۸۹۹)

الحدیث التاسع والثلاثون بعد المائة: عن ابن عمر مرفوعاً بمثل هذا اللفظ خرجه الحاکم و اورده السیوطی فی تاریخ الخلفاء۔

حدیث 139۔ اسی کی مثل حاکم نے ابن عمر سے مرفوعاً روایت کی اور اسے علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں ذکر کیا ہے۔ (مستدرک حاکم: ۴۴۲۹، اخبار مکہ: ۱۸۱۴)

الحدیث الاربعون بعد المائة: عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم انا اول من تنشق عنه الارض ثم ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی الله تعالیٰ عنهم ثم اتی اهل البقیع ثم انتظر اهل مکة فتنشق عنهم ثم یقوم الخلائق۔

حدیث 140۔ حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا۔

میں پہلا شخص ہوں گا جس سے زمین (قبر) کھلے گی پھر حضرت ابو بکر پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان کی قبریں کھلیں گی پھر میں بقیع والوں کے پاس آؤں گا پھر میں مکیوں کا انتظار کروں گا پھر ان کی قبریں کھلیں گی پھر سب لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے۔ (تاریخ دمشق: ج ۵۹ ص ۲۷۵)

الحدیث الحادی والاربعون بعد المائۃ: عن ابن عمر قال کنا نقول و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حی افضل امۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعدہ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان خرجہ ابو داؤد الحافظ فی الموافقات۔

حدیث 141۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم حضور علیہ السلام کی زندگی میں یہی کہا کرتے تھے کہ آپ علیہ السلام کے بعد افضل امت حضرت ابو بکر ہیں پھر حضرت عمر ہیں پھر حضرت عثمان ہیں اس کو حافظ ابو داؤد نے "موافقات" میں روایت کیا۔ (سنن ابی داؤد: ۴۶۲۸)

الحدیث الثانی والاربعون بعد المائۃ: عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال اجمع المهاجرون والانصار علی ان خیر هذه الامۃ بعد نبیها ابوبکر و عمر و عثمان خرجہ خیثمۃ بن سلیمان۔

حدیث 142۔ خیثمہ بن سلیمان حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے راوی۔ آپ نے فرمایا مہاجرین اور انصار کا اس پر اجماع ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد امت میں سب سے افضل حضرت ابو بکر ہیں پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان ہیں۔ (شرح مذاہب اہل سنۃ ج ۱ ص ۳۰۵، رقم: ۱۹۱)

الحدیث الثالث والاربعون بعد المائۃ: عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرج ذات یوم فدخل المسجد و ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما احدهما عن یمینه والآخر عن شماله وهو آخذ بایدیهما وقال هکذا نبعث یوم القیامۃ خرجہ الترمذی وقال غریب۔

حدیث 143۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "رسول اللہ ﷺ ایک دن تشریف لائے پھر مسجد میں

اس شان سے داخل ہوئے کہ شیخین میں سے ایک آپ علیہ السلام کی دائیں جانب اور دوسرے آپ کی
دوسری جانب تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے کہ
روز محشر بھی اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔ اس کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث غریب
ہے۔ (سنن ترمذی: ۳۶۶۹)

الحدیث الرابع والاربعون بعد المائة : عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه مرفوعاً بمثله خرجه المخلص الذهبی و اورد هذه الاحادیث الخمسة الطبری فی الریاض النضرة۔

حدیث 144۔ اسی کی مثل مخلص ذھبی نے حضرت ابن عمر سے مرفوعا روایت کی ہے۔ ان پانچ
احادیث کو طبری نے ریاض النضرۃ میں ذکر کیا ہے۔ (المخلصیات: ۲۹۴۴)

الحدیث الخامس والاربعون بعد المائة : عن ابن عمر مرفوعاً بمثله اخرجه الحاکم و اورده الحافظ السیوطی فی تاریخ الخلفاء۔

حدیث 145۔ اسی کی مثل حاکم نے ابن عمر سے مرفوعا روایت کی ہے اور حافظ سیوطی نے اسے تاریخ
الخلفاء میں ذکر کیا ہے۔ (مستدرک حاکم: ۴۷۷۶)

الحدیث السادس والاربعون بعد المائة : عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم دخل المسجد و ابو بکر عن یمینه آخذا بیده و عمر عن یساره آخذا بیده وهو متکی علیهما فقال هکذا نبعث یوم القیامة اخرجه ابو بکر ابن عاصم فی السنة۔

حدیث 146۔ امام ابوبکر بن عاصم نے "السنۃ" میں حضرت ابن عمر سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ
مسجد میں اس شان سے داخل ہوئے کہ آپ کی داہنی جانب حضرت ابوبکر آپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے
تھے اور دوسری جانب حضرت عمر آپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور رسول اللہ ﷺ ان دونوں پر ٹیک

لائے ہوئے تھے پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا ہم روز محشر بھی یونہی اٹھائے جائیں گے۔ (السنۃ ابن ابی عاصم:۱۴۱۸)

الحدیث السابع والاربعون بعد المائۃ: عن سالم بن عبد اللہ بن عمر مرسلا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابعث یوم القیامۃ بین ابی بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما الحدیث اخرجہ الحارث بین ابی اسامۃ فی مسندہ۔

حدیث 147۔ حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں حضرت سلیم بن عبد اللہ بن عمر سے مرسلاً روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا" میں قیامت کے دن ابوبکر وعمر کے درمیان اٹھایا جاؤں گا۔ (مسند الحارث:۱۱۲۰)

الحدیث الثامن والاربعون بعد المائۃ: عن سالم بن عبد اللہ بن عمر عن ابیہ موصولاً بمثل ھذا اللفظ اخرجہ ابو نعیم فی الدلائل و اورد ھذہ الاحادیث الثلاثۃ العلامۃ الغالی فی شرح دلائل الخیرات۔

حدیث 148۔ ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں اسی کی مثل عن سالم بن عبد اللہ بن عمر عن ابیہ موصولاً روایت کی ہے۔ ان تینوں احادیث کو علامہ شاذلی رضی اللہ عنہ نے شرح دلائل الخیرات میں ذکر کیا ہے۔ (المہر ونیات:۹۹)

الحدیث التاسع والاربعون بعد المائۃ: عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بمثل ھذا اللفظ الترمذی الذی مر ذکرہ عن قریب اخرجہ الطبرانی فی الاوسط و اوردہ السیوطی فی تاریخ الخلفاء۔

حدیث 149۔ اسی کی مثل امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اس کو امام طبرانی نے "اوسط" میں روایت کیا ہے اور حافظ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں ذکر کیا ہے۔ (المعجم الاوسط:۸۲۵۸)

الحدیث الخمسون بعد المائۃ: عن ابن عمر قال کنا و فینا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم نفضل ابا بکر و عمر و عثمان و علی رضی الله تعالی عنهم خرجه ابو الحسن الحربی۔

حدیث 150۔ ابو الحسن حربی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے راوی کہ ہم حضور علیہ السلام کے اپنے درمیان تشریف فرما ہوتے ہوئے بھی ابو بکر و عمر و عثمان و علی کی بالترتیب فضیلت بیان کیا کرتے تھے۔ (الریاض النضرۃ ج۱ ص۲۲)

الحدیث الحادی والخمسون بعد المائۃ: عن ابی امامۃ قال سمعت ابا بکر الصدیق رضی الله تعالی عنه یقول للنبی صلی الله علیه وآله وسلم من اول من یحاسب قال انت یا ابا بکر قال ثم من قال ثم عمر قال ثم من قال ثم علی رضی الله تعالی عنهم قال فعثمان قال سألت ربی ان یهب لی حسابه فلا یحاسبه فوهبه لی خرجه الخجندی۔

حدیث 151۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضرت ابو بکر کو حضور علیہ السلام سے پوچھتے ہوئے سنا آپ نے کہا آقا! سب سے پہلے کس کا حساب ہوگا حضور علیہ السلام نے فرمایا اے ابا بکر تمہارا کہا۔ پھر کس کا؟ فرمایا عمر کا کہا پھر کس کا؟ فرمایا علی کا عرض کی آقا تو عثمان؟ فرمایا میں نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی کہ وہ عثمان کا حساب خود نہ لے، مجھے ہبہ کردے تو اللہ تعالی نے مجھے ہبہ کر دیا۔ اسے خجندی نے روایت کیا۔ (فوائد ابن بشران: ۶۰۹)

الحدیث الثانی والخمسون بعد المائۃ: عن جابر بن عبد الله رضی الله تعالی عنه ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال اری اللیلۃ رجل صالح ان ابا بکر نیط برسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ونیط عمر بابی بکر ونیط عثمان بعمر قال جابر فلما قمنا من عند رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قلنا اما

الرجل الصالح فرسول الله صلى الله عليه وسلم واما ما ذكره من نوط بعضهم ببعض فهم فلاة هذا الامر الذی بعث الله به نبیه صلى الله عليه وآله وسلم خرجه ابو حاتم فی صحیحه۔

حدیث 152۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا" رات ایک نیک شخص کو خواب دکھایا گیا کہ حضرت ابو بکر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور عمر ابو بکر کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور عثمان وعمر کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔حضرت جابر نے فرمایا جب ہم حضور علیہ السلام کے پاس سے اٹھے تو ہم نے کہا کہ وہ نیک شخص تو حضور علیہ السلام ہیں اور رہا وہ جو آپ نے بعض کا بعض کے ساتھ ملا ہوا ہونا ذکر فرمایا ہے تو وہ اس بات کا تتمہ ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہے۔(صحیح ابن حبان: ۶۹۱۳)

الحديث الثالث والخمسون بعد المائة : عن عبد الرحمن بن عوف رضی الله تعالى عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول اذا كان يوم القيامة نادى مناد الا لا يرفعن احد كتابه قبل ابی بكر و عمر رضی الله تعالى عنهما كرجه ابن الفطريف۔

حدیث 153۔حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے۔قیامت کے دن ایک منادی ندا کرے گا خبردار! ابو بکر وعمر سے پہلے کوئی بھی اپنا نامہ اعمال ہرگز نہ اٹھائے۔اس کو ابن الفطریف نے روایت کیا۔(تاریخ دمشق ج ۴۴ ص ۱۵۹)

الحديث الرابع والخمسون بعد المائة : عن زيد بن ثابت رضی الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اول من يعطى من هذه الامة كتابه بيمينه عمر ابن الخطاب رضى الله تعالى عنه وله شعاع كشعاع الشمس فقيل له

فاین ابوبکر یا رسول اللہ قال ھیھات زفتہ الملائکۃ الی الجنان خرجہ صاحب الدیباج و اورد ھذہ الاحادیث الخمسۃ الطبری فی الریاض النضرۃ ثم قال ولا تضاد بین ھذا وبین ما تقدم قبلہ عن عبد الرحمن بن عوف آنفا اذ الرفع غیر الاعطاء وقد جاء ان ابا بکر لا یعرض علی الحساب فلا یحتاج الی اعطاء کتاب بل یرفع کتابہ مع کتاب عمر رضی اللہ تعالی عنہ بعد اعطائہ ایاہ وقد زف ابو بکر الی الجنۃ انتھی۔

حدیث 154۔حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اس امت میں سے جس شخص کو سب سے پہلے اس کا اعمالنامہ دھنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ عمر بن خطاب ہیں۔ ا.. کا اعمال نامہ آفتاب کی مانند چمک رہا ہوگا عرض کی گئی یا رسول اللہ حضرت ابوبکر کہاں رہ گئے؟ ار.. "ان کو تو فرشتے دولہا بنا کر جانب جنت بھیج چلے ہوں گے۔ اس کو صاحب الدیباج نے روایت ہے۔ اوران پانچوں احادیث کو طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا اور کہا کہ اس میں اور اس۔ پہلے جو عبدالرحمن بن عوف سے حدیث 153 گزری ہے اس میں کوئی تضاد نہیں۔ کیونکہ اٹھانا اللہ.. عطاء کرنا اور ہے اور روایتوں میں یہ بھی آتا ہے کہ حضرت ابوبکر کو حساب کے لئے پیش نہیں کیا جا.. لہذا آپ کو اعمالنامہ عطا کیا نہیں بلکہ آپ اپنے اعمال نامے کو اسی وقت اٹھالیں گے جب حضرت.. ان کا نامہ عطا کیا جائے گا اوران کو عطا کئے جانے کے بعد آپ کو سوئے جنت بھیجا جاچکا ہوگا۔ (الریاض النضرۃ ج ا ص ۱۴۷)

الحدیث الخامس والخمسون بعد المائۃ: عن جعفر بن محمد رضی اللہ تعالی ع.. عن ابیہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا جلس جلس ابوبکر عن یمینہ و عمر عن یسارہ خرجہ ابو القاسم السلمی۔

حدیث 155۔حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیٹھتے تو حضرت..

بکر آپ ﷺ کے دائیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے بائیں بیٹھتے۔ اسے ابو القاسم السلمی نے روایت کیا ہے۔ (تاریخ دمشق ج ۲۶ ص ۳۴۴)

الحدیث السادس والخمسون بعد المائۃ : عن جعفر بن محمد عن ابیہ مرفوعاً بمثلہ خرجہ القلعی۔

حدیث 156۔ قلعی نے جعفر بن محمد عن ابیہ سے اسی کی مثل مرفوعاً روایت کی ہے۔ (الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۲۰۹)

الحدیث السابع والخمسون بعد المائۃ : عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اقبل ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھذان السمع والبصر خرجہ السمرقندی۔

حدیث 157۔ سمرقندی حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روای کہ حضرت ابوبکر وعمر آئے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا" یہ دونوں کان اور آنکھیں ہیں۔

الحدیث الثامن والخمسون بعد المائۃ :-----------------

حدیث 158 ------ یہ حدیث موجود نہیں ہے۔

الحدیث التاسع والخمسون بعد المائۃ : عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بمثلہ خرجہ الملأ فی سیرتہ و اورد ھذہ الاحادیث الخمسۃ الطبری فی الریاض النضرۃ۔

حدیث 158۔ اسی کی مثل الملاء نے اپنی کتاب" سیرت" میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے اور طبری نے ان پانچ احادیث کو ریاض النضرۃ میں بیان کیا۔ (الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۲۰۹)

الحدیث الستون بعد المائۃ : عن عبد اللہ بن حنطب ان النبی صلی اللہ علیہ

وسلم رأى ابا بكر و عمر رضي الله تعالى عنهما فقال هذان السمع والب
اخرجه الترمذي۔

حدیث 160۔امام ترمذی حضرت عبداللہ بن حنطب سے راوی، کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو
عمرؓ کو دیکھا تو فرمایا یہ دونوں سماعت اور بصارت ہیں۔(سنن ترمذی:۳۶۷۱)

الحديث الحادي والستون بعد المائة : عن عبد الله بن حنطب مرفوعاً بم
اخرجه الحاكم وصححه۔

حدیث 161۔اسی کی مثل حاکم نے عبداللہ بن حنطب سے مرفوعا روایت کی اور اسے صحیح
(مستدرک حاکم:۴۴۳۲)

الحديث الثاني والستون بعد المائة : عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما مرف
بمثله اخرجه الطبراني۔

حدیث 162۔اسی کی مثل طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی۔(معجم الکبیر:۲۹
مسند عبداللہ بن عمیر)

الحديث الثالث والستون بعد المائة : عن عبد الله بن عمر مرفوعاً بمثله اخ
الطبراني ايضاً و اورد هذه الاحاديث الاربعة الحافظ السيوطي في تاريخ الخ
۔

حدیث 163۔امام طبرانی نے ایک اور اسی کی مثل حضرت ابن عمر سے مرفوعاً روایت کی۔
چاروں روایتوں کو حافظ سیوطی رحمۃ اللہ عنہ نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا۔(تاریخ الخلفاء ص ۵۰)

الحديث الرابع والستون بعد المائة : عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ابو بكر و عمر مني بمنزلة السمع وال
من الراس اخرجه ابو نعيم في الحلية۔

حدیث 164۔ ابونعیم "حلیہ" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ابوبکر و عمر کا تعلق مجھ سے ایسے ہے جیسے میری سماعت و بصارت کا میرے سر سے۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۴ ص ۷۳)

الحدیث الخامس والستون بعد المائۃ: عن جابر مرفوعاً بمثلہ اخرجہ الخطیب

حدیث 165۔ اسی کی مثل خطیب نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ (تاریخ بغداد ج ۸ ص ۴۵۹)

الحدیث السادس والستون بعد المائۃ: عن جابر مرفوعاً بمثلہ اخرجہ ابو یعلی واورد ھذہ الاحادیث الثلاثۃ ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقۃ۔

حدیث 166۔ اسی کی مثل ابو یعلی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی اور ان تینوں احادیث کو ابن حجر مکی رحمۃ اللہ نے صواعق محرقہ میں بیان کیا۔ (الصواعق المحرقۃ ص ۲۳۳)

الحدیث السابع والستون بعد المائۃ: عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نبی الا ولہ وزیران من اھل السماء ووزیران من اھل الارض فاما وزیرای من اھل السماء فجبرئیل و میکائیل علیہما السلام و اما وزیرای من اھل الارض فابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اخرجہ الترمذی وقال حسن غریب۔

حدیث 167۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا "ہر نبی علیہ السلام کے دو وزیر آسمان والوں میں سے اور دو زمین والوں میں سے ہوتے ہیں۔ میرے وزیر آسمان والوں میں سے جبرئیل و میکائل علیہما السلام ہیں اور زمین والوں میں سے ابوبکر و عمر ہیں۔

اس کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ (سنن ترمذی: ۳۶۸۰)

الحدیث الثامن والستون بعد المائة : عن ابی شریح الکعبی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان لی وزیرین فی السماء و وزیرین من اهل الارض اما فی السماء فجبرئیل و میکائیل علیهما السلام و اما فی الارض فابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما خرجه ابو عبد الرحمن السلمی۔

حدیث 168۔ابوشریح کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:"بے شک میرے دو وزیر آسمانوں میں ہیں اور دو زمین میں ہیں۔آسمان میں حضرت جبرئیل و میکائیل علیہم السلام ہیں اور زمین میں ابوبکر و عمر ہیں۔

اس کو ابو عبد الرحمن سلمی نے روایت کیا۔(الصواعق المحرقہ ص ۲۲۰)

الحدیث التاسع والستون بعد المائة : عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابو بکر عن یمینه و عمر عن یساره قال فمد یده المبارکة بین کتفی ابی بکر و مد یساره بین کتفی عمر ثم قال لهما انتما وزیرای فی الدنیا و انتما وزیرای فی الآخرة هکذا تنشق الارض عنی و عنکما و هکذا زورانا و انتما رب العلمین خرجه ابو الحسن علی ابن نعیم البصری۔

حدیث 169۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی دائیں جانب اور حضرت عمر رضی اللہ آپ کے دوسری جانب موجود تھے فرماتے ہیں۔نبی علیہ السلام نے اپنا دہنا ہاتھ بڑھایا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے شانوں کے درمیان رکھا اسی طرح اپنا دوسرا ہاتھ بڑھا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے شانوں کے درمیان رکھا اور فرمایا تم دونوں دنیا و آخرت میں میرے وزیر ہو قیامت کے دن مجھ سے اور تم سے اسی طرح زمین کھلے گی۔

اس کو ابوالحسن علی ابن نعیم بصری نے روایت کیا ہے۔(الصواعق المحرقہ ص ۲۲۳)

الحدیث السبعون بعد المائۃ : عن الحسن بن ابی الحسن البصری قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم مکتوب علی ساق العرش او فی ساق العرش لا الہ الا الله محمد رسول الله و وزیراہ ابو بکر الصدیق و عمر الفاروق خرجہ صاحب الدیباج۔

حدیث 170۔ حسن بن ابوالحسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا درعرش کے پاؤں پر یہ لکھا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور ان کے دو وزیر ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ ہیں۔ اسکو صاحب الدیباج نے روایت کیا ہے۔(الدیباج للختلی:٦٩)

الحدیث الحادی والسبعون بعد المائۃ : عن ابن عمر رضی الله تعالی عنهما ان رسول الله صلی الله علیہ وسلم اراد ان یرسل رجلا فی حلبۃ مهمۃ و ابو بکر و عمر عن یمینہ و یسارہ فقال علی الا تبعث احد هذین فقال کیف ابعث هذین وهما من الذین بمنزلۃ السمع والبصر خرجہ المخلص۔

حدیث 171۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی شخص کو ایک اہم کام کے لئے بھیجنے کا ارادہ فرمایا۔ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما آپ علیہ السلام کی دائیں اور بائیں جانب میں تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی حضور! آپ ان دو میں سے کسی ایک کو بھیج دیجئے؟ ارشاد فرمایا میں ان کو کیسے بھیج دوں جو میرے سماعت و بصارت کے قائم مقام ہیں۔ اس کو مخلص نے روایت کیا ہے۔ (المخلصیات:٦٧٢٣)

الحدیث الثانی والسبعون بعد المائۃ : عن ابن عمر مرفوعاً بنحوہ خرجہ ابن السمان فی الموافقۃ۔

حدیث 172۔ اسی کی مثل ابن السمان نے "الموافقۃ" میں مرفوعاً روایت کی ہے۔(الشریعۃ

آجری: ۱۳۲۴)

الحديث الثالث والسبعون بعد مائة: عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله تعالى عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لقد هممت ان ابعث دعاة من الامم كما بعث عيسى ابن مريم للحواريين قلت الا تبعث ابا بكر و عمر قال لا غنالي عنهما انهما من الدين بمنزلة السمع والبصر خرجه الجوهري و اورد هذه الاحاديث السبعة في الرياض النضرة۔

حدیث 173۔حضرت جوہری حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے راوی، انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: آپ فرمارہے تھے میرا ارادہ ہے کہ میں دیگر قوموں کی طرف کچھ مبلغین بھیجوں جیسا کہ حضرت عیسیٰ نے بھیجے تھے تو میں نے عرض کی آقا! آپ ابوبکر وعمر کو کیوں نہیں بھیج دیتے ارشاد فرمایا: مجھے ان سے بے نیازی نہیں یہ تو دین کی سماعت و بصارت کی طرح ہیں۔ ان سات احادیث کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔(المعجم الاوسط: ۴۹۹۹، السنۃ ابن ابی عاصم: ۱۲۲۲)

الحديث الرابع والسبعون بعد المائة: عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لكل نبي خاصة من منه و ان خاصتي من اصحابي ابو بكر و عمر رضي الله تعالى عنهما اخرجه الطبراني و اورده السيوطي في تاريخ الخلفاء۔

حدیث 174۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کے لئے اس کی امت میں سے خاصہ ہوتا ہے اور میرا خاصہ میرے اصحاب میں سے ابوبکر و عمر ہیں۔ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے اور سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔(المعجم الکبیر: ۱۰۰۰۸)

الحديث الخامس والسبعون بعد المائة: عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه

مرفوعاً خرجه الملأ فی سیرته واورده المحب الطبری فی الریاض النضرة۔

حدیث 175۔ اسی کی مثل ملاء نے اپنی کتاب "سیرت" میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ محب طبری نے اسے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۵۰)

الحدیث السادس والسبعون بعد المائة: عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال کنا نجلس عند النبی صلی الله علیه وسلم کان رؤسنا الطیر ما یتکلم احد منا الا ابو بکر و عمر۔

حدیث 176۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں اس طرح خاموش بیٹھتے تھے گویا ہمارے سروں پر پرندے ہیں اور ہم میں سے کوئی کچھ کلام نہ کرتا تھا سوا ابوبکر و عمر کے۔ (المعجم الاوسط: ۷۷۸۲)

الحدیث السابع والسبعون بعد المائة: عن انس رضی الله تعالیٰ عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یخرج علی اصحابه من المهاجرین والانصار وهم جلوس فلا یرفع الیه منهم احد بصره الا ابو بکر و عمر فانهما کانا ینظران الیه وینظر الیهما ویتبسمان الیه ویتبسم الیهما خرجه احمد۔

حدیث 177۔ امام احمد حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور علیہ السلام اپنے مہاجرین وانصار صحابہ کرام کی مجلس میں تشریف لاتے تو ہم میں سے کوئی حضور کو آنکھ اٹھا کر دیکھ نہ پاتا سوا ابوبکر و عمر کے کہ وہ حضور کو دیکھ کر مسکراتے اور حضور ان کو دیکھ کر مسکراتے۔ (مسند امام احمد: ۱۲۵۱۶)

الحدیث الثامن والسبعون بعد المائة: عن انس رضی الله تعالیٰ عنه مرفوعاً بمثله خرجه الترمذی وقال غریب۔

حدیث 178۔ اسی کی مثل امام ترمذی رحمۃ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی اور اسے غریب کہا۔ (سنن ترمذی: ۳۶۶۸ باب فی مناقب ابی بکر و عمر)

الحدیث التاسع والسبعون بعد المائۃ : عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بمثلہ خرجہ المخلص الذہبی۔

حدیث 179۔اسی کی مثل مخلص ذھبی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی۔(مجموع أجزاء حدیثیہ: ۴۲، مشیخۃ ابن البخاری: ۸۸۹)

الحدیث الثمانون بعد المائۃ : عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بمثلہ خرجہ الحافظ الدمشقی۔

حدیث 180۔اسی کی مثل حافظ دمشقی رحمۃ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی۔(مشیخۃ البخاری: ۸۸۹، شرح اصول الاعتقاد: ۲۵۰۶)

الحدیث الحادی والثمانون بعد المائۃ : عن عبد العزیز بن المطلب عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ عز وجل ایدنی من اہل السماء بجبرئیل و میکائیل ومن اہل الارض بابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خرجہ السمرقندی۔

حدیث 181۔حضرت عبد العزیز بن مطلب اپنے والد گرامی سے راوی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا "بیشک اللہ عزوجل نے آسمان والوں میں سے جبرئیل و میکائیل کے ذریعے مجھے تقویت دی اور زمین والوں میں سے ابوبکر وعمر کے ذریعے مجھے پختگی دی۔علیہما السلام رضی اللہ عنہ اس کو سمرقندی نے روایت کیا۔(حلیۃ الاولیاء ج ۸ ص ۱۶۰)

الحدیث الثانی والثمانون بعد المائۃ عن ابی اروی الدوسی قال کنت جالساً عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فطلع ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فقال الحمد للہ الذی ایدنی بکما خرجہ عمر بن محمد الملاً و اورد ہذہ الاحادیث السبعۃ الطبری فی الریاض النضرۃ۔

حدیث 182۔حضرت ابواروی دوسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بارگاہ نبوی میں حاضر تھا کہ ابوبکر و عمر آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب ستائش اللہ کے لئے ہے جس نے تم دونوں کے ذریعے مجھے تقویت دی۔ اس کو عمر بن محمد ملاء نے روایت کیا۔ اور ان سات احادیث کو طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔ (الصواعق المحرقۃ ص ۲۲۸)

الحدیث الثالث والثمانون بعد المائۃ: عن ابی اروی الدوسی قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاقبل ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فقال الحمد للہ الذی ایدنی بکما اخرجہ البزار۔

حدیث183۔بزار نے ابواروی سے مثل سابق روایت کی ہے۔(مجمع الزوائد ج۹ ص ۵۱)

الحدیث الرابع والثمانون بعد المائۃ: عن ابی اروی الدوسی بمثلہ اخرجہ الحاکم

.

حدیث184۔اسی کی مثل ان سے حاکم نے روایت کی ہے۔(مستدرک حاکم: ۴۴۴۷)

الحدیث الخامس والثمانون بعد المائۃ: عن البراء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمثلہ اخرجہ الطبرانی فی الاوسط و اورد ھذہ الاحادیث الثلاثۃ السیوطی فی تاریخ الخلفاء لہ۔

حدیث185۔اسی کی مثل طبرانی نے اوسط میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور ان تینوں حدیثوں کو حافظ سیوطی رحمتہ اللہ عنہ نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔(المعجم الاوسط: ۷۲۹۹)

الحدیث السادس والثمانون بعد المائۃ: عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد ھممت ان ابعث فی الناس معلمین یعلمونھم بسنتی والقرآن کما بعث الحواریین عیسی للناس یعلمونھم فقیل یا رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم فاین انت عن ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما الا تبعث بہما فی الناس یعلمونہم قال انہ لاغناء عنہما انہما من الذین کالراس من الجسد او کما قال خرجہ علی بن نعیم البصری و اوردہ الطبری فی الریاض النضرۃ۔

حدیث 186۔حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا میرا ارادہ ہے میں دیگر لوگوں میں کچھ معلمین بھیجوں جو انہیں میری سنتیں اور قرآن سکھائیں جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عام لوگوں کو اپنا دین سکھانے کے لئے اپنے حواریوں کو بھیجا تھا عرض کی گئی آقا! آپ ابوبکر وعمر کو لوگوں کی تعلیم دینے کے لئے کیوں نہیں بھیج دیتے؟ ارشاد فرمایا۔ان کے بغیر کفایت نہیں، وہ دونوں تو دین کے لئے ایسے ہیں جیسے جسم کے لئے سر۔

اس کو علی بن نعیم بصری نے روایت کیا اور طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا۔(تاریخ دمشق ج ۴۴ ص ۱۶۹، المعجم الاوسط: ۵۳۵۴)

الحدیث السابع والثمانون بعد المائۃ: عن حذیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کنا جلوسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی و اشار الی ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خرجہ الترمذی و حسنہ و اوردہ فی تاریخ الخلفاء للسیوطی۔

حدیث 187۔حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر تھے تو آپ نے فرمایا مجھے علم نہیں کہ میں مزید کتنا عرصہ تمہارے پاس دنیا میں رہوں گا" اور ابوبکر و عمر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا میرے بعد ان دونوں کی پیروی کرنا۔

اس کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔تاریخ الخلفاء میں امام سیوطی نے اس کو بیان کیا۔(سنن ترمذی: ۳۶۶۳)

الحديث الثامن والثمانون بعد المائة : عن حذيفة رضی الله تعالىٰ عنه مرفوعاً بمثله او بنحو هذا اللفظ خرجه احمد ولفظ انی لا ادری بقائی فیکم الا قلیلا فاقتدوا ثم ذكره۔

حدیث 188 ۔اسی کی مثل امام احمد نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی اس کے الفاظ یہ ہیں میں نہیں جانتا کہ تمہارے درمیان مزید کتنا عرصہ ہوں گا مگر تھوڑا ۔پھر مثل سابق حدیث ۔(فضائل صحابہ:۱۹۸،مسند امام احمد:۲۳۲۷۶)

الحديث التاسع والثمانون بعد المائة : عن حذيفة رضی الله تعالىٰ عنه مرفوعاً بمثله لفظ احمد خرجه ابو حاتم۔

حدیث 189 ۔امام احمد کے الفاظ کی مثل ابو حاتم نے حضرت حذیفہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔(صحیح ابن حبان:۶۹۰۲)

الحديث التسعون بعد المائة : عن حذيفة رضی الله تعالىٰ عنه مرفوعاً بنحو هذا اللفظ خرجه الحافظ ابو نصر عبد الرحمن بن محمد بن محمد بن يوسف القصار بزيادة ولفظه فاقتدوا بالذين من بعدی ابو بکر و عمر فانهما حبل الله الممدود ومن تمسک بالعروة الوثقى لا انفصام لها و اورد هذه الاحاديث الثلاثة المحب الطبری فی الریاض النضرة۔

حدیث 190 ۔اسی کی مثل حافظ ابو نصر عبد الرحمن بن محمد بن محمد بن یوسف قصار نے کچھ زیادتی کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔اس کے الفاظ یہ ہیں میرے بعد ابو بکر و عمر کی پیروی کرنا یہ دونوں اللہ کی طویل رسی ہیں ۔جس نے انہیں تھاما اس نے نہ ٹوٹنے والی مضبوط رسی کو تھاما۔

ان تینوں احادیث کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا۔(مسند الشامیین: ۹۱۳،تاریخ دمشق

ج ۳۰ ص ۸۲۹)

الحدیث الحادی والتسعون بعد المائة : عن حذیفة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اقتدوا باللذین من بعدی ابو بکر و عمر رضی الله تعالیٰ عنهما اخرجه الحاکم و صححه و اورده السیوطی فی تاریخ الخلفاء

۔

حدیث 191۔حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بعد ابوبکر وعمر کی پیروی کرنا اس کو حاکم نے روایت کیا اور صحیح کہا۔حافظ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے

(مستدرک حاکم:۴۴۵۱)

الحدیث الثانی والتسعون بعد المائة : عن حذیفة رضی الله تعالیٰ عنه مرفوعاً بمثله اخرجه ابن ماجة و اورده ابن حجر فی الصواعق المحرقة۔

حدیث 192۔اسی کی مثل ابن ماجہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے اور ابن حجر نے اسے صواعق محرقہ میں بیان کیا ہے۔(سنن ابن ماجہ:۹۷،الصواعق المحرقہ ج ۱ ص ۵۷)

الحدیث الثالث والتسعون بعد المائة : عن ابی الدرداء مرفوعاً بمثله اخرجه الطبرانی۔

حدیث 193۔اسی کی مثل طبرانی نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔(مجمع الزوائد:ج ۹ ص ۵۳،مسند الشامیین:۹۱۳)

الحدیث الرابع والتسعون بعد المائة : عن ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه مرفوعاً بمثله اخرجه الحاکم و اوردهما السیوطی فی تاریخ الخلفاء له۔

حدیث 194۔اسی کی مثل حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔حافظ سیوطی نے اس کو تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔(مستدرک حاکم:۴۴۵۶)

الحدیث الخامس والتسعون بعد المائة : عن حذیفة رضی الله تعالیٰ عنه مرفوعاً بنحوه و لفظه انی لا ادری ما قدر بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر رضی الله تعالیٰ عنهما و تمسکوا هدی عمار و ما حدثکم ابن مسعود فصدقوه اخرجه ابن حبان فی صحیحه و اورده ابن حجر فی الصواعق المحرقة

حدیث 195۔اسی کی مثل ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس میں یہ زائد ہے فرمایا "میرے بعد ابوبکر وعمر کی پیروی کرنا،ہدایت عمار کو مضبوطی سے پکڑنا اور ابن مسعود تم کو جو حدیث بیان کریں اس کی تصدیق کرنا۔

اس کو ابن حجر نے صواعق محرقہ میں بیان کیا ہے۔(صحیح ابن حبان: ۶۹۰۲، الصواعق المحرقہ ص ۵۷)

الحدیث السادس والتسعون بعد المائة : عن حذیفة رضی الله تعالیٰ عنه مرفوعاً بنحوه اخرجه الرویانی۔

حدیث 196۔ اسی کی مثل رویانی نے حضرت حذیفہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔(جامع الاحادیث:۴۱۳۵)

الحدیث السابع والتسعون بعد المائة : عن ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه مرفوعاً بنحوه اخرجه الترمذی۔

حدیث 197۔اسی کی مثل امام ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کی ہے۔(سنن ترمذی:۳۷۹۹)

الحدیث الثامن والتسعون بعد المائة : عن انس رضی الله تعالیٰ عنه مرفوعاً بنحوه خرجه ابن عدی و اورد هذه الاحادیث الثلاثة ابن حجر فی الصواعق المحرقة ایضاً۔

حدیث 198۔اسی کی مثل ابن عدی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔اور ان تین احادیث کو ابن حجر نے "صواعق محرقہ" میں بیان کیا ہے۔(الصواعق المحرقہ ص ۵۷ الفصل ثالث فی النصوص السمیعۃ الدالۃ۔)

الحديث التاسع والتسعون بعد المائة : عن عمر رضى الله تعالىٰ عنه قال امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نتصدق و وافق ذالک ما لا فقلت اليوم اسبق ابا بكر ان سبقته يوما قال فجئت بنصف مالي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما ابقيت لاهلک قلت مثله واتاه ابو بكر بكل ما عنده فقال يا ابا بكر ما ابقيت لاهلک فقال ابقيت لهم الله و رسوله فقلت لا اسبق الى شئ ابدا خرجه الترمذی وقال حسن صحيح و اورده الطبری فی الرياض النضرة.

حدیث 199۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ان دنوں اتفاق سے میرے پاس مال بھی تھا میں نے دل میں کہا اگر میں کسی دن ابو بکر پر سبق حاصل کر سکتا ہوں تو وہ آج ہی کا دن ہے۔فرماتے ہیں! میں نے اپنا آدھا مال حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر کر دیا۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا!! "گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہیں؟ میں نے عرض کی "اتنا ہی!!"

اتنے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنا سارا مال لے کر حاضر بارگاہ ہو گئے۔حضور علیہ السلام نے فرمایا اے ابو بکر! اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ کر آئے ہیں؟ انہوں نے عرض کی میں ان کے لئے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں"۔

تو میں نے کہا میں کبھی بھی کسی معاملے میں ان پر سبقت حاصل نہیں کر سکتا۔

اس کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔اس کو طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔(سنن ترمذی: ۵:۶۷۵ باب مناقب ابی بکر و عمر)

الحدیث الموفی للمائتین : عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحوہ اخرجہ ابو داؤد و اوردہ السیوطی فی تاریخ الخلفاء ۔

حدیث 200۔ اسی کی مثل ابوداؤد نے روایت کی حافظ سیوطی نے اسے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا۔ (سنن ابی داؤد: ۱۶۸۰، باب فی الرخصۃ فی ذلک۔ خروج الرجل)

الحدیث الحادی بعد المائتین : عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحوہ و فی آخرہ قلت لا اسابقک فی شیء ابدا اخرجہ الفضائلی ۔

حدیث 201۔ اسی کی مثل فضائلی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس کے آخر میں اتنا زائد ہے۔ حضرت عمر نے حضرت ابو بکر سے کہا میں کبھی کسی کام میں آپ پر سبقت نہ لے سکوں گا۔ (سنن دارمی: ۱۷۰۱)

الحدیث الثانی بعد المائتین : عن عمر بنحوہ و زاد فیہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بینکما کما بین کلمیتکما خرجہ الملأ فی سیرتہ ۔

حدیث 202۔ اسی کی مثل ملاء نے اپنی "سیرت" میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس میں یہ زائد ہے کہ نبی علیہ السلام نے شیخین سے فرمایا" آپ دونوں کے درمیان اتنا ہی فرق ہے، جتنا آپ کی اس گفتگو میں"۔ میں اپنے گھر والوں کے لئے آدھا مال چھوڑ آیا ہوں" اور" میں اپنے گھر والوں کے لئے اللہ اور اس کے رسول عزوجل ﷺ کو چھوڑ آیا ہوں" میں فرق ہے۔ (الصواعق المحرقہ ص ۲۱۵)

الحدیث الثالث بعد المائتین : عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد سمع قراءۃ ابن مسعود لیلا من سرہ ان یقرء القرآن رطبا فلیقرأہ کما یقرأہ ابن ام عبد فلما اصبحت غدوت الیہ لا بشرہ فقال قد سبقک ابو بکر وما سابقتہ الی خیر قط الا سبقنی خرجہ احمد و معناہ فی

الصحیحین و اورد ھذہ الاحادیث الثلاثۃ الطبری فی الریاض النضرۃ۔

حدیث 203۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو قرآن پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا!! جس کو یہ پسند ہو کہ وہ قرآن کی خالص تلاوت کرے تو وہ ابن ام عبد (ابن مسعود) کی طرح قرآن پڑھا کرے۔

جب صبح ہوئی تو میں حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا تا کہ آپ علیہ السلام کو خوشخبری دوں کہ میں نے رات ابن مسعود کی طرح قرآن پڑھا ہے۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!! "آپ سے پہلے تو ابو بکر مجھے یہ بتا بھی چکے ہیں۔

حضرت عمر نے مزید فرمایا! کہ میں حضرت ابو بکر پر کسی بھی خیر میں سبقت نہ پا سکا ہاں وہ مجھ پر ضرور سبقت لے جاتے رہے۔

اس کو امام احمد نے روایت کیا اور اسی معنی کی روایت صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی ہے۔ ان تینوں احادیث کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں ذکر کیا ہے۔ (مسند امام احمد:۱۷۵۔۴۳۴۰)

الحدیث الرابع بعد المائتین: عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال مر بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابو بکر و عمر و انا احمد اللہ عز وجل واصلی علی محمد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال سل تعط ولم اسمعہ فاتانی ابو بکر فبشرنی بما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم اتانی عمر فاخبرنی بما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت قد سبق الیھا ابو بکر قال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رحم اللہ ابا بکر ما استبقنا لخیر الا سبقنی الیہ وکان سباقا للخیرات فقال عبد اللہ ما صلیت فریضۃ ولا تطوعا الا دعوت اللہ فی دبر صلوتی اللھم انی اسالک ایمانا لیرتد و نعیما لا ینفد و مرافقۃ نبیک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی اعلی جنۃ الخلد وانا ارجوا ان اکون دعوت بھن البارحۃ

خرجه احمد۔

حدیث 204۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا! "میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام پر درود پاک پڑھنے میں مشغول تھا۔ دریں اثناء میرے پاس رے رحمت عالم ﷺ اور شیخین کا گزر ہوا تو حضور علیہ السلام نے مجھے فرمایا! !" مانگو عطا کیا جائے گا؟

لیکن میں سن نہ سکا بعد میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور مجھے بشارت نبوی سنائی۔ پھر یہی بات مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آ کر کہی تو میں نے کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سبقت لے گئے۔

بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا "اللہ تعالیٰ ابوبکر پر رحم فرمائے" ہم نے جس بھی خیر میں پڑھنے کی کوشش کی اس میں ابوبکر ہی سابق آئے۔ اور آپ نیکیوں میں بہت جلدی کرنے والے تھے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا پھر اس کے بعد میں نے جو بھی فرضی نفلی نماز پڑھیں اس کے آخر میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی "اے اللہ! میں تجھ سے نہ پھرنے والے ایمان و نہ ختم ہونے والی نعمت اور خلد بریں کے بالاخانوں میں تیرے نبی حضرت محمد ﷺ کی رفاقت کا سوال کرتا ہوں۔ اور میرے خیال میں میں رات کے پچھلے پہر بھی یہ دعائیں کیا کرتا تھا۔ اس کو امام احمد نے روایت کیا۔ (مسند امام احمد:۸۷۵۴)

الحدیث الخامس بعد المائتین : عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنحوہ خرجه عمر بن شاهین۔

حدیث 205۔اسی کی مثل ابن شاہین نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ (الریاض النضرۃ ص ۸۲)

الحدیث السادس بعد المائتین : عن عاصم الاحول عن ابی العالیۃ فی قوله تعالیٰ اهدنا الصراط المستقیم قال هو النبی صلی اللہ علیه وسلم وصاحباه

قال عاصم فذكرت ذلك للحسن فقال صدق ابو العالية ونصح خرجه ا

السری۔

حدیث 206۔حضرت عاصم احول رضی اللہ عنہ حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے اس فرمان الٰہی "اھ

الصراط المستقیم" کی تفسیر بیان کرتے ہیں کہ ابو العالیہ نے فرمایا صراط مستقیم (سیدھی راہ) سے مراد

نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم اور آپ کے دونوں ساتھی شیخین ہیں۔عاصم کہتے ہیں میں نے یہ با

حضرت حسن سے ذکر کی تو انہوں نے فرمایا" ابو العالیہ نے سچی اور خیر خواہی والی بات کہی۔اس کو

اسیری نے روایت کیا ہے۔(السنۃ للمروذی:۲۷)

الحديث السابع بعد المائتين : عن عاصم الاحول عن ابي العالية بمثل د

اللفظ خرجه ابن نعيم البصري -

حدیث 207۔اسی کی مثل حضرت عاصم سے ابن نعیم بصری نے روایت کی ہے۔

الحديث الثامن بعد المائتين : عن سالم بن ابي حفصة رضي الله تعالى عنه ق

سألت محمد بن علي و جعفر بن محمد عن ابي بكر و عمر رضي الله تعالى عنه

فقالا اماما عدل فتولهما ونتبرأ من عدوهما ثم التفت الي جعفر بن م

فقال يا سالم ايسب الرجل جده ابو بكر الصديق جدي لا نالتني شفاعة م

محمد صلى الله عليه وسلم ان لم اكن اتولهما واتبرأ من عدوهما۔

حدیث 208۔حضرت سالم بن ابی حفصہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا" میں نے حضرت محمد بن علی اور جعفر

محمد رضی اللہ عنہما سے شیخین کے متعلق پوچھا تو انہوں نے ارشاد فرمایا۔دو دونوں عدل کے امام ہ

ان کو اپنا ولی جانتے ہیں اور ان کے دشمن سے ہم بیزار ہیں پھر حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ

طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے سالم! بھلا کوئی آدمی اپنے نانا کو گالی دے سکتا ہے؟ حضرت ا

صدیق رضی اللہ عنہ تو میرے نانا ہیں، اگر میں شیخین کو اپنا ولی نہ جانوں اور ان کے دشمن سے بیزار

تو مجھے میرے نانا حضرت محمد ﷺ کی شفاعت نہ ملے۔ (الریاض النضرۃ ص ۲۷)

الحدیث التاسع بعد المائتین : عن ابی جعفر محمد بن علی الباقر قال من جهل فضل ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فقد جهل السنۃ و اورد ھذہ الاحادیث الستۃ الطبری فی الریاض النضرۃ۔

حدیث 209۔ حضرت ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جو فضیلت شیخین سے جاہل رہا وہ سنت سے جاہل رہا۔ ان چھ حدیثوں کو طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا۔ (الریاض النضرۃ ص ۲۷)

الحدیث العاشر بعد المائتین : عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کنت فی المسجد اصلی فدخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومعہ ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فوجدنی ادعوا فقال سل تعطہ ثم قال من احب ان یقرأ القرآن غضا فلیقرأہ بقرأۃ ابن ام عبد فرجعت الی منزلی فاتانی ابوبکر نبشرنی ثم اتانی عمر فوجد ابابکر خارجا قد سبقہ فقال انک لسباق بالخیر اخرجہ ابو یعلی و اوردہ السیوطی فی تاریخ الخلفاء۔

حدیث 210۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا! میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا رسول اللہ ﷺ تشریف لائے آپ کے ساتھ شیخین بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دعا کرتے ہوئے پایا تو ارشاد فرمایا!!

"مانگو عطا کیا جائے گا" پھر فرمایا!! جس کو پسند ہو کہ قرآن شریف پختہ قرأت سے پڑھے تو وہ ابن ام عبد کی طرح پڑھا کرے"۔

پھر میں اپنے گھر لوٹ آیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھے اپنی قرأت کی خوشخبری دینے کے لئے تشریف لائے۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آئے لیکن گھر سے باہر ہی حضرت ابوبکر کو دیکھا کہ وہ عمر پر سبقت لے چکے

ہیں تو کہا!!! اے ابو بکر! آپ خیر میں بہت جلدی کرنے والے ہیں۔

اس کو ابو یعلی نے روایت کیا اور علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا۔ (مسند ابی یعلی: ۱۶۰، اسنادہ حسن)

الحدیث الحادی عشر بعد المائتین: عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم عرج بی الی السماء فما مررت بسماء الا وجدت فیها اسمی مکتوبا محمد رسول الله و ابوبکر الصدیق خلفی خرجه الحسن بن عرفة۔

حدیث 211۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "مجھے آسمانوں کی معراج کرائی گئی تو میں جس آسمان پر بھی گزرا وہاں اپنا نام محمد رسول اللہ ﷺ اور اپنے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام لکھا ہوا پایا۔ اسے حسن بن عرفہ نے روایت کیا ہے۔ (جزء ابن عرفہ: ۶۱)

الحدیث الثانی عشر بعد المائتین: عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه مرفوعاً بمثله خرجه الثقفی الاصبهانی و اوردهما الطبری فی الریاض النضرة۔

حدیث 212۔ اسی کی مثل ثقفی اصبہانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ ان دونوں حدیثوں کو طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ص ۷۷)

الحدیث الثالث عشر بعد المائتین: عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم عرج بی الی السماء فما مررت بسماء الا وجدت فیها اسمی محمد رسول الله و ابوبکر الصدیق خلفی خرجه ابو یعلی و اورده السیوطی فی تاریخ الخلفاء ثم قال اسناده ضعیف لکنه ورد ایضاً من حدیث ابن عباس وابن عمر و انس و ابی سعید و ابی الدرداء باسانید ضعیفة یشد بعضها بعضا انتهی۔

حدیث 213۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" مجھے آسمانوں کی معراج کرائی گئی تو میں جس آسمان سے بھی گزرا تو وہاں اپنا نام محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" مجھے آسمانوں کی معراج کرائی گئی تو میں جس آسمان سے بھی گزرا وہاں اپنا نام محمد رسول اللہ ﷺ اور اپنے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام لکھا ہوا پایا۔اس کو ابو یعلی نے روایت کیا ہے۔علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں ذکر کر کے فرمایا اس کی اسناد ضعیف ہے۔لیکن یہی حدیث حضرت ابن عباس ،ابن عمر،انس،ابوسعید اور ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی اسانید ضعیفہ سے مروی ہے۔جو ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں لہٰذا اسے بھی تقویت حاصل ہوگی)۔(مسند ابی یعلی:٦٦٠٧)

الحدیث الرابع عشر بعد المائتین : عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما مرفوعاً بمثله۔

حدیث214۔اسی کی مثل حضرت ابن عباس۔(تاریخ الخلفاء ص ۵۲)

الحدیث الخامس عشر بعد المائتین : عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما مرفوعاً بمثله۔

حدیث215۔اسی کی مثل حضرت ابن عمر۔(تاریخ الخلفاء ص ۵۲)

الحدیث السادس عشر بعد المائتین : عن انس مرفوعاً بمثله۔

حدیث216۔اسی کی مثل حضرت انس۔(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۲۰۴)

الحدیث السابع عشر بعد المائتین : عن ابی سعید مرفوعاً بمثله۔

حدیث217۔اسی کی مثل حضرت ابوسعید اور۔(الصواعق المحرقۃ ص ۱۲۰ الفصل ثانی فی ذکر فضائل)

الحدیث الثامن عشر بعد المائتین : عن ابی الدرداء مرفوعاً بمثله و اورد هذه الاحادیث الخمسة السیوطی فی تاریخ الخلفاء کما مر۔

حدیث 218۔اسی کی مثل حضرت ابوالدرداء سے مرفوعاً روایت ہے۔ان پانچوں احادیث کو امام سیوطی رحمتہ اللہ نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا۔(تاریخ الخلفاء ص ۵۲)

الحدیث التاسع عشر بعد المائتین: عن ابی الدرداء قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء اصدق لھجۃ من ابی بکر من سرہ ان ینظر الی مثل عیسی فی الزھد فلینظر الیہ خرجہ صاحب فضائل ابا بکر۔

حدیث 219۔حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ! عرش بریں کے نیچے اور فرش زمین کے اوپر ابوبکر کی مثل کوئی سچا نہیں جسے یہ پسند ہو کہ زھد وتقویٰ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثل کو دیکھے تو وہ ابوبکر کو دیکھ لے۔اس کو صاحب فضائل ابی بکر نے روایت کیا۔(الریاض النضرۃ ص ۳۳ باب ثانی ذکر اسمہ الصدیق)

الحدیث العشرون بعد المائتین: عن ابی سعید قال قال ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ الست احق الناس بھذا الامر الست اول من اسلم الست صاحب کذا الست صاحب کذا خرجہ الترمذی۔

حدیث 220۔حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "کیا میں اس خلافت کا سب سے زیادہ حقدار نہیں۔کیا میں سب سے پہلے اسلام لانے والا نہیں؟ کیا میری یہ خصوصیت نہیں؟ کیا میری یہ فضیلت نہیں! اس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا۔(سنن ترمذی:۳۶۶۷)

الحدیث الحادی والعشرون بعد المائتین: عن ابی سعید بمثلہ خرجہ ابو حاتم۔

حدیث 221۔اسی کی مثل ابوحاتم نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔(صحیح ابن

حبان:۶۸۶۳)

الحدیث الثانی والعشرون بعد المائتین : عن انس ان ابا بکر حدثه قال قلت للنبی صلی الله علیه وسلم و نحن فی الغار لو ان احدهم نظر الی قدمیه لا بصرنا تحت قدمیه فقال یا ابابکر ما ظنک باثنین الله ثالثهما اخرجه البخاری۔

حدیث 222۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بتایا اور کہا کہ جب میں اور حضور نبی کریم ﷺ غار میں تھے تو میں نے عرض کی آقا! اگر دشمنوں میں سے کوئی اپنے قدموں کی طرف دیکھے گا تو وہاں وہ ہمارے نشانات قدم پالے گا۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اے ابو بکر! تمہارا ان دو کے بارے کیا خیال ہے۔ جن کا تیسرا اللہ رب العلمین ہے اس کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔(صحیح بخاری: ج ۴ ص ۵، صحیح مسلم:۲۳۸۱)

الحدیث الثالث والعشرون بعد المائتین : عن انس بمثل هذا اللفظ اخرجه ابو حاتم وغیره من طرق کثیرة و اورد هذه الاحادیث الستة الطبری فی الریاض النضرة۔

حدیث 223۔اس کی مثل ابو حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور ان کے علاوہ سے کثیر سندوں کیساتھ روایت کی ہے۔ ان چھ احادیث کو طبری نے ریاض النضرۃ میں ذکر کیا ہے۔(صحیح ابن حبان:۶۲۷۸،مصنف ابن ابی شیبہ:۳۲۵۹)

الحدیث الرابع والعشرون بعد المائتین:--------------

حدیث224۔۔۔۔یہ روایت قلمی مخطوطہ میں موجود نہیں۔

الحدیث الخامس والعشرون بعد المائتین : عن جندب رضی الله تعالی عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم قبل ان یموت بخمس وهو یقول انی ابرأ الی الله عز وجل ان یکون لی منکم خلیل فان الله عز وجل قد اتخذنی خلیلاً

کما اتخذ ابراھیم خلیلا و لو کنت متخذا خلیلا من امتی لاتخذت ابابکر خلیلا خرجه مسلم۔

حدیث 225۔حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور علیہ السلام کو وفات سے پانچ دن قبل یہ فرماتے ہوئے سنا۔آپ فرمارہے تھے"میں اللہ کی بارگاہ سے براءت طلب کرتا ہوں کہ کوئی تم میں سے میرا خلیل ہو کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنایا ہے جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بنایا تھا اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا۔

اس کو امام مسلم علیہ الرحمہ نے روایت کیا ہے۔(معجم الکبیر الطبرانی:۱۶۸۶،صحیح مسلم:۲۳۸۲)

الحدیث السادس والعشرون بعد المائتین : عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ان الله اتخذنی خلیلا کما اتخذ ابراھیم خلیلا وانه لم یکن نبی الا وله من امته خلیلا الا وان خلیلی ابوبکر خرجه الواحدی فی تفسیرہ الوسیط و اوردھما الطبری فی الریاض النضرۃ۔

حدیث 226۔حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا"بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بنایا تھا اور ہر نبی علیہ السلام کے لئے اس کی امت میں سے ایک خلیل ہوتا ہے۔آگاہ رہو میرے خلیل حضرت ابو بکر ہیں رضی اللہ عنہ۔" اسے واحدی نے اپنی تفسیر"وسیط"میں روایت کیا ہے۔اور ان دونوں روایتوں کو طبری نے ریاض النضرہ میں ذکر کیا ہے۔(الریاض النضرۃ ص ۱۵۷ احادیث تدل علی ثبوت الخلافۃ)

الحدیث السابع والعشرون بعد المائتین : عن ابی امامۃ مرفوعاً بمثله خرجه الطبرانی و اوردہ ابن حجر فی الصواعق المحرقۃ۔

حدیث 227۔اسی کی مثل امام طبرانی رحمتہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور اس کو ابن حجر نے صواعق محرقہ"میں ذکر کیا ہے۔(الصواعق المحرقۃ ص ۲۰۳ الفصل الثانی)

فضائل ابی بکر)

الحدیث الثامن والعشرون بعد المائتین : عن ابی بن کعب انه قال ان احدث عهدی نبیکم صلی الله علیه وسلم قبل وفاته بخمس لیال دخلت علیه وهو یقلب بیدیه وهو یقول انه لم یکن نبی الا وقد اتخذ من امته خلیلا وان خلیلی من امتی ابو بکر بن ابی قحافة رضی الله تعالیٰ عنه الا وان الله قد اتخذنی۔

حدیث 228۔حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا" میں حضور علیہ السلام کی وفات سے بہت قریبی وقت صرف پانچ رات قبل آپ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ علیہ السلام اپنے ہاتھوں کو الٹ پلٹ رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ ہر نبی علیہ السلام نے اپنی امت میں سے کسی نہ کسی کو اپنا خلیل بنایا ہے اور میرے خلیل میرے امت میں سے حضرت ابوبکر بن ابوقحافہ رضی اللہ عنہ ہیں۔خبردار بیشک اللہ تعالیٰ مثل ابراہیم کے مجھے بھی اپنا خلیل بنانا ہے۔علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام۔اسکو حاکم ابوالحسن علی بن عمر حربی سکری نے روایت کیا۔(الریاض النضرۃ ص ۱۲۷)

الحدیث التاسع والعشرون بعد المائتین : عن ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال لو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا ولکن اخی وصاحبی وقد اتخذ الله صاحبکم خلیلا اخرجه مسلم۔

حدیث 229۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ،نبی ﷺ سے راوی آپ علیہ السلام نے فرمایا" اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا لیکن وہ میری دینی بھائی اور میرے ساتھی ہیں۔اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہارے صاحب (حضرت محمد ﷺ) کو اپنا خلیل بنایا ہے۔اسکو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔(صحیح مسلم: ۲۳۸۳)

الحدیث الثلاثون بعد المائتین : عن ابن مسعود مرفوعاً بمثله خرجه ابو حاتم۔

حدیث 230۔اسی کی مثل ابو حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔(صحیح ابن حبان:٦٨٥٦)

الحديث الحادي والثلاثون بعد المائتين: عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كنت متخذا خليلا لاتخذت ابابكر خليلا ولكن اخي وصاحبي خرجه البخاري۔

حدیث 231۔امام بخاری، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو حضرت ابو بکر کو بناتا لیکن وہ میرے دینی بھائی اور ساتھی ہیں۔(صحیح بخاری:٣٦٥٦)

الحديث الثاني والثلاثون بعد المائتين: عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما مرفوعاً بنحوه ولفظه في آخره ولو كنت متخذا من امتي خليلا لاتخذته خليلا ولكن اخوة الاسلام افضل خرجه البخاري۔

حدیث 232۔اسی کی مثل امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت کی ہے۔ اس کے آخر میں یہ لفظ ہیں۔۔لیکن اسلامی بھائی چارہ افضل ہے۔(صحیح بخاری:٣٦٥٧)

الحديث الثالث والثلاثون بعد المائتين: عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما مرفوعاً بنحوه وفي آخره ولكن خلة الاسلام افضل بدل اخوة الاسلام خرجه البخاري ايضاً۔

حدیث 233۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل ایک اور روایت ہے اس میں اسلامی بھائی چارہ کی جگہ اسلامی دوستی کے لفظ ہیں۔اس کو بھی امام بخاری رحمتہ اللہ نے روایت کیا ہے۔(صحیح بخاری:٦٧٣٨)

الحدیث الرابع والثلاثون بعد المائتین : عن جبیر بن نفیر ان ابوابا کانت مفتحۃ فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فامر بھا فسدت غیر باب ابی بکر فقالوا اسد ابوابنا وترک باب خلیلہ فقال لو کان لی منکم خلیل کان ھو خلیلی ولکنی خلیل اللہ فھل انتم تارکوا لی صاحبی فقد راسانی بنفسہ و مالہ وقال لی صدق و قلتم کذب خرجہ صاحب فضائل ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حدیث 234۔حضرت جبیر بن نفیر سے روایت ہے کہ مسجد نبوی میں کچھ دروازے کھول لئے گئے تھے رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے کھولائے اور دیگر دروازے بند کرا دیئے تو صاحبان ابواب نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے دروازے بند کرا دیئے ہیں اور اپنے خلیل کا باب بند نہیں کرایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اگر تم میں سے میرا کوئی خلیل ہوتا تو حضرت ابوبکر ہی ہوتے لیکن میرا خلیل اللہ تعالیٰ ہے تو کیا تم میری خاطر میرے صاحب کا دروازہ کھلا نہ رہنے دو گے حالانکہ اس نے اپنے جان و مال سے میری مدد کی ہے اور (شروع ہی سے) میری بات کی تصدیق کی ہے اور تم نے تو (اسلام لانے سے پہلے) تکذیب بھی کی تھی۔

اس کو صاحب فضائل ابوبکر نے روایت کیا ہے۔(الشریعۃ الآجری:۱۲۶۶.باب ذکر مواساۃ ابی بکر)

الحدیث الخامس والثلاثون بعد المائتین : عن ابی سعید ن الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان امن الناس علی فی صحبتہ ومالہ ابو بکر ولو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا ولکن اخوۃ الاسلام لا یبقین فی المسجد خوخۃ الا خوخۃ ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرجہ البخاری۔

حدیث 235۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔لوگوں

میں مال اور ساتھ کے حوالے سے تجھ پر سب سے زیادہ احسان ابوبکر کا ہے۔ اور اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو حضرت ابوبکر کو بناتا لیکن اسلام کا بھائی چارہ ہے۔ اور میں مسجد میں سوا حضرت ابوبکر کے کسی کی کھڑکی کھلی نہ رہنے دوں گا۔ رضی اللہ عنہ۔ اس کو امام بخاری رحمتہ اللہ نے روایت کیا ہے۔ (صحیح بخاری: ۳۹۰۴)

الحدیث السادس والثلاثون بعد المائتین: عن ابی سعید مرفوعاً بمثلہ خرجہ مسلم۔

حدیث 236۔ اسی کی مثل امام مسلم نے (صحیح مسلم: ۲۳۸۲)

الحدیث السابع والثلاثون بعد المائتین: عن ابی سعید مرفوعاً بمثلہ خرجہ احمد۔

حدیث۔ 237۔ اسی کی مثل امام احمد نے (مسند امام احمد: ۱۱۵۰، ج ۳ ص ۱۸)

الحدیث الثامن والثلاثون بعد المائتین: عن ابی سعید مرفوعاً بمثلہ خرجہ الترمذی۔

حدیث۔ 238۔ اسی کی مثل امام ترمذی نے (سنن ترمذی: ۳۶۶۰)

الحدیث التاسع والثلاثون بعد المائتین: عن ابی سعید مرفوعاً بمثلہ خرجہ ابو حاتم واورد ھذہ الاحادیث الاثنی عشر الطبری فی الریاض النضرۃ۔

حدیث۔ 239۔ اسی کی مثل امام ابو حاتم نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ ان چاروں حدیثوں کو امام طبری رحمتہ اللہ نے ریاض النضرۃ میں ذکر کیا ہے۔ (صحیح ابن حبان: ۶۵۹۴)

الحدیث الاربعون بعد المائتین: عن ابن الزبیر مرفوعا بنحوہ۔

حدیث 240۔ اسی کی مثل حدیث حضرت ابن زبیر (الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۵۹)

الحدیث الحادی والاربعون بعد المائتین: عن البراء مرفوعاً بنحوہ۔

حدیث 241۔ اسی کی مثل حضرت براء۔ (الریاض النضرۃ ص ۱۲۹)

الحدیث الثانی والاربعون بعد المائتین: عن کعب بن مالک مرفوعاً بنحوہ۔

حدیث 242۔ اسی کی مثل حضرت کعب بن مالک۔ (الریاض النضرۃ ص ۱۲۹)

الحدیث الثالث والاربعون بعد المائتین: عن جابر بن عبد اللہ مرفوعاً بنحوہ

۔

حدیث 243۔ اسی کی مثل حضرت جابر۔ (الریاض النضرۃ ص ۲۲۰)

الحدیث الرابع والاربعون بعد المائتین: عن ابی واقد اللیثی مرفوعاً بنحوہ۔

حدیث 244۔ اسی کی مثل حضرت ابو واقد لیثی۔ (معرفۃ الصحابہ ج ۲ ص ۷۶)

الحدیث الخامس والاربعون بعد المائتین: عن ابی ہریرۃ مرفوعاً بنحوہ۔

حدیث 245۔ اسی کی مثل حضرت ابو ہریرہ۔ (معجم الکبیر ج ۱۹ ص ۴۳۴، رقم: ۱۰۴۲)

الحدیث السادس والاربعون بعد المائتین: عن ابن عمر مرفوعاً بنحوہ۔

حدیث 246۔ اسی کی مثل حضرت ابن عمر۔ (موطاء: ۹۴۳ باب فضائل اصحاب ﷺ)

الحدیث السابع والاربعون بعد المائتین: عن ابن عمر ایضاً مرفوعاً بنحوہ وفیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤذونی فی صاحبی ولولا ان اللہ سماہ صاحبا لاتخذتہ خلیلا ولکن اخوۃ الاسلام اخرجہ ابن عدی۔

حدیث 247۔ بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ مجھے میرے صاحب کے حوالے سے ایذا نہ دو کہ اللہ نے مجھے ہدایت اور دین حق کر بھیجا تو تم نے میری تکذیب کی اور حضرت ابو بکر نے میری تصدیق کی تھی۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے ان کو میرے صاحب ہونے کا نام نہ دیا ہوتا تو میں انہیں اپنا خلیل بنا لیتا لیکن اسلام کا بھائی چارہ ہے۔ اس کو

ابن عدی نے روایت کیا ہے۔(الکامل ابن عدی ج ۴ ص ۲۷۸)

الحدیث الثامن والاربعون بعد المائتین: عن عائشۃ مرفوعاً بنحوہ۔

حدیث 248۔اسی کی مثل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے۔(المعجم الاوسط: ۲۰۵۵)

الحدیث التاسع والاربعون بعد المائتین: عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ غدیر فقال یسبح کل رجل منہم الی صاحبہ قال فسبح کل رجل منہم الی صاحبہ حتی بقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فسبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ابی بکر حتی اعتنقہ و قال لو کنت متخذا حتی القی اللہ لاتخذت ابا بکر خلیلا ولکنہ صاحبی اخرجہ الطبرانی فی الکبیر۔

حدیث 249۔امام طبرانی رحمتہ اللہ نے "کبیر" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنھم ایک تالاب میں نہا رہے تھے (حضرت ابن عباس نے فرمایا ان میں سے ہر شخص اپنے ساتھی کی طرف تیر کر جانے لگا۔فرمایا کہ ہر شخص تیر تا ہوا اپنے دوست کے پاس پہنچ گیا یہاں تک کہ صرف حضور علیہ السلام اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بچ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیر کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے۔ یہاں تک کہ انہیں گلے لگا لیا اور فرمایا اگر میں اللہ تعالیٰ کی طرف رخصت ہونے تک کسی کو اپنا خلیل بناتا تو حضرت ابو بکر کو بناتا لیکن میرے صاحب ہیں۔(المعجم الکبیر: ۱۱۹۷۴ ج ۱۱ ص ۳۴۸)

الحدیث الخمسون بعد المائتین: عن ابن عباس مرفوعاً بنحوہ خرجہ ابن شاھین فی السنۃ۔

حدیث 250۔اسی کی مثل ابن شاہین نے "السنۃ" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔(السنۃ ابن ابی عاصم: ۱۰۲۷)

الحدیث الحادی والخمسون بعد المائتین : عن ابنی ابی ملیکۃ مرسلا مرفوعاً بمثلہ اخرجہ ابو القاسم البغوی۔

اورحدیث 251۔اسی کی مثل ابوالقاسم بغوی نے ابن ابی ملیکہ سے مرسلا مرفوعاروایت کیا ہے۔(السنن الکبریٰ:۱۲۴۱۸،۱۱،المعجم الکبیرج ۱۸ص ۳۷۷،رقم:۳۹)

الحدیث الثانی والخمسون بعد المائتین : عن ابن ابی ملیکۃ مرفوعاً مرسلا بمثلہ اخرجہ ابن عساکر و اورد ھذہ الاحادیث الثلاثۃ عشر الحافظ السیوطی فی تاریخ الخلفاء لہ۔

حدیث 252۔اسی کی مثل ابن عساکر نے ابن ابی ملیکہ سے مرسلاً مرفوعاروایت کی ہے۔اوران تیرہ 13 احادیث کو حافظ سیوطی رحمتہ اللہ نے تاریخ الخلفاء میں ذکر کیا ہے۔(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۶۰،تاریخ الخلفاءص ۵۲)

الحدیث الثالث والخمسون بعد المائتین : عن حذیفۃ مرفوعاً بمثلہ۔

حدیث 253۔حضرت حذیفہ سے کی مثل۔(۔۔۔)

الحدیث الرابع والخمسون بعد المائتین : عن معاویۃ بن ابی سفیان مرفوعاً بمثلہ واوردھما ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقۃ۔

حدیث 254 حضرت معاویہ بن ابوسفیان W سے مرفوعامروی ہیں ان دونوں روایتوں کوابن حجرمکی رحمتہ اللہ نے"صواعق محرقہ"میں ذکرکیاہے۔(الصواعق المحرقۃص ۵۷۔۲۱۱)

الحدیث الخامس والخمسون بعد المائتین : عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج فی مرضہ الذی مات عاصبا راسہ فجلس علی المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال انہ لیس من الناس احد امن علی بنفسہ و مالہ من ابی بکر ابن ابی قحافۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولو کنت

متخذا خليلا لاتخذت ابا بكر خليلا لكنه خلة الاسلام سدوا عنى كل خوخة في المسجد غير خوخة ابي بكر رضي الله تعالىٰ عنه خرجه البخاري -

حدیث 255 ۔ امام بخاری رحمتہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ آخری حالت مرض میں اپنے سر پر رومال باندھے ہوئے تشریف لائے ۔ منبر پر جلوہ گر ہوئے ۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا" لوگوں تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس نے اپنی جان و مال سے ذریعے ابو بکر بن ابی قحافہ سے بڑھ کر مجھ پر احسان کیا ہو ۔ اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا لیکن اسلام کی دوستی ہے ۔ مسجد میں کھلی ہوئی یہ کھڑکی بند کر دو سوا حضرت ابو بکر کی کھڑکی کے ۔ (صحیح بخاری: ۴۶۷)

الحديث السادس والخمسون بعد المائتين : عن ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما مرفوعاً بمثله وبنحوه خرجه احمد -

حدیث 256 امام احمد نے اسی کی مثل ۔ (مسند امام احمد: ۲۴۳۲)

الحديث السابع والخمسون بعد المائتين : عن ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما مرفوعاً خرجه ابو حاتم -

حدیث ۔ 257 ۔ امام ابو حاتم رحمتہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے ۔ (صحیح ابن حبان: ۶۸۶۰)

الحديث الثامن والخمسون بعد المائتين : عن ابي سعيد رضي الله تعالىٰ عنه قال جلس رسول الله صلى الله عليه وسلم مرجعه من حجة الوداع على المنبر فقال ان عبدا خيره الله عز وجل بين ان يؤتيه من زهرة الدنيا ما شاء وغيره والخلد فيها ثم الجنة وبين ما عنده والجنة فاختار ما عند الله والجنة فبكى ابو بكر رضي الله تعالىٰ عنه وقال فديناك بآبائنا و امهاتنا فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم هو المخير ولكن يضجعنا وكان ابو بكر رضي الله تعالىٰ عنه

اعلمنا بالامورہ قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان امن الناس علی فی صحبته و ماله ابو بکر رضی الله تعالیٰ عنه ولو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابا بکر ولکن اخوۃ الاسلام ثم قال لا تبقین فی المسجد خوخة الاخوخة ابی بکر تعلمنا انه مستخلفه خرجه الحافظ ابو القاسم الدمشقی وقال صحیح المتن غریب الاسناد و سیاتی اسانید نحو هذا الحدیث عن البخاری وغیرہ مکررۃ۔

حدیث 258۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے لوٹنے کے بعد منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا۔ بیشک ایک بندے کو اللہ عزوجل نے دو باتوں کا اختیار دیا پہلی یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کی چاہت کے مطابق اس دنیا کی زینت و نعمت اور یہاں کی طویل ترین زندگی عطا کرے پھر جنت دے دے اور دوسری یہ کہ جنت اور جو اللہ کے پاس ہے وہ دے تو اس بندے نے جنت اور جو اللہ کے پاس ہے اسے اختیار کر لیا ہے۔ اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور عرض کی آقا ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ (راوی نے کہا) وہ اختیار والا بندہ خود رسول اللہ ﷺ تھے۔ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ معاملات کو جاننے والے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" لوگوں میں سے صحبت و مال کے حوالے سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان ابو بکر کا ہے اور اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا لیکن اسلام کا بھائی چارہ ہے پھر فرمایا مسجد میں سوا حضرت ابو بکر کے کسی کا دروازہ باقی نہ رکھا جائے تو ہم نے جان لیا کہ حضور علیہ السلام ان کو اپنے خلیفہ بنانے والے ہیں۔

اس کو حافظ ابو القاسم دمشقی نے روایت کیا اور فرمایا اس حدیث کا متن صحیح اور سند غریب ہے۔ اس طرح کی حدیث کی اور سندیں امام بخاری وغیرہ سے مزید آگے بھی آرہی ہیں۔ (صحیح بخاری: ۳۹۰۴)

الحدیث التاسع والخمسون بعد المائتین: عن ابی المعلی زید بن لوازف الانصاری رضی الله تعالیٰ عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان من

امن الناس علی وساق الحدیث نحو حدیث ابی سعید وقال بعد قولہ لاتخذت ا
بکر ولکن ود واخاء ایمان مرتین او ثلاثا و ان صاحبکم خلیل اللہ خرجہ
الترمذی۔

حدیث 259۔حضرت ابوالمعلی زید بن لوازف انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا۔بیشک مجھ پر لوگوں میں سب سے زیادہ احسان اس کے بعد مثل سابق حدیث ہے اور آپ
کے فرمان میں ابوبکر کو خلیل بنانا کے بعد لیکن ایمان کی محبت اور بھائی چارہ ہے یہ دو یا تین مرتبہ فرمایا
اور فرمایا بلاشبہ تمہارے صاحب ﷺ اللہ کے خلیل ہیں۔اس کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔(
ترمذی:۳۶۵۹)

الحدیث الستون بعد المائتین : عن ابی المعلی مرفوعاً بمثلہ خرجہ الحافظ
الدمشقی وقال صحیح المتن حسن بالاسناد۔

حدیث 260۔اسی کی مثل انہیں ابوالمعلی سے حافظ دمشقی رحمتہ اللہ نے مرفوعاً روایت کی اور فرمایا
حدیث کا متن صحیح اور سند حسن ہے۔(المعجم الکبیر ج ۲۳ ص ۳۲۸،رقم:۸۲۵)

الحدیث الحادی والستون بعد المائتین : عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من امن الناس علینا فی نفسہ و ذات یدہ
ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولو کنت متخذا خلیلا لاتخذتہ ولکن اخوۃ
الاسلام سدوا کل خوخۃ فی القبلۃ الاخوخۃ ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
خرجہ صاحب فضائل ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و اورد ھذہ الاحادیث
السبعۃ الطبری فی الریاض النضرۃ وقال وبہ دلالۃ احادیث الخلۃ علی
الافضلیۃ انہ لم یعدل عنہ بالخلۃ الا الی اللہ تعالیٰ ولم یؤصل احدا من
المخلوقین غیرہ و ان صح حدیث ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی اتخاذہ صلی

علیہ وسلم ابا بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیلا فاعظم بہ انتھی عبارۃ الطبری فی الریاض المذکور۔

حدیث 261۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" بیشک لوگوں میں سے ہم پر سب سے زیادہ احسان جان و مال کے حوالے سے ابوبکر کا ہے اور اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن اخوت اسلامی ہے۔مسجد کی جانب قبلہ میں نکلی ہوئی ہر کھڑکی بند کر دو سوا حضرت ابوبکر کی کھڑکی کے رضی اللہ عنہ۔اس کو صاحب فضائل ابی بکر نے روایت کیا ہے اور ان ساتوں روایتوں کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا اور فرمایا کہ احادیث خلت (جن میں خلیل کا ذکر ہے) کی افضلیت پر دلالت یوں ہے کہ حضور علیہ السلام نے ساری خلق خدا کو چھوڑ کر صرف اللہ کا خلیل ہونا بیان فرمایا (اگر مخلوق میں کسی کو خلیل بناتے تو وہ ابوبکر ہوتے) اور اگر حضرت ابی کی وہ حدیث صحیح ہو جس میں آپ کے خلیل ہونے کا ذکر ہے ہنوز بہت بڑی بات ہے۔(الریاض النضرۃ ص ۵۸)

الحدیث الثانی والستون بعد المائتین: عن ابن عمر قال جاءنی رجل فی خلافۃ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاذا ھو یأمر بی ان اعتب علی عثمان فلما قضی کلامہ قلت لہ انا کنا نقول و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حی افضل امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بعدہ ابو بکر و عمر ثم عثمان و انا واللہ ما نعلم ان عثمان قتل نفسا بغیر حق ولا جاء من الکبائر شیئا ولکنہ ھذا المال ان اعطاکموہ رضیتم و ان اعطاہ قربتہ سخطتم افتریدون ان .... کفارس والروم لا یترکون لھم امیرا الا قتلوہ ففاضت عیناہ باربعۃ من الدمع ثم قال اللھم لا ترد ذالک خرجہ الحافظ الدمشقی و اوردہ الطبری فی الریاض النضرۃ۔

حدیث 262۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک شخص میرے پاس آیا اور مجھے حکم دینے لگا کہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر عتاب کروں

جب اس نے اپنی گفتگو پوری کر لی تو میں نے اسے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے جیتے جی کہا کرتے تھے کہ حضرت محمد ﷺ کی امت میں ان کے بعد سب سے افضل حضرت ابو بکر ہیں پھر حضرت عمر ہیں پھر حضرت عثمان ہیں۔ اور قسم بخدا! ہم نہیں جانتے کہ کبھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کسی کو ناحق قتل کرایا ہو یا انہوں نے کوئی کبیرہ گناہ کیا ہو لیکن یہ مال ہے اگر وہ تمہیں دیں تو تم راضی اور اگر اپنے قرابتداروں کو دیں تو تم ناراض کیا تم اہل فارس و اہل روم کی طرح بننا چاہتے ہو کہ وہ اپنے امیر کو قتل کر کے ہی چھوڑتے ہیں پھر آپ کی آنکھیں ٹپ ٹپ آنسو بہانے لگیں۔ پھر کہا "اے اللہ! تو ان باتوں کو رد نہ فرمانا اس کو حافظ دمشقی نے روایت کیا ہے اور طبری نے ریاض النضرۃ میں ذکر کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ص ۲۲۱)

الحدیث الثالث والستون بعد المائتین: عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما احد اعظم عندی یدا من ابی بکر واسانی بنفسه و ماله وانکحنی ابنته خرجه صاحب فضائل ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنه واورده الطبری فی الریاض النضرۃ ایضاً۔

حدیث 263۔ صاحب فضائل ابی بکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روای کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میرے نزدیک حضرت ابو بکر سے بڑھ کر کوئی مالدار نہیں کہ انہوں نے اپنی جان و مال سے میری مدد کی اور اپنی بیٹی میرے عقد میں دی۔ اس کو طبری نے بھی ریاض النضرۃ میں ذکر کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ص ۵۹)

الحدیث الرابع والستون بعد المائتین: عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما نعد عندی اعظم یدا من ابی بکر واسانی بنفسه و ماله وانکحنی ابنته اخرجه ابن عساکر و اورده السیوطی فی تاریخ الخلفاء له۔

حدیث 264۔اسی کی مثل ابن عساکرؒ نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے اور اسے علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں ذکر کیا ہے۔(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۶۰)

الحدیث الخامس والستون بعد المائتین: عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما مرفوعاً بمثله اخرجه الطبرانی واورده ابن حجر فی الصواعق المحرقة۔

حدیث 265۔اسی کی مثل امام طبرانی نے حضرت ابن عباس سے مرفوعاً روایت کی ہے اور اس اس کو ابن حجر نے صواعق محرقہ میں ذکر کیا ہے۔(المعجم الکبیر:۱۱۴۶۱)

الحدیث السادس والستون بعد المائتین: عن سهل رضی اللہ تعالیٰ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ان امن الناس علی فی صحبته و ذات یده ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنه فحبه و شکره و حفظة واجب علی امتی خرجه الخطیب فی تاریخه۔

حدیث 266۔حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "لوگوں میں سے صحبت و مال میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان ابوبکر کا ہے تو ان کی محبت ان کا شکر اور ان کی حفاظت میرے ہر امتی پر لازم ہے رضی اللہ عنہ اسی کو خطیب نے اپنی تاریخ میں روایت کیا ہے۔(تاریخ بغداد ج ۵ ص ۷۲، رقم:۲۴۵۶)

الحدیث السابع والستون بعد المائتین: عن سهل رضی اللہ تعالیٰ عنه مرفوعاً بمثله خرجه صاحب فضائل الصدیق۔

حدیث 267۔اسی کی مثل صاحب فضائل الصدیق نے حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔(الافراد للدارقطنی ج ۳ ص ۹۸، رقم:۲۱۴۴)

الحدیث الثامن والستون بعد المائتین: عن ابی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ما نفعنی مال قط ما نفعنی مال ابی

بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فبکی ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقال ما انا و مالی الا لک خرجہ احمد۔

حدیث 268۔ امام احمد حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ نے فرمایا "جو نفع مجھے ابوبکر کے مال نے دیا وہ کسی مال نے نہ دیا تو حضرت ابوبکر نے رو کر عرض کی آقا! میں بھی اور میرا مال بھی سب آپ ہی کا ہے رضی اللہ عنہ۔ (مسند امام احمد:۷۴۳۹)

الحدیث التاسع والستون بعد المائتین : عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بمثلہ مخرجہ ابو حاتم۔

269۔ حضرت ابوہریرہ سے ابوحاتم نے اسی کی مثل حدیث۔ (صحیح ابن حبان:۶۸۵۸)

الحدیث السبعون بعد المائتین : عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بمثلہ خرجہ ابن ماجۃ۔

حدیث۔ 270۔ اسی کی مثل امام ابن ماجہ نے۔ (سنن ابن ماجہ: ۹۴، اسنادہ صحیح)

الحدیث الحادی والسبعون بعد المائتین : مرفوعاً بمثلہ خرجہ الحافظ الدمشقی فی الموافقات۔

حدیث۔ 271۔ اسی کی مثل حافظ دمشقی نے موافقات میں مرفوعاً روایت کی ہے۔ (معجم ابن الاعرابی:۵۰۳)

الحدیث الثانی والسبعون بعد المائتین : عن ابن المسیب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما مال رجل من المسلمین انفع لی من مال ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال و کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقضی فی مال ابی بکر کما یقضی فی مال نفسہ خرجہ عبد الرزاق فی جامعہ۔

حدیث 272۔ اسی کی مثل حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا مسلمانوں میں سے کسی مرد کا مال، مال ابی بکر سے بڑھ کر مجھے نفع دینے والا نہیں اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر کے مال میں ایسے ہی تصرف فرماتے تھے جیسا کہ اپنے مال میں فرماتے تھے رضی اللہ عنہ۔ اس کو عبدالرزاق نے اپنی جامع میں روایت کیا۔

الحديث الثالث والسبعون بعد المائتين : عن ابن المسيب رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله خرجه صاحب الفضائل كلا الحديثين مرسل۔

حدیث 273۔ اسی کی مثل حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے صاحب الفضائل نے روایت کی ہے اور یہ دونوں حدیثیں مرسل ہیں۔ (جامع معمر بن راشد: ۲۰۳۹۷)

الحديث الرابع والسبعون بعد المائتين : عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما لاحد عندنا يد الا وقد كفيناه ما خلا ابي بكر رضي الله تعالى عنه فان له عندنا يدا يكافئه الله بها يوم القيامة خرجه الترمذي وقال حسن غريب۔

حدیث 274۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ہم نے اپنے اوپر کئے گئے ہر شخص کے احسان کا بدلہ چکا دیا ہے سوا ابوبکر کے ہم پر جو ان کے احسان ہیں ان کا بدلہ اللہ ہی قیامت کے دن عطا فرمائے گا۔ اس کو امام ترمذی رحمتہ اللہ نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔ (سنن ترمذی: ۳۶۶۱)

الحديث الخامس والسبعون بعد المائتين : عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت لما ماتت خديجة رضي الله تعالى عنها جاءت خولة بنت حكيم امرأة عثمان بن مظعون الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم الا تزوج فقال ومن قالت ان شئت بكرا و ان شئت شيبا فقال ومن البكر ومن الشيب قالت اما البكر فابنة احب خلق الله اليك

عائشة بنت ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنهما واما الشیب فسویة بنت زمعة قال آمنت بک واتبعتک ثم ذکرت قصة تزویجهما خرجه ابو الجهم الباهلی۔

حدیث 275۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی اہلیہ خولہ بنت حکیم حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کیا آپ اب نکاح نہ فرمائیں گے؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا کس سے؟ عرض کی چاہیں تو باکرہ سے چاہیں تو ثیبہ سے فرمایا باکرہ کون ہے؟ اور ثیبہ کون ہے؟ عرض کی باکرہ تو وہی جو آپ کو خلق خدا میں سب سے زیادہ محبوب ہے یعنی عائشہ بنت ابی بکر اور ثیبہ سودہ بنت زمعہ ہے جو آپ پر ایمان لا کر آپ کی پیروی بن چکی ہے پھر اپنے دونوں کے نکاح کا واقعہ بیان کیا۔ اس کو ابو جہم باھلی نے روایت کیا ہے۔(معجم الکبیر:۵۷، الاحاد والمثانی:۳۰۶۱)

الحدیث السادس والسبعون بعد المائتین : عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها مرفوعاً بمثله خرجه صاحب الفضائل۔

حدیث 276۔ اسی کی مثل صاحب الفضائل نے سیدہ عائشہ W سے مرفوعاً روایت کی ہے۔(مستدرک حاکم:۲۷۰)

الحدیث السابع والسبعون بعد المائتین : عن انس رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال ارحم امتی بامتی ابو بکر خرجه عبد الرزاق

حدیث 277۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے راوی آپ نے فرمایا میری امت میں میری امت پر سب سے زیادہ وہ مہربان ابوبکر ہیں اس کو عبدالرزاق نے روایت کیا ہے۔ (مصنف عبدالرزاق:۲۰۳۸۷)

الحدیث الثامن والسبعون بعد المائتین : عن انس رضی الله تعالیٰ عنه

مرفوعاً بمثله خرجه البغوی فی المصابیح فی الحسان و اورد هذه الاحادیث الثلاثة عشر الطبری فی الریاض النضرة۔

حدیث 278۔اسی کی مثل بغوی نے مصابیح فی الحسان میں حضرت انس سے مرفوعا روایت کی ہے اور ان تیرہ احادیث کو طبری نیز ریاض النضرۃ میں ذکر کیا ہے۔(الریاض النضرۃ ص ۵۱ ذکر ماجاء فی اخبار ﷺ)

الحدیث التاسع والسبعون بعد المائتین : عن انس رضی الله تعالیٰ عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ارحم امتی بامتی ابو بکر رضی الله تعالیٰ عنه اخرجه مسلم۔

حدیث 279۔امام مسلم رحمتہ اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میری امت میں سے میری امت پر سب سے زیادہ مہربان ابوبکر ہیں۔رضی اللہ عنہ(مصنف ابن ابی شیبہ:۳۱۹۳۱)

الحدیث الثمانون بعد المائتین : عن انس رضی الله تعالیٰ عنه مرفوعاً بمثله اخرجه الترمذی۔

حدیث 280۔حضرت انس سے امام ترمذی نے اسی کی مثل۔(سنن ترمذی:۳۷۹۰)

الحدیث الحادی والثمانون بعد المائتین : عن انس رضی الله تعالیٰ عنه مرفوعاً بمثله اخرجه النسائی۔

حدیث 281۔امام نسائی نے اسی کی مثل۔(سنن نسائی:۸۱۸۵)

الحدیث الثانی والثمانون بعد المائتین : عن انس رضی الله تعالیٰ عنه مرفوعاً بمثله اخرجه ابن ماجة۔

حدیث 282۔امام ابن ماجہ نے اسی کی مثل۔(سنن ابن ماجہ:۱۵۴ فضائل زید بن ثابت)

الحدیث الثالث والثمانون بعد المائتین : عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بمثلہ اخرجہ الحاکم۔

حدیث 283۔امام حاکم نے اسی کی مثل۔(مستدرک حاکم: ۵۷۸۴)

الحدیث الرابع والثمانون بعد المائتین : عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بمثلہ اخرجہ البیہقی۔

حدیث 284۔امام بیہقی نے اسی کی مثل۔(معرفۃ سنن والآثار ج۹ ص ۱۰۵، رقم: ۱۲۵۱۵)

الحدیث الخامس والثمانون بعد المائتین : عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بمثلہ اخرجہ احمد۔

حدیث 285۔امام احمد نے اسی کی مثل۔(مسند امام احمد: ۱۳۹۹۰)

الحدیث السادس والثمانون بعد المائتین : عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بمثلہ خرجہ ابن حبان۔

حدیث 286۔امام ابن حبان نے اسی کی مثل۔(صحیح ابن حبان: ۷۱۳۱)

الحدیث السابع والثمانون بعد المائتین : عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بمثلہ خرجہ الطبرانی فی الاوسط۔

حدیث 287۔امام طبرانی نے اوسط میں اسی کی مثل۔(المعجم الصغیر: ۵۵۶)

الحدیث الثامن والثمانون بعد المائتین : عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بمثلہ اخرجہ ابن عساکر۔

حدیث 288۔ابن عساکر نے اسی کی مثل۔(تاریخ دمشق ج۱۹ ص ۳۱۰)

الحدیث التاسع والثمانون بعد المائتین : عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بمثلہ خرجہ العقیلی۔

حدیث 289۔ عقیلی نے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۳ ص ۱۲۲)

الحدیث التسعون بعد المائتین : عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بنحوہ بلفظ ازء ف مکان ارحمھم اخرجہ ابو یعلی و اورد ھذہ الاحادیث الاثنی عشر ابن الحجر المکی فی الصواعق المحرقۃ۔

حدیث 290۔ اسی کی مثل ابو یعلی نے بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے اس میں ارحم کی جگہ ارءف ہے (معنی وہی ہے) ان بارہ حدیثوں کو ابن حجر مکی رحمۃ اللہ نے "صواعق محرقہ" میں ذکر کیا ہے۔ (الصواعق المحرقہ ص ۱۲۰۴، الفصل ثانی فی ذکر فضائل ابی بکر)

الحدیث الحادی والتسعون بعد المائتین : عن ابی سعید ن الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلس علی المنبر فقال ان عبدا خیرہ اللہ تعالیٰ بین ان یوتیہ من زھرۃ الدنیا و بین ما عندہ فاختار عندہ فبکی ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و قال فدیناک بآبائنا و امھاتنا فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھو لمخیر و کان ابو بکر اعلمنا بہ اخرجہ البخاری۔

حدیث 291۔ امام بخاری رحمۃ اللہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے راوی انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا بیشک ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے دو باتوں کا اختیار دیا ہے یہ کہ اسے دنیا کی زیب و زینت دے اور یہ کہ وہ دے جو اللہ کے اپنے پاس ہے تو اس بندے نے وہ اختیار کر لیا ہے جو اللہ کے پاس ہے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رو دیے اور عرض کی آقا! ہمارے ماں، باپ آپ پر قربان ہوں۔ وہ شخص مخیر خود حضور علیہ السلام ہی تھے اور ابو بکر ہم میں سے سب سے زیادہ حضور علیہ السلام کو جاننے والے تھے۔ (صحیح بخاری: ۴۶۶ باب الخوخۃ والممر فی المسجد)

الحدیث الثانی والتسعون بعد المائتین : عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بمثلہ اخرجہ مسلم۔

حدیث 292۔ حضرت ابو سعید سے امام مسلم نے اسی کی مثل۔ (صحیح مسلم: ۲۳۸۲)

الحدیث الثالث والتسعون بعد المائتین: عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ ع
مرفوعاً بمثله خرجه احمد۔

حدیث 293۔ امام احمد نے اسی کی مثل۔ (مسند امام احمد: ۱۱۳۴)

الحدیث الرابع والتسعون بعد المائتین: عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ ع
مرفوعاً بمثله خرجه ابو حاتم۔

حدیث 294۔ امام ابو حاتم رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (صحیح ابن حبان: ۶۵۹۴)

الحدیث الخامس والتسعون بعد المائتین: عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ ع
بنحوه ولفظه قال جلس رسول الله صلى الله عليه وسلم يعني مرجعه من
فقال ان عبدا ثم ذكر معناه وقال وكان ابو بكر اعلمنا بالامور خرجه الحا
الدمشقي۔

حدیث 295۔ اسی کی مثل حافظ دمشقی رحمۃ اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے۔ اس میں یہ ہے کہ حجۃ الوداع سے لوٹ کر حضور علیہ السلام نے یہ فرمایا مزید اس میں یہ بھی ہے
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم میں سے معاملات کو زیادہ جاننے والے تھے۔ (الریاض ا
ص ۵۹)

الحدیث السادس والتسعون بعد المائتین: عن ابی المعلی ان رسول الله ص
الله عليه وسلم خطب فقال ان رجلا خيره ربه بين ان يعيش في الدنيا
شاء و ياكل من الدنيا ما شاء ان ياكل و بين لقاء ربه فاختار لقاء ربه
فبكى ابو بكر رضى الله تعالى عنه فقال اصحاب النبي صلى الله عليه وسل
ورضى عنهم الا تعجبون من هذا الشيخ اذ ذكر رسول الله صلى الله عل

وسلم رجلا صالحا خیرہ ربه بین الدنیا ولقاء ربه فاختار لقاء ربه قال فکان ابو بکر اعلمهم بما قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ابو بکر رضی الله تعالیٰ عنه بل نفدیک بآبائنا و اموالنا خرجه الترمذی و اورد هذه الاحادیث الستة الطبری فی الریاض النضرة۔

حدیث 296۔ حضرت ابو المعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ بیشک ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے دو باتوں کا اختیار دیا کہ وہ جتنا چاہے دنیا میں رہے اور کھائے پیئے اور یہ کہ وہ اپنے رب سے آملے تو اس شخص نے اپنے رب کی ملاقات کو اختیار کر لیا ہے۔ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو دیے۔ تو اصحاب نبی ﷺ و رضی اللہ عنھم نے آپس میں کہا کیا تمہیں اس شیخ (حضرت ابوبکر) پر تعجب نہیں؟ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے مرد صالح کا ذکر کیا تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں رہنے اور اپنے پاس آنے کا اختیار دیا تھا اور اس بندے نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو اختیار کر لیا تھا۔ (اس پر یہ حضرت رو دیے ہیں) فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صحابہ میں سے حضور علیہ السلام کی بات کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی آقا! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان۔ اس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ نے روایت کیا ہے اور ان چھ حدیثوں کو طبری نے ریاض النضرۃ میں ذکر کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ص ۵۹)

الحدیث السابع والتسعون بعد المائتین: عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم رایت کانی اعطیت عسا مملوا لبنا فشربت منه حتی ابتلئت فرأیتهم تجری فی عروقی بین الجلد واللحم ففضلت منها فضلة فاعطیتها ابا بکر قالوا یا رسول الله صلی الله علیه وسلم هذا علم اعطاکه الله تعالیٰ حتی اذا ابتلئت فضلت فضلة فاعطیتها ابا بکر رضی الله تعالیٰ عنه فقال صلی الله علیه وسلم قد اصبتم خرجه ابو حاتم و اورده

الطبری فی الریاض النضرۃ ایضاً ثم قال وقد جاء فی الصحیح مثل ھذا لعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وسیاق بیانہ ولعل الرؤیا تعددت فی ذالک و علی ذالک یحمل فان الحدیثین صحیحان و ان کان حدیث عمر متفقا علیہ انتھی۔

حدیث 297۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ مجھے دودھ کا بھرا ہوا پیالہ پیش کیا گیا ہے میں نے اسے پیا یہاں تک میرا پیٹ بھر گیا پھر میں نے دیکھا کہ وہ دودھ میری کھال اور گوشت کے درمیان رگوں میں چل رہا ہے اور اس سے بچ گیا تھا وہ میں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو عطا کر دیا۔صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! یہ علم ہے جو اللہ نے آپ کو عطا کیا یہاں تک کہ آپ سیر ہو گئے پھر جو بچا وہ آپ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے ٹھیک کہا۔اس کو ابو حاتم نے روایت کیا اور طبری نے الریاض النضرۃ میں ذکر کیا ہے پھر کہا کہ حدیث صحیح میں اسی طرح کی فضیلت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے بھی آئی ہے۔اس کا بیان آگے آئے گا۔ہو سکتا ہے کہ یہ خواب متعدد ہوں اور اس بات کو اسی پر محمول کیا جائے گا کیونکہ حدیثیں دونوں صحیح ہیں اگر چہ کہ حضرت عمر کی حدیث متفق علیہ ہے۔انتھی (صحیح ابن حبان:۶۸۵۴)

الحدیث الثامن والتسعون بعد المائتین : عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اتانی جبرئیل علیہ السلام فطاف بی فی ابواب الجنۃ فارانی الباب الذی ادخل انا و امتی منہ فقال ابو بکر الصدیق بابی انت و امی یا رسول اللہ لیتنی کنت معک قال اما انک یا ابا بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اول من یدخل الجنۃ من امتی خرجہ البغوی فی المصابیح فی الحسان۔

حدیث 298۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبرئیل آئے اور مجھے جنت کے دروازوں کا چکر لگوایا اور مجھے وہ دروازہ دکھایا جس سے میں اور میری

امت داخل ہوں گے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان کاش میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا تو ارشاد فرمایا" ابوبکر آپ تو میری امت میں سے سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اس کو بغوی نے المصابیح فی الحسان میں روایت کیا ہے۔(المعجم الاوسط:۲۵۹۴)

الحدیث التاسع والتسعون بعد المائتین : عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بمثلہ خرجہ الملأ فی سیرتہ۔

حدیث 299۔اسی کی مثل الملاء نے اپنی "سیرت" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔(الریاض النضرۃ ص ۷۶)

الحدیث الموفی للثلاثمائۃ : عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بمثلہ خرجہ صاحب الفضائل و زاد فیہ فضرب علی منکبیہ و قال اما انک اول من یدخل الجنۃ۔

حدیث 300۔اسی کی مثل صاحب الفضائل نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔اس میں یہ زائد ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ابوبکر! آپ تو سب سے پہلے داخل جنت ہوں گے۔(الریاض النضرۃ ص ۷۶)

الحدیث الحادی بعد ثلاثمائۃ : عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول من یرد علی یوم القیامۃ ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خرجہ الملأ فی سیرتہ۔

حدیث 301۔الملاء اپنی "سیرت" میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن جو صاحب سب سے پہلے مجھ پر پیش کئے جائیں گے وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوں گے۔(الریاض النضرۃ ص ۱۷۶)

الحدیث الثانی بعد ثلاثمائة : عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا کان یوم القیامة نصب لابراهیم الخلیل علیه الصلوٰة والسلام منبر امام العرش و نصب لی منبر امام العرش و نصب لابی بکر کرسی فیجلس علیه و ینادی منادیالک من صدیق بین خلیل و حبیب خرجه البغدادی۔

حدیث 302۔حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ e نے فرمایا "جب قیامت کا دن ہوگا تو عرش کے سامنے ایک منبر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے لئے نصب کیا جائے گا اور ایک میرے لئے نصب کیا جائے گا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے ایک کرسی لگائی جائے گی جس پر وہ بیٹھیں گے تو ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا اور کہے گا اے سننے والے! خلیل اللہ اور حبیب اللہ کے درمیان حضرت صدیق کی عظمت شان کی نسبت تیرا کیا خیال ہے اور W الا بغدادی ان روایت کیا ہے۔(تاریخ بغداد ج ۴ ص ۳۸۶، رقم:۲۲۶)

الحدیث الثالث بعد ثلاثمائة : عن معاذ بن جبل مرفوعاً بنحوه خرجه الملاء

حدیث 303۔اس کی مثل ملاء نے اپنی سیرت میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔(الریاض النضرۃ ص ۷۲)

الحدیث الرابع بعد ثلاثمائة : عن انس بن مالک رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم قلت لجبرنیل علیه السلام حین اسری بی الی السماء یا جبرنیل هل علی امتی حساب قال کل امتک علیها حساب ما خلا ابا بکر فاذا کان یوم القیامة قیل له یا ابا بکر ادخل الجنة فیقول ما ادخل حتی یدخل معی من کان یحبنی فی الدنیا خرجه ابو الحسن العتیقی۔

حدیث 304۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ e نے فرمایا "جب

مجھے جانب افلاک معراج کرائی گئی تو میں نے جبرائیل کو کہا، اے جبرائیل! کیا میری امت پر حساب ہے؟ انہوں نے جواب دیا سوا حضرت ابوبکر کے آپ کی ساری امت پر حساب ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو حضرت ابوبکر سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جائیے تو وہ کہیں گے میں اس وقت تک جنت میں نہ جاؤں گا جب تک دنیا میں رہ کر مجھ سے محبت کرنے والے بھی میرے ساتھ نہ داخل جنت ہوں رضی اللہ عنہ۔ اس کو ابوالحسن عتیقی نے روایت کیا۔ (الدیباج للختلی: ۸۲)

الحديث الخامس بعد ثلاثمائة: عن انس رضی الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله خرجه صاحب الديباج۔

حدیث 305۔ اسی کی مثل صاحب دیباج نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (الدیباج للختلی: ۸۲)

الحديث السادس بعد ثلاثمائة: عن انس مرفوعاً بمثله خرجه صاحب الفضائل وقال غريب۔

حدیث 306۔ اسی کی مثل صاحب فضائل نے بھی روایت کیا اور اسے غریب کہا۔ (تاریخ بغداد: ۴۴۶۶)

الحديث السابع بعد ثلاثمائة: عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لابی بكر الصديق رضی الله تعالى عنه يا ابا بكر ان الله عز وجل يتجلى للخلائق عامة ويتجلى لک خاصة خرجه الملاء فی سيرته۔

حدیث 307۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا "اے ابوبکر! بیشک اللہ تعالیٰ دیگر مخلوق کے لئے عام تجلی فرمائے گا اور تمہارے لئے خاص تجلی فرمائے گا۔ اس کو ملاء نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ص ۷۷)

الحديث الثامن بعد ثلاثمائة: عن انس رضی الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله

خرجه صاحب الفضائل وقال حسن۔

حدیث 308۔ اسی کی مثل صاحب فضائل نے روایت کی اور اسے حسن کہا۔ (الریاض النضرۃ ص ۷۷)

الحدیث التاسع بعد ثلاثمائة: عن جابر رضی الله تعالی عنه قال کنا عند النبی صلی الله علیه وسلم اذ جاء وفد عبد القیس فتکلم بعض القوم وافانی کلام فالتفت النبی صلی الله علیه وسلم الی ابی بکر رضی الله تعالی عنه فقال یا ابا بکر اعطاک الله الرضوان الاکبر فقال له بعض القوم یا رسول الله وما الرضوان الاکبر قال یتجلی الله عز وجل یوم القیامة للعباد عامة و یتجلی لابی بکر خاصة اخرجه الملاء فی سیرته۔

حدیث 309۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وفد عبد القیس حضور ﷺ کی بارگاہ میں آیا تو ہم بھی بارگاہ مصطفوی میں حاضر تھے بعض لوگوں نے کچھ لغو کلام کیا تو رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا!! اے ابو بکر! اللہ تعالی نے آپ کو رضوان اکبر (بڑی رضا) عطا فرمائی ہے لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ بڑی رضامندی کیا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا روز قیامت اللہ تعالی دیگر بندوں کے لئے عام تجلی فرمائے گا اور ابو بکر کے لئے خاص تجلی فرمائے گا۔ رضوان اللہ علیہم اس کو ملاء نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ج ص ۷۷)

الحدیث العاشر بعد ثلاثمائة: عن جابر مرفوعاً بمثله خرجه صاحب الفضائل وقال غریب۔

حدیث 310۔ اسی کی مثل صاحب فضائل نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور اسے غریب کہا۔ (تاریخ بغداد: ۸:۶۰۰)

الحدیث الحادی عشر بعد ثلاثمائة: عن انس رضی الله تعالی عنه قال لما خرج

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الغار اخذ ابو بکر برکاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ادبر بزمام الناقة فقال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھب اللہ لک الرضوان الاکبر قیل وما الرضوان الاکبر فذکر نحو ما تقدم خرجه الملاء

حدیث 311۔حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا! جب رسول اللہ ﷺ غار سے نکل کر تشریف لائے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی رکاب کو تھا لیا اور اونٹنی کی باگ کو پیچھے ڈال دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابو بکر! اللہ نے تمہیں رضوان اکبر (بڑی رضا) عطا فرمائی۔عرض کی گئی بڑی رضا مندی کیا ہے تو آپ ﷺ نے مثل حدیث سابق جواب ارشاد فرمایا۔اس کو ملاء نے روایت کیا۔(الریاض النضر ج ص ۷۷)

الحدیث الثانی عشر بعد ثلاثمائة: عن الزبیر بن العوام ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما خرج یرید الغار اتاہ ابو بکر بناقة فقال ارکبھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما رکبھا فالتفت الی ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہ فقال یا ابا بکر اعطاک اللہ الرضوان الاکبر قال یا رسول اللہ وما الرضوان الاکبر قال یتجلی اللہ عز وجل یوم القیامة لعبادہ عامة و یتجلی لک خاصة خرجه صاحب الفضائل و اورد ھذہ الاحادیث الخمسة عشر الطبری فی الریاض النضرة۔

حدیث 312۔حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ e غار سے نکلے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک اونٹنی لے کے حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! اس پہ سوار ہو جائیے۔رسول اللہ e اس پہ سوار ہوئے پھر حضرت صدیق کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے ابو بکر! اللہ آپ کو رضوان اکبر عطا فرمائے عرض کی آقا رضوان اکبر کیا ہے ارشاد فرمایا "محشر میں اللہ تعالی

اپنے دیگر بندوں کے لئے عام تجلی فرمائے گا لیکن تمہارے لئے خاص تجلی فرمائے گا۔ اس کو صاحب فضائل نے روایت کیا ہے اور ان پندرہ احادیث کو طبری نے ریاض النضرۃ میں ذکر کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ص ۷۷)

الحدیث الثالث عشر بعد ثلاثمائۃ: عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرج بی الی السماء فما مررت بسماء الا وجدت فیھا مکتوبا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر الصدیق من خلفی خرجہ صاحب الفضائل۔

حدیث 313۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا مجھے آسمانوں کی معراج کرائی گئی تو میں جس آسمان سے بھی گزرا وہاں اپنا نام محمد رسول اللہ اور اپنے بعد ابو بکر لکھا ہوا پایا۔ اس کو صاحب فضائل نے روایت کیا۔ (فضائل خلفاء راشدین: ۱۴)

الحدیث الرابع عشر بعد ثلاثمائۃ: عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رایت لیلۃ اسری بی مکتوبا حول العرش فی فرائدۃ خضراء بقلم من نور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابو بکر الصدیق خرجہ صاحب الفضائل۔

حدیث 314۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے شب معراج عرش کے گرد سبز موتیوں میں نور کے قلم سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور ابو بکر صدیق لکھا ہوا پایا (صاحب فضائل)۔ (الدیباج للختلی: ۵)

الحدیث الخامس عشر بعد ثلاثمائۃ: عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینبغی لقوم فیھم ابو بکر ان یؤمھم غیرہ اخرجہ الترمذی وقال غریب۔

حدیث 315۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جس قوم میں ابو بکر موجود ہوں انہیں لائق نہیں کہ ان کی امامت حضرت ابو بکر کا کوئی غیر کرے۔اس کو امام ترمذی نے روایت کیا اور غریب کہا۔(سنن ترمذی:۳۶۷۳)

الحدیث السادس عشر بعد ثلاثمائۃ: عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مرفوعاً بنحوہ خرجہ صاحب الفضائل۔

حدیث 316۔اسی کی مثل صاحب فضائل نے سیدہ عائشہ سے۔(تثبیت الامامۃ وترتیب الخلافۃ ابو نعیم:۴۶)

الحدیث السابع عشر بعد ثلاثمائۃ: عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مرفوعاً بنحوہ خرجہ السمرقندی۔

حدیث 317۔انہیں سے سمرقندی نے مرفوعاً روایت کی ہے۔(الشریعۃ لآجری:۱۳۰۱)

الحدیث الثامن عشر بعد ثلاثمائۃ: عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ما سبقت ابا بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ الی یرقط الا سبقنی الیہ خرجہ الخلعی فی ضمن حدیث طویل اخرجہ عبد الرحمن بن ابی بکر۔

حدیث 318۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں کسی بھی خیر میں حضرت ابو بکر پر سبقت نہ پاسکا وہاں وہ مجھ پر ہر معاملے میں سابق رہے۔اسکو خلعی نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں روایت کیا۔اسکو عبدالرحمن بن ابو بکر نے روایت کیا۔(فضائل صحابہ:۷۰)

الحدیث التاسع عشر بعد ثلاثمائۃ: عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم و عندہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و علیہ عباءۃ قد خللھا فی صدرہ بخلال فنزل علیہ جبرئیل علیہ السلام فقال یا محمد ما لی اری ابا بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علیہ عباءۃ قد خللھا فی صدرہ

بخلال فقال یا جبرئیل انفق ماله علی قبل الفتح قال فان الله عز وجل یقرأ علیه السلام ویقول لک قل اراه راض انت عنی فی فقرک هذا ام ساخط فقال ابو بکر اء سخط علی ربی انا عن ربی راض انا عن ربی راض خرجه الحافظ ابن عبید۔

حدیث 319۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھا حضرت ابوبکر بھی وہیں تھے۔آپ نے بغیر آستین کے چوغہ پہنا ہوا تھا اور اسے اپنے سینے پر اکٹھا کر کے لے ساتھ جوڑا ہوا تھا۔ دریں اثنا حضرت جبرئیل حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کہا یا محمد یہ کیا بات ہے میں دیکھتا ہوں کہ ابوبکر نے چوغہ پہنا ہوا ہے ارشاد فرمایا فتح سے پہلے انہوں نے اپنا سارا مال مجھ پر خرچ کر دیا ہے۔جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی اللہ تعالیٰ ابوبکر کو سلام ارشاد فرماتا ہے اور فرماتا ہے اے ابوبکر تم اپنے اس فقر میں مجھ سے راضی ہو یا ناراض تو ابوبکر نے کہا میں کون ہوں اپنے رب سے ناراض ہونے والا میں اپنے رب سے راضی ہوں میں اپنے رب سے راضی ہوں میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ اسے حافظ ابن عبید نے روایت کیا ہے۔(معجم لابن المقری:۱۶۶)

الحدیث العشرون بعد ثلاثمائة : عن ابن عمر مرفوعاً بمثله خرجه صاحب الصفوة۔

حدیث 320۔ اسی کی مثل صاحب صفوۃ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔(تاریخ بغداد ج ۲ ص ۱۰۶)

الحدیث الحادی والعشرون بعد ثلاثمائة : عن ابن عمر مرفوعاً بمثله خرجه صاحب الفضائل واورد هذه الاحادیث التسعة الطبری فی الریاض النضرة۔

حدیث 321۔اسی کی مثل صاحب فضائل نے روایت کی اور ان نو احادیث کو طبری نے ریاض

النضر ۃ میں بیان کیا ہے۔(الریاض النضر ۃ ص ۶۰)

الحدیث الثانی والعشرون بعد ثلاثمائۃ: عن ابن عمر مرفوعاً بمثلہ اخرجہ ابن شاھین فی السنن۔

حدیث 322۔اسی کی مثل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ابن شاہین نے سنن میں۔(الکتاب اللطیف شرح مذاہب اہل سنۃ:۱۲۵)

الحدیث الثالث والعشرون بعد ثلاثمائۃ: عن ابن عمر مرفوعاً بمثلہ اخرجہ ابن عساکر۔

حدیث 323۔بغوی نے اپنی تفسیر میں۔(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۷۱)

الحدیث الرابع والعشرون بعد ثلاثمائۃ: عن ابن عمر مرفوعاً بمثلہ اخرجہ ابن عساکر۔

حدیث 324۔ابن عساکر نے تاریخ میں اور(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۷۲)

الحدیث الخامس والعشرون بعد ثلاثمائۃ: عن ابی ھریرۃ مرفوعاً بمثلہ اخرجہ ابو نعیم۔

حدیث 325۔حدیث ابو نعیم نے حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے۔(الصواعق المحرقۃ ص ۲۱۴)

الحدیث السادس والعشرون بعد ثلاثمائۃ: عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بمثلہ اخرجہ ابو نعیم ایضاً۔

حدیث 326۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ابو نعیم ہی نے مرفوعاً روایت کی ہے۔(حلیۃ الاولیاء ج ۷ ص ۱۰۵)

الحدیث السابع والعشرون بعد ثلاثمائۃ: عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مرفوعاً بنحوہ اخرجہ ابن عساکر و اورد ھذہ الاحادیث الستۃ السیوطی فی

تاریخ الخلفاء وابن حجر فی الصواعق المحرقۃ وفی ہذہ الاحادیث التسعۃ ارسال السلام من اللہ الی ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وھو من اعظم الفضائل۔

حدیث 327۔اسی کی مثل ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کی ہے اور ان چھ احادیث کو علامہ سیوطی نے تاریخ خلفاء میں اور ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں بیان کیا ہے۔ یہ وہ نو حدیثیں ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سلام بھیجا گیا اور یہ سب سے بڑی فضیلت ہے۔(الریاض النضر ج ص ۶۰)

الحدیث الثامن والعشرون بعد ثلاثمائۃ: عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فی حدیث الافک فی قصۃ مسطح بن اثاثۃ قالت حسن ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لا ینفق علی مسطح ابدا فنزل قولہ تعالیٰ ولا یأتل اولی الفضل منکم الا تحبون ان یغفر اللہ لکم قال و ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ واللہ انی لاحب ان یغفر اللہ لی فرجع الی مسطح النفقۃ التی کان ینفق علیہ فقال لا انزعہا ابدا اخرجہ البخاری۔

حدیث 328۔امام بخاری نے "حدیث افک" میں موجود مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ کے قصے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث ذکر کی ہے انہوں نے فرمایا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھالی کہ اب کبھی بھی وہ مسطح پر کچھ خرچ نہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔"وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ "اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم میں فضیلت والے ہیں۔کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے۔تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا" اللہ کی قسم میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ مجھے بخشش دے پھر آپ حضرت مسطح رضی اللہ عنہ پر پہلے ہی کی طرح نفقہ خرچ کرنے لگے اور فرمایا قسم بخدا میں کبھی بھی ان کا نفقہ بند نہ کروں گا۔(صحیح بخاری:۴۷۵۰)

الحدیث التاسع والعشرون بعد ثلاثمائۃ : عن عائشۃ بمثل ھذا اللفظ اخرجہ مسلم وفی ھذہ الآیۃ اثبات الفضل لابی بکر۔

حدیث 329۔ اسی کی مثل سیدنا امام مسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ اس آیت کریمہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے فضیلت کا اثبات ہے۔ (صحیح مسلم:۲۷۷۰ باب فی حدیث الافک)

الحدیث الثلاثون بعد ثلاثمائۃ : عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاتی الملائکۃ بابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع النبیین والصدیقین تزفۃ الی الجنۃ زفا خرجہ صاحب فضائل وقد تقدم مثلہ من حدث زید بن ثابت لا انہ لم یذکر لفظ مع النبیین والصدیقین۔

حدیث 330۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "فرشتے ابوبکر کو انبیاء وصدیقین کے ساتھ لے کر آئیں گے اور نوشہ بنا کر سوئے جنت روانہ کریں گے۔ اس کو صاحب فضائل نے روایت کیا ہے اسی کی مثل پہلے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی گزر چکی ہے۔ صرف اس میں انبیاء وصدیقین کے الفاظ نہیں ہیں۔ (تاریخ بغداد:۵۹۰۵)

الحدیث الحادی والثلاثون بعد ثلاثمائۃ : عن طارق قال جاء ناس الی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقالوا لہ ای رجل کان ابو بکر قال کان خیرا کلہ او قال کالخیر کلہ ملاحدۃ کانت فیہ خرجہ ابو عمر۔

حدیث 331۔ حضرت طارق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کچھ لوگ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ ابوبکر کیسے شخص تھے۔ ارشاد فرمایا "وہ کلی طور پر خیر ہی خیر تھے۔ یا فرمایا مثل خیر کامل تھے۔ اس کو ابو عمر نے روایت کیا ہے۔ (الاستیعاب ج ۱ ص ۳۴۹)

الحدیث الثانی والثلاثون بعد ثلاثمائۃ: عن سلیمان بن یسار عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الخیر ثلاثمائۃ وستون خصلۃ اذا اراد اللہ بعبد خیرا جعل فیہ واحدۃ منھن فدخل بھا الجنۃ قال فقال ابو بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ یا رسول اللہ ھل فی شیء منھا قال نعم جمع من کل خرجہ ابن البھلول۔

حدیث 332۔حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی آپ نے فرمایا خیر کی تین سو ساٹھ خصلتیں ہیں۔ جب اللہ تعالٰی کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو ان میں سے ایک اس بندے میں پیدا فرما دیتا ہے جس کے سبب وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ آقا! ان میں سے کوئی فضیلت میرے اندر بھی ہے کیا؟ فرمایا ہاں تمھارے اندر تو تمام ہی موجود ہیں اس کو ابن بہلول نے روایت کیا۔ (الریاض النضرۃ ص ۸۶ ذکرانہ کان عندہ بمنزلۃ سمعہ بصرہ)

الحدیث الثالث والثلاثون بعد ثلاثمائۃ: عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقفا مع علی اذ اقبل ابو بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ فصافحہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعانقہ وقبل فاہ فقال علی رضی اللہ انقبل فابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ فقال یا ابا الحسن منزلۃ ابی بکر عندی کمنزلتی عند ربی خرجہ الملاء فی سیرتہ۔

حدیث 333۔ملاء اپنی "سیرت" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی آپ نے فرمایا "میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ مولائے کائنات جناب علی رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑے ہیں دریں اثناء جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے مصافحہ ومعانقہ فرمایا اور ان کے منہ پر بوسہ دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی آقا! کیا آپ ابوبکر کا منہ چوم رہے ہیں؟ ارشاد فرمایا (ہاں)۔ اے ابوالحسن میرے نزدیک ابوبکر کا مقام ایسا ہی ہے جیسا میرا میرے رب کے نزدیک ہے۔

(الریاض النضرۃ ص۸۶ باب ذکر منزلتہ عند النبی ﷺ)

الحدیث الرابع والثلاثون بعد ثلاثمائۃ: عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوم بدر وقد اراد ان یتقدم فی اول الخیل فمنعہ فقال اما تعلم انک عندی بمنزلۃ سمعی و بصری خرجہ الواحدی۔

حدیث 334۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر کے دن جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کی طرف سے ابتداء ہی میں میدان میں اترنے کا فیصلہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو منع کرتے ہوئے فرمایا۔ابوبکر! تمہیں پتہ نہیں تم میری سماعت و بصارت جیسے ہو (تم نہ جاؤ) اس کو واحدی نے روایت کیا۔(زاد المیسر ج ۴ ص ۲۵۱ سورۃ المجادلہ)

الحدیث الخامس والثلاثون بعد ثلاثمائۃ: عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بمثلہ خرجہ ابو الفرج فی اسباب النزول فی قولہ تعالیٰ لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ الآیۃ۔

حدیث 335۔اسی کی مثل حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ابو الفرج نے "اسباب النزول" میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت "لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ" ۔آپ ایسے لوگ نہ پائیں گے کہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھیں اور اللہ و رسول کے دشمنوں سے محبت بھی رکھیں" کے تحت روایت کی ہے۔(اسباب النزول ص ۲۷۸،قرطبی ج ۱۷ ص ۳۰۷،ابن کثیر ج ۴ ص ۳۳۰)

الحدیث السادس والثلاثون بعد ثلاثمائۃ: عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامۃ دعی الانسان بافضل عمل یکون فیہ فان کانت الصلوۃ افضل عملہ دعی بھا وان کان الصیام

افضل عمله دعی بها وان کان الجهاد افضل عمله دعی به قال ابو بکر رضی الله تعالیٰ عنه یا رسول الله وثم احد یدعی بعملین قال نعم انت خرجه صاحب فضائل الصدیق رضی الله تعالیٰ عنه۔

حدیث 336۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن آدمی کو اس کے افضل عمل کے ساتھ بلایا جائے گا۔ اگر اس کا افضل عمل نماز ہوئی تو نماز کے ساتھ بلایا جائے گا روزہ ہوا تو روزے کے ساتھ بلایا جائے گا اور اگر جہاد ہوا تو جہاد کے ساتھ بلایا جائے گا جناب صدیق نے عرض کی آقا! کیا کوئی ایسا بھی ہے جسے دو افضل عملوں کے ساتھ بلایا جائے گا۔ اللہ فرمایا ہاں آپ کو دو کے ساتھ بلایا جائے گا۔ اس کو صاحب فضائل الصدیق نے روایت کیا ہے۔ (الریاض النضرہ ص ۹۰ باب ذکر انہ یدعیٰ من ابواب الجنۃ کلھا)

الحدیث السابع والثلاثون بعد ثلاثمائة: عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه مرفوعاً بنحوه و فیه و ثم باب من ابواب الجنة یقال له الریان فقال ابو بکر یا رسول الله وثم احد یدعی منها کلها قال نعم انت خرجه صاحب فضائله ایضا۔

حدیث 337۔ اسی کی مثل حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے صاحب فضائل ہی نے روایت کی ہے اس میں یہ بھی ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا "پھر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ریان ہے اس سے بلایا جائے گا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ یارسول اللہ! کیا کوئی ایسا بھی ہے جسے تمام جنتی دروازوں سے بلایا جائے گا ارشاد فرمایا ہاں۔ اے ابوبکر وہ تم ہو۔ (الریاض النضرہ ص ۹۰)

الحدیث الثامن والثلاثون بعد ثلاثمائة: عن ابی سعید قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا ولکن

فی الدین و صاحبی فی الغار وان ابا بکر کان ینزله بمنزلة الوالد وان احق ما اقتدینا به بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم ابو بکر خرجه ابراهیم الهاشمی۔

حدیث 338۔حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا''اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن وہ میرے دینی بھائی اور غار کے ساتھی ہیں۔(راوی فرماتے ہیں)۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کو اپنے والد کی جگہ سمجھا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے بعد ہمارے لئے جو سب سے زیادہ لائق اقتداء تھے وہ حضرت ابوبکر تھے رضی اللہ عنہ۔اس کو ابراہیم ہاشمی نے روایت کیا۔(تثبیت الامۃ وترتیب الخلافہ:۳۲)

الحدیث التاسع والثلاثون بعد ثلاثمائة: عن ابن الزبیر بنحو هذا اللفظ خرجه ابراهیم الهاشمی ایضاً۔

حدیث 339۔اسی کی مثل ابراہیم ہاشمی نے حضرت ابوالزبیر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے۔(الریاض النضرۃ ص ۱۰۳،باب ذکر ماروی عن ابی سعید فی معنی ذلک)

الحدیث الاربعون بعد ثلاثمائة: عن ابن شهاب عن الزبیر رضی الله تعالی عنه قال ان ابا بکر احق الناس بالخلافة بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم وانه لصاحب الغار و ثانی اثنین و انا لنعرف شرفه ولقد امره رسول الله صلی الله علیه وسلم بالصلوة للناس وهو حی خرجه موسیٰ بن عقبة صاحب المغازی فی مغازیه فی ضمن حدیث طویل و اورد هذه الاحادیث الثلاثة عشر الطبری فی الریاض النضرة۔

حدیث 340۔موسیٰ بن عقبہ نے اپنی''مغازی''میں ایک طویل حدیث کے ضمن میں حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا''رسول اللہ ﷺ

کے بعد لوگوں میں سب سے زیادہ حقدار خلافت جناب ابوبکر ہیں وہ حضور علیہ السلام کے غار کے ساتھی اور ثانی اثنین ہیں۔ ہم ان کے مقام ومرتبہ کو پہنچانتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی ہی میں اس کو نماز میں لوگوں کی امامت کا حکم دیا رضی اللہ عنہ۔ ان تیرہ احادیث کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں روایت کیا ہے۔ (احادیث منتخبہ من مغازی موسیٰ بن عقبہ: ۹)

الحدیث الحادی والاربعون بعد ثلاثمائۃ: عن عبد الرحمن بن عوف عن الزبیر قال انا نری ابا بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ احق الناس بالخلافۃ انہ لصاحب الغار وانا لنعرف شرفہ ذخیرہ ولقد امرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالصلوٰۃ للناس وھو حی اکرجہ موسیٰ بن عقبۃ فی مغازیہ والحاکم فی ضمن حدیث طویل وصححہ واوردھما السیوطی فی تاریخ الخلفاء لہ۔

حدیث 341۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے راوی انہوں نے فرمایا "ہم جناب صدیق کو لوگوں میں سب سے زیادہ حقدار خلافت جانتے اور ان کی شرافت وفضیلت کو پہنچانتے ہیں یہی حضور علیہ السلام کے غار کے ساتھی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے جیتے جی انہیں لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ اس کو موسیٰ بن عقبہ نے دینی مغازی میں اور حاکم نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں روایت کیا اور صحیح کہا ان دونوں حدیثوں کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔ (مستدرک حاکم: ۴۴۲۲)

الحدیث الثانی والاربعون بعد ثلاثمائۃ: عن عقبۃ بن عامر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان نبی بعدی کان عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خرجہ احمد واوردہ الطبری فی الریاض النضرۃ۔

حدیث 342۔ حضرت عقبہ بن عامر حضور ﷺ سے راوی آپ علیہ السلام نے فرمایا "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے رضی اللہ عنہ۔ اس کو امام احمد نے روایت کیا اور طبری نے ریاض

تذکرۃ میں بیان کیا۔ (مسند امام احمد: ۱۷۴۰۵)

الحدیث الثالث والاربعون بعد ثلاثمائة : عن عقبة بن عامر مرفوعاً بمثله اخرجه الحاكم و صححه و اورده السيوطي في تاريخ الخلفاء و صاحب تذكرة القاري بحل رجال البخاري في تذكرته ۔

حدیث 343۔ اسی کی مثل حاکم نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور اسے صحیح کہا اور سیوطی نے اس کو تاریخ الخلفاء اور صاحب تذکرہ القاری بحل رجال البخاری نے اپنے "تذکرہ" میں اسے بیان کیا۔ (مستدرک حاکم: ۴۴۹۵)

الحدیث الرابع والاربعون بعد ثلاثمائة : عن ابي سعيد ن الخدري رضي الله تعالى عنه مرفوعا بمثله اخرجه الطبراني۔

حدیث 344۔ اسی کی مثل حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے امام طبرانی نے ۔ (فضائل خلفاء راشدین: ۸۶)

الحدیث الخامس والاربعون بعد ثلاثمائة : عن عصمة مرفوعاً بمثله اخرجه الطبراني ايضاً۔

حدیث 345۔ اسی کی مثل حضرت عصمہ رضی اللہ عنہ سے امام طبرانی ہی نے۔ (المعجم الکبیر: ۴۷۲)

الحدیث السادس والاربعون بعد ثلاثمائة : عن ابن عمر مرفوعاً بمثله اخرجه ابن عساكر و اورد هذه الاحاديث الثلاثة السيوطي في تاريخ الخلفاء۔

حدیث 346۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ابن عساکر نے مرفوعاً روایت کی ہے۔ اور ان تینوں احادیث کو سیوطی تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔ (معجم ابن عساکر: ۱۱۶۸)

الحدیث السابع والاربعون بعد ثلاثمائة : عن عقبة بن عامر مرفوعاً بمثله خرجه الترمذي وقال حسن غريب و اورده الطبري في الرياض النضرة قال

وفی بعض طرق هذا الحدیث لو لم ابعث لبعثت یا عمر و فی بعضها لو لم ابعث فیکم لبعث عمر خرجه القلعی۔

حدیث 347۔اسی کی مثل حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے امام ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کی اور اسے حسن غریب کہا۔اس کو طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا۔اور کہا کہ اس حدیث کی بعض روایتوں میں یہ ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا اے عمر! اگر میں مبعوث نہ ہوتا تو تم بھیجے جاتے اور بعض میں ہے اگر میں تمہارے اندر نہ بھیجا جاتا تو عمر بھیجے جاتے۔اس کو قلعی نے روایت کیا۔(سنن ترمذی:۳۶۸۶)

الحدیث الثامن والاربعون بعد ثلاثمائة : عن جابر بن عبد الله قال قال عمر لابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه یا خیر الناس بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ابو بکر رضی الله تعالیٰ عنه اما انک ان قلت ذالک فلقد سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر خرجه الترمذی وقال غریب و اورده الطبری فی الریاض النضرۃ ثم قال وهذا محمول علی ان عمر کذالک بعد ابی بکر جمعا بین هذا و بین الاحادیث المتقدمة فی ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه۔

حدیث 348۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کہا "اے رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر آپ یوں کہہ رہے ہیں تو میں نے بھی رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عمر سے بہتر کسی شخص پر کبھی سورج طلوع نہیں ہوا۔اس کو ترمذی نے روایت کیا اور غریب کہا۔طبری نے اسے ریاض النضرۃ میں بیان کر کے کہا۔"اس حدیث کو اس پر محمول کیا جائے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ شان حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد ہے تا کہ یہ حدیث اور جو پہلے شان صدیقی میں ایسی روایتیں گزریں

یں اس میں تطبیق ہو جائے۔ (سنن ترمذی: ۳۶۸۴)

الحدیث التاسع والاربعون بعد ثلاثمائة: عن ثابت بن الحجاج قال خطب عمر ابنة ابی سفیان قالوا ان یزوجوه فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما بین لابتی المدینة خیر من عمر رضی الله تعالیٰ عنه خرجه البغوی فی الفضائل و اورده الطبری فی الریاض النضرة ایضاً ثم قال و اراد النبی بعده وبعد ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه اما للاول نبا لاجماع واما الثانی فلما تقدم انتهی۔

حدیث 349۔حضرت ثابت بن حجاج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بنت ابی سفیان کو پیغام نکاح بھجوایا لوگوں نے حضور علیہ السلام سے اس نکاح کے تعلق سے مشورہ کیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا "مدینہ کے (شرقی اور غربی) دونوں سنگستانوں کے درمیان عمر سے بہتر کوئی شخص نہیں اس کو بغوی فضائل" میں روایت کیا۔طبری نے اسے ریاض النضرۃ میں بیان کر کے کہا کہ حضور علیہ السلام کی مراد اس فضیلت عمر سے اپنے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد ہے کیونکہ حضور علیہ السلام کے بعد ہونا تو اجماع سے ہے۔ثابت ہے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد ہونے کی وجہ پہلے گزر چکی ہے۔انتھی۔ (فضائل صحابہ: ۶۸۰)

الحدیث الخمسون بعد ثلاثمائة: عن طلحة بن عبید الله قال ما کان عمر اولنا اسلاما ولا اقدمنا هجرة ولکن کان ازهدنا فی الدنیا وارغبنا فی الآخرة خرجه الفضائلی۔

حدیث 350۔حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے کہا کہ حضرت عمرؓ نہ تو اسلام لانے میں اول تھے اور نہ ہی ہجرت کرنے میں اول تھے مگر وہ اس دنیا میں سب سے بڑے زاہد ہے۔(اخبار اصبہان: ۲۰۳)

الحدیث الحادی والخمسون بعد ثلاثمائة: عن الفضل بن عباس رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم عمر معی وانا مع عمر والحق بعدی

مع عمر حیث کان اخرجه البغوی فی مجمعه۔

حدیث 351۔ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "عمر میرے ساتھ ہیں میں عمر کے ساتھ ہوں اور میرے بعد حق عمر کے ساتھ ہے۔" ﷺ و رضی اللہ عنہ۔ اس کو بغوی نے اپنی "مجمع" میں روایت کیا۔ (شرح اصول الاعتقاد: ۲۰۳۰)

الحدیث الثانی والخمسون بعد ثلاثمائة: عن الفضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنه مرفوعاً بمثله اخرجه صاحب الفضائل۔

حدیث 352۔ اسی کی مثل صاحب فضائل نے حضرت فضل ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (شرح مذاہب اہل سنۃ: ۸۱)

الحدیث الثالث والخمسون بعد ثلاثمائة: عن الفضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنه مرفوعا بنحوه وقال ادن منی انت منی و انا منک و الحق بعدی معک خرجه فی الفضائل۔

حدیث 353۔ اسی کی مثل فضائل ہی میں مرفوعاً روایت ہے اس میں یہ بھی ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا "میرے قریب ہو جاؤ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اور میرے بعد حق تمہارے ساتھ ہے۔ (فضائل صحابہ: ۶۹۱، ابن خلال: ۴۳)

الحدیث الرابع والخمسون بعد ثلاثمائة: عن الفضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنه مرفوعاً بنحوه ولفظه ان عمر قال کلمة ضحک منها رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم و قال عمر منی الحدیث الی آخره خرجه ابو القاسم السمرقندی۔

حدیث 354۔ اسی کی مثل ابو القاسم سمرقندی نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت کی ہے۔ اس میں یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوئی بات کہی جس سے رسول اللہ ﷺ نے ضحک فرمایا اور فرمایا عمر مجھ سے ہے۔ (فضائل خلفاء راشدین: ۱۱)

الحدیث الخامس والخمسون بعد ثلاثمائۃ : عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اشد امتی فی امر اللہ تعالیٰ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خرجہ البغوی فی المصابیح فی الحسان۔

حدیث 355۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میری امت میں سے (حکم الٰہی) اللہ کے معاملے میں سب سے پختہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس کو لغوی نے المصابیح فی الحسان میں روایت کیا ہے۔(الریاض النضرۃ ص ۱۴۵ ذکر اختصاصہ بالشدۃ فی امر اللہ تعالیٰ)

الحدیث السادس والخمسون بعد ثلاثمائۃ : عن بلال بن رباح ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ یوم عرفۃ یا بلال اسکت الناس و انصت الناس ثم قال ان اللہ تعالیٰ تطول علیکم فی جمعکم ھذا فوھب مسیئکم لمحسنکم و اعطی بمحسنکم ما سأل ادفعوا علی برکۃ اللہ ان اللہ باھی ملائکتہ باھل عرفۃ عامۃ و باھی بعمر ابن الخطاب خاصۃ خرجہ البغوی فی الفضائل۔

حدیث 356۔حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ و نے عرفہ کے دن انہیں فرمایا اے بلال! لوگوں کو خاموش کروا! پھر فرمایا بلاشبہ اللہ نے تمہارے اس اجتماع میں تم پہ احسان فرمایا ہے۔تمہارے برے تمہارے بھلوں کے سپرد کردیے ہیں۔اور تمہارے بھلوں کو ان کی منہ مانگی دعا عطا کردی ہے۔جاؤ اللہ کی برکت پہ لوٹ جاؤ بیشک اللہ عزوجل نے تمام ہی اہل عرفہ پہ عموماً اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پہ خصوصاً اپنے فرشتوں کے سامنے فخر فرمایا ہے۔اس کو لغوی نے فضائل میں روایت کیا ہے۔(جامع الاحادیث:۶۷۴۸)

الحدیث السابع والخمسون بعد ثلاثمائۃ : عن بلال بن رباح مرفوعاً بمثلہ خرجہ تمام فی فوائد۔

حدیث 357۔ اسی کی مثل تمام نے اپنی "فوائد" میں حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (سنن ابن ماجہ: ۳۶۲۴)

الحديث الثامن والخمسون بعد ثلاثمائة: عن ابي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم قال بينا انا نائم رايت الناس يعرضون علي و عليهم قمص منها ما يبلغ الثدي و منها ما و اسفل من ذالک وعرض علي عمر و عليه قميص يجره فقال من حوله ما اولت يا نبي الله ذالک قال الدين اخرجه البخاري و اورد هذه الاحاديث التسعة الطبري في الرياض النضرة۔

حدیث 358۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم علیہ السلام سے راوی۔ آپ نے فرمایا "میں نے سوتے میں خواب دیکھا لوگ مجھ پر پیش کیے جارہے ہیں اور ان پر قمیصیں ہیں کسی کی چھاتی تک ہے کسی کی اس سے کچھ نیچے تک ہے۔ پھر مجھ پر عمر پیش گئے تو ان پر اتنی لمبی قمیض تھی کہ وہ اسے گھسیٹ رہے تھے آپ کے گرد بیٹھے صحابہ نے عرض کی آقا! آپ نے اس کی کیا تعبیر مراد لی، فرمایا" دین" اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔ اور ان نو حدیثوں کو طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔ (صحیح بخاری: ۳۶۹۱)

الحديث التاسع والخمسون بعد ثلاثمائة: عن ابي سعيد رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله اخرجه مسلم من طريق صالح بن كيسان۔

حدیث 359۔ اس کی مثل امام مسلم رحمہ اللہ نے صالح بن کیسان کی سند سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہی سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (صحیح مسلم: ۲۳۹۰)

الحديث الستون بعد ثلاثمائة: عن ابي سعيد رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله اخرجه مسلم ايضاً من طريق زهير بن حرب۔

حدیث 360۔ اسی طرح امام مسلم نے اسے زہیر بن حرب کی سند سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ

ی سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (صحیح مسلم:۲۳۹۰)

الحديث الحادي والستون بعد ثلاثمائة : عن ابي سعيد رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله اخرجه مسلم ايضاً من طريق الحسن الحلواني-

حدیث 361۔اسی طرح امام مسلم نے اسے الحسن الحلوانی کی سند سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (صحیح مسلم:۲۳۹۰)

الحديث الثاني والستون بعد ثلاثمائة : عن ابي سعيد رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله اخرجه مسلم ايضاً من طريق عبد بن حميد-

362۔اسی طرح امام مسلم نے اسے عبد بن حمید کی سند سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ (صحیح مسلم:۲۳۹۰)

الحديث الثالث والستون بعد ثلاثمائة : عن ابي سعيد رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله اخرجه احمد-

حدیث 363۔امام احمد نے بھی اسی کی مثل روایت کیا ہے۔ (مسند امام احمد:۲۳۱۷۲)

الحديث الرابع والستون بعد ثلاثمائة : عن ابي سعيد رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله اخرجه ابو حاتم واوردهما الطبري في الرياض النضرة-

حدیث 364۔امام ابوحاتم رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ان دونوں روایتوں کو طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔ (صحیح ابن حبان:۶۸۹۰)

الحديث الخامس والستون بعد ثلاثمائة : عن ابي سعيد رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله اخرجه الترمذي-

حدیث 365۔اسی کی مثل امام ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کی ہے۔ (سنن ترمذی:۲۲۸۵)

الحديث السادس والستون بعد ثلاثمائة : عن ابي سعيد رضي الله تعالى عنه

مرفوعاً بمثله اخرجه النسائی واوردهما ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقة۔

حدیث 366۔ اسی کی مثل امام نسائی رحمتہ اللہ نے روایت کی ہے۔ ان دونوں روایتوں کو ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے "صواعق محرقہ" میں بیان کیا ہے۔ (سنن نسائی: ۵۰۱۱)

الحدیث السابع والستون بعد ثلاثمائة: عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال بینا انا نائم اذ رایت قدحا اتیت به فیه لبن فشربت حتی انی لاری تری یجری فی اظفاری ثم اعطیت فضلی عمر ابن الخطاب قالوا فما اولت یا رسول الله صلی الله علیه وسلم قال العلم اخرجه البخاری۔

حدیث 367۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے وقت استراحت خواب میں دیکھا کہ میرے پاس ایک دودھ کا پیالا لایا گیا۔ میں نے اس سے خوب پیا یہاں تک کہ میں دیکھتا ہوں کہ اس کی نمی میرے ناخنوں میں گرداں ہے۔ پھر میں نے باقی حضرت عمر بن خطاب کو دے دیا لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ! آپ نے اس کی کیا تعبیر مراد لی۔ فرمایا علم۔ اس کو امام بخاری رحمتہ اللہ نے بھی اسی کی مثل روایت کیا۔ (صحیح بخاری: ۸۲)

الحدیث الثامن والستون بعد ثلاثمائة: عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنه مرفوعاً بمثله اخرجه مسلم۔

حدیث 368۔ امام مسلم نے بھی اسی کی مثل روایت کیا۔ (صحیح مسلم: ۲۳۹۱)

الحدیث التاسع والستون بعد ثلاثمائة: عن ابن عمر مرفوعاً بمثله اخرجه احمد

حدیث 369۔ امام احمد نے بھی اسی کی مثل روایت کیا۔ (مسند امام احمد: ۵۸۶۸)

الحدیث السبعون بعد ثلاثمائة: عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنه مرفوعاً بمثله اخرجه ابو حاتم عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنه مرفوعاً بمثله اخرجه الترمذی وصححه واورد هذه الاحادیث الخمسة الطبری فی الریاض النضرة ثم

قال وقد تقدم لابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ مثلہ من حدیث ابی حاتم خاصۃ۔

حدیث 370۔امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ نے مرفوعا روایت کی ہے۔امام ترمذی رحمۃ اللہ نے بھی اسے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت کیا ہے اور حدیث صحیح کہا ہے۔ان پانچوں حدیثوں کو طبری نے ریاض النضرۃ میں ذکر کرکے کہا اسی کی مثل شان صدیقی میں وارد ابوحاتم کی حدیث پہلے گزر چکی ہے۔(سنن ترمذی: ۳۶۸۴،صحیح ابن حبان:۶۸۷۸)

الحدیث الحادی والسبعون بعد ثلاثمائۃ : عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ قال ان علم عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ وضع فی کفۃ میزان ووضع علم احیاء الارض فی کفۃ لرجح علم عمر علیھم ولقد کانوا یرون انہ ذھب بتسعۃ اعشار العلم اخرجہ الطبرانی فی الکبیر۔

حدیث 371۔امام طبرانی رحمۃ اللہ نے "کبیر" میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی آپ نے فرمایا "اگر ایک پلڑے میں عمر کا علم اور دوسرے میں جمیع باشندگان زمین کا علم رکھا جائے تو عمر کا علم سب پر بھاری ہو صحابہ یہ گمان کیا کرتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ علم کے نو حصے اپنے ساتھ ہی دنیا سے لے گئے ہیں۔(المعجم الکبیر:۸۸۰۹)

الحدیث الثانی والسبعون بعد ثلاثمائۃ:..............

حدیث 372۔یہ حدیث موجود نہیں ہے۔

الحدیث الثالث والسبعون بعد ثلاثمائۃ : عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ بمثلہ خرجہ الحاکم واوردھما السیوطی فی تاریخ الخلفاء لہ۔

حدیث 373۔اسی کی مثل انہیں سے حاکم نے روایت کی ہے۔ان دونوں روایتوں کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔(مستدرک حاکم:۴۴۹۷)

الحدیث الرابع والسبعون بعد ثلاثمائۃ : عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ

انه قال لو جمع احياء العرب في كفة ميزان و وضع علم عمر في كفة لرجح علم عمر و لقد كانوا يرون انه ذهب بتسعة اعشار العلم ولمجلس كنت اجلسه من عمر اوثق في نفسي من عمل سنة خرجه ابو عمر۔

حدیث 374۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا''اگر عرب منقسمین اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علم کو ایک ایک پلڑے میں رکھا جائے تو ضرور علم عمران پر غالب آجائے۔ان کی وفات پر صحابہ گمان کیا کرتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ علم کے نو حصے اپنے ساتھ ہی لے گئے ہیں اور جو میں حضرت عمر کی محفل میں بیٹھا کرتا تھا وہ میرے لئے ایک سال کے عمل سے زیادہ پختہ ہے۔(الاستیعاب ص ۳۵۵ باب امیر المومنین)

الحديث الخامس والسبعون بعد ثلاثمائة : عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه بمثله خرجه القلعي۔

حدیث 375۔اسی کی مثل انہیں سے قلعی نے روایت کی۔(العلم زھیر بن حرب: ۶۰،تثبیت الامامۃ و ترتیب الخلافۃ: ۷۲)

الحديث السادس والسبعون بعد ثلاثمائة : عن عمران بن حصين قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اذا كان يوم القيامة و حشر الناس جاء عمر ابن الخطاب حتى يقف في الموقف فيأتيه شيء اشبه شيء به فيقول جزاك الله يا عمر عني خيرا فيقول له من انت فيقول انا الاسلام جزاك الله يا عمر خيرا ثم ينادي بناد الا لا يدفعن لاحد كتاب حتى يدفع لعمر ابن الخطاب ثم يعطى كتابه بيمينه و يومر به الى الجنة فبكى عمر و اعتق جميع ما يملكه وهم تسعة خرجه صاحب فضائله۔

حدیث 376۔حضرت عمران حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ روز

حضرت عمر بن خطاب مقام حساب میں کھڑے ہوں گے۔ کہ ان کے پاس (انہیں کے مشابہ کوئی شے) آئے گی اور کہے گی۔ اے عمر! میری طرف سے اللہ آپ کو جزائے خیر دے عمر پوچھیں گے تو کون ہے؟ جواب ملے گا میں اسلام ہوں اے عمر! اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ پھر پکار پڑے گی خبر دار جب تک عمر کو ان کا اعمالنامہ نہ ملے کسی اور کو ہرگز نہ ملے گا پھر آپ کے دائیں ہاتھ اعمالنامہ دے کر آپ کو دخول جنت کا حکم دیا جائے گا۔ یہ سن کر حضرت عمر رو دیے اور اس وقت آپ کی ملک میں نو غلام تھے آپ نے سب کو آزاد کر دیا رضی اللہ عنہ۔ اس کو صاحب فضائل نے روایت کیا ہے۔ (الریاض النضرۃ ص ۳۴۷ ذکر اختصاصہ بانہ اول من یعطی کتابہ بیمینہ)

الحدیث السابع والسبعون بعد ثلاثمائة: عن ...... ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال عمر اول من سلم علیہ الحق یوم القیامۃ وکل احد مشغول باخذ الکتاب وقرأتہ خرجہ صاحب فضائلہ ایضاً۔

حدیث 377۔ صاحب فضائل ہی نے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" روز قیامت حق تعالیٰ سب سے پہلے عمر کو سلام ارشاد فرمائے گا جبکہ کل مخلوق اپنے اعمالنامے لینے اور انہیں پڑھنے میں مصروف ہوگی۔ (الریاض النضرۃ ص ۳۴۷ ذکر اختصاصہ بانہ اول من یسلم)

الحدیث الثامن والسبعون بعد ثلاثمائة: عن زید بن ابی اوفی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعمر ابن الخطاب انت معی فی الجنۃ ثالث ثلاثۃ خرجہ المخلص۔

حدیث 378۔ حضرت زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا" آپ جنت میں میرے ساتھ تیسرے نمبر پر ہونگے۔ اس کو مخلص نے روایت کیا۔ (المخلصیات: ۲۱۸۵)

الحدیث التاسع والسبعون بعد ثلاثمائة: عن زید بن ابی اوفی مرفوعاً بمثلہ

خرجه البغوی فی الفضائل و زاد من هذه الامة۔

حدیث 379۔اسی کی مثل زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے بغوی نے فضائل میں روایت کی ہے،اس میں حذہ الامۃ کے الفاظ زائد ہیں۔(شرح اصول الاعتقاد:۲۴۹۲)

الحدیث الثمانون بعد ثلاثمائة: عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم عمر ابن الخطاب سراج اهل الجنة خرجه فی الصفوة۔

حدیث 380۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اہل جنت کے چراغ ہیں" اس کو صفوۃ میں روایت کیا گیا ہے۔(فضائل خلفاء راشدین:۵۷)

الحدیث الحادی والثمانون بعد ثلاثمائة: عن ابن عمر مرفوعاً بمثله خرجه الملاء فی سیرته۔

حدیث 381۔اسی کی مثل ملاء نے اپنی "سیرت" میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔(فضائل صحابہ:۶۷۷،فضائل خلفاء راشدین:۵۶)

الحدیث الثانی والثمانون بعد ثلاثمائة: عن ابی بن کعب قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول جاء نی جبرئیل علیه السلام فقلت له اخبرنی عن فضائل عمر وما ذاله عند الله تعالیٰ قال لی یا محمد لو جلست معک قدر مالبث نوح فی قومه لم استطع ان اخبرک بفضائل عمر و ما له عند الله عز وجل ثم قال یا محمد لیبکین الاسلام بعد موتک علی موت عمر ابن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه خرجه ابو سعید فی شرف النبوة۔

حدیث 382۔حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میرے پاس جبرائیل آئے تو میں نے انہیں کہا مجھے عمر کے فضائل سنائیے اور یہ

بتائیے کہ اللہ کے ہاں ان کا کیا مرتبہ ہے؟ تو جبریل نے کہا یا محمد! اگر میں آپ کے پاس اتنی دیر بھی ٹھہرا رہوں جتنی دیر حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم میں رہے اور عمر کے فضائل وقرب خداوندی بیان کرتا رہوں تو نہ کر پاؤں۔ اے محمد! آپ کی رحلت کے بعد عمر بن خطاب کی رحلت پر اسلام ضرور روئے گا۔ اس کو ابو سعید نے شرف النبوۃ میں روایت کیا۔ (شرف المصطفیٰ: ۲۴۳۲ فصل فی فضائل عمر بن خطاب)

الحدیث الثالث والثمانون بعد ثلاثمائۃ: عن ابی بن کعب مرفوعاً بمثلہ خرجہ تمام فی فوائدہ۔

حدیث 383۔ اسی کی مثل تمام نے اپنی 'فوائد' میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ہی مرفوعاً روایت کی ہے۔ (فوائد تمام: ۱۶۶۲)

الحدیث الرابع والثمانون بعد ثلاثمائۃ: عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بینا انا جالس فی مسجدی اتحدث مع جبرئیل اذدخل عمر ابن الخطاب فقال جبرئیل علیہ السلام الیس ھذا اخوک عمر ابن الخطاب فقلت بلی یا اخی خرجہ فی الفضائل۔

حدیث 384۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" میں اپنی مسجد میں بیٹھا جبریل کے ساتھ محو گفتگو تھا اسی لمحے عمر بن خطاب آگئے تو حضرت جبریل نے کہا کیا یہ آپ کے بھائی عمر بن خطاب نہیں ہیں۔ میں نے کہا کیوں نہیں اے میرے بھائی! علیہما السلام ورضی اللہ عنہ۔ اس کو صاحب فضائل نے روایت کیا۔ (الریاض النضرۃ ص ۱۵۱ باب ذکر مادحت جبرائیل)

الحدیث الخامس والثمانون بعد ثلاثمائۃ: عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ینادی منادیوم القیامۃ این الفاروق نیوتی بہ فیقول اللہ تعالیٰ مرحبا بک یا ابا حفص ھذا کتابک ان شئت فاقرأہ

وان شئت فلا فقد غفرت لک و یقول الاسلام یا رب هذا عمر عزنی فی دار الدنیا فاعزه فی عرصات القیامة فعند ذالک یحمل علی ناقة من نور ثم یکسی حلتین لو نشرت احدهما لغطت الخلائق ثم نشر بین یدیه سبعون الف لواء ثم ینادی مناد یا اهل الموقف هذا عمر فاعرفوه خرجه فی الفضائل و اورد هذه الاحادیث الاثنی عشر الطبری فی الریاض النضرة۔

حدیث 385۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ایک منادی ندا کرے گا فاروق کہاں ہیں؟ پھر فاروق کو لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا خوش آمدید۔اے ابو حفص! یہ تمہارا نوشتہ ہے چاہو تو پڑھ لو چاہو تو رہنے دو میں نے تو تمہیں بخش دیا ہے۔پھر اسلام عرض کرے گا اے میرے رب! یہ عمر ہیں انہوں نے دار دنیا میں مجھے غلبہ دیا تو تو بھی عرصہائے قیامت میں انہیں عزتیں عطا فرما تب عمر کو ایک نورانی اونٹنی پر سوار کیا جائے گا اور دو ایسے حلے پہنائے جائیں گے کہ اگر ان میں سے ایک پھیلا دیا جائے تو تمام مخلوق خدا کو ڈھانپ لے پھر ستر ہزار پرچم پھیلائے جائیں گے اور ایک منادی ندا کرے گا۔اے اہل محشر! یہ عمر ہیں انہیں پہچان لو۔اس کو فضائل میں روایت کیا گیا ہے اور طبری نے ان بارہ احادیث کو ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔(الریاض النضرۃ ص ۱۵۲ باب شکر ما أعد اللہ لہ من الکرامۃ نسب عز الاسلام)

الحدیث السادس والثمانو بعد ثلاثمائة: عن عمر رضی الله تعالی عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال له لا تنسنا یا اخی من دعائک اخرجه ابو داؤد۔

حدیث 386۔ابو داؤد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا اے برادر! اپنی دعاؤں میں ہمیں بھول نہ جانا۔(سنن ابی داؤد: ۱۴۹۸ باب الدعاء)

الحدیث السابع والثمانون بعد ثلاثمائة: عن عمر رضی الله تعالی عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم قال له یا اخی اشرکنا فی صالح دعائک ولا تنسنا اخرجه

ابن ماجۃ۔

حدیث 387۔امام ابن ماجہ رحمہ اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا "اے برادر! اپنی نیک دعاؤں میں ہمیں بھی شریک رکھنا کہیں بھول نہ جانا۔(سنن ابن ماجہ:۲۸۹۵)

الحدیث الثامن والثمانون بعد ثلاثمائۃ: عن عمر مرفوعاً بمثلہ اخرجہ احمد و اورد ھذہ الاحادیث الثلاثۃ ابن حجر فی الصواعق المحرقۃ۔

حدیث 388۔اسی کی مثل امام احمد نے بھی انہیں سے روایت کی ہے اور ان تینوں احادیث کو ابن حجر مکی رحمہ اللہ عنہ نے "صواعق محرقہ" میں بیان کیا ہے۔(مسند امام احمد:۵۲۲۹)

الحدیث التاسع والثمانون بعد ثلاثمائۃ: عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال استاذنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی العمرۃ فاذن لی و قال لا تنسنا یا اخی من دعائک فقال کلمۃ کلمۃ یسرنی ان لی بھا الدنیا و فی روایۃ اشرکنا یا اخی فی دعائک رواہ الترمذی و قال حسن صحیح و اوردہ فی تذکرۃ القاری۔

حدیث 389۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے نبی کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم سے عمرہ کی اجازت چاہی تو آپ نے مجھے اجازت دے دی اور فرمایا برادر! اپنی دعاؤں میں ہمیں بھلا نہ دینا (پھر حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر حضور علیہ السلام کے اس فرمان "اے برادر! کے بدلے مجھے ساری دنیا بھی ملے تو پسند نہ کروں۔اس کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے حسن صحیح کہہ کر روایت کیا اور صاحب تذکرۃ القاری نے اسے بیان کیا۔(سنن ترمذی:۳۵۶۲)

الحدیث التسعون بعد ثلاثمائۃ: عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ استاذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی العمرۃ فاذن لہ وقال یا اخی لا تنسنا من دعائک و فی لفظ یا اخی اشرکنا فی دعائک قال وما احب ان یکون لی بھا ما طلعت الشمس

لقوله یا اخی خرجه احمد۔

حدیث 390۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عمرہ کی اجازت چاہی حضور علیہ السلام نے اجازت دے دی اور فرمایا اے بھائی! ہمیں اپنی دعاؤں میں بھول نہ جانا۔ ایک روایت میں ہے ہمیں اپنی دعاؤں میں شریک رکھنا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا" حضور علیہ السلام کے فرمان "اے بھائی! سے بڑھ کر مجھے کوئی بھی وہ شے پسند نہیں جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔ (مسند امام احمد:۱۹۵)

الحدیث الحادی والتسعون بعد ثلاثمائة: عن عمر بمثله خرجه الحافظ السلفی

حدیث 391۔ اسی کی مثل حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حافظ سلفی نے روایت کی۔ (مسند عبد بن حمید:۷۳۸)

الحدیث الثانی والتسعون بعد ثلاثمائة: عن عمر بمثله ایضاً خرجه صاحب السفوة۔

حدیث 392۔ اسی کی مثل صاحب "صفوۃ" نے بھی انہیں روایت کی ہے۔ (مسند ابی داؤد الطیالسی:۱۰)

الحدیث الثالث والتسعون بعد ثلاثمائة: عن عمر بمثله ایضاً خرجه ابن حرب الطائی ولفظه اشرکنا فی صالح دعائک ولا تنسنا۔

حدیث 393۔ اسی کی مثل ابن حرب طائی نے بھی انہیں سے روایت کی ہے۔ اس کے لفظ یہ ہیں۔ ہمیں بھی اپنی نیک دعاؤں میں یاد رکھنا (دیکھو!) بھول نہ جانا۔ (مسند ابی یعلی:۵۵۰)

الحدیث الرابع والتسعون بعد ثلاثمائة: عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اتانی جبرئیل علیه السلام فقال اقرء عمر من ربه السلام و اعلمه ان رضاه حکم و ان غضبه عمر خرجه الحافظ ابو

سعید النقاش۔

حدیث 394۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا "عمر کو ان کے رب کی طرف سے سلام پہنچا دیجئے اور ان کو یہ بھی بتا دیجئے کہ ان کی رضامندی حکم ہے اور ان کا غصہ تنگی ہے۔اس کو حافظ ابو سعید نقاش نے روایت کیا ہے۔(شرح السنۃ ج۵ ص۱۹۹)

الحدیث الخامس والتسعون بعد ثلاثمائة : عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بمثله خرجه الملاء۔

حدیث 395۔انہیں سے ملاء نے اسی کی مثل راوایت کی ہے۔(الریاض النضرۃ ج۱ ص ۱۵۲)

الحدیث السادس والتسعون بعد ثلاثمائة : عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بنحوه خرجه المخلص۔

حدیث 396انہیں سے مخلص نے روایت کی ہے۔(الریاض النضرۃ ص ۱۵۷)

الحدیث السابع والتسعون بعد ثلاثمائة : عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لزید بن وهب اقرا بما قرا به عمر ان عمر اعلمنا بکتاب الله و افقهنا فی دین الله خرجه علی بن حرب الطائی۔

حدیث 397۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے زید بن وھب رضی اللہ عنہ سے فرمایا "اسی طرح پڑھو جیسے عمر نے پڑھا کہ عمر ہم میں کتاب اللہ کو زیادہ جاننے والا اور دین الہی کو زیادہ سمجھنے والے ہیں۔رضی اللہ عنہ۔اس کو علی بن حرب طائی نے روایت کیا۔(الریاض النضرۃ ص ۱۵۳ باب ذکر علمہ وفہمہ)

الحدیث الثامن والتسعون بعد ثلاثمائة : عن خالد الاسدی قال صحبت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فما رایت احدا افقه فی دین الله ولا اعلم بکتاب الله ولا احسن مدارسته منه خرجه صاحب فضائله۔

حدیث 398۔حضرت خالد اسدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہا ہوں۔میں نے ان سے بڑھ کر کوئی دین الٰہی کا فقیہ ایسا کتاب اللہ کا عالم اور اتنا اچھا مدرس کسی کو نہیں پایا۔اس کو صاحب فضائل نے روایت کیا۔(الریاض النضرۃ ج ۲ ص ۱۵۳)

الحدیث التاسع والتسعون بعد ثلاثمائة : عن خالد الاسدی انه قال لاحسب تسعة اعشار العلم ذهبت يوم ذهب عمر رضى الله تعالىٰ عنه خرجه صاحب فضائله ایضاً۔

حدیث 399۔حضرت خالد اسدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا"میرے خیال میں تو جس دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ دنیا سے رخصت ہوئے ساتھ ہی ساتھ نو حصے علم بھی چلا گیا۔اس کو بھی صاحب فضائل نے روایت کیا۔(الریاض النضرۃ ج ۲ ص ۱۵۳)

الحدیث الموفی للاربعة مائة : عن خالد الاسدی قال كان عمر اعلمنا بالله واقرانا لكتاب الله واتقينا لله والله ان اهل بيت من المسلمين لم يدخل عليهم حزن على عمر حين اصيب لاهل بيت سوء خرجه صاحب فضائله۔

حدیث 400۔حضرت خالد اسدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا"عمر ہم میں اللہ کو زیادہ جاننے والے اللہ کی کتاب کو زیادہ پڑھنے والے اور اس کو زیادہ خوف رکھنے والے تھے۔اور قسم بخدا جس مسلمان گھرانے کو شہادت عمر پر غم نہیں وہ بہت برا گھرانہ ہے۔اس کو بھی صاحب فضائل ہی نے روایت کیا۔(الریاض النضرۃ ج ۲ ص ۱۵۳ ذکر علمہ وفہمہ)

الحدیث الحادی بعد الاربعة مائة : عن عائشة رضی الله تعالىٰ عنها قالت قال ابو بكر ذات يوم ما على الارض احد احب الى من عمر رضى الله تعالىٰ عنه۔

حدیث 401۔سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا"مجھے روئے زمین پر عمر سے بڑھ کر مجھے کوئی محبوب نہیں۔(شرح اصول الاعتقاد: ۲۰۵۷)

الحدیث الثانی بعد الاربعۃ مائۃ: عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہو الذی نفسی بیدہ لو ان عندی مائۃ بنت تموت واحدۃ بعد واحدۃ زوجتک اخری حتی لا یبقی من المائۃ شیء ھذا جبرئیل اخبرنی ان اللہ عز وجل یأمرنی ان ازوجل اختھا و ان اجعل صداقھا مثل صداق اختھا خرجہ الفضائلی۔

حدیث 402۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا "اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر میری سو بیٹیاں بھی ہوتیں جو یکے بعد دیگرے فوت ہوتی رہتیں تو میں سب سے آخری بیٹی بھی آپ کے عقد میں دیتا یہاں تک کہ سو 100 میں سے کوئی باقی نہ بچتی۔ یہ جبریل ہیں۔ جنہوں نے مجھے خبر دی کہ اللہ مجھے فرماتا ہے میں آپ کی اہلیہ مرحومہ کی بہن (یعنی اپنی دوسری بیٹی) کا عقد بھی آپ سے کروں اور اس کا حق مہر بھی اتنا ہی رکھوں جتنا اس کی بہن کا رکھا تھا۔ اس کو فضائلی نے روایت کیا۔ (تاریخ دمشق ج ۳۹ ص ۳۹)

الحدیث الثالث بعد اربعمائۃ: عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال دخلت علی رقیۃ بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفی یدھا مشیط فقال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عندی انفا رجلت راسہ فقال کیف تجدین ابا عبد اللہ قلت خیر الرجال قال اکرمیہ فانہ من اشبہ اصحابی بی خلقا خرجہ الدولابی۔

حدیث 403۔ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں سیدہ رقیہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہما کے پاس گیا ان کے ہاتھ میں کنگھی تھی فرمانے لگیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی ابھی میرے پاس سے تشریف لے گئے ہیں میں حضور علیہ السلام کو کنگھی کر رہی تھی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا دختر! آپ ابو عبد اللہ (عثمان)

کو کیسا پاتی ہیں؟ میں نے کہا "بہترین مرد" ارشاد کیا "ان کی عزت کرتی رہو کہ وہ میرے صحابہ میں سے خلیق ہونے میں میرے زیادہ مشابہ ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔ اس کو دولابی نے روایت کیا۔ (المعجم الکبیر:۹۹)

الحدیث الرابع بعد اربعمائۃ: عن ابی ھریرۃ بمثلہ خرجہ البغوی۔

حدیث 404۔ اسی کو بغوی نے روایت کیا۔ (فضائل صحابہ:۸۳۴)

الحدیث الخامس بعد اربعمائۃ: عن ابی ھریرۃ ایضاً بنحوہ خرجہ خیثمۃ بن سلیمان۔

حدیث 405 کو خیثمہ بن سلیمان نے حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت کیا ہے۔ (مستدرک حاکم:۶۸۵۴)

الحدیث السادس بعد اربعمائۃ: عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان عثمان بن عفان اشبہ بی خلقا و خلقا و دینا و سمتا وھو ذو النورین زوجتہ ابنتی وھو معی فی الجنۃ کھاتین وحرک السبابۃ والوسطی خرجہ الملاء۔

حدیث 406۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "بے شک عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خلق و خلق اور دین و ہدایت میں میرے بہت مشابہ ہیں۔ یہ دو نور والے ہیں کہ میں نے اپنی دو بیٹیاں ان کے عقد میں دی ہیں پھر آپ نے اپنی درمیانی اور شہادت کی انگلی کو حرکت دیتے ہوئے اشارہ کر کے فرمایا یہ میرے ساتھ جنت میں اس طرح ہوں گے۔ اس کو ملاء نے روایت کیا۔ (الریاض النضرۃ ج ۲ ص ۲۰۳)

الحدیث السابع بعد اربعمائۃ: عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عثمان احیا امتی و اکرمھا خرجہ الملاء فی سیرتہ،

اورده هذه الاحاديث الثمانية عشر الطبري في الرياض النضرة۔

حدیث 407۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "عثمان میری امت کے سب سے باحیا سب سے بڑے اور ذی عزت شخص ہیں۔اس کو بھی ملاء نے اپنی سیرت میں روایت کیا اور ان آٹھوں حدیثوں کو طبری نے ریاض النضرۃ میں ذکر کیا۔(الریاض النضرۃ ج ۲ ص ۲۰۲)

الحديث الثامن بعد اربعمائة : عن ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال عثمان احيا امتي واكرمها اخرجه ابو نعيم و اورده ابن حجر في الصواعق المحرقة و معنى قوله و اكرمها اى بعد الشيخين بقرينة الاحاديث المتقدمة الكثيرة السابقة۔

حدیث 408۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل ابونعیم نے بھی روایت کی ہے اور ابن حجر مکی نے اسے صواعق محرقہ میں بیان کیا ہے۔یہاں پر "اکرم" یعنی عثمان کا سب سے معزز ہونا شیخین کے بعد ہے ان کثیر احادیث کی بناء پر جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔(الصواعق المحرقہ ص ۳۱۵)

الحديث التاسع بعد اربعمائة : عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنه قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ادعوا لي اخي قلنا ابو بكر قال ادعوا لي اخي قلنا عمر قال ادعوا لي اخي قلنا عثمان قال نعم خرجه الملاء في سيرته۔

حدیث 409۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بھائی کو بلاؤ ہم نے عرض کی ابو بکر کو فرمایا میرے بھائی کو بلاؤ ہم نے عرض کی عمر کو فرمایا میرے بھائی کو بلاؤ ہم نے عرض کی عثمان کو فرمایا۔ہاں۔رضی اللہ عنھم۔اس کو ملاء نے اپنی سیرت میں روایت کیا۔(الریاض النضرۃ ج ا ص ۲۰۴)

الحديث العاشر بعد اربعمائة : عن عبد الرحمن بن جناب قال ...... النبي صلى

اللہ علیہ وسلم وھو یحث علی جیش العسرۃ فقام عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی مائۃ بعیر باحلاسھا و اقتابھا فی سبیل اللہ ثم حض علی الجیش فقام عثمان فقال یا رسول اللہ علی ثلاثمائۃ بعیر باحلاسھا واقتابھا فی سبیل اللہ فانا رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل عن المنبر وھو یقول ما علی عثمان ما عمل بعد ھذہ ما علی عثمان ما عمل بعد ھذہ ما علی عثمان ما عمل بعد ھذہ اخرجہ الترمذی۔

حدیث 410۔حضرت عبدالرحمن بن خباب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ صحابہ کو جیش عسرت کی تیاری کی ترغیب دے رہے تھے۔حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! میں سو اونٹ ان کے ساز و سامان کے ساتھ اللہ کی راہ میں پیش کرتا ہوں۔حضور نے پھر ترغیب دی عثمان پھر کھڑے ہو گئے اور عرض کی آقا! میں تین سو اونٹ مع ان کے ساز و سامان کے راہ خدا میں پیش کرتا ہوں۔راوی فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لا رہے ہیں اور یہ فرما رہے ہیں۔آج کے بعد عثمان جو بھی کرے اس پر مواخذہ نہیں آج کے بعد عثمان جو بھی کرے اس پر مواخذہ نہیں۔آج کے بعد عثمان جو بھی کرے اس پر مواخذہ نہیں۔اس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ نے روایت کیا ہے۔(سنن ترمذی:۳۷۰۰ باب فی مناقب عثمان بن عفان)

الحدیث الحادی عشر بعد اربعمائۃ : عن عبد الرحمن بن جناب بمثلہ خرجہ احمد۔

حدیث 411۔اسی کی مثل امام احمد نے انہیں سے روایت کی ہے۔(مسند امام احمد: ج۴، ص ۲۴۷، رقم:۱۶۶۹۶)

الحدیث الثانی عشر بعد اربعمائۃ : عن عبد الرحمن بن سمرۃ قال جاء عثمان بن

عثمان بالف دینار فی مکۃ حین جھز جیش العسرۃ فنثرھا فی حجرہ صلی اللہ علیہ وسلم فرایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقلبھا فی حجرہ و یقول ما ضر عثمان ما عمل بعد الیوم خرجہ الترمذی و قال حسن غریب و اورد ھذہ الاحادیث الاربعۃ الطبری فی الریاض النضرۃ۔

حدیث 412۔حضرت عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ نے "جیش العسرۃ" لشکر تیار کیا تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اپنی آستین میں ایک ہزار دینار لے کر آئے اور انہیں حضور علیہ السلام کے دامن میں ڈال دیا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ان دیناروں کو اپنی جھولی میں الٹتے پلٹتے جاتے اور فرماتے جاتے آج کے بعد عثمان جو بھی عمل کرے اس پر کچھ ضرر نہیں۔اس کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور ان چاروں احادیث کو طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا۔(الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۲۰۵)

الحدیث الثالث عشر بعد اربعمائۃ : عن عبد الرحمن بن سمرۃ بمثلہ اخرجہ الحاکم و صححہ و اوردہ فی تذکرۃ القاری.

حدیث 413۔اسی کی مثل حاکم نے انہیں سے روایت کی اور اسے صحیح کہا اور اس کو تذکرۃ القاری میں بیان کیا گیا ہے۔(مستدرک حاکم: ۴۵۵۳، ج ۳ ص ۱۰۰ قال امام ذہبی: صحیح)

حدیث 414۔اسی کی مثل امام احمد نے انہیں سے روایت کی کہ حضور علیہ السلام بار بار یہ فرماتے ہے۔(الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۲۰۵)

الحدیث الرابع عشر بعد اربعمائۃ : عن حذیفۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی عثمان فی جیش العسرۃ فبعث الیہ عثمان بعشرۃ الالی دینار فصبت بین یدیہ فجعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول بیدہ و یقلبھا ظھر البطن و یقول غفر اللہ لک یا عثمان ما اسررت وما عملت و ما ھو

كائن الی یوم القیامة وما یبالی ما عمل بعدها خرجه الملاء فی سیرته۔

حدیث 414۔حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا" حضور علیہ السلام نے جیش العسرۃ کی تیاری کے سلسلہ میں حضرت عثمان کی طرف پیامبر بھیجا تو انہوں نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں دس ہزار دینا بھجوا دئیے۔ یہ دینار حضور علیہ السلام کے سامنے ڈالدیے گئے تو رسول اللہ ﷺ انہیں اپنے ہاتھ سے الٹ پلٹ کرنے لگے اور فرمانے لگے۔ اے عثمان! اللہ تمہیں بخش دے تو قیام قیامت تک ظاہر باطن کوئی بھی عمل کرو، پرواہ نہیں۔ اس کو ملاء نے اپنی سیرت میں روایات کیا۔(تاریخ ابن عساکر ج ۶۵ ص ۳۹)

الحدیث الخامس عشر بعد اربعمائة:-------------

حدیث 415-------------------------------

الحدیث السادس عشر بعد اربعمائة : عن حذیفة رضی الله تعالی عنه مثله خرجه الفضائلی.

حدیث 416۔اسی کی مثل فضائلی نے روایت کی۔(تاریخ ابن عساکر ج ۶۵ ص ۳۹)

الحدیث السابع عشر بعد اربعمائة : عن ثمامة بن حزن القشیری قال شهدت الدار حین اشرف علیهم عثمان فقال انشدکم بالله من شهد بیعة الرضوان اذ بعثنی رسول الله صلی الله علیه وسلم الی المشرکین اهل مکة فقال هذه یدی وهذه ید عثمان فبایع لی فانتشد له رجال خرجه احمد فی ضمن حدیث طویل.

حدیث 417۔امام احمد نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں حضرت ثمامہ بن حزن قشیری رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا" میں دار عثمان کے پاس حاضر تھا جب انہوں نے اوپر سے جھانک کر لوگوں سے فرمایا تھا۔ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ بیعت رضوان میں کون حاضر تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے مشرکین مکہ کے پاس بھیجا تھا اور فرمایا تھا کہ یہ میرا ہاتھ ہے اور یہ عثمان کا ہاتھ ہے

پھر حضور علیہ السلام نے میرے لئے بیعت کی۔ تو اس پر لوگوں نے سختی کا اظہار کیا۔ (مسند امام احمد: ۴۲۰ مسند حضرت عثمان بن عفانؓ)

الحدیث الثامن عشر بعد اربعمائۃ: عن ثمامۃ بن حزن القشیری بنحوہ خرجہ الدار قطنی و زاد فی بعض طرقہ انشدکم باللہ هل تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوجنی احدی بنتیہ بعد الاخری فارضانی و رضی عنی قالوا اللھم۔

حدیث 418۔ اسی کی مثل دار قطنی نے انہیں سے روایت کی اور بعض روایتوں میں یہ زائد کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک بیٹی کے بعد دوسری کا نکاح بھی مجھ سے کیا مجھے بھی راضی کیا اور مجھ سے راضی بھی ہوئے۔ لوگوں نے کہا "اللھم" یا اللہ۔ (سنن دارقطنی: ۳ ج ۴ ص ۱۹۶ باب وقف المساجد و السقایات)

الحدیث التاسع عشر بعد اربعمائۃ: عن سالم بن عبد اللہ بن عمر فی ضمن حدیث طویل قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما بایع الناس تحت الشجرۃ کان بعث عثمان فی سریۃ و کان فی حاجۃ اللہ و حاجۃ رسولہ وحاجۃ المومنین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ان یمینی یدی و شمالی ید عثمان فضرب بشمالہ علی یمینہ وقال ھذہ ید عثمان وانی قد بایعت لہ ثم کان من شان عثمان فی البیعۃ الثانیۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لرجل من اھل مکۃ یا فلان الا تبیعنی دارک ازیدھا فی المسجد الکعبۃ ببیت اضمنہ لک فی الجنۃ فقال الرجل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما لی بنیت غیرہ فلان انا بعتک داری لا یوؤینی و ولدی بمکۃ شیء قال لا بل یعنی دارک ازیدھا فی مسجد الکعبۃ ببیت اضمنہ لک فی الجنۃ فقال الرجل واللہ مالی الی ذالک

فبلغ ذالک عثمان و کان الرجل صدیقا له فی الجاهلیة فاتاه فلم یزل به عثمان حتی اشتری منه داره بعشرة الاف دینار ثم اتی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله صلی الله علیه وسلم بلغنی اک اردت من فلان داره لتزیدها فی مسجد الکعبة ببیت تضمنه له فی الجنة و انما هی داری فهل انت اخذها ببیت تضمنه له فی الجنة قال نعم فاخذها منه و ضمن له بیتا فی الجنة واشهد له علی ذالک المومنین ثم کان من جهازه جیش العسرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان غزا غزوة تبوک فلم یلق من غزاة من غزواته مالقی فیها من المخمصة والظماء و قلة الظهر فبلغ ذالک عثمان فاشتری قوتا وطعاما و ادسا و ما یصلح لرسول الله صلی الله علیه وسلم ولا صحابه فجهز الیه بعیرا فنظر رسول الله صلی الله علیه وسلم الی سواء قد اقبل قال هذا قد جاء کم بخیر فاینخت الرکاب و وضع ما علیها من الطعام و الادم و ما یصلح لرسول الله صلی الله علیه وسلم واصحابه فرفع یدیه الی السماء فقال اللهم انی قد رضیت عن عثمان فارض عنه ثلث مرات ثم قال یا ایها الناس ادعوا لعثمان فدعا له الناس جمیعا مجتهدین و نبیهم صلی الله علیه وآله وسلم معهم ثم کان من شان عثمان ان النبی صلی الله علیه وسلم زوجه ابنته فماتت فجاء عثمان و عمر رضی الله تعالی عنهما عند النبی صلی الله علیه وسلم جالس فقال یا عمر انی خاطب فزوجنی ابنتک فسمعه النبی صلی الله علیه وسلم فقال خطب الیک عثمان ابنتک زوجنی ابنتک و انا ازوجه ابنتی فتزوج النبی صلی الله علیه وآله وسلم ابنة عمر و زوج عثمان ابنته فهذا ما کان من شان عثمان اخرجه ابو الحسن القزوینی الحاکمی۔

حدیث 419۔ایک طویل حدیث کے ضمن میں حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے درخت کے نیچے لوگوں سے بیعت لی اس وقت حضور علیہ السلام نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ایک چھوٹے لشکر میں بھیجا ہوا تھا اور حضرت عثمان کا یہ سفر اللہ و رسول اور مومنین کی خاطر تھا۔رسول اللہ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کے بارے فرمایا سنو! یہ میرا ہاتھ ہے اور بائیں ہاتھ کے بارے میں فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔پھر بایاں ہاتھ دائیں پر رکھ کر فرمایا۔یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور تحقیق میں نے عثمان کے لئے بیعت کی ہے۔پھر بیعت ثانیہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شان یہ تھی کہ حضور علیہ السلام نے ایک مکی شخص سے فرمایا اے فلاں! کیا تم اپنا گھر مجھے بیچ نہیں دیتے کہ میں اسے کعبۃ اللہ میں شامل کر دوں اور اس کے بدلے جنت میں تمہارے لئے ایک گھر کا ضامن بن جاؤں۔اس نے عرض کی یا رسول اللہ! میرا اور کوئی گھر نہیں ہے اگر میں اسے آپ کے ہاتھ بیچ دوں تو مکہ میں کوئی بھی مجھے اور میرے بال بچوں کو رہنے کا گھر نہ دے گا۔آپ علیہ السلام نے فرمایا نہیں بلکہ تم مجھے یہ بیچ دو کہ میں اسے مسجد کعبہ میں داخل کروں اور اس کے بدلے جنت میں تمہارے لئے ایک گھر کا ضامن بنوں۔اس شخص نے عرض کی قسم بخدا میں ایسا نہ کر سکوں گا۔یہ بات حضرت عثمان کو معلوم ہوئی اور زمانہ جاہلیت میں یہی شخص حضرت عثمان کا دوست بھی تھا۔آپ اس کے پاس آئے اور اس کو قائل کرتے رہے آخر کار آپ نے دس ہار دینار کے عوض وہ گھر اسے خرید لیا پھر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے (عرض گزار ہوئے) اور عرض کی آقا! مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ نے توسیع کعبہ کے پیش نظر فلاں شخص سے اس کا گھر خریدنے کا ارادہ ظاہر فرمایا ہے اور اس کے بدلے آپ اسے ایک جنتی گھر کی ضمانت دیتے ہیں۔اب وہ گھر میرا ہے کیا آپ جنتی گھر کے بدلے اسے قبول فرماتے ہیں۔ارشاد فرمایا "ہاں" پھر آپ نے وہ گھر لے لیا اور اس کے بدلے اس شخص کو جنتی گھر کی ضمانت بھی عطا فرمائی اور اس پر مسلمانوں کو گواہ بھی بنالیا۔پھر جب جیش العسرۃ کا موقع آیا تو چونکہ غزوہ تبوک یہ رسول اللہ ﷺ کے غزوات میں سے ایسا غزوہ تھا کہ جتنی اس میں کھانے، پینے اور راشن کی کمی واقع ہوئی تھی

کسی اور میں نہ ہوئی تھی جب حضرت عثمان کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے سامان غزا کھانا، سالن اور حضور علیہ السلام اور صحابہ کی حاجت کی اشیاء خرید کر ایک قافلہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں بھیجا رسول اللہ ﷺ نے جب آنے والا قافلہ دیکھا تو اپنے صحابہ سے فرمایا یہ تمہارے پاس خبر لے کر آتا ہے۔ پھر سواریاں بٹھا دی گئیں اور سامان راشن اتار لیا گیا پھر حضور علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں کو جانب آسمان اٹھا دیا اور تین دفعہ یہ دعا کی۔اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی اسے سے راضی ہو جا پھر لوگوں کو فرمایا تم سب بھی عثمان کے لئے دعا کرو پھر سب نے حضور علیہ السلام کے ساتھ مل کر ان کے لئے خوب دعا کی۔حضرت عثمان کی شان یہ بھی تھی کہ حضور علیہ السلام نے اپنی ایک صاجزادی کا نکاح ان سے کیا پھر جب وہ فوت ہوگئیں تو حضرت عثمان بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے جہاں پہلے سے حضرت عمر بھی بیٹھے ہوئے تھے۔عثمان نے کہا اے عمر! میں آپ کو پیغام نکاح دیتا ہوں کہ اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کر دیجئے۔رسول اللہ ﷺ نے سن لیا تو عمر سے فرمایا عثمان نے آپ کو آپ کی بیٹی کے بدلے پیغام نکاح دیا ہے۔آپ اپنی بیٹی میرے عقد میں دے دیجئے اور میں اپنی صاجزادی عثمان کے عقد میں دے دیتا ہوں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے بنت عمر کو اپنے عقد میں لیا اور اپنی صاجزادی کو حضرت عثمان کے عقد میں دے دیا۔یہ سب حضرت عثمان کی شان تھی۔ﷺ ورضی اللہ عنھم۔اس کو ابوالحسن قزوینی حاکمی نے روایت کیا ہے۔(فضائل صحابہ امام احمد: ۸۴۷،ج ا ص ۴۸۳)

الحدیث العشرون بعد اربعمائۃ : عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ببیعۃ الرضوان کان عثمان بن عفان رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی اھل مکۃ قال فبایع الناس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان عثمان فی حاجۃ اللہ وحاجۃ رسولہ فضرب باحدی یدیہ علی الاخری و کانت ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعثمان خیرا لہ من ایدیھم لانفسھم اخرجہ الترمذی وقال حسن غریب۔

حدیث 420۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ نے بیعت رضوان کا حکم فرمایا اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ کے قاصد بن کر اہل مکہ کے پاس گئے ہوئے تھے۔ راوی فرماتے ہیں آپ علیہ السلام نے پھر لوگوں سے بیعت لی اور فرمایا: بیشک عثمان اللہ اور اس کے رسول کے کام میں ہیں" پھر آپ نے اپنا ایک ہاتھ اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھا۔ حضور علیہ السلام کا جو ہاتھ حضرت عثمان کے لئے تھا وہ ان کے لئے لوگوں کی نسبت لوگوں کے اپنے ہاتھوں سے بہتر تھا۔ رضی اللہ عنھم۔ اس کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور حسن غریب کہا۔ (سنن ترمذی: ۳۷۰۲ باب فی مناقب عثمان بن عفان، ضیاء المختارہ: ۲۴۰۷)

الحدیث الحادی والعشرون بعد اربعمائۃ: عن عثمان بن عفان قال بیعۃ الرضوان فی و ضرب لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشمالہ علی یمینہ و شمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر عن یمینی قال القوم فی حدیثھم بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ قیل ھذا عثمان قد جاء فقطع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البیعۃ خرجہ الخیثمۃ بن سلیمان فی فضائل عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حدیث 421۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیعت رضوان میرے لئے ہوئی تھی اور میرے لئے ہی رسول اللہ ﷺ نے اپنا بایاں ہاتھ اپنے دائیں ہاتھ پر رکھا تھا اور رسول اللہ ﷺ کا بایاں میرے دائیں سے بہتر ہے۔ ایک قوم نے اپنی حدیث میں کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان ہی تشریف فرما تھے جب کہا گیا کہ عثمان آگئے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے اس بیعت کو ختم فرما دیا۔ اس کو خیثمہ بن سلیمان نے فضائل عثمان میں روایت کیا ہے۔ رضی اللہ عنھم۔ (تاریخ دمشق ج۷۵ ص۳۹)

الحدیث الثانی والعشرون بعد اربعمائۃ: عن ایاس بن سلمۃ عن ابیہ ان النبی

صلی اللہ علیہ وسلم بایع لعثمان فضرب احدی یدیہ علی الاخری فقال الناس هنیا لابی عبد اللہ الطواف بالبیت امنا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو مکث کذا ما طاف حتی اطواف خرجہ ابن الضحاک فی الأحادیث والمثانی۔

حدیث 422۔حضرت ایاس بن سلمہ اپنے والد گرامی رضی اللہ عنہما سے راوی کہ نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے حضرت عثمان کے لئے بیعت لی اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھا لوگوں نے کہا ابو عبد اللہ کو امن و امان کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کرنے کی اجازت دی گئی ہے تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا" اگرچہ عثمان مکہ میں کتنی ہی دیر رہیں جب تک میں طواف نہ کروں گا وہ بھی بھی طواف نہ کریں گے۔اس کو ابن ضحاک نے"الاحادیث والمثانی" میں روایت کیا ہے۔(الاحاد و المثانی:۱۴۵،ومن ذکر ذی النورین حضرت عثمان بن عفان ؓ)

الحدیث الثالث والعشرون بعد اربعمائۃ : عن عثمان بن موھب عن عبد اللہ بن عمر فی ضمن حدیث طویل قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عثمان الی مکۃ فکانت بیعۃ الرضوان بعد ما ذھب عثمان الی مکۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ الیمنی ھذہ ید عثمان فضرب بھا علی یدہ فقال ھذہ لعثمان ثم قال ابن عمر اذھب بھا الآن معک خرجہ البخاری۔

حدیث 423۔ایک طویل حدیث کے ضمن میں حضرت عبد اللہ بن موھب نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ بھیجا تو آپ کے جانے کے بعد بیعت رضوان کا واقعہ پیش آیا۔حضور علیہ السلام نے اپنے دائیں ہاتھ کے بارے میں فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔پھر اسے اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا یہ بیعت عثمان کے لئے ہے۔اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا۔(صحیح بخاری:۳۶۹۸)

الحدیث الرابع والعشرون بعد اربعمائۃ : عن عثمان بن موھب عن عبد اللہ بن

عمر بنحوہ خرجہ الترمذی۔

حدیث 424۔ اسی کی مثل انہیں سے امام ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کی ہے۔ (سنن ترمذی:۳۷۰۶ باب فی مناقب عثمان بن عفان قال امام ترمذی: ھذا حدیث حسن صحیح)

الحدیث الخامس والعشرون بعد اربعمائۃ: عن عثمان بن موھب عن عبد اللہ بن عمر بنحوہ خرجہ ابو الخیر القزوینی الحاکمی۔

حدیث 425۔ اسی کی مثل انہیں سے ابو الخیر قزوینی حاکمی رحمہ اللہ سے روایت کی ہے۔ (فضائل صحابہ ج۱ ص۴۵۶)

الحدیث السادس والعشرون بعد اربعمائۃ: عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قوموا بنا نعد عثمان بن عفان قلنا علیل یا رسول اللہ قال نعم فقام رسلو اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اتبعناہ حتی اتی منزل عثمان فاستاذن فاذن لہ فدخل فدخلنا فدجد عثمان مکبوکا علی وجھہ فقال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مالک یا عثمان لا ترفع راسک فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی استحیی یعنی من اللہ تعالیٰ قال ولم ذالک قال اخاف ان یکون علی غضبانا فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الست حافر بیر رومۃ و مجھز جیش العسرۃ والزائد فی مسجدی و باذل المال فی رضی اللہ تعالیٰ انک نور اھل السماء و مصباح اھل الارض و اھل الجنۃ خرجہ الملاء

حدیث 426۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا چلو عثمان بن عفان کی عیادت کر آئیں ہم نے عرض کی یارسول اللہ کیا وہ بیمار ہیں؟ فرمایا ہاں پھر حضور علیہ السلام اٹھے اور ہم بھی آپ کے پیچھے ہو لئے یہاں تک عثمان کے گھر تک پہنچے حضور علیہ السلام نے اجازت چاہی انہوں نے اجازت دی حضور علیہ السلام اندر تشریف لے گئے۔ ہم بھی آپ کے پیچھے داخل ہو گئے۔

حضرت عثمان منہ کے بل لیٹے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے عثمان! کیا بات ہے کہ آپ اپنا سر نہیں اٹھاتے عرض کی آقا! مجھے اللہ سے حیا آتی ہے۔ فرمایا کیوں؟ عرض کی میں اپنے اوپر اللہ کی ناراضی سے ڈرتا ہوں۔ فرمایا" کیا آپ بیر رومہ کے کھودنے والے نہیں؟ جیش عسرت کے تیار کرنے والے نہیں؟ میری مسجد کی توسیع کرنے والے نہیں؟ اللہ کی رضا کے لئے اپنا مال خرچ کرنے والے نہیں؟ آپ تو آسمان والوں کا نور اور زمین و جنت والوں کا چراغ ہیں۔ اس کو ملاء نے روایت کیا۔ (الریاض النضرۃ ص ۲۰۹)

الحدیث السابع والعشرون بعد اربعمائۃ: عن زید بن اسلم عن ابیه قال شهدت عثمان یوم حوصر ولو القی حجر لم یقع الا علی راس رجل فرایت عثمان اشرف من الخوخة التی یلی مقام جبرئیل الی الناس و قال الطلحة انشدک الله اتذکر یوم کنت انا و انت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فی موضع کذا و کذا لیس معه من اصحابه غیری و غیرک قال نعم فقال لک رسول الله صلی الله علیه وسلم یا طلحة انه لیس من نبی الا ومعه من اصحابه رفیق فی الجنة فان عثمان معی رفیقی فی الجنة قال طلحة اللهم نعم ثم انصرف خرجه احمد۔

حدیث 427۔ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی رضی اللہ عنہ سے راوی۔ انہوں نے فرمایا: جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا گیا میں ان کے پاس حاضر ہوا۔ (بھیڑ) کی کیفیت یہ تھی کہ اگر کوئی پتھر پھینکا جاتا تو وہ (بجائے زمین کے گرنے کے) کسی نہ کسی آدمی کے سر میں ہی لگتا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مقام جبریل سے متصل کھڑکی سے لوگوں کو دیکھا اور فرمایا اے ابوطلحہ! تمہیں اللہ کی قسم (بتاؤ) تمہیں وہ دن یاد ہے جب میں اور آپ فلاں فلاں مقام پر حضور علیہ السلام کے ساتھ تھے ہمارے علاوہ اور صحابہ بھی حضور علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ انہوں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا پھر رسول اللہ ﷺ نے آپ کو فرمایا تھا اے ابوطلحہ! ہر نبی کے اصحاب

میں سے کوئی نہ کوئی اس کا جنتی رفیق ہوتا ہے اور میرے جنتی رفیق عثمان ہیں۔ ابوطلحہ نے کہا ہاں مجھے یاد ہے پھر حضرت عثمان لوٹ گئے رضی اللہ عنھم۔ اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔ (مسند امام احمد: ۵۵۲ مسند حضرت عثمان بن عفان)

الحدیث الثامن والعشرون بعد اربعمائۃ: عن طلحۃ بن عبید اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی رفیق و رفیقی عثمان ولم یقل فی الجنۃ خرجہ الترمذی۔

حدیث 428۔ امام ترمذی رحمہ اللہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ہر نبی کو کوئی نہ کوئی رفیق ہوتا ہے اور میرے رفیق عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس میں جنت کے الفاظ نہیں ہیں۔ (سنن ترمذی: ۳۶۹۸ باب فی مناقب حضرت عثمان بن عفان)

الحدیث التاسع والعشرون بعد اربعمائۃ: عن طلحۃ بن عبید اللہ مرفوعاً بنحوہ خرجہ الحافظ ابو القاسم فی الموافقات۔

حدیث 429۔ اسی کی مثل انہیں سے حافظ ابو القاسم نے موافقات میں روایت کی ہے۔ (فضائل صحابہ: ۶۱۶، ج ۱، ص ۴۰۱)

الحدیث الثلاثون بعد اربعمائۃ: عن الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام متعلقا بالعرش ثم رایت ابا بکر آخذا بحقوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم رایت عمر آخذا بحقوی ابی بکر ثم رایت عثمان آخذا بحقوق عمر ثم رایت الدم منصبا من السماء الی الارض فحدث الحسن بھذا الحدیث وعندہ ناس من الشیعۃ فقالوا ما رایت علیا قال ما کان احد الی ان اراہ بحقوی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولکن انما ھی رؤیا فقال ابو مسعود عقبۃ بن عمرو انکم

لتجدون علی الحسن فی رؤیا رآها لقد کنت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم
ونحن فی غزاة قد اصحاب المسلمین جهد حتی عرفت الکابة فی وجوه المسلمین
والفرح فی وجوه المنافقین فلما رآی رسول الله صلی الله علیه وسلم ذالک
قال والله لا تغیب الشمس حتی یاتیکم الله برزق فعلم عثمان ان الله و رسوله
یصدقان فوجه راحلته فاذا هو باربعة عشر راحلة فاشتراها وما علیها من
الطعام فوجه منها سبعا الی رسول الله صلی الله علیه وسلم و وجه سبعا الی
اهله فلما رأی المسلمون العیر قد جاء ت عرف الفرح فی وجوههم فقال
رسول الله صلی الله علیه وسلم ما هذا فقالوا ارسل به عثمان هدیة لک قال
فرایته رافعا یدیه یدعو لعثمان ما سمعته یدعوا لاحد قبله ولا بعده اللهم اعط
عثمان وافعل لعثمان رافعا یدیه حتی رایت بیاض ابطیه خرجه القزوینی
الحاکمی۔

حدیث 430۔حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ
عرش کو تھامے ہوئے ہیں اور ابو بکر حضور علیہ السلام کا دامن تھامے ہوئے ہیں اور عمر حضرت ابوبکر کا
دامن تھامے ہوئے ہیں۔اور حضرت عثمان،حضرت عمر کا دامن تھامے ہوئے ہیں۔رضی اللہ عنھم۔پھر
میں نے خون دیکھا کہ آسمان سے زمین کی طرف انڈیلا گیا ہے۔حضرت حسن نے یہ بیان کیا تو آپ
کے پاس کچھ شیعہ لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔کہنے لگے کیا آپ نے حضرت علی کو نہ دیکھا فرمایا حضرت
علی سے بڑھ کر مجھے کسی اور کو دامن مصطفی تھامے ہوئے دیکھنا محبوب نہیں لیکن خواب یہی ہے جو بیان
ہوا۔تو حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم لوگ حضرت (علی) حسن رضی اللہ عنہ کے
خواب کے بارے ان پر چڑھائی کر رہے ہو حالانکہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک ایسے غزوے
میں تھے جس میں مسلمانوں کو اتنی مشقت کا سامنا کرنا پڑا تھا کہ ان کے چہروں سے نقاہت (غم زدگی)

نہ)اور منافقین کے چہروں میں بشاشت نظر آتی تھی جب رسول اللہ ﷺ نے یہ صورتحال دیکھی تو فرمایا قسم بخدا غروب آفتاب سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ تمہیں رزق سے نواز دے گا پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی کہ اللہ و رسول عزوجل وﷺ صدقے کا حکم فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ اپنی سواری کو لے کر چلے تو چودہ سواریاں ان پر موجود سامان غزا کے ساتھ خرید لیں۔ ان میں سے سات رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں بھیج دیں اور سات اپنے اہل کو بھیج دیں۔ جب مسلمانوں نے دیکھا کہ یہ قافلہ آگیا ہے تو ان کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی آقا! عثمان نے آپ کے لئے ہدیہ بھیجا ہے۔ ابو مسعود نے فرمایا پھر میں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ نے اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں اور حضرت عثمان کے لئے ایسی دعا کر رہے ہیں کہ میں نے اس سے پہلے اور اس کے بعد حضور علیہ السلام کو کسی اور کے لئے ایسی دعا کرتے نہ سنا۔ آپ کہہ رہے تھے اے اللہ! عثمان کو یہ عطا کر دے، عثمان کے لئے یہ کر دے اور ہاتھ اتنے اٹھائے ہوئے تھے کہ میں نے آپ کی بغل کی سفیدی تک کو دیکھ لیا اس کو قزوینی حاکمی نے روایت کیا ہے۔ (فضائل صحابہ:۲۸۷، معجم الکبیر:۲۷۵۹)

الحدیث الحادی والثلاثون بعد اربعمائة : عن الحسن بن علی قال ما کنت لا اقلل بعد رؤیا رأیتھا رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم واضعا یده علی العرش ورایت ابا بکر واضعا یده علی منکب رسول الله صلی الله علیه وسلم ورایت عمر واضعا یده علی منکب ابی بکر و رایت عثمان واضعا یده علی منکب عمر و رایت وما دونه فقلت ما هذا فقالوا دم عثمان یطلب الله ما دبه اخرجه الدیلمی فی کتابه للتقی۔

حدیث 431۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا" میں اپنے اس خواب کے بعد کہ جس میں میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرش پر ہاتھ رکھے ہوئے اور حضرت ابوبکر کو حضور کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے)اور

حضرت عمر کو حضرت ابو بکر کے کندھے پر (ہاتھ رکھے ہوئے) اور حضرت عثمان کو حضرت عمر کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے دیکھا اور ان کے بعد میں نے خون دیکھا اور پوچھا کہ یہ کیا ہے تو جواب ملا یہ حضرت عثمان کا خون ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے اپنا قصاص طلب کر رہا ہے۔ رضی اللہ عنھم۔ اس کو دیلمی نے اپنی کتاب "المنتقی" میں روایت کیا۔ (المقصد العلی فی زوائد ابی یعلی الموصلی: ۱۲۱۲)

الحدیث الثانی والثلاثون بعد اربعمائۃ: عن ابی سعید ن الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال .... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اول اللیل الی ان طلع الفجر یدعوا لعثمان بن عفان یقول اللھم عثمان رضیت عنہ فارض عنہ خرجه الحافظ ابو الحسن الخلعی۔

حدیث 432۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں رات کے ابتدائی حصے سے لے کر پو پھوٹنے تک حضور علیہ السلام کو دیکھتا رہا کہ آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے دعا کر رہے ہیں۔ کہہ رہے ہیں۔ اے اللہ! میں عثمان رضی اللہ عنہ سے راضی ہوں تو بھی اسے راضی ہو جا۔ اس کو ابو الحسن خلعی نے روایت کیا۔ (امالی ابن سمعون: ۳۸)

الحدیث الثالث والثلاثون بعد اربعمائۃ: عن ابی سعید ن الخدری بنحوہ خرجه صاحب الصفوۃ۔

حدیث 433۔ اسی کی مثل صاحب صفوی نے انہیں سے روایت کی ہے۔ (تاریخ ابن عساکر ج۳۹ ص ۵۴، مشیخۃ الابنوسی: ۱۵۹)

الحدیث الرابع والثلاثون بعد اربعمائۃ: عن ابی سعید فی قولہ تعالیٰ الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ ثم لا یتبعون ما انفقوا منا ولا اذی الآیۃ نزلت فی عثمان و عبد الرحمن بن عوف فاتا عثمان فجھز جیش العسرۃ وسبل بئر رومۃ قال ابو سعید فرایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رافعا یدیہ یدعو

لعثمان یقول یا رب رضیت عن عثمان فارض عنه فما زال رافعا یدیه حتی طلع

الفجر اوردہ...... فی تفسیرہ

حدیث 434۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان" الذین ینفقون اموالھم الی قولہ منا ولا اذی ترجمہ کنز الایمان۔ وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر دیئے پیچھے نہ احسان رکھیں نہ تکلیف دیں ان کا نیک (انعام) ان کے رب کے پاس ہے۔

حضرت عثمان اور حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے نازل ہوا۔ کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے" جیش العسرۃ" تیار کیا اور بیر رومہ جاری کیا۔ ابو سعید نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے یہ دعا کرتے ہوئے سنا اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا آپ ہاتھ اٹھائے یہی دعا کرتے رہے یہاں تک کہ فجر طلوع ہوگئی رضی اللہ عنہ اس کو واحدی نے اپنی تفسیر میں روایت کیا۔ (الریاض النضرۃ ص ۲۱۰)

الحدیث الخامس والثلاثون بعد اربعمائة: عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها فی تجهیز جیش العسرة فی ضمن حدیث طویل قالت خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم الی المسجد و رفع یدیه وقال اللهم قد رضیت عن عثمان فارض عنه اللهم قد رضیت عن عثمان فارض عنه اللهم قد رضیت عن عثمان فارض عنه خرجه الحافظ ابو القاسم الدمشقی فی الاربعین۔

حدیث 435۔ جیش العسرۃ کی تیاری والی طویل حدیث کے ضمن میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد کو نکلے اپنے ہاتھوں کو اٹھالیا اور کہنے لگے۔ اے اللہ میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اس کو ابو القاسم دمشقی

نے "الاربعین" میں روایت کیا ہے۔ (الخلعیات: ۲۷۳۰، فضائل صحابہ: ۷۸۴)

الحديث السادس والثلاثون بعد اربعمائة: عن ليث بن ابي سالم قال اول من خبص الخبيص في الاسلام عثمان بن عفان قدمت عليه غير يحمل الدقيق والعسل فخلط بينهما وبعث به الى رسول الله صلى الله عليه وسلم الى منزل ام سلمة فلما جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم قدمت بين يديه فاكل فاستطا به فقال من بعث بهذا فقالت عثمان يا رسول الله قال اللهم ان عثمان ترضاك فارض عنه خرجه خيثمة في فضائله۔

حدیث 436۔ حضرت لیث بن ابی سالم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے جس نے کھجور اور شہد کا حلوہ بنایا وہ حضرت عثمان ہیں اور وہ یوں کہ ان کے پاس آٹا اور شہد لدا ہوا قافلہ آیا تو انہوں نے ان دونوں چیزوں کو ملا کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حضرت ام سلمہ کے گھر بھیج دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو یہ مخلوط آپ کے سامنے پیش کیا گیا آپ نے تناول کیا اور بہت پسند فرمایا پھر پوچھا یہ کس نے بھیجا ہے؟ سیدہ ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ! عثمان نے تو آپ نے یہ دعا کی۔ اے اللہ! عثمان نے مجھے راضی کیا ہے تو بھی اسے سے راضی ہو جا۔ رضی اللہ عنہما۔ اس کو خیثمہ نے اپنی "فضائل" میں روایت کیا ہے۔ (تاریخ دمشق ج ۴ص ۲۴۴)

الحديث السابع والثلاثون بعد اربعمائة: عن يوسف بن سهل بن يوسف الانصاري عن ابيه عن جده قال خطب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال في خطبته اللهم ارض عن عثمان بن عفان خرجه خيثمة في فضائله ايضاً۔

حدیث 437۔ حضرت سیدنا یوسف بن سہل بن یوسف انصاری اپنے والد گرامی اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور اپنے خطبے میں یہ دعا کی اے اللہ عثمان رضی اللہ عنہم سے راضی ہو جا۔ (ایضاً) (شعب الایمان ج ۵ ص ۹۸، رقم: ۵۹۳۲)

الحدیث الثامن والثلاثون بعد اربعمائة : عن جابر بن عطیة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم غفر الله لک یا عثمان ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت وما اخفیت وما ابدیت وما هو کائن الی یوم القیامة خرجه البغوی فی مجمعه۔

حدیث 438۔حضرت جابر بن عطیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عثمان! اللہ تعالیٰ نے تمہارے اگلے پچھلے سری و اعلانی، مخفی، ظاہری اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا سب کچھ بخش دیا ہے۔اس کو بغوی نے اپنی "مجمع" میں روایت کیا۔(فضائل صحابہ:۸۵۳،الشریعۃ للآجری:۱۴۸۵)

الحدیث التاسع والثلاثون بعد اربعمائة : عن جابر بن عطیة مرفوعاً بنحوه اخرجه ابن عرفة العبدی وقال و ما کان و ما هو کائن و اورد هذه الاحادیث الستة والعشرین الطبری فی الریاض النضرة۔

حدیث 439۔اسی کی مثل انہیں سے ابن عرفہ عبدی نے روایت کی ہے اس میں یہ بھی ہے جو کچھ ہونے والا ہے اور جو کچھ تھا ان 26 حدیثوں کو طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔(جزء ابن عرفہ:۴۸)

الحدیث الاربعون بعد اربعمائة : عن عمر ابن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول یوم یموت عثمان یصلی علیه ملائکة السماء قلت یا رسول الله عثمان خاصة او الناس عامة قال عثمان خاصة خرجه الحافظ الدمشقی۔

حدیث 440۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوسنا کہ جس دن عثمان کی وفات ہوگی آسمان کے فرشتے ان پر نماز پڑھیں گے۔میں نے عرض کی آقا! کیا

اس میں عثمان خاص ہیں یا یہ لوگوں کو عام ہیں فرمایا۔عثمان خاص ہیں۔اس کو حافظ دمشقی نے روایت کیا۔(فضائل خلفاء راشدین ابونعیم:۲۳۸)

الحدیث الحادی والاربعون بعد اربعمائة : عن جابر بن عبد الله قال بینا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فی نفر من المهاجرین منهم ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی الله تعالیٰ عنهم و طلحة و الزبیر و عبد الرحمن بن عوف و سعد ابن ابی وقاص فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لینهض کل رجل منکم الی کفوه ونهض النبی صلی الله علیه وسلم الی عثمان فاعتنقه وقال انت ولیی فی الدنیا والآخرة خرجه الخجندی فی الاربعین۔

حدیث 441۔حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مہاجرین صحابہ کے ایک گروہ میں تھے۔جس میں حضرت ابوبکر وعمر وعلی وطلحہ وزبیر وعبدالرحمن بن عوف وسعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنھم بھی تھے۔تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" تم میں سے ہر شخص اپنے کفوء کے پاس جائے اور رسول اللہ ﷺ حضرت عثمان کے پاس چلے گئے اور انہیں گلے سے لگایا اور فرمایا عثمان! تم دنیا وآخرت میں میرے ولی ہو۔اسے خجندی نے اپنی کتاب الاربعین میں روایت کیا ہے۔(مسند ابی یعلیٰ:۲۰۵۱)

الحدیث الثانی والاربعون بعد اربعمائة : عن جابر بن عبد الله بنحوه خرجه الملاء فی سیرته۔

حدیث 442۔اسی کی مثل ملاء نے اپنی سیرت میں انہیں سے روایت کی۔(الریاض النضرۃ : ص ۲۱۱)

الحدیث الثالث والاربعون بعد اربعمائة : عن جابر بن عبد الله بنحوه خرجه الحافظ ابن عبید و اورد هذه الاحادیث الاربعة الطبری فی الریاض النضرة۔

حدیث 443۔اسی کی مثل حافظ ابو عبید نے بھی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور ان چاروں حدیثوں کو محب طبری نے ریاض النضرہ میں بیان کیا ہے۔(الریاض النضرۃ ص ۲۱۱)

الحدیث الرابع والاربعون بعد اربعمائۃ: عن ابن ابی حازم قال جاء رجل الی علی ابن الحسین فقال ما کان منزل ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کمنزلھما منہ الساعۃ اخرجہ عبد اللہ بن احمد فی زوائد الزھد واوردہ السیوطی فی تاریخ الخلفاء۔

حدیث 444۔حضرت ابن ابی حازم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک شخص حضرت علی بن حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا رسول اللہ کی نظر میں کیا مقام تھا۔فرمایا وہی مقام تب تھا جو اب ہے (یعنی قربت) اس کو عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزھد میں روایت کیا اور علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا۔(کتاب الزھد: ۱۱۲، تاریخ الخلفاء ص ۵۰)

الحدیث الخامس والاربعون بعد اربعمائۃ: عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی قولہ تعالیٰ امن ھو قانت آناء اللیل ساجدا او قائما یحذر الآخرۃ و یرجوا رحمۃ ربہ قال نزلت فی عثمان خرجہ الواحدی۔

حدیث 445۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان امن ھو قانت الخ ترجمہ کنز الایمان یا وہ جو رات کی گھڑیوں میں سجدے میں قیام کی حالت میں عبادت کرتا ہے اور آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کی امید کرتا ہے۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے نازل ہوا ہے اس کو واحدی نے روایت کیا ہے۔(اسباب النزول ص ۲۷۷)

الحدیث السادس والاربعون بعد اربعمائۃ: عن ابن عمر بمثلہ خرجہ الحاکمی

حدیث 446۔اسی کی مثل انہیں سے حاکمی نے روایت کی ہے۔(الریاض النضرۃ ص ۲۱۲)

الحدیث السابع والاربعون بعد اربعمائۃ: عن ابن عمر بمثلہ ایضاً خرجہ

الفضائلی۔

حدیث 447۔اسی کی مثل انہیں سے فضائلی نے روایت کی ہے۔(حلیۃ الاولیاء،ج ا ص ۵۶)

الحدیث الثامن والاربعون بعد اربعمائۃ : عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ ھل یستوی ھو ومن یامر بالعدل وھو علی صراط مستقیم قال عثمان خرجہ البخاری۔

حدیث 448۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ترجمہ۔کیا وہ اور وہ جو عدل کا حکم کرتا ہے،آپس میں برابر ہیں اور وہ سیدھی راہ پر ہے۔حضرت عثمان کے بارے نازل ہوا ہے۔اس سے حضرت عثمان مراد ہیں۔اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔(مصنف ابن ابی شیبۃ:۳۲۰۳۹)

الحدیث التاسع والاربعون بعد اربعمائۃ : عن النزال عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال حین استخلف عثمان استخلف خیر من بقی و لم نال خرجہ خیثمۃ بن سلیمان۔

حدیث 449۔حضرت نزال حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی انہوں نے فرمایا جب حضرت عثمان کو خلیفہ بنایا گیا تو یہ دیگر میں سے سب سے اچھے کو خلیفہ بنایا گیا۔اس کو خیثمہ بن سلیمان نے روایت کیا۔(من حدیث خیثمہ ص ۱۲۲،شرح اصول الاعتقاد:۲۵۵۵)

الحدیث الخمسون بعد اربعمائۃ : عن النزال عن ابن مسعود بمثلہ خرجہ القلعی۔

حدیث 450۔اسی کی مثل انہی سے قلعی نے روایت کی ہے۔(المدخل الی السنن الکبریٰ:۷۵)

الحدیث الحادی والخمسون بعد اربعمائۃ : عن النزال عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمثلہ ایضاً خرجہ صاحب الصفوۃ و اورد ھذہ الاحادیث السبعۃ

الطبری فی الریاض النضرۃ۔

حدیث 451۔اسی کی مثل انہیں سے صاحب صفوہ نے روایت کی ہے اور ان سات حدیثوں کو طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔(فضائل صحابہ: ۷۴۷)

الحدیث الثانی والخمسون بعد اربعمائۃ: عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال لما بویع عثمان امرنا خیر من بقی ولم نال اخرجہ الحاکم۔

حدیث 452۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی تو یہ موجود لوگوں میں سے سب سے بہتر تھے جو ہمارے امیر بنے۔اس کو خیثمہ بن سلیمان نے روایت کیا ہے۔(المعجم الکبیر: ۸۸۴۲، ج۹ ص ۱۷۰)

الحدیث الثالث والخمسون بعد اربعمائۃ: عن ابن مسعود بمثلہ اخرجہ ابن سعد واوردھما السیوطی فی تاریخ الخلفاء۔

حدیث 453۔اسی کی مثل ابن سعد نے انہیں سے روایت کی ہے اور ان دونوں روایتوں کو علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔(تاریخ ابن سعد ج ۳ ص ۶۳)

الحدیث الرابع والخمسون بعد اربعمائۃ: عن عبد الرحمن بن عوف انہ قال لعلی بعد ان شاور الصحابۃ ای فی استخلاف عثمان انی رایت القوم لا یعدلون بعثمان احدا فلا تجعلن علیک حجۃ خرجہ القلعی۔

حدیث 454۔حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے خلافت عثمان کے بارے صحابہ سے مشورہ کر لیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "میں نے لوگوں کو دیکھ لیا ہے وہ کسی کو بھی عثمان کا ہمسر نہیں سمجھتے لہذا آپ کے خلاف کوئی دلیل ہرگز قائم نہ کی جائے گی۔(کہ سب متفق ہیں)۔اس کو قلعی نے روایت کیا ہے۔(تاریخ مدینہ لابن شبہ ج ۳ ص ۹۳۰)

الحدیث الخامس والخمسون بعد اربعمائۃ: عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ

عنهما عن النبی صلی الله علیه وسلم قال یشفع عثمان بن عفان رضی الله تعالٰی عنه یوم القیمة فی سبعین الفا عند المیزان من امتی ممن استوجبوا النار خرجه الملاء فی سیرته

حدیث 455۔ملاء نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی آپ نے فرمایا بروز قیامت میزان کے پاس میری امت کے ستر ہزار ایسے افراد کے حق میں عثمان کو شفیع بنایا جائے گا جو جہنم کو خود پر لازم کر چکے ہوں گے۔(الریاض النضرۃ ص ۲۱۴)

الحدیث السادس والخمسون بعد اربعمائة : عن ابی امامة الباهلی رضی الله تعالٰی عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یدخل بشفاعة رجل من امتی الجنة مثل احد الحیین ربیعة و مضر فقیل و کانوا یرون ان ذالک الرجل عثمان بن عفان رضی الله تعالٰی عنه خرجه الملاء فی سیرته۔

حدیث 456۔حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی آپ نے فرمایا:"میری امت کے ایک شخص کی شفاعت سے قبیلہ ربیعہ اور قبیلہ مضر کی تعداد کے برابر لوگ جنت پائیں گے۔ کہا گیا ہے کہ صحابہ اس شخص سے مراد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو لیا کرتے تھے۔ (ایضاً)(الشریعۃ لآجری: ۱۴۸۳)

الحدیث السابع والخمسون بعد اربعمائة : عن الحسن قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یشفع عثمان یوم القیامة فی مثل ربیعة ومضر خرجه الحاکم

حدیث 457۔حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا"عثمان قیامت کے دن قبیلہ ربیعہ اور قبیلہ مضر کی تعداد میں لوگوں کی شفاعت کریں گے۔اس کو حاکم نے روایت کیا ہے۔(سنن ترمذی:۲۴۳۹)

الحدیث الثامن والخمسون بعد اربعمائۃ: عن الحسن مرفوعاً بمثلہ خرجہ القزوینی۔

حدیث 458۔اسی کی مثل قزوینی نے انہیں سے روایت کی ہے۔(فضائل صحابہ:۸۶۶)

الحدیث التاسع والخمسون بعد اربعمائۃ: عن مسلم بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی عثمان فقال شبیہ بابراھیم صلی اللہ علیہ وسلم وان الملائکۃ لتستحیی منہ خرجہ المخلص الذھبی۔

حدیث 459۔حضرت مسلم بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان کو دیکھا تو فرمایا یہ ابراہیم کے مشابہ ہیں اور فرشتے ان سے حیا کرتے ہیں رضی اللہ عنہ۔اس کو مخلص ذہبی نے بھی روایت کیا ہے۔(المخلصیات:۲۱۷۲،ج ۳ص ۱۴۰)

الحدیث الستون بعد اربعمائۃ: عن مسلم بن یسار بمثلہ خرجہ البغوی فی الفضائل واوردہ ھذہ الاحادیث السبعۃ الطبری فی الریاض النضرۃ۔

حدیث 460۔اسی کی مثل بغوی نے"فضائل"میں انہیں سے روایت کی ہے۔ان ساتوں حدیثوں کو طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔(تاریخ دمشق ج ۳۹ ص ۹۶)

الحدیث الحادی والستون بعد اربعمائۃ: عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قال لما ماتت خدیجۃ جاءت خولۃ بنت حکیم الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ الا تزوج قال ومن قالت ان شئت بکرا و ان شئت ثیبا فقال ومن البکر ومن الثیب قالت اما البکر فابنۃ احب خلق اللہ الیک عائشۃ بنت ابی بکر و اما الثیب فسودۃ بنت زمعۃ وقد امنت بک واتبعتک ثم ذکرت قصۃ تزویجھا اخرجہ الطبرانی وغیرہ و اوردہ الزرقانی فی شرح المواھب اللدنیۃ۔

حدیث 461۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو خولہ بنت حکیم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کی آقا! کیا آپ نکاح نہ فرمائیں گے؟ فرمایا کس سے؟ عرض کی چاہیں تو باکرہ سے چاہیں تو ثیبہ سے فرمایا باکرہ کون ہے؟ اور ثیبہ کون ہے؟ عرض کی باکرہ تو وہ جو خلق خدا میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔یعنی عائشہ بنت ابی بکر اور ثیبہ سودا بنت زمعہ ہے۔پھر سیدہ نے اپنے اور سیدہ سودا کے نکاح کا قصہ بیان کیا۔اس کو طبرانی وغیرہ نے روایت کیا اور علامہ زرقانی رحمہ اللہ نے شرح مواہب اللدنیہ میں بیان کیا۔(المعجم الکبیر:۵۷ باب حضرت عائشہ بنت ابی بکر الصدیق)

الحدیث الثانی والستون بعد اربعمائۃ: عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال حین طعن ان استخلف فقد استخلف من ھو خیر منی یعنی ابا بکر وان اترککم فقد ترککم من ھو خیر من و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخرجہ البخاری۔

حدیث 462۔امام بخاری نے روایت کیا ہے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا گیا تو آپ نے فرمایا اگر تو میں اپنا کوئی خلیفہ بناؤں تو مجھ سے بہتر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی خلیفہ بنایا تھا اور اگر تمہیں ایسے ہی چھوڑ دوں تو مجھ سے بہتر رسول اللہ ﷺ نے بھی تمہیں بغیر خلیفہ کے چھوڑا تھا۔(صحیح بخاری:۷۲۱۸)

الحدیث الثالث والستون بعد اربعمائۃ: عن عمر بمثلہ اخرجہ مسلم۔

حدیث463۔اسی کی مثل انہیں سے امام مسلم رحمہ اللہ نے بھی روایت کی ہے۔(صحیح مسلم:۱۸۲۳)

الحدیث الرابع والستون بعد اربعمائۃ: عن محمد بن سعد بن ابی وقاص انہ قال لابیہ سعد اکان ابو بکر الصدیق اولکم اسلاما قال لا ولکن کان خیرنا اسلاما اخرجہ ابن عساکر بسند جید۔

حدیث 464۔حضرت محمد بن سعدن ابی وقاص نے اپنے والد گرامی حضرت سعد بن ابی وقاص سے پوچھا۔کیا حضرت ابو بکر آپ لوگوں میں سب سے پہلے اسلام لائے تھے تو انہوں نے فرمایا نہیں ولیکن ان کا اسلام ہم سب میں اچھا تھارضی اللہ عنھم۔اس کو ابن عساکر نے سند جید سے روایت کیا ہے۔(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۴۵)

الحدیث الخامس والستون بعد اربعمائۃ : عن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لما کان یوم احد انصرف الناس کلھم عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکنت اول من دفی اخرجہ الھیثم بن کلیب فی مسندہ مع تتمۃ۔

حدیث 465۔ہیثم بن کلیب نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جب احد کے دن سب لوگ حضور سے دور ہو گئے تو میں پہلا شخص تھا جو وفادار رہا۔(تاریخ دمشق ج ۲۵ ص ۷۵)

الحدیث السادس والستون بعد اربعمائۃ : عن ابی سعیدن الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناس وقال ان امن الناس علی فی صحبتہ ومالہ ابوبکر اخرجہ البخاری۔

حدیث 466۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا :"بلاشبہ رفاقت و مال کے حوالے سے لوگوں میں سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان ابو بکر کا ہے۔رضی اللہ عنہ (بخاری)۔(صحیح بخاری:۶۶ باب الخوخۃ الممر فی المسجد)

الحدیث السابع والستون بعد اربعمائۃ : عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بمثلہ اخرجہ مسلم و اورد ھذہ الاحادیث الستۃ السیوطی فی تاریخ الخلفاء لہ۔

حدیث 467۔اسی کی مثل امام مسلم رحمہ اللہ نے بھی انہیں سے روایت کی ہے اور ان چھ احادیث کو

امام سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ الخلفاء میں بیان کیا۔ (صحیح مسلم: ۲۳۸۲ کتاب فضائل صحابہ)

الحدیث الثامن والستون بعد اربعمائة : عن ابی سعید رضی الله تعالیٰ عنه مرفوعاً بمثله خرجه الحافظ ابو القاسم الدمشقی۔

حدیث 468۔ اسی کی مثل حافظ ابو القاسم دمشقی نے بھی انہیں سے روایت کی ہے۔ (امالی ابن بشران: ۱۱۴۸)

الحدیث التاسع والستون بعد اربعمائة : عن ابی المعلی زید بن لوزان ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان من امن الناس علی ابو بکر خرجه الترمذی۔

حدیث 469۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابو المعلی زید بن لوزان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک لوگوں میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ (سنن ترمذی: ۳۶۵۹)

الحدیث السبعون بعد اربعمائة : عن ابی المعلی مرفوعاً بمثله خرجه الحافظ الدمشقی۔

حدیث 470۔ اسی کی مثل انہیں سے حافظ دمشقی نے روایت کی ہے۔ (الریاض النضرۃ ص ۵۹)

الحدیث الحادی والسبعون بعد اربعمائة : عن انس رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان من امن الناس علینا فی نفسه وذات یده ابو بکر خرجه صاحب فضائل ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه و اورد هذه الاحادیث الاربعة الطبری فی الریاض النضرة۔

حدیث 471۔ صاحب فضائل نے روایت کی کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور علیہ السلام نے فرمایا "ہم پر اپنی جان اور اپنے مال کے ذریعے لوگوں میں سے سب سے زیادہ احسان کرنے والے ابو بکر ہیں رضی اللہ عنہ۔ ان چاروں حدیثوں کو امام طبری رحمہ اللہ نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا

ہے۔(الریاض النضرۃ ص ۵۹)

الحدیث الثانی والسبعون بعد اربعمائۃ : عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما اراد ان یسرح معاذا الی الیمن استشار ناسا من اصحابہ منھم ابو بکر و عمر و عثمان و علی وطلحۃ والزبیر و اسید بن حضیر فتکلم القوم کل ناس برأیہ فقال ما تری یا معاذ قلت اری ما قال ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یکرہ فوق سمائہ ان یخطأ ابو بکر اخرجہ الطبرانی۔

حدیث 472۔حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں یمن بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو اپنے کچھ صحابہ سے مشورہ کیا جن میں ابو بکر و عمر و عثمان و علی وطلحہ و زبیر اور سید بن حضیر رضی اللہ عنھم بھی تھے۔تو ہر ایک نے اپنی اپنی رائے پیش کر دی پھر حضور ﷺ نے ان سے فرمایا معاذ! آپ کیا کہتے ہیں؟ تو میں نے عرض کی میری وہی رائے ہے جو حضرت ابو بکر کی ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ اپنے آسمان سے پار اس بات کو ناپسند فرماتا ہے کہ ابو بکر خطاء کرے۔اس کو طبرانی نے روایت کیا۔(المعجم الکبیر: ۲۴،ج ۲۰ ص ۶۷)

الحدیث الثالث والسبعون بعد اربعمائۃ : عن معاذ بنحوہ رواہ الحارث بن ابی امامۃ فی مسندہ و اورد ھذہ الاحادیث الثلاثۃ السیوطی فی تاریخ الخلفاء۔

حدیث 473۔اسی کی مثل حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں روایت کی ہے۔ان تینوں حدیثوں کو امام سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔(بغیۃ الباحث ج ۲ ص ۸۸۶ ،رقم:۹۵۶)

(اس مقام پر مخطوط میں حدیث نمبر: ۴۷۴ موجود نہیں ہے مگر تسلسل کے لیے حدیث کا رقم وہی رکھا گیا ہے۔)

الحدیث الرابع والسبعون بعد اربعمائۃ : عن معاذ بنحوہ اخرجہ ابن شاھین و

اوردہ ابن حجر فی الصواعق المحرقۃ ثم قال و رواۃ ھذا المتن ثقاۃ انتھی۔

حدیث 474۔ اسی کی مثل ابن شاہین نے بھی اس سے روایت کی ہے اور اسے ابن حجر نے صواعق محرقہ میں بیان کیا اور فرمایا اس متن کے راوی ثقہ ہیں انتہی۔ (الصواعق المحرقۃ ص ۲۰۳۔ شرح مذاہب اہل سنۃ: ۱۰۸)

الحدیث الخامس والسبعون بعد اربعمائۃ: عن سھل بن سعد الساعدی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یکرہ ان یخطا ابو بکر اخرجہ الطبرانی فی الاوسط و اوردہ السیوطی فی تاریخ الخلفاء ثم قال و رجالہ ثقاۃ۔

حدیث 475۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کو ابو بکر کا خطا کرنا ناپسند ہے رضی اللہ عنہ۔ اس کو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا اور سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بیان کر کے کہا اس کے راوی ثقہ ہیں۔ (مسند الشاشی: ۱۳۴۱، تاریخ الاوسط: ۳۹۴۹)

الحدیث السادس والسبعون بعد اربعمائۃ: عن عبد الرحمن بن عوف بن ابی لیلی ان عمر رضی اللہ تعالی عنہ صعد المنبر ثم قال ان افضل ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابو بکر فمن قال غیر ھذا فھو مفتر علیہ ما علی المفتری اخرجہ ابن عساکر۔

حدیث 476۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف بن ابی لیلی نے فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پہ چڑھ کر فرمایا "بلاشبہ اس امت میں اور بعد نبی امت علی صاحبھا الصلوۃ والسلام کے سب سے افضل حضرت ابو بکر ہیں۔ جو اس کے علاوہ کا قائل ہو اس پہ بہتان تراشیوں والی حد ہے۔ اسی کوڑے۔ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۳۴۳)

الحدیث السابع والسبعون بعد اربعمائۃ: عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ قال قلت یا رسول اللہ ای الرجال احب الیک قال ابو بکر قلت ثم من قال عمر

ابن الخطاب و اورد هذین الحدیثین السیوطی فی تاریخ الخلفاء۔

حدیث 477۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کو مردوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا ابو بکر۔میں نے عرض کی پھر کون فرمایا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما۔ان دونوں حدیثوں کو علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔(تاریخ الخلفاء ص ۴۴)

الحدیث الثامن والسبعون بعد اربعمائۃ : عن عبد اللہ بن شقیق قال قلت لعائشۃ رضی اللہ تعالی عنها ای اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت ابوبکر قلت ثم من قالت ثم عمر قلت ثم من قالت ابو عبیدۃ بن الجراح اخرجہ النسائی۔

حدیث 478۔حضرت عبد اللہ بن شقیق فرماتے ہیں میں نے سیدہ عائشہ سے پوچھا کہ حضور علیہ السلام کو اپنے اصحاب میں سب سے زیادہ کس سے محبت تھی۔تو انہوں نے فرمایا حضرت ابو بکر سے۔میں نے کہا پھر کس سے؟ فرمایا عمر سے۔میں نے کہا پھر کس سے فرمایا ابو عبیدہ بن جراح سے رضی اللہ عنہم۔اس کو امام نسائی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔(فضائل صحابہ للنسائی:۷۰)

الحدیث التاسع والسبعون بعد اربعمائۃ : عن عبد اللہ بن شقیق قال قلت لعائشۃ رضی اللہ تعالی عنها بمثلہ اخرجہ الحاکم وصححہ۔

حدیث 479۔اسی کی مثل حاکم نے باقاعدہ تصحیح میں روایت کی ہے۔(مستدرک حاکم:۴۴۶ قال امام ذہبی: علی شرط البخاری ومسلم)

الحدیث الثمانون بعد اربعمائۃ : عن عبد الرحمن بن غنم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر و عمر رضی اللہ تعالی عنهما لو اجتمعتما فی مشورۃ ما خالفتما اخرجہ احمد۔

حدیث 480۔حضرت عبد الرحمن بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شیخین سے

فرمایا "اگر تم دونوں کسی مشورے میں متفق ہو جاؤ تو میں بھی اس کا خلاف نہ کروں۔ اس کو امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کی۔ (مسند امام احمد: ۱۸۰۲۳)

الحدیث الحادی والثمانون بعد اربعمائۃ : عن البراء بن عازب مرفوعاً بمثلہ اخرجہ الطبرانی۔

حدیث 481۔ اسی کی مثل براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے امام طبرانی رحمہ اللہ نے روایت کی ہے۔ (المعجم الاوسط: ۷۲۹۵)

الحدیث الثانی والثمانون بعد اربعمائۃ : عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لارجوا منی فی حبھم لابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ما ارجوا بہ فی قول لا الہ الا اللہ اخرجہ ابن عساکر۔

حدیث 482۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اپنی امت کے لئے ابوبکر و عمر سے محبت کرنے میں اسی ثواب کی امید رکھتا ہوں جس ثواب کی لا الہ الا اللہ کہنے میں امید رکھتا ہو۔ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۳۹۶)

الحدیث الثالث والثمانون بعد اربعمائۃ : عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انک یا ابا بکر اول من یدخل الجنۃ من امتی اخرجہ ابو داؤد۔

حدیث 483۔ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر بیشک میری امت میں سے آپ سب سے پہلے داخل جنت ہوں گے۔ اس کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ نے روایت کیا ہے۔ (سنن ابی داؤد: ۴۶۵۲ باب فی الخلفاء)

الحدیث الرابع والثمانون بعد اربعمائۃ : عن ابی ھریرۃ مرفوعاً بمثلہ اخرجہ الحاکم و صححہ۔

حدیث 484۔ اسی کی مثل حاکم رحمۃ اللہ نے انہی سے بافادہ تصحیح روایت کی ہے۔(مستدرک حاکم:۴۴۴۳ ذکر مناقب سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ، قال امام ذہبی: علی شرط البخاری ومسلم)

الحدیث الخامس والثمانون بعد اربعمائۃ: عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال انہ لم یرد خیرا قط الا سبقہ الیہ ابوبکر خرجہ البزار فی ضمن حدیث طویل و اورد ھذہ الاحادیث الثمانیۃ السیوطی فی تاریخ الخلفاء۔

حدیث 485۔ امام بزار رحمۃ اللہ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا آپ نے فرمایا میں نے جب بھی کسی خیر کا ارادہ کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس میں مجھ پر سبقت لے گئے۔ا۔ان آٹھوں حدیثوں کو امام سیوطی رحمہ اللہ نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔(السنۃ لابن ابی عاصم:۱۲۴۳،ج ۲ص۵۷۹)

الحدیث السادس والثمانون بعد اربعمائۃ: عن ربیعۃ الاسلمی قال جری بینی و بین ابی بکر کلام فقال لی کلمۃ کرھتھا و ندم ابو بکر فقال لی یا ربیعۃ رد علی مثلھا حتی یکون قصاصا قلت لا افعل قال لتقولن اولا سقدین علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت ما انا بفاعل فانطلق ابو بکر وجاء ناس من اسلم فقالوا لی رحم اللہ ابا بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی ای شیء سعدی علیک وھو الذی قال لک ما قال فقلت اتدرون من ھذا ھذا ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ھذا ثانی اثنین و ھذا روشیبۃ للمسلمین ایاکم لا یلتفت فیراکم تنصرونی علیہ فیغضب فیأتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیغضب لغضبہ فغضب فیاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیغضب لغضبہ فیغضب اللہ لغضبھما فیھلک ربیعۃ وانطلق ابو بکر فتبعتہ وحدی حتی اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحدثہ الحدیث کما کان فرفع رأسہ الی فقال یا

ربيعة ما لک و للصدیق فقلت یا رسول الله کان کذا و کذا فقال لیکلمة کرهتها فقال لی قل کما قلت حتی یکون قصاما فابیت فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا ترد علیه ولکن قل غفر الله لک یا ابا بکر فقلت غفر الله لک یا ابا بکر اخرجه احمد و اورده السیوطی فی تاریخ الخلفاء وقال سنده حسن۔

حدیث 486۔ حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے اور حضرت ابو بکر کے درمیان کچھ بات ہوئی اور انہوں نے مجھے کوئی ایسی بات کہی جس کو میں نے ناپسند کیا تو حضرت ابو بکر نادم ہو گئے اور مجھے فرمایا ربیعہ اپنی بات تین بار مجھے کہو تا کہ بدلہ ادا ہو جائے۔ میں نے کہا میں ایسا نہ کروں گا فرمایا یا تو تم یہ کہو گے یا پھر میں تمہارے خلاف رسول اللہ سے مدد مانگوں گا۔ میں نے کہا میں ایسا کرنے والا نہیں ہوں تو حضرت ابو بکر چلے گئے۔ پھر میرے پاس قبیلہ اسلم کے کچھ لوگ آئے اور کہنے لگے اللہ ابو بکر پر رحم کرے یہ کس چیز میں آپ کے خلاف حضور سے مدد مانگنے جا رہے ہیں حالانکہ انہوں نے خود بھی آپ کو مذکورہ بات کہی ہے؟ تو میں نے کہا تم جانتے ہو یہ کون ہیں یہ ابو بکر صدیق ہیں ثانی اثنین ہیں۔ مسلمانوں میں بزرگی والے ہیں جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں اپنے خلاف میری مدد کرتا ہوا دیکھیں تو ناراض ہو کر رسول اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں پھر ان کی ناراضی کے سبب حضور بھی ناراض ہو جائیں۔ پھر ان دونوں کی ناراضی کی بناء پر اللہ بھی ناراض ہو جائے اور ربیعہ ہلاک ہو جائے۔ پھر میں اکیلا ہی حضرت ابو بکر کے پیچھے ہو لیا یہاں تک وہ حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور سارا معاملہ عرض کر دیا حضور علیہ السلام نے اپنا سر میری طرف اٹھا کر فرمایا ربیعہ! تمہارا اور ابو بکر کا کیا معاملہ ہے؟ میں نے عرض کی آقا! پھر یہ بات ہو رہی تھی کہ انہوں نے مجھے کوئی ناپسند بات کہہ دی پھر فرمانے لگے جو میں نے کہا ہے وہی آپ بھی مجھے کہہ دیں تا کہ بدلہ ہو جائے تو میں نے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ربیعہ! تم ابو بکر کو وہ بات نہ کہو بلکہ یوں کہہ دو اے ابو بکر! اللہ تمہیں بخش دے" تو میں نے کہا اے ابو بکر! اللہ تمہیں بخش دے۔ اس کو امام احمد رحمۃ اللہ نے روایت کیا ہے۔ اور امام

سیوطی رحمۃ اللہ نے تاریخ الخلفاء میں بیان کرکے فرمایا اس حدیث کی سند حسن ہے۔ (مسند امام احمد: ۵۶۷۷ باب حدیث ابیہ بن کعب)

الحدیث السابع والثمانون بعد اربعمائۃ: عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حب ابی بکر و عمر ایمان و بغضھما کفرا خرجہ ابن عساکر

حدیث 487۔ابن عساکر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی محبت ایمان ہے اور ان کا بغض کفر ہے۔۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۱۴۱)

الحدیث الثامن والثمانون بعد اربعمائۃ: عن رجل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خصال الخیر ثلاثمائۃ و ستون خصلۃ فقال ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا رسول اللہ لی منھا یشیء قال کلھا فیک فھنیئا لک یا ابا بکر خرجہ ابن عساکر۔

حدیث 488۔ابن عساکر ایک شخص سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔خیر کی تین سو ساٹھ خصلتیں ہیں۔سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ان میں سے میرے اندر بھی کوئی موجود ہے؟ فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ تمہیں مبارک ہو تمہارے اندر تو ساری کی ساری موجود ہیں۔(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۱۰۴)

الحدیث التاسع والثمانون بعد اربعمائۃ: عن سلیمان بن یسار مرسلاً قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خصال الخیر ثلاثمائۃ وستون خصلۃ اذا اراد اللہ بعبد خیرا حصل فیہ خصلۃ منھا یدخل بھا الجنۃ قال ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا رسول اللہ افی شیء منھا قال نعم جمعا من کل اخرجہ ابن ابی الدینا فی مکارم الاخلاق۔

حدیث 489۔حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :''خیر کی تین سو ساٹھ خصلتیں ہیں جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو ان میں سے ایک خصلت اس کے اندر رکھ دیتا ہے جس کے صدقے وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ان میں سے کوئی خصلت مجھ میں بھی پائی جاتی ہے کیا؟ تو فرمایا ہاں تم میں تو ساری ہی پائی جاتی ہیں اس کو ابن ابی الدنیا نے مکارم الاخلاق میں روایت کیا ہے۔ (مکارم الاخلاق:۲۹)

الحدیث التسعون بعد اربعمائۃ : عن سلیمان بن یسار مرسلا مرفوعا بمثلہ اخرجہ ابن عساکر ۔

حدیث 490۔اسی کی مثل انہیں سے ابن عساکر نے مرسلاً مرفوعاً روایت کی ہے ۔(تاریخ ابن عساکر ج ۳۰ ص ۱۰۳)

الحدیث الحادی والتسعون بعد اربعمائۃ : عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حب ابی بکر و شکرہ واجب علی کل امتی اخرجہ ابن عساکر ۔

حدیث 491۔ابن عساکر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابو بکر رضی اللہ عنہ سے محبت کرنا اور ان کا شکریہ ادا کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے ۔(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۱۴۱)

الحدیث الثانی والتسعون بعد اربعمائۃ : عن سھل بن سعد مرفوعا بمثلہ اخرجہ ابن عساکر ایضاً و اورد ھذہ الاحادیث الستۃ السیوطی فی تاریخ الخلفاء۔

حدیث 492۔اسی کی مثل ابن عساکر نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور ان چھ احادیث کو امام سیوطی رحمہ اللہ نے تاریخ الخلفاء میں ذکر کیا ہے ۔(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۱۴۲)

الحدیث الثالث والتسعون بعد اربعمائة: عن انس مرفوعاً بنحوه بدون لفظ شکرہ اخرجه الحافظ السلفی فی مشیخته واوردابن حجر فی الصواعق المحرقة

-

حدیث 493۔اسی کی مثل حافظ سلفی نے اپنی "مشیخہ" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔بس اس میں شکر کے الفاظ نہیں ہیں۔ابن حجر نے اسے صواعق محرقہ میں بیان کیا ہے۔(الصواعق المحرقہ ص ۲۳۳)

الحدیث الرابع والتسعون بعد اربعمائة: عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کلهم یحاسبون الا ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنه اخرجه ابن عساکر۔

حدیث 494۔ابن عساکر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "سوا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سب کا حساب لیا جائے گا۔(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۱۵۲)

الحدیث الخامس والتسعون بعد اربعمائة: عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه قال لو وزن ایمان ابی بکر بایمان اهل الارض لرجح بهم اخرجه البیهقی فی شعب الایمان۔

حدیث 495۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایمان کو تمام اہل زمین کے اعمال کے مقابلے میں تولا جائے تو سب پر غالب آجائے۔اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔(شعب الایمان:۳۶)

الحدیث السادس والتسعون بعد اربعمائة: عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه قال ان ابا بکر کان سابقا مبرزا اخرجه ابن ابی خیثمة۔

حدیث 496۔ابن ابی خیثمہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے راوی فرمایا "ابوبکر رضی اللہ عنہ (نیکیوں میں)

بہت سبقت کرنے والے تھے۔(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۳۳۹)

الحدیث السابع والتسعون بعد اربعمائۃ: عن عمر بمثلہ خرجہ عبد اللہ بن احمد فی زوائد الزھد۔

حدیث 497۔اسی کی مثل عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں روایت کی ہے۔(کتاب الزہد لامام احمد ج ا ص ۱۱۱)

الحدیث الثامن والتسعون بعد اربعمائۃ : عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لودت انی شعرۃ فی صدر ابی بکر اخرجہ مسدد فی مسندہ۔

حدیث 498۔مسدد نے اپنی مسند میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرمایا مجھے پسند ہے کہ کاش میں ابوبکر کے سینے کا ایک بال ہوتا۔

(اتحاف الخیرۃ المہرۃ: ۶۵۳۳ کتاب علامات النبوۃ)

الحدیث التاسع والتسعون بعد اربعمائۃ: عن عمر قال قد کان ابو بکر اطیب من ریح المسک اخرجہ ابو نعیم۔

حدیث 499۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوبکر مشک سے زیادہ خوشبودار تھے۔رضی اللہ عنہ۔اس کو ابونعیم نے روایت کیا ہے۔(تثبیت الامامۃ وترتیب الخلافۃ لابی نعیم: ۵۵)

الحدیث الموفی للخمسمائۃ : عن عبد الرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال حدثنی عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ ما سابق ابابکر الی خیر قط الا سبقہ بہ اخرجہ ابن عساکر و اورد ھذہ الاحادیث السبعۃ السیوطی فی تاریخ الخلفاء لہ۔

حدیث 500۔حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر نے فرمایا مجھے حضرت عمر بن خطاب نے بیان کیا کہ وہ کبھی بھی کسی خیر میں حضرت ابوبکر پر سبقت نہ پاسکے۔مگر حضرت ابوبکر اس خیر میں ان پر سابق رہے۔رضی

اللہ عنھم۔ اس کو ابن عساکر نے روایت کیا اور ان ساتوں حدیثوں کو علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔ (تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۹۸)

الحدیث الحادی بعد خمسمائۃ: عن عبد الرحمن بن ابی بکر عن عمر بمثلہ اخرجہ البزار فی ضمن حدیث طویل و اوردہ ابن حجر فی الصواعق المحرقۃ۔

حدیث 501۔ایک طویل حدیث کے ضمن میں اسی کی مثل امام بزار رحمہ اللہ نے انہی سے روایت کیا ہے جس کو ابن حجر نے صواعق محرقہ میں بیان کیا ہے۔ (الصواعق المحرقۃ ص ۲۰۸)

الحدیث الثانی بعد خمسمائۃ: عن الربیع بن انس قال مکتوب فی الکتاب الاول مثل ابی بکر الصدیق مثل القطر اینما یقع نفع اخرجہ ابن عساکر۔

حدیث 502۔ابن عساکر ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے راوی انہوں نے فرمایا پہلی کتابوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس بارش کی مثل لکھا ہوا تھا کہ جو جہاں بھرے نفع دے۔

(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۳۳۸)

الحدیث الثالث بعد خمسمائۃ: عن الربیع بن انس قال نظرنا فی صحابۃ الانبیاء فما وجدنا نبیا کان لہ صاحب مثل ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرجہ ابن عساکر۔

حدیث 503۔ابن عساکر انہیں سے راوی فرمایا ہم نے انبیاء سابقین علیھم السلام کے صحابہ میں نظر کی تو کسی نبی علیہ السلام کی کوئی صحابی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مثل نہ پایا۔

(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۳۳۸)

الحدیث الرابع بعد خمسمائۃ: عن ابی حصین قال ما ولد لآدم فی ذریتہ بعد النبیین والمرسلین افضل من ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولقد قام ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوم الردۃ مقام نبی من الانبیاء اخرجہ ابن

عساکر۔

حدیث 504۔ ابن عساکر حضرت ابوحصین رضی اللہ عنہ سے راوی فرمایا ذریت آدم میں۔ انبیاء ومرسلین علیھم السلام کے بعد ابوبکر سے افضل کوئی پیدا نہیں ہوا۔ بیشک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے مرتد ہونے کے دن ایک نبی علیہ السلام کی مثل کردار ادا کیا۔

(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۳۹۵)

الحدیث الخامس بعد خمسمائۃ: عن جبیر بن مطعم قال اتت امراۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فامرھا ان ترجع الیہ فقالت ارایت ان جئت ولم اجدک کانھا تقول الموت قال ان لم تجدینی فاتی ابا بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرجہ البخاری۔

حدیث 505۔ امام بخاری رحمۃ اللہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے راوی فرمایا کہ ایک عورت حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں (کسی کام سے) حاضر ہوتی۔ حضور علیہ السلام نے اسے لوٹ جانے کا حکم ارشاد فرمایا۔ اس نے عرض کی اگر میں دوبارہ آؤں اور آپ کو موجود نہ پاؤں تو کیا کروں گویا کہ وہ اس سے حضور علیہ السلام کی وفات مراد لے رہی تھی۔ فرمایا اگر مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر کے پاس آجانا۔ (صحیح بخاری: ۳۶۵۹)

الحدیث السادس بعد خمسمائۃ: عن جبیر بن مطعم بمثلہ اخرجہ مسلم۔

حدیث 506۔ اسی کی مثل امام مسلم رحمہ اللہ نے انہیں سے روایت کی ہے۔ (صحیح مسلم: ۲۳۸۶ باب فی فضائل ابی بکر الصدیق)

الحدیث السابع بعد خمسمائۃ: عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال بعثنی بنوا المصطلق الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سلہ الی من ندفع صدقاتنا بعدک فاتیتہ فسألتہ فقال الی ابی بکر اخرجہ الحاکم وصححہ۔

حدیث 507۔حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے بنو مصطلق نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں یہ پوچھنے کے لئے بھیجا کہ آپ کے بعد ہم اپنے صدقات کس کو ادا کریں۔ میں نے حاضر ہو کر پوچھا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا ابو بکر کو۔اس کو امام حاکم رحمہ اللہ نے بافادہ تصحیح روایت کیا ہے۔(مستدرک حاکم:۲،۶۱۹ قال الذہبی: علی شرط البخاری ومسلم)

الحدیث الثامن بعد خمسمائة : عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنه قال جاءت امرأة الی رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم تسأله شیئا فقال لها تعودین فقالت یا رسول اللہ علیک الصلوٰة والسلام ان عدت فلم اجدک تعرض فقال ان جئت فلم تجدینی فاتی ابا بکر رضی اللہ تعالی عنه فانه الخلیفة من بعدی اخرجه ابن عساکر۔

حدیث 508۔ابن عساکر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی فرمایا ایک عورت حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں کچھ پوچھنے کے لئے حاضر ہوئی۔آپ نے اسے فرمایا ابھی تم لوٹ جاؤ۔عرض گزار ہوئی یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام اگر میں دوبارہ آؤں اور آپ کو تشریف فرما نہ پاؤں تو آپ ﷺ نے فرمایا۔اگر تم آؤ اور مجھے نہ پاؤ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آجانا کہ میرے بعد وہ خلیفہ ہیں۔(تاریخ دمشق ج۳۰ ص۲۲۱)

الحدیث التاسع بعد خمسمائة : عن عائشة رضی اللہ تعالی عنها قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فی مرضه ادعی لی اباک واخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قائل انا اولی ویأبی اللہ والمومنون الا ابا بکر اخرجه مسلم۔

حدیث 509۔سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی مرض کی حالت میں مجھے فرمایا: اپنے والد اور بھائی کو بلاؤ تا کہ میں ایک تحریر لکھدوں کیونکہ مجھے خوف ہے کہ کوئی تمنا

کرنے والا تمنا کرے گا اور کوئی کہنے والا کہے گا کہ میں زیادہ حقدار ہوں حالانکہ اللہ اور مومنین ابوبکر کے علاوہ کا انکار کر دیں گے۔ رضی اللہ عنہ۔ اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ نے روایت کیا ہے۔ (صحیح مسلم:۲۳۸۷)

الحدیث العاشر بعد خمسمائۃ: عن عائشۃ بنحوہ خرجہ البخاری۔

حدیث 510۔ اسی کی مثل انہیں سے امام بخاری رحمۃ اللہ نے بھی روایت کی ہے۔ (صحیح بخاری:۷۲۱۷)

الحدیث الحادی عشر بعد خمسمائۃ: عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی مات فیہ ادعی لی عبد الرحمن بن ابی بکر اکتب لابی بکر کتابا لا یختلف علیہ احد بعدی ثم قال دعیہ معاذ اللہ ان یختلف المومنون فی ابی بکر اخرجہ احمد وغیرہ من طرق اورد ھذہ الاحادیث العشرۃ السیوطی فی تاریخ الخلفاء لکن حدیث البخاری لم یوردہ ھو بل اوردہ الطبری فی الریاض النضرۃ۔

حدیث 511۔ سیدہ عائشہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض وفات میں مجھے فرمایا۔ میرے پاس عبدالرحمن بن ابی بکر کو بلاؤ تاکہ میں ابوبکر کے لئے ایک تحریر لکھ دوں تاکہ میرے بعد اس سے کوئی اختلاف نہ کرے پھر فرمایا: ان کو بلاؤ اللہ کی پناہ اس سے کہ مومن حضرت ابوبکر کے بارے اختلاف کرنے لگیں۔ اس کو امام احمد وغیرہ نے کئی سندوں سے روایت کیا اور ان دس حدیثوں کی علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا سواء حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے۔ اسے محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔

(مسند امام احمد:۲۴۱۹۹، فضائل صحابہ:۲۲۶)

الحدیث الثانی عشر بعد خمسمائۃ: عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہا قالت و

واراساہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذالک لو کان و انا حی فاستغفر لک و ادعوا لک فقالت عائشۃ و اثکلاہ واللہ انی لاظنک تحب مرنی ولو کان ذالک لظللت آخر یومک معتر ما ببعض ازواجک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بل انا واراساہ لقد هممت او اردت ان ارسل الی ابی بکر و ابنہ و اعهد ان یقول القائلون او یتمنی المتمنون ثم قلت یابی اللہ و یدفع المومنون ویدفع اللہ و یابی المومنون اخرجہ البخاری

حدیث 512۔امام بخاری رحمۃ اللہ نے روایت کی (کہ حضور علیہ السلام کے ایام آخری میں) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہائے! میرے آقا! اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ تو معاملہ جب کہتی کہ کچھ ہو چکا ہوتا میں تو ابھی زندہ ہوں میں آپ کے لئے دعائے استغفار کرتا ہوں پھر سیدہ عائشہ نے کہا ہائے مصیبت اللہ کی قسم میرے خیال میں آپ میری موت کے خواہاں ہیں قسم بخدا اگر یوں آپ کی وفات) ہو چکی ہوتی تو آپ کے ساتھ ساتھ آپ کی کسی زوجہ (یعنی میرا) بھی انتقال ہو چکا ہوتا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلکہ میں نے ارادہ کیا کہ پیغام بھیج کر حضرت ابوبکر اور ان کے بیٹے کو بلاؤں اور تحریر لکھدوں کہ کہنے والا یا تمنا کرنے والا اسکے خلاف نہ کرے پھر میں نے سوچا اس ابوبکر کے علاوہ کا اللہ انکار فرمادے گا اور مومن اسے دور کر دیں گے یا مومن انکار کر دیں گے اور باری تعالیٰ اسے دور کر دے گا۔(صحیح بخاری:۵۶۶۶)

الحدیث الثالث عشر بعد خمسمائۃ : عن عائشۃ رضی اللہ تعالی عنها قالت لما کبری قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لعبد الرحمن بن ابی بکرا بتنی بکتف او لوح اکتب لابی بکر کتابا بالایختلف علیہ فلما ذھب عبد الرحمن لیقوم قال ابی اللہ والمومنون ان یختلف علی ابی بکر خرجہ احمد۔

حدیث 513۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ کا مرض بڑھ گیا تو آپ نے

عبدالرحمن بن ابوبکر سے فرمایا: میرے پاس کوئی ہڈی یا تختی لے کر آؤ تا کہ میں ابوبکر کے لئے ایک نوشتہ لکھ دوں جس پر اختلاف نہ ہو جب حضرت عبدالرحمن جانے لگے تو فرمایا اللہ اور مومنین نے ابوبکر پر اختلاف ہونے کا انکار کیا ہے۔ اس کو احمد نے روایت کیا ہے۔

(مسند امام احمد: ۲۴۱۹۹)

الحدیث الرابع عشر بعد خمسمائۃ: عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت لما کان وجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذی قبض فیہ قال ادعوا لی ابابکر فلنکتب لکیلا یطمع فی الامر طامع او یتمنی متمن ثم قال یابی اللہ ذالک والمومنون الا ان یکون الا ان یکون ابی بکر خرجہ فی الفضائل وقال اسناد صحیح علی شرط الشیخین۔

حدیث 514۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض مرض الموت تھا تو آپ نے فرمایا میرے پاس ابوبکر کو بلاؤ کہ میں تحریری وصیت لکھدوں تا کہ بعد میں اس معاملے میں کوئی لالچ کرنے والا لالچ نہ کرے اور کوئی خواہش کرنے والا خواہش نہ کرے پھر فرمایا اللہ اور مومنین نے اس کا انکار کر دیا ہے سوا اس کے کہ ابوبکر ہوں۔ اس کو بغوی نے فضائل میں روایت کر کے فرمایا اس کی اسناد شیخین کی شرط پر صحیح ہے۔ (فضائل صحابہ: ۲۰۵)

الحدیث الخامس عشر بعد خمسمائۃ: عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی شکایتہ التی توفی فیہا یا عائشۃ ادعی لی عبد الرحمن بن ابی بکر حتی اکتب لابی بکر کتابا لا یختلف علیہ بعدی معاذ اللہ ان یختلف علی ابی بکر احد من المومنین خرجہ فی الفضائل وقال غریب واورد ھذہ الاحادیث الاربعۃ الطبری فی الریاض النضرۃ۔

حدیث 515۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض وفات میں

...ہ عائشہ سے فرمایا عبد الرحمن بن ابو بکر کو بلاؤ تاکہ میں ابو بکر کے لئے ایسی وصیت لکھ دوں جس پر
...یرے بعد اختلاف نہ ہو اللہ کی پناہ کہ کوئی مسلمان حضرت ابو بکر پر اختلاف کرے۔
...ں کو بھی صاحب فضائل ہی نے روایت کیا اور غریب کہا ان چاروں حدیثوں کو طبری نے ریاض
...نضرۃ میں بیان کیا ہے۔ (فضائل خلفاء راشدین امام ابونعیم: ۱۷۳)

الحدیث السادس عشر بعد خمسمائة: عن عائشة رضی الله تعالى عنها ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لما اشتد وجعه قال ایتونی بدواة و كاتب وليقة وقرطاس اكتب لابي بكر كتابا ان لا يختلف عليه الناس ثم قال معاذ الله لا يختلف الناس على ابي بكر اخرجه البزار و اورد السيد محمد البرزنجي في نواقض الروافض

...دیث 516۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ کے درد میں شدت ہوگئی تو فرمایا میرے پاس کاغذ، دوات اور کاتب لاؤ کہ میں ابو بکر کے لئے ایسی تحریر لکھوا دوں جس پر لوگ اختلاف نہ کریں پھر فرمایا اللہ کی پناہ کہ لوگ ابو بکر پر اختلاف کریں۔ رضی اللہ عنہ۔ اس کو حافظ بزار رحمۃ اللہ نے روایت کیا ہے اور سید محمد برزنجی رحمۃ اللہ نے "نواقض الروافض" میں ذکر کیا ہے۔

(مسند بزار: ۲۳۴)

الحديث السابع عشر بعد خمسمائة: عن ابي موسى الاشعري رضي الله تعالى عنه قال مرض النبي صلى الله عليه وسلم فاشتد مرضه فقال مروا ابا بكر فليصل بالناس قالت عائشة يا رسول الله انه رجل رقيق اذا قام مقامك لم يستطع ان يصلي بالناس فقال مري ابا بكر فليصل بالناس فعادت فقال مري ابا بكر فليصل بالناس فانكن صواحب يوسف فاتاه الرسول فصلى بالناس في حياة رسول الله صلى الله عليه وسلم اخرجه البخاري۔

حدیث 517۔حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور علیہ السلام مریض ہوتے پھر آپ کا مرض بڑھ گیا تو فرمایا ابوبکر کو میری طرف سے حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔سیدہ عائشہ نے عرض کی یارسول اللہ! وہ رقیق القلب شخص ہیں۔جب وہ آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو نماز پڑھا نہیں پائیں گے تو آپ نے فرمایا تم ابوبکر کو لوگوں کی نماز پڑھانے کا کہہ دو سیدہ نے پھر وہی بات کہیں فرمایا تم ابوبکر کو کہہ دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تم عورتیں تو یوسف کی ہمنشین ہو پھر قاصد نے حضرت ابوبکر کو پیغام دیا تو انہوں نے حضور علیہ السلام کی مبارک زندگی ہی میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ نے روایت کیا ہے۔

(صحیح بخاری:٦٧٨ باب اہل العلم والفضل احق بالامامۃ)

الحديث الثامن عشر بعد خمسمائة: عن ابي موسىٰ الاشعري رضي الله تعالىٰ عنه بنحوه اخرجه مسلم۔

حدیث 518۔اسی کی مثل امام مسلم رحمۃ اللہ نے انہیں سے روایت کی ہے۔(صحیح مسلم:٤٢٠)

الحديث التاسع عشر بعد خمسمائة: عن عائشة رضي الله تعالىٰ عنها بنحوه

حدیث 519۔اور اسی کی مثل سیدہ عائشہ سے مروی ہے۔(صحیح مسلم:٤١٨)

الحديث العشرون بعد خمسمائة: عن ابن مسعود رضي الله تعالىٰ عنه بنحوه

حدیث 520۔اسی کی مثل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔(نوادر اصول:١٢١١)

الحديث الحادي والعشرون بعد خمسمائة: عن ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنهما بنحوه۔

حدیث 521۔اسی کی مثل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

(سنن ابن ماجہ:١٢٣٥ باب ما جاء فی صلاۃ رسول اللہ ﷺ)

الحديث الثاني والعشرون بعد خمسمائة: عن عبد الله بن عمر رضي الله تعالىٰ

عنهما بنحوه۔

حدیث 522۔ اس کی مثل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

(صحیح ابن حبان: ۶۸۷۴)

الحدیث الثالث والعشرون بعد خمسمائة: عن عبد الله بن زمعة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم امرهم بالصلوة وکان ابو بکر رضی الله تعالیٰ عنه غائبا فتقدم عمر رضی الله تعالیٰ عنه فصلی فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا لا لا یأبی الله والمسلمون الا ابا بکر یصلی للناس ابو بکر رضی الله تعالیٰ عنه۔

حدیث 523 حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز کا حکم دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھا دی اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں نہیں نہیں اللہ اور مسلمان ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کا انکار کرتے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

(سنن ابی داؤد: ۴۶۶۰ باب فی استخلاف ابی بکر)

الحدیث الرابع والعشرون بعد خمسمائة: عن ابی سعید ن الخدری رضی الله تعالیٰ عنه بنحوه۔

حدیث 524۔ اسی کی مثل ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے۔ (الریاض النضرۃ ص ۱۷۰)

الحدیث الخامس والعشرون بعد خمسمائة: عن حفصة رضی الله تعالیٰ عنها بنحوه و اورد هذه الاحادیث التسعة السیوطی فی تاریخ الخلفاء وقال وهذا الحدیث ای حدیث امر ابی بکر بالصلوة للناس متواتر ورد من حدیث علی ابن ابی طالب و ابی موسی الاشعری و عائشة و ابن مسعود و ابن عباس و ابن عمر و عبد الله بن زمعة و ابی سعید و حفصة وقد سقت طرقهم فی رسالتی فی

الاحادیث المتواترۃ انتہی۔

حدیث 525 بھی اسی کی مثل سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے ہے اوران نو حدیثوں کو امام سیوطی رحمۃ اللہ نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا اور کہا کہ یہ حدیث جس میں حضرت ابو بکر کو لوگوں کی امامت کا حکم دیا گیا ہے یہ متواتر ہے۔ کیونکہ یہ حدیث حضرت علی، حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت عائشہ، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت عبداللہ بن زمعہ، حضرت ابو سعید اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہم کی روایتوں سے مروی ہے اور میں نے ان سب کی سندیں اپنے رسالے احادیث متواترہ" میں بیان کردی ہیں۔ (تاریخ الخلفاء ص ۵۸)

قلت وقد منا حدیث علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقلا عن تاریخ الخلفاء فی القسم الاول وقال السیوطی فی تاریخ الخلفاء وابن حجر فی الصواعق قال العلماء فی هذا الحدیث اوضح دلالۃ علی ان الصدیق افضل الصحابۃ علی الاطلاق و احقهم بالخلافۃ و لولا هم بالامامۃ قال الاشعری قد علم بالضرورۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان یصلی بالناس مع حضور المهاجرین والانصار مع قولہ یوم القوم اقرؤهم لکتاب اللہ فدل علی انہ کان اقرأهم ای اعلمهم بالقرآن انتہی ۔ وقد استدل الصحابۃ انفسهم بهذا علی انہ احق بالخلافۃ منهم عمر و علی رضی اللہ تعالیٰ عنهما انتہی کلامهما۔

(مصنف فرماتے ہیں) ہم قسم اول میں اس حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث تاریخ الخلفاء سے نقل کر چکے ہیں اور امام سیوطی نے تاریخ الخلفاء (تاریخ الخلفاء ص ۶۰) اور ابن حجر مکی نے صواعق المحرقہ (الصواعق المحرقہ ص ۶۰) میں لکھا ہے کہ علماء نے فرمایا اس حدیث میں اس بات پر واضح دلیل ہے کہ حضرت صدیق مطلقاً سب صحابہ میں افضل خلافت کے سب سے بڑھ کر حقدار اور امامت کے سب سے زیادہ لائق تھے۔ اشعری نے فرمایا "یہ معاملہ بدیہی طور پر معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

مہاجرین اور انصار صحابہ کے ہوتے ہوئے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو لوگوں کی امامت کا حکم دیا اور پھر حضور کا یہ فرمان کہ قوم کی امامت وہ کرے جو ان میں کتاب اللہ کا زیادہ قاری ہو یہ اس بات پہ دلیل ہے کہ جناب صدیق صحابہ میں سب سے زیادہ کتاب الٰہی کے قاری یعنی جاننے والے تھے۔ انتہی۔ اور تحقیق صحابہ نے خود۔۔ جناب صدیق کے سب سے زیادہ حقدار خلافت ہونے پہ اسی سے استدلال کیا ہے جن میں سے حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما ہیں۔ انتہی کلامھما۔

الحديث السادس والعشرون بعد خمسمائة : عن سهل بن سعد قال كان قتال بين بني عمرو بن عوف فبلغ النبي صلى الله عليه وسلم فاتاهم بعد الظهر ليصلح بينهم وقال يا بلال از حضرت الصلوٰة ولم آت فمر ابا بكر فليصل بالناس فلما حضرت صلوة العصر اقام بلال الصلوٰة ثم ابا بكر فصلى اخرجه احمد۔

حدیث 526۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی عمرو بن عوف قبیلے والوں کے مابین کوئی جھگڑا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اس کا پتہ چلا تو آپ ظہر کے بعد ان کے پاس تشریف لائے تا کہ ان کی صلح کرا دیں اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا اگر میں نماز کے وقت نہ آسکوں تو حضرت ابوبکر صدیق کو لوگوں کی امامت کا کہہ دینا پھر جب نماز عصر کا وقت آیا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کی اقامت کہی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔ اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔ (مسند امام احمد: ۲۲۸۱۶)

الحديث السابع والعشرون بعد خمسمائة : عن سهل بن سعد بمثله اخرجه ابو داؤد

حدیث 527۔ اسی کی مثل امام ابو داؤد رحمۃ اللہ نے انہیں سے روایت کی ہے۔ (سنن ابی داؤد: ۹۴۱، قال محقق شعیب الارنوط: اسنادہ صحیح)

الحدیث الثامن والعشرون بعد خمسمائۃ: عن محمد بن الزبیر قال ارسلنی عمر بن عبد العزیز الی الحسن البصری لیسالہ من اشیاء فجئتہ فقلت لہ استفی فیما اختلف فیہ الناس ھل کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استخلف ابا بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاستوی الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ قاعدا فقال او فی شک ھو لا ابالک ای واللہ الذی لا الہ الا ھو لقد استخلف ولھو کان اعلم باللہ واتقی لہ واشد لہ مخافۃ من ان یموت علیھا لو لم یومرہ اخرجہ ابن عساکر۔

حدیث 528۔حضرت محمد بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے پس چند باتیں پوچھنے کے لئے بھیجا۔میں ان کی خدمت میں حاضر ہو اور عرض کی مجھے ان مسائل کے حوالے سے ارشاد کیجئے۔جن میں لوگ مختلف ہیں کیا رسول اللہ ﷺ نے جناب صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنایا تھا۔تو حضرت حسن سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا تمہارا باپ نہ ہو یہ کوئی شک کی بات ہے۔ہاں قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنا خلیفہ بنایا تھا اور ضرور ابو بکر اللہ تعالیٰ کا بہت علم رکھنے والے اس کے لئے۔بہت پرہیز گاری اختیار کرنے والے تھے اور اگر حضور علیہ السلام نے انہیں یہ حکم نہ دیا ہوتا تو وہ حالت خلافت پر وفات پانے سے اللہ کا بہت خوف رکھنے والے تھے۔اس کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۲۹۷)

الحدیث التاسع والعشرون بعد خمسمائۃ: عن الزعفرانی قال سمعت الشافعی یقول اجمع الناس علی خلافۃ ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وذالک انہ اضطر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یجد واتحت ادیم السماء خیر من ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فولوہ رقابھم اخرجہ البیھقی۔

حدیث 529۔امام بیہقی حضرت زعفرانی رضی اللہ عنہ سے راوی انہوں نے فرمایا میں نے امام شافعی رحمۃ

اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ خلافت ابوبکر پر سب لوگوں کا اجماع ہے اور یہ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگ مجبور ہو گئے اور انہیں آسمان کے نیچے ابوبکر سے افضل کسی کو نہ پایا تو پھر انہیں کو اپنی گردنوں کا ولی بنا دیا۔

(معرفۃ السنن والاثار: ۳۵۳ باب ما یستدل بہ علی صحۃ الاعتقاد والشافعی)

الحدیث الثلاثون بعد خمسمائۃ: عن ابراهیم .... قال لما قبض رسول الله صلی الله علیه وسلم اتی عمر رضی الله تعالیٰ عنه ابا عبیدۃ بن الجراح فقال ابسط یدک فلابایعک فانک امین هذه الامة علی لسان رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ابو عبیدۃ لعمر رضی الله تعالیٰ عنه ما رایت لک فهة قبلها منذ اسلمت اتبا یعنی وفیکم الصدیق و ثانی اثنین اخرجه ابن سعد و اورد هذه الاحادیث الخمسة السیوطی فی تاریخ الخلفاء قال والفهة ضعت الرای۔

حدیث 530۔حضرت ابراہیم تیمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ دنیا سے رحلت فرما گئے تو حضرت عمر حضرت ابوعبیدہ بن جراح کے پاس آئے اور کہا اپنے ہاتھ پھیلائیے کہ میں آپ سے بیعت کروں گا کیونکہ آپ کو زبان مصطفیٰ سے اس امت کے امین ہونے کا لقب ملا ہے، تو حضرت ابوعبیدہ نے حضرت عمر سے کہا میں جب سے اسلام لایا ہوں اس سے پہلے آپ کی کبھی اتنی کمزور رائے نہیں دیکھی کیا آپ مجھ سے بیعت کریں گے۔حالانکہ تمہارے اندر صدیق اور ثانی اثنین موجود ہیں ﷺ ورضی اللہ عنھم۔اس کو ابن سعد نے روایت کیا اور ان پانچوں حدیثوں کو علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا۔(الریاض النضرۃ ص ۲۲۰)

الحدیث الحادی والثلاثون بعد خمسمائۃ: عن ابی سعید ن الخدری رضی الله تعالیٰ عنه قال لما بومع ابوبکر رای من الناس بعض الانقباض فقال یا ایها الناس ما یمنعکم الست احقکم بهذا الامر الست اول من اسلم الست

الست فذکر خصالا اخرجه ابن عساکر۔

حدیث 531۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی تو آپ نے کچھ لوگوں کو رکتے ہوئے پایا تو فرمایا اے لوگو! تمہیں کونسی چیز روک رہی ہے کیا میں اس کا تم سب سے زیادہ حقدار نہیں ہو کیا میں سب سے پہلا مسلمان نہیں ہوں کیا میں یہ نہیں ہوں کیا میں یہ نہیں ہوں۔پھر یوں آپ اپنی متعدد خصلتیں بیان کیں۔اس کو ابن عساکر نے روایت کیا۔(تاریخ دمشق ج۳۰ص۲۷)

الحدیث الثانی والثلاثون بعد خمسمائة : عن ابی سعید بنحوه اخرجه ابن حبان۔

حدیث 532۔اسی کی مثل حافظ ابن حبان نے انہیں سے روایت کی ہے۔

(صحیح ابن حبان:۶۸۶۳)

الحدیث الثالث والثلاثون بعد خمسمائة : عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان الله جعل الحق علی لسان عمر و قلبه و قال ابن عمر و ما نزل بالناس امر قط فقالوا و قال الا نزل القرآن علی نحو ما قال العمر عمر اخرجه الترمذی و اورد هذه الاحادیث الثلاثة السیوطی فی تاریخ الخلفاء۔

حدیث 533۔امام ترمذی رحمۃ اللہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل پر حق رکھدیا ہے۔حضرت ابن عمر نے فرمایا لوگوں پر جب بھی کوئی معاملہ پڑا تو انہوں نے اپنی بات کہی اور حضرت عمر نے اپنی بات کہی۔مگر حضرت عمر کے قول پر قرآن نازل ہوگیا۔ان تینوں حدیثوں کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ نے تاریخ الخلفاء میں ذکر کیا ہے۔(سنن ترمذی:۳۶۸۲باب فی مناقب حضرت عمر بن خطاب)

الحدیث الرابع والثلاثون بعد خمسمائة : عن ابن عمر مرفوعاً بنحوه اخرجه احمد واورد ابن حجر فی الصواعق المحرقة۔

حدیث 534۔ اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ابن امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے روایت بیان کی اور ابن حجر نے اسے صواعق المحرقہ میں بیان کیا ہے۔ (مسند امام احمد: ۵۱۴۵)

الحدیث الخامس والثلاثون بعد خمسمائة : عن ابی ذر رضی الله تعالیٰ عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یقول ان الله وضع الحق علی لسان عمر یقول به اخرجه ابن ماجة۔

حدیث 535۔ امام ابن ماجہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے راوی فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے زبان عمر پر حق رکھ دیا ہے۔ وہ حق کے ساتھ بات کرتے ہیں۔
(سنن ابن ماجہ: ۱۰۸، قال محقق شعیب الارنووط: حدیث صحیح، تاریخ المعرفۃ ج ۱ ص ۲۱۶)

الحدیث السادس والثلاثون بعد خمسمائة : عن ابی ذر رضی الله تعالیٰ عنه مرفوعاً بمثله اخرجه الحاکم وصححه واورد هذین الحدیثین السیوطی فی تاریخ الخلفاء له۔

حدیث 536۔ اسی کی مثل امام حاکم نے بافادہ تصحیح انہیں سے روایت کی ہے اور ان دونوں حدیثوں کو علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔ (مستدرک حاکم: ۴۵۰۱ باب من مناقب امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب، قال امام الذہبی: علی شرط مسلم)

الحدیث السابع والثلاثون بعد خمسمائة : عن ابی ذر رضی الله تعالیٰ عنه مرفوعاً بنحو مثله اخرجه احمد۔

حدیث 537۔ اسی کی مثل امام احمد نے انہیں سے روایت کی ہے۔

(مسند امام احمد: ۲۱۵۴۲)

الحديث الثامن والثلاثون بعد خمسمائة: عن ابي ذر رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله اخرجه ابو داؤد و اورد هذين الحديثين ابن حجر في الصواعق المحرقة۔

حدیث 538۔اسی کی مثل امام ابو داؤد رحمۃ اللہ نے انہیں سے روایت کی ہے اور ان دونوں حدیثوں کو ابن حجر نے صواعق محرقہ میں بیان کیا ہے۔(سنن ابی داؤد: ۲۹۶۲)

الحديث التاسع والثلاثون بعد خمسمائة: عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه اخرجه احمد

حدیث 539۔امام احمد حضرت ابوھریرہ سے راوی انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کے قلب ولسان پر حق جاری کر دیا ہے۔(مسند امام احمد: ۹۲۱۳، ج ۱۵ ص ۱۱۷ مسند ابی ھریرۃ)

الحديث الاربعون بعد خمسمائة: عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله اخرجه البزار و اورد هذين الحديثين السيوطي في تاريخ الخلفاء۔

حدیث 540۔اسی کی مثل بزار نے انہیں سے روایت کی اور ان دونوں روایتوں کو حافظ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں ذکر کیا۔(مسند بزار: ۷۶۲۱، ج ۱۴ ص ۱۲۲)

الحديث الحادي والاربعون بعد خمسمائة: عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله اخرجه ابو يعلى۔

حدیث 541۔اسی کی مثل ابو یعلی نے انہی سے روایت کی۔(المقصد العلی فی زوائد مسند ابی یعلی ج ۲ ص ۱۱۳۱، مناقب حضرت عمر بن خطاب)

الحديث الثاني والاربعون بعد خمسمائة: عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه

مرفوعاً بمثله اخرجه الحاكم و اورد هذين الحديثين ابن حجر في الصواعق المحرقة۔

حدیث 542۔اس کی مثل حاکم نے بھی انہی سے روایت کی اور ان دونوں روایتوں کو ابن حجر نے صواعق محرقہ میں ذکر کیا ہے۔(فضائل خلفاء راشدین:۳)

الحديث الثالث والاربعون بعد خمسمائة : عن عمر ابن الخطاب مرفوعاً بمثله اخرجه الطبراني۔

حدیث 543۔اسی کی مثل طبرانی نے ابھی انہی سے روایت کی ہے۔(المعجم الاوسط:۶۶۹۲)

الحديث الرابع والاربعون بعد خمسمائة : عن بلال رضی الله تعالیٰ عنه مرفوعاً بمثله اخرجه الطبرانی ایضاً۔

حدیث 544۔اسی کی مثل امام طبرانی نے حضرت بلال سے (بھی روایت کی ہے)۔(المعجم الکبیر ج ا ص ۳۵۴، رقم:۱۰۷۷)

الحديث الخامس والاربعون بعد خمسمائة : عن معاويه بن ابي سفيان مرفوعاً بمثله اخرجه الطبرانی ایضاً۔

حدیث 545 ۔حضرت معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ عنہما) سے روایت کی۔(المعجم الکبیر ج ۹ ص ۳۱۲، رقم:۷۰۷)

الحديث السادس والاربعون بعد خمسمائة : عن عائشة رضى الله تعالى عنها مرفوعاً بمثله اخرجه الطبراني ايضاً و اورد هذه الاحاديث الاربعة السيوطي في تاريخ الخلفاء له۔

حدیث 546۔اسی کی مثل امام طبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔اور ان چاروں روایتوں کی علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بھی بیان کیا ہے۔(المعجم الاوسط:۹۱۳۷)

الحدیث السابع والاربعون بعد خمسمائة : عن ابی بن کعب قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اول من یصافحه الحق عمر رضی الله تعالیٰ عنه و اول من یسلم علیه و اول من یاخذ بیده فیدخله الجنة اخرجه و اورد هذه الاحادیث صاحب تذکرة القاری ثم قال المراد انه اول من یدخل الجنة بعد ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه بقرینة الاحادیث السابقة فی اولیته ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه انتهی۔

حدیث 547۔حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" وہ پہلا شخص جس سے حق مصافحہ کرے گا سلام کرے گا اور ہاتھ پکڑ کر داخل جنت کرے گا، عمر رضی اللہ عنہ۔ ہے ۔ان احادیث کو صاحب تذکرۃ القاری نے ذکر کیا اور کہا کہ مراد یہ ہے کہ وہ پہلا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد داخل جنت ہوگا ان کثیر احادیث کی وجہ سے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اولیت پر گزر چکی ہیں۔انتہی۔(سنن ابی ماجہ:۱۰۴باب فضائل حضرت عمر)

الحدیث الثامن والاربعون بعد خمسمائة : عن ابی بن کعب مرفوعاً بمثله اخرجه الحاکم۔

حدیث548۔اسی کی مثل حاکم نے انہیں سے روایت کی ہے۔(مستدرک حاکم:۴۴۸۹)

الحدیث التاسع والاربعون بعد خمسمائة : عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان عمر سراج اهل الجنة اخرجه البزار۔

حدیث549۔امام بزار حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔عمر رضی اللہ عنہ اہل جنت کو چراغ ہیں۔(مسند بزار ج ۳ ص ۱۷۴، رقم: ۲۰۵۲)

الحدیث الخمسون بعد خمسمائة : عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه مرفوعاً بمثله اخرجه ابن عساکر۔

حدیث 550۔ اسی کی مثل ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔
(تاریخ دمشق ج ۴۴ ص ۱۶۷، رقم: ۹۶۷۰)

الحدیث الحادي والخمسون بعد خمسمائة: عن الصعب بن جثامة مرفوعاً بمثله اخرجه ابن عساکر۔

حدیث 551۔ اسی کی مثل ابن عساکر نے صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔
(تاریخ دمشق ج ۴۴ ص ۱۶۷)

الحدیث الثانی والخمسون بعد خمسمائة: عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه قال جبرئیل علیه السلام الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال اقرأ عمر السلام و اخبره ان غضبه عز و رضاه حکم اخرجه الطبرانی فی الاوسط و اورد هذه الاحادیث الخمسة السیوطی فی تاریخ الخلفاء له۔

حدیث 552۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت جبرئیل علیہ السلام بارگاہ مصطفیٰ میں حاضر ہوئے اور عرض کی عمر کو سلام پہنچائے اور کہیے کہ ان کا غصہ سختی اور ان کی رضا حکمت ہے۔ اس کو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور ان پانچوں حدیثوں کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔ (المعجم الاوسط: ۶۲۹۷، ج ۶ ص ۲۴۲)

الحدیث الثالث والخمسون بعد خمسمائة: عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما بمثله اخرجه الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول۔

حدیث 553۔ اسی کی مثل حکیم ترمذی نے انہیں سے نوادر الاصول میں۔ (نوادر الاصول: ۲۵۹ عن حضرت انس بن مالک)

الحدیث الرابع والخمسون بعد خمسمائة: عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما بمثله اخرجه ایضا فی المختارة و اوردهما ابن حجر فی الصواعق المحرقة۔

حدیث 554۔اسی کی مثل امام ضیاء الدین مقدسی نے ضیاء المختارہ میں میں روایت کیا ہے اور ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نے اسے صواعق المحرقہ میں بیان کیا ہے۔

(الضیاء المختارہ ج ۱۰ص ۱۲۷، رقم: ۱۲۷)

الحدیث الخامس والخمسون بعد خمسمائۃ: عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ باھی باھل عرفۃ عامۃ و باھی بعمر خاصۃ اخرجہ الطبرانی فی الاوسط۔

حدیث 555۔امام طبرانی نے کتاب الاوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے راوی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل عرفہ پر عام عمومی اور حضرت عمر پر خاص خصوصی فخر فرمایا ہے۔
(المعجم الاوسط ج ۲ص ۶۱، رقم: ۱۲۵۱)

الحدیث السادس والخمسون بعد خمسمائۃ: عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بمثلہ اخرجہ الطبرانی فی الاوسط قال السیوطی و اسنادہ حسن۔

حدیث 556۔اسی کی مثل طبرانی نے اوسط میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔امام سیوطی نے فرمایا اس حدیث کی اسناد حسن ہے۔(المعجم الاوسط: ۶۷۲۶)

الحدیث السابع والخمسون بعد خمسمائۃ: عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مرفوعاً بمثلہ اخرجہ الطبرانی فی الکبیر و اورد ھذہ الاحادیث الثلاثۃ السیوطی فی تاریخ الخلفاء لہ۔

حدیث 557۔اسی کی مثل طبرانی ''کبیر'' نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور ان تینوں حدیثوں کو علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔

(المعجم الکبیر ج ۱۱ص ۱۸۲، رقم: ۱۱۴۳۰)

الحدیث الثامن والخمسون بعد خمسمائۃ: عن الفضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ

عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الحق بعدی مع عمر رضی الله تعالیٰ عنه حیث کان اخرجه الطبرانی۔

حدیث 558۔حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''حق میرے بعد عمر کے ساتھ ہے وہ جہاں کہیں بھی ہوں رضی اللہ عنہ۔اس کو طبرانی نے روایت کیا۔

(المعجم الکبیر ج ۱۸ ص ۲۸۰، رقم: ۷۱۸ باب عطاء بن ابی رباح عن ابن عباس عن الفضل)

الحدیث التاسع والخمسون بعد خمسمائة : عن الفضل ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه مرفوعاً بمثله اخرجه الدیلمی و اوردهما السیوطی فی تاریخ الخلفاء

حدیث 559۔اسی کی مثل دیلمی نے انہیں سے روایت کی ہے اور ان دونوں حدیثوں کو علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔

(نوادر الاصول: ۱۲۲۳، الدیلمی ج ۲ ص ۴۱۴، رقم: ۳۷۴۳)

الحدیث الستون بعد خمسمائة : عن عبد الله بن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان عمر رضی الله تعالیٰ عنه معی و انا معه والحق بعدی مع عمر حیث کان اخرجه الطبرانی۔

حدیث 560۔امام طبرانی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک عمر رضی اللہ عنہ میرے ساتھ اور میں عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوں اور حق میرے بعد عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے۔وہ جہاں کہیں بھی ہوں۔(المعجم الکبیر ج ۱۸ ص ۲۸۰، رقم: ۲۱۸)

الحدیث الحادی والستون بعد خمسمائة : عن عبد الله بن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما مرفوعاً بمثله اخرجه ابن عدی۔

حدیث 561۔اسی کی مثل ابن عدی نے مرفوعاً انہیں سے روایت کی ہے۔(الکامل فی الضعفاء الرجال ج ۵ ص ۲۴۶ باب عبد اللہ بن لھیعۃ عن عقبہ)

الحدیث الثانی والستون بعد خمسمائة : عن عبد الله بن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال الصدق بعدی مع عمر حیث کان اخرجه ابن النجار و اورد هذه الاحادیث الثلاثة ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقة۔

حدیث 562۔ ابن نجار حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "سچائی میرے بعد عمر کے ساتھ ہے وہ جہاں کہیں بھی ہوں رضی اللہ عنہ ان تینوں حدیثوں کو ابن حجر مکی رحمۃ اللہ نے صواعق محرقہ میں بیان کیا ہے۔(الصواعق المحرقۃ ص ۲۸۱)

الحدیث الثالث والستون بعد خمسمائة : عن ابی بکر الصدیق رضی الله تعالیٰ عنه انه قال ما علی ظهر الارض رجل احب الی من عمر رضی الله تعالیٰ عنه اخرجه ابن عساکر۔

حدیث 563۔ ابن عساکر جناب صدیق رضی اللہ عنہ سے راوی فرمایا مجھے روئے زمین پر عمر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی محبوب نہیں۔(الصواعق المحرقۃ ص ۲۸۳)

الحدیث الرابع والستون بعد خمسمائة : عن ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه انه قیل له ما تقول فی مرضه ما تقول لربک وقد ولیت عمر رضی الله تعالیٰ عنه قال اقول له ولیت علیهم خیرهم اخرجه ابن سعد۔

حدیث 564۔ ابن سعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے راوی کہ ان سے کہا گیا آپ اپنے مرض کے دنوں میں اپنے رب سے کیا عرض کرتے تھے جبکہ آپ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ولی بنا چکے تھے؟ فرمایا" میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتا تھا میں نے لوگوں پر ان میں سے سب سے بہتر کو ولی بنایا ہے۔(الطبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۱۹)

الحدیث الخامس والستون بعد خمسمائة : عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنه قال

ما رایت احدا قط بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم حین قبض احمد ولا اجود من عمر رضی الله تعالی عنه اخرجه ابن سعد۔

حدیث 565۔ ابن سعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے راوی فرمایا "میں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات ظاہری کے بعد کبھی کسی کو عمر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر حمد الہی اور سخاوت کرنے والا نہیں دیکھا۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۲۹۵، مصنف ابن ابی شیبۃ ج ۶ ص ۳۵۶)

الحدیث السادس والستون بعد خمسمائة: عن حذیفة رضی الله تعالی عنه قال کان علم الناس مرة سوما فی حجر عمر رضی الله تعالی عنه۔

حدیث 566۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگوں کا علم عمر رضی اللہ عنہ کی جھولی میں جمع تھا

(الریاض النضرۃ ج ص ۲۸۳)

الحدیث السابع والستون بعد خمسمائة: عن ابن مسعود رضی الله تعالی عنه قال اذا ذکر الصالحون فحی هلا بعمر ان عمر رضی الله تعالی عنه کان اعلمنا بکتاب الله و افقهنا لدین الله اخرجه الطبرانی۔

567۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جب نیکوں کا ذکر ہو تو حضرت عمر کا تذکرہ بھی ضرور کیا کرو کہ وہ ہم میں کتاب اللہ کے زیادہ جاننے والے اور دین خداوندی کے زیادہ سمجھنے والے تھے۔ رضی اللہ عنہ۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا۔ (المعجم الکبیر: ۸۸۰۷)

الحدیث الثامن والستون بعد خمسمائة: عن ابن مسعود رضی الله تعالی عنه مثله اخرجه الحاکم۔

حدیث 568۔ اسی کی مثل انہیں سے امام حاکم نے بھی روایت کی ہے۔

(مستدرک حاکم: ۴۵۲۲)

الحدیث التاسع والستون بعد خمسمائة: عن ابن عباس رضی الله تعالی عنهما

انه سئل عن ابی بکر رضی الله تعالٰی عنه فقال کان کالخیر کله و سئل عن عمر رضی الله تعالٰی عنه فقال کان کالطیر الحذر الذی یری امات له بکل طریق شرکا یأخذه وسئل عن علی رضی الله تعالٰی عنه فقال علی بحر حلما و حزما و علما و نجداۃ اخرجه فی الطیوریات۔

حدیث 569۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جناب صدیق کے حوالے سے پوچھا گیا تو فرمایا وہ تو کلی طور پر خیر تھے پھر حضرت عمر کی بابت سوال ہوا تو فرمایا" عمر اس محتاط پرندے کی طرح تھے جو (پہلے سے ہی) جو جانتا ہو کہ ہر راستے میں اسے پکڑنے والے شکاری موجود ہیں (اس وجہ سے بچ کر گزرتا ہوں) پھر جناب علی کے بارے پوچھنے پر فرمایا علی علم، احتیاط، علم اور بلندی کا سمندر تھے۔ رضی اللہ عنھم۔ اس کو طیوریات میں بیان کیا گیا ہے۔

(الطیوریات ج ۴ ص ۱۳۸۴)

الحدیث السبعون بعد خمسمائة : عن ابن مسعود رضی الله تعالٰی عنه قال فضل عمر ابن الخطاب الناس باربع بذکر الاسری یوم بدر امر بقتلهم فانزل الله تعالٰی لولا کتاب من الله سبق الآیة و یذکر الحجاب امر نساء النبی صلی الله علیه وسلم ان یحتجبن فقالت له زینب و انک تحکم علینا یا ابن الخطاب و الوحی ینزل فی بیوتنا فانزل الله تعالٰی و اذا سألتموهن متاعا فسئلوهن الآیة و بدعوۃ النبی صلی الله علیه وسلم اللهم اید الاسلام بعمر رضی الله تعالٰی عنه و برایه فی ابی بکر رضی الله تعالٰی عنه کان اول من بایعه اخرجه احمد۔

حدیث 570۔ امام احمد حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی فرمایا" عمر بن خطاب کو چار باتوں کی بناء پر لوگوں پر فضیلت حاصل ہے۔

(۱)۔ بدر کے دن آپ نے قیدیوں کو قتل کرنے کا مشورہ دیا تو اللہ تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی

"لولا کتاب من اللہ ۔۔۔ الخ"۔ ترجمہ کنزالایمان ۔ اگر اللہ پہلے ایک بات لکھ نہ چکا ہوتا تو اے مسلمانو تم نے جو کافروں سے بدلے کا مال لے لیا اس میں تم پر بڑا عذاب آتا۔

(۲)۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن کو پردہ کرنے کا کہا تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا اے ابن خطاب! آپ ہمیں یہ حکم دے رہے ہیں حالانکہ وحی تو ہمارے اپنے گھر میں نازل ہوئی ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "واذا سالتموھن متاعا۔۔۔ الخ"۔ ترجمہ کنزالایمان ۔ اور جب تم ان سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر مانگو۔

۳۔ رسول اللہ ﷺ کی اس دعا کی وجہ سے کہ اے اللہ! اسلام کو عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعے تقویت عطا فرما۔

۴۔ آپ کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت میں پہل کرنے کی وجہ سے۔

(مسند امام احمد: ۴۳۶۲ مسند عبداللہ بن مسعود)

الحدیث الحادی والسبعون بعد خمسمائۃ : عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما اخرجہ البزار ۔

حدیث 571۔ امام بزار نے اسی کی مثل حضرت ابن مسعود ہی سے۔ (زوائد بزار: ۲۵۰۵)

الحدیث الثانی والسبعون بعد خمسمائۃ : عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمثلہ اخرجہ الطبرانی۔

حدیث 572۔ انہیں سے امام طبرانی رحمہما اللہ نے بھی روایت کی ہے۔

(المعجم الکبیر ج ۵ ص ۱۶۷، رقم: ۸۸۲۸)

الحدیث الثالث والسبعون بعد خمسمائۃ : عن سفیان الثوری قال من زعم ان علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان احق بالولایۃ من ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقد خطأ ابا بکر و عمر و المھاجرین والانصار رضی اللہ

انه سئل عن ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه فقال کان کالخیر کله و سئل عن عمر رضی الله تعالیٰ عنه فقال کان کالطیر الحذر الذی یری امات له بکل طریق شرکا یأخذه وسئل عن علی رضی الله تعالیٰ عنه فقال علی بحر حلما و حزما و علما و نجداۃ اخرجه فی الطیوریات۔

حدیث 569۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جناب صدیق کے حوالے سے پوچھا گیا تو فرمایا وہ تو کلی طور پر خیر تھے پھر حضرت عمر کی بابت سوال ہوا تو فرمایا" عمر اس محتاط پرندے کی طرح تھے جو (پہلے سے ہی) جو جانتا ہو کہ ہر راستے میں اسے پکڑنے والے شکاری موجود ہیں (اس وجہ سے بچ کر گزرتا ہوں) پھر جناب علی کے بارے پوچھنے پر فرمایا علی حلم، احتیاط، علم اور بلندی کا سمندر تھے۔ رضی اللہ عنھم۔ اس کو طیوریات میں بیان کیا گیا ہے۔

(الطیوریات ج ۴ ص ۱۳۸۴)

الحدیث السبعون بعد خمسمائة: عن ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه قال فضل عمر ابن الخطاب الناس باربع بذکر الاسری یوم بدر امر بقتلهم فانزل الله تعالیٰ لولا کتاب من الله سبق الأیة و یذکر الحجاب امر نساء النبی صلی الله علیه وسلم ان یحتجبن فقالت له زینب و انک تحکم علینا یا ابن الخطاب و الوحی ینزل فی بیوتنا فانزل الله تعالیٰ و اذا سألتموهن متاعا فسئلوهن الأیة و بدعوۃ النبی صلی الله علیه وسلم اللهم اید الاسلام بعمر رضی الله تعالیٰ عنه و برایه فی ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه کان اول من بایعه اخرجه احمد۔

حدیث 570۔ امام احمد حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی فرمایا" عمر بن خطاب کو چار باتوں کی بنا پر لوگوں پر فضیلت حاصل ہے۔

(۱)۔ بدر کے دن آپ نے قیدیوں کو قتل کرنے کا مشورہ دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

"لولا کتاب من اللہ ۔۔۔ الخ"۔ ترجمہ کنز الایمان ۔ اگر اللہ پہلے ایک بات لکھ نہ چکا ہوتا تو اے مسلمانو تم نے جو کافروں سے بدلے کا مال لے لیا اس میں تم پر بڑا عذاب آتا۔

(۲)۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن کو پردہ کرنے کا کہا تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا اے ابن خطاب! آپ ہمیں یہ حکم دے رہے ہیں حالانکہ وحی تو ہمارے اپنے گھر میں نازل ہوتی ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "واذا سالتموھن متاعا۔۔۔ الخ"۔ ترجمہ کنز الایمان ۔ اور جب تم ان سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر مانگو۔

۳۔ رسول اللہ ﷺ کی اس دعا کی وجہ سے کہ اے اللہ! اسلام کو عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعے تقویت عطا فرما۔

۴۔ آپ کے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت میں پہل کرنے کی وجہ سے۔

(مسند امام احمد: ۳۶۲۴ مسند عبد اللہ بن مسعود)

الحدیث الحادی والسبعون بعد خمسمائۃ: عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما اخرجہ البزار۔

حدیث 571۔ امام بزار نے اسی کی مثل حضرت ابن مسعود ہی سے۔ (زوائد بزار: ۲۵۰۵)

الحدیث الثانی والسبعون بعد خمسمائۃ: عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مثلہ اخرجہ الطبرانی۔

حدیث 572۔ انہیں سے امام طبرانی رحمہما اللہ نے بھی روایت کی ہے۔

(المعجم الکبیر ج ۵ ص ۱۶۷، رقم: ۸۸۲۸)

الحدیث الثالث والسبعون بعد خمسمائۃ: عن سفیان الثوری قال من زعم ان علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان احق بالولایۃ من ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقد خطأ ابابکر و عمر و المھاجرین والانصار رضی اللہ

تعالیٰ عنھم۔

حدیث 573۔ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ نے فرمایا جس نے گمان کیا کہ حضرت علی شیخین سے بڑھ کر خدمت کے حقدار تھے۔ اس نے شیخین مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنھم کو غلط کہا۔

(سنن ابی داؤد: ۴۶۳۰ باب فی التفضیل)

الحدیث الرابع والسبعون بعد خمسمائۃ: عن شریک قال لیس یقدم علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما احد فیہ خیر۔

حدیث 574۔ حضرت شریک نے فرمایا کوئی بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شیخین پر خیر میں مقدم نہیں کرسکتا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۰۸)

الحدیث الخامس والسبعون بعد خمسمائۃ: عن ابی امامۃ تدرون من ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما ھما ابو الاسلام و امہ۔

حدیث 575۔ حضرت ابوامامۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم جانتے ہو ابوبکر وعمر کون ہیں؟ ابوبکر وعمر اسلام کے مائی باپ ہیں رضی اللہ عنہما۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۰۸)

الحدیث السادس والسبعون بعد خمسمائۃ: عن جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ انا برئی ممن ابا بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما الا بخیر و اورد ھذہ الاحادیث الاربعۃ عشر السیوطی فی تاریخ الخلفاء لہ۔

حدیث 576۔ حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ میں اس سے بری ہوں جو شیخین کا بڑا ذکر کرے مگر جو اچھا ذکر کرے میں اس کے ساتھ ہوں۔ ان چودہ حدیثوں کو امام سیوطی نے اپنی تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۰۸)

الحدیث السابع والسبعون بعد خمسمائۃ: عن عبد اللہ بن عمر بن ابان الجعفی قال قال لی خالی حسین الجعفی تدری لم سمی عثمان ذا النورین قلت لا قال

لم یجمع بین ابنتی نبی منذ خلق الله آدم الی ان تقوم الساعة غیر عثمان رضی الله تعالیٰ عنه فلذالک سمی ذا النورین اخرجه البیهقی فی سننته۔

حدیث 577۔ بیہقی اپنی سنن میں حضرت عبداللہ بن عمر بن ابان جعفی رضی اللہ عنہ سے راوی انہوں نے فرمایا مجھ سے میرے ماموں حسین جعفی نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کیوں کہا جاتا ہے؟ میں نے عرض کی نہیں فرمایا جب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ہے۔ تب سے لے کر قیام قیامت تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی شخص کے حصے میں کسی نبی علیہ السلام کی دو صاجزادیاں نہ آئیں اور نہ آئیں گی۔ یہ مرتبہ بھی انہیں کو ملا یہی وجہ ہے کہ انہیں ذوالنورین کا لقب دیا گیا ہے۔

(السنن الکبریٰ ج ۷ ص ۷۳، رقم: ۱۳۸۰۹)

الحدیث الثامن والسبعون بعد خمسمائة: عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها لما زوج ابنته ا کلثوم لعثمان قال لها ان بعلک اشبه الناس بجدک ابراهیم و ابیک محمد صلی الله علیه وسلم علیهما اخرجه ابن عدی۔

حدیث 578۔ ابن عدی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی فرمایا جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاجزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا تو فرمایا لوگوں میں سے تمہارے شوہر تمہارے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور تمہارے والد حضرت محمد ﷺ کے بہت مشابہ ہیں۔ (الکامل ابن عدی فی الضعفاء: ۱۲۹۶ باب عمرو بن صالح)

الحدیث التاسع والسبعون بعد خمسمائة: عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انا نشبه عثمان بابینا ابراهیم اخرجه ابن عدی۔

حدیث 579۔ ابن عدی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم عثمان

رضی اللہ عنہ کو اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام سے تشبیہ دیتے ہیں۔

(الکامل ابن عدی فی الضعفاء: ۱۲۹۴)

الحدیث الثمانون بعد خمسمائة : عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما مرفوعاً بمثله اخرجه ابن عساکر۔

حدیث 580۔ اسی کی مثل ابن عساکر نے انہیں سے روایت کی ہے۔

(تاریخ دمشق ج ۳۹ ص ۲۸)

الحدیث الحادی والثمانون بعد خمسمائة : عن انس رضی الله تعالیٰ عنه قال اول من هاجر من المسلمین الی الحبشة باهله عثمان بن عفان فقال النبی صلی الله علیه وسلم صحبهما الله ان عثمان لاول من هاجر الی الله باهله بعد لوط اخرجه ابو یعلی واورد هذه الاحادیث الخمسة السیوطی فی تاریخ الخلفاء له۔

حدیث 581۔ ابو یعلیٰ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی فرمایا مسلمانوں میں وہ پہلے شخص جنہوں نے اپنے اہل کے ساتھ جانب حبشہ ہجرت کی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ ان دونوں (میاں بیوی) کو دوست رکھے کیونکہ عثمان حضرت لوط علیہ السلام کے بعد پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے اہل کے ساتھ اللہ کی طرف ہجرت کی ہے۔ ان پانچوں حدیثوں کو علامہ سیوطی نے اپنے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔

(مستدرک حاکم: ۶۸۴۹)

الحدیث الثانی والثمانون بعد خمسمائة : عن انس رضی الله تعالیٰ عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان عثمان لاول من هاجر باهله الی الله بعد لوط اخرجه الطبرانی واورده ابن حجر فی الصواعق المحرقة۔

حدیث 582۔ (اسی کی مثل) امام طبرانی رحمۃ اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا بیشک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد وہ پہلے شخص ہیں۔ جنہوں نے اپنے اہل کے ساتھ اللہ کی طرف ہجرت کی ہے۔ اس کو ابن حجر نے صواعق المحرقہ میں بیان کیا۔
(المعجم الکبیر ج ۱ ص ۹۰، رقم: ۱۴۳، الاحاد والمثانی ج ۱ ص ۱۲۳، رقم: ۱۲۳)

الحدیث الثالث والثمانون بعد خمسمائة: عن اسماء بنت ابی بکر رضی الله تعالی عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال حین هاجر عثمان برقية والذی نفسی بیده انه لاول من هاجر بعد ابراهیم ولوط صلی الله علیهما وسلم اخرجه صاحب تاریخ دمشق وورده صاحب تذکرة القاری فی تذکرته۔

حدیث 583۔ صاحب تاریخ دمشق حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے راوی کہ جب حضرت عثمان نے حضرت رقیہ کو لے کر ہجرت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ یہ وہ پہلے شخص ہیں۔ جنہوں نے حضرت ابراہیم، حضرت لوط، علیہما السلام کے بعد یوں ہجرت کی ہے۔ اس کو صاحب تذکرۃ القاری نے اپنے تذکرہ میں بیان کیا ہے۔ (تاریخ دمشق ج ۳ ص ۱۷۸)

الحدیث الرابع والثمانون بعد خمسمائة: عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم قال عثمان من اشبه اصحابی خلقا اخرجه ابن عساکر

حدیث 584۔ ابن عساکر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ میرے صحابہ میں سے خلیق ہونے میں میرے زیادہ مشابہ ہیں۔

(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۹۷)

الحدیث الخامس والثمانون بعد خمسمائة: عن عصمة بن مالک قال لما ماتت ام کلثوم بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم تحت عثمان قال رسول الله صلی الله علیه وسلم زوجوا عثمان لو کان لی ثالثة لزوجته وما زوجته الا بالوحی من

اللہ تعالیٰ اخرجه الطبرانی واورد هذین الحدیثین السیوطی فی تاریخ الخلفاء له

حدیث 585۔امام طبرانی حضرت عصمہ بنت مالک رضی اللہ عنہا سے راوی انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں وفات پاگئیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عثمان کا نکاح کرادو اگر میری کوئی تیسری بیٹی بھی ہوتی تو میں عثمان کے عقد میں دے دیتا اور میں نے اپنی پہلی بیٹیوں کے نکاح بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عثمان کے حق میں وحی آنے پر کیے تھے۔ان دونوں حدیثوں کو علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔(المعجم الکبیر ج ۱۷ص ۱۸۴،رقم:۴۹۰)

الحدیث السادس والثمانون بعد خمسمائة: عن جعفر الصادق انه قال ما ارجوا من شفاعة علی رضی اللہ تعالیٰ عنه الا وانا ارجوا من شفاعة ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنه مثله ولقد ولانی مرتین اخرجه الطبرانی۔

حدیث 586۔امام طبرانی حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے راوی فرمایا" جنت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شفاعت کی امید رکھتا ہوں۔حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شفاعت کی بھی اتنی ہی امید رکھتا ہوں اور تحقیق وہ میرے دو مرتبہ ولی ہوئے۔(شرح اصول الاعتقاد:۲۴۶۷)

الحدیث السابع والثمانون بعد خمسمائة: عن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب قال ولنا ابو بکر الصدیق فخیر خلیفة ارحم بنا واحناه علینا اخرجه الدار قطنی

حدیث 587۔حضرت عبد اللہ بن جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمارے خلیفہ بنے تو وہ سب سے اچھے خلیفہ تھے ہم پر بہت رحم و شفقت کرنے والے تھے۔اس کو دار قطنی نے روایت کیا۔(الشریعۃ لآجری:۱۱۸۷)

الحدیث الثامن والثمانون بعد خمسمائة: عن عبد الرزاق انه قال افضل الشیخین تفضیل علی رضی اللہ تعالیٰ عنه ایاهما علی نفسه والا لما فضلتهما

کفی بی وزرا ان احبه ثم اخالفه و اورد هذه الاحادیث الثلاثة ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقة۔

حدیث 588۔حضرت عبدالرزاق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں شیخین کو مولا علی پر اس لئے فضیلت دیتا ہوں کہ خود مولیٰ علی نے انہیں اپنے اوپر فضیلت دی ہے اگر وہ انہیں فضیلت نہ دیتے تو میں بھی نہ دیتا میرے گنہگار ہونے کو اتنا ہی کافی ہے کہ میں حضرت علی سے محبت بھی کروں اور پھر ان کی مخالفت بھی کروں رضی اللہ عنہ۔ان تینوں حدیثوں کو ابن حجر مکی نے صواعق المحرقہ میں بیان کیا ہے۔(المعجم ابن المقری:۳۵۱)

الحدیث التاسع والثمانون بعد خمسمائة : عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ابو بکر رضی الله تعالیٰ عنه منی وانا منه و ابو بکر اخی فی الدنیا والآخرة اخرجه الدیلمی۔

حدیث 589۔امام دیلمی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا"ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ سے ہیں اور میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ہوں اور یہ میرے دنیا و آخرت کے بھائی ہیں۔

(الدیلمی ج ۱ ص ۴۳۷،رقم ۱۷۸۰)

الحدیث التسعون بعد خمسمائة : عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم قال اتانی جبرئیل علیه السلام فاخذ بیدی فارانی باب الجنة الذی یدخل منه امتی فقال ابو بکر رضی الله تعالیٰ عنه وددت انی کنت معک حتی انظر الیه فقال اما انک یا ابا بکر اول من یدخل الجنة من امتی اخرجه ابو داؤد۔

حدیث 590۔امام ابوداؤد رحمۃ اللہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میرے پاس جبرئیل آئے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت داخل

جنت ہوگی۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی آقا! کاش میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا تو میں بھی اسے دیکھتا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! تم تو میری امت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گے۔

(سنن ابی داؤد: ۴۶۵۲ باب فی الخلفاء)

الحدیث الحادی والتسعون بعد خمسمائۃ: عن سمرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان ابا بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یأول الرؤیا رؤیا الصالحۃ حظہ من النبوۃ اخرجہ الطبرانی۔

حدیث 591۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا بیشک ابوبکر نبوت کے حصے نیک خوابوں کی تعبیر بیان کرتے ہیں۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔

(المعجم الکبیر ج ۷ ص ۲۶۰، رقم: ۷۰۵۷)

الحدیث الثانی والتسعون بعد خمسمائۃ: عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انت صاحبی علی الحوض و صاحبی فی الغار و مونسی فی الغار اخرجہ الترمذی وحسنہ و اورد ھذہ الاحادیث الاربعۃ ابن حجر فی الصواعق المحرقۃ۔

حدیث 592۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا" ابوبکر! آپ میرے حوض اور غار کے ساتھی اور غار کے مونس بھی ہیں۔ اس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ نے بافادہ تحسین روایت کیا اور ان چاروں حدیثوں کو ابن حجر نے صواعق محرقہ میں بیان کیا۔ (سنن ترمذی: ۳۶۷۰ باب فی مناقب حضرت ابی بکر و عمر)

الحدیث الثالث والتسعون بعد خمسمائۃ: عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما مرفوعاً بنحوہ اخرجہ عبداللہ بن احمد و اوردہ السیوطی فی تاریخ الخلفاء۔

حدیث 593۔ اسی کی مثل عبداللہ بن احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے اور علامہ سیوطی نے اسے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔

(مسند امام احمد ج ۵ ص ۳۷۴، رقم: ۳۳۸۵)

الحدیث الرابع والتسعون بعد خمسمائة: عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ما لاحد عندنا ید الا وقد کافیناه ما خلا ابا بکر رضی الله تعالیٰ عنه فان له عندنا یدا یکافئه الله بها یوم القیامة وما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه ولو کنت متخذا احدا خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا الا و ان صاحبکم ای محمد صلی الله علیه وسلم خلیل الله اخرجه الترمذی۔

حدیث 594۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ہم پہ جس کا بھی احسان تھا ہم نے اس کا بدلہ چکا دیا سوا ابوبکر کے کہ ان کے احسان کا بدلہ روز قیامت اللہ ہی چکائے گا اور جو نفع مجھے ابوبکر کے مال نے دیا وہ کسی کے مال نے نہ دیا اور اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا سنو کہ تمہارے صاحب حضرت محمد علیہ السلام اللہ کے خلیل ہیں۔

(سنن ترمذی: ۳۶۶۱)

الحدیث الخامس والتسعون بعد خمسمائة: عن ابی بکر الصدیق رضی الله تعالیٰ عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال فی الغار یا ابا بکر رضی الله تعالیٰ عنه ما ظنک باثنین الله ثالثهما اخرجه البخاری۔

حدیث 595۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غار میں انہیں فرمایا اے ابوبکر تمہارا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے۔ جن کا تیسرا اللہ ہے اس کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔ (صحیح بخاری: ۳۶۶۳)

الحدیث السادس والتسعون بعد خمسمائۃ: عن ابی بکر مرفوعاً بمثلہ اخرجہ مسلم۔

حدیث 596۔ اسی کی مثل امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

(صحیح مسلم: ۲۳۸۱ باب فی فضائل ابی بکر الصدیق)

الحدیث السابع والتسعون بعد خمسمائۃ: عن ابی بکر مرفوعاً بمثلہ اخرجہ احمد۔

اور حدیث 597۔ امام احمد نے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

(مسند امام احمد ج ا ص ۱۹۰، رقم: ۱۱)

الحدیث الثامن والتسعون بعد خمسمائۃ: عن ابی بکر مرفوعاً بمثلہ اخرجہ الترمذی۔

اور حدیث 598۔ امام ترمذی نے انہیں سے روایت کی ہے۔

(سنن ترمذی: ۳۰۹۶ باب سورۃ التوبۃ)

الحدیث التاسع والتسعون بعد خمسمائۃ: عن عبد الرحمن بن عوف ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا کان یوم القیامۃ نادی مناد لا یرفعن احد من ھذہ الامۃ کتابہ قبل ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرجہ ابن عساکر۔

حدیث 599 حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن ایک منادی ندا کرے گا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پہلے اس امت کا کوئی بھی فرد ہرگز اپنا نامہ اعمال نہ اٹھائے۔ ابن عساکر نے اسے روایت کیا ہے۔

(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۱۱۰)

الحدیث الموفی للستمائۃ: عن المقدام قال استب عقیل بن ابی طالب رضی

اللہ تعالیٰ عنہ فاعرض عقیل منہ وشکاہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الناس فقال الا تدعون لی صاحبی ما شانکم و شانہ فو اللہ ما منکم رجل الا علی بابہ بیت ظلمۃ الا باب ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فانہ علی بابہ النور ولقد قلتم کذبت وقال ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدقت و امسکتم الاموال وجاء الی بمالہ کلہ وخذلتمونی فانہ واسانی واتبعنی اخرجہ ابن عساکر۔

حدیث 600۔حضرت مقدام رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی حضرت ابوبکر کے ساتھ تلخ کلامی ہوئی تو حضرت عقیل نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں شکایت کی حضور علیہ السلام کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ میرے لئے میرے صاحب (ابوبکر) کو چھوڑ نہیں سکتے تمہارا اور ابوبکر کا کیا معاملہ ہے۔اللہ کی قسم تم میں سے ہر شخص کے دروازے پر اندھیرا ہے سوا ابوبکر کے تم نے میری (اولا) تکذیب کی اور ابوبکر نے تصدیق کی تم نے اپنا مال روک کے رکھا۔ابوبکر نے سارا مجھ پر خرچ کر دیا تم نے مجھے رسوا کیا۔ابوبکر نے میری مدد اور پیروی کی۔اس کو ابن عساکر نے روایت کیا۔(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۱۱۰)

الحدیث الحادی بعد ستمائۃ : عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما نفعنی مال قط ما نفعنی مال ابی بکر فبکی ابو بکر وقال ھل انا ومالی الا لک یا رسول اللہ اخرجہ ابو یعلی۔

حدیث 601۔امام ابو یعلی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" مجھے کبھی کسی مال نے وہ نفع نہ دیا جو ابوبکر کے مال نے دیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں اور میرا مال سب آپ ہی کا ہے۔

(مسند ابی یعلی ج ۷ ص ۳۹۱، رقم: ۴۴۱۸)

الحدیث الثانی بعد ستمائۃ :عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما مرفوعاً بمثلہ۔

حدیث 602۔اسی کی مثل حضرت ابن عباس۔(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۶۰)

الحدیث الثالث بعد ستمائۃ:عن انس مرفوعاً بمثلہ۔

حدیث 603۔اسی کی مثل حضرت انس۔(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۶۲)

الحدیث الرابع بعد ستمائۃ:عن جابر بن عبد اللہ مرفوعاً بمثلہ۔

حدیث 604۔اسی کی مثل حضرت جابر بن عبداللہ۔(الریاض النضرۃ ج ص ۲۰۵)

الحدیث الخامس بعد ستمائۃ : عن ابی سعیدن الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بمثللہ و اورد ھذہ الاحادیث الاثنی عشر ابن حجر فی الصواعق المحرقۃ۔

حدیث 605۔اسی کی مثل حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور ان بارہ حدیثوں کو ابن حجر رحمۃ اللہ نے صواعق محرقہ میں بیان کیا ہے۔(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۶۱)

الحدیث السادس بعد ستمائۃ : عن ابن المسیب مرسلا مرفوعا بنحوہ وزاد وکان صلی اللہ علیہ وسلم یقضی فی مال ابی بکر کما یقضی فی مال نفسہ اخرجہ الخطیب و اورد ھذا ابن حجر فی الصواعق ایضاً۔

حدیث 606۔اسی کی مثل خطیب نے حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مرسلاً روایت کی ہے،اس میں یہ زائد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال کو اپنے مال کیطرح خرچ کیا کرتے تھے۔اسے ابن حجر نے صواعق المحرقہ میں ذکر کیا ہے۔

(فضائل صحابہ:۶۳۶،الصواعق المحرقہ ص ۲۱۳)

الحدیث السابع بعد ستمائۃ :عن زید بن ارقم قال اول من صلی مع النبی صلی

الله علیه وسلم ابوبکر و اوردہ ابن حجر فی الصواعق المحرقة بصحته۔

حدیث 607۔ابن حجر مکی نے صواعق المحرقہ میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے تصحیح کے ساتھ حدیث روایت کی۔فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پہلے نماز پڑھنے والے شخص حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔(الصواعق المحرقہ ص ۲۱۲)

الحدیث الثامن بعد ستمائة: عن الشعبی قال سألت ابن عباس ای الناس كان اول اسلاما قال ابو بکر الصدیق رضی الله تعالیٰ عنه الـ تسمع قول حسان

شعر:

اذا تذکرت شجوا من اخی ثقة
فاذکر اخاک ابا بکر بما فعلا
خیر البرية اتقاها و اعدلها
الا النبی واوفاها بما حملا
والثانی التالی المحمود مشهده
واول الناس منهم صدق الرسلا

اخرجه الطبرانی فی الکبیر۔

حدیث 608۔امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ لوگوں میں سب سے پہلے کون اسلام لایا،آپ نے فرمایا: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔کیا آپ نے حضرت حسان کا یہ قول نہیں سنا" جب ہم کسی بہادر بھائی کی مشقتیں یاد کرو تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اچھے کارناموں پر انہیں بھی یاد کرو تو جو نبی کریم ﷺ کے بعد خلق میں بہتر،سب سے بڑے متقی،سب سے اعلیٰ عادل اور اپنی ذمہ داریوں کو خوب پورا کرنے والا ہیں،رسول اللہ ﷺ کے بعد دوسرے ہیں،آپ ﷺ کے پیرو ہیں،آپ کا مزار قابل ستائش ہے اور لوگوں میں سے اول رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرنے والے

ہیں۔اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔(المعجم الکبیر ج ۲۲ ص ۴۰۳، رقم ۱۰۰۸:)

الحديث التاسع بعد ستمائة :عن الشعبي عن ابن عباس بمثله اخرجه عبد الله بن احمد في زوائد الزهد واوردهما السيوطي في تاريخ الخلفاء۔

حدیث 609۔اسی کی مثل حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے انہیں زوائد الزہد میں روایت کیا ہے۔ان دونوں روایات کو علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے تاریخ الخلفاء میں بھی بیان کیا ہے۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۱۴، رقم:۳۳۸۸۵)

الحديث العاشر بعد ستمائة : عن سعد بن ابي وقاص انه اسلم قبل ابي بكر رضي الله تعالىٰ عنه اكثر من خمسة قال ولكن خيرنا اسلاما اورده ابن حجر في الصواعق المحرقة وقال صح هذا عن سعد بن ابي وقاص

حدیث 610۔حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پانچ سے کچھ زائد افراد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام لائے لیکن حضرت ابوبکر کا اسلام ہم سے بہتر تھا۔حافظ ابن حجر مکی نے صواعق المحرقہ میں بیان کر کے کہا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث صحت کے ساتھ مروی ہے۔(معرفۃ الصحابہ امام ابونعیم ص ۲۶)

الحديث الحادي عشر بعد ستمائة : عن ابي الدرداء رضي الله تعالىٰ عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اقتدوا باللذين من بعدي ابي بكر و عمر رضي الله تعالىٰ عنهما فانهما حبل الله الممدود من تمسك بهما فقد تمسك بالعروة الوثقى لا انفصام لها اخرجه الطبراني۔

حدیث 611۔امام طبرانی حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"میرے بعد ابوبکر وعمر کی پیروی کرنا کہ یہ دونوں اللہ کی لمبی رسی ہیں۔جس نے انہیں تھاما اس نے نہ ٹوٹنے والی مضبوط رسی کو تھاما۔(مسند شامیین للطبرانی ج ۲ ص ۷۵، رقم: ۹۱۳)

الحديث الثاني عشر بعد ستمائة : عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم قال نعم الرجل ابو بكر رضي الله تعالى عنه و نعم الرجل عمر رضي الله تعالى عنه اخرجه النسائي۔

حدیث 612۔امام نسائی حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہترین آدمی ابو بکر صدیق ہیں اور انکے بعد بہترین آدمی عمر ہیں۔

(سنن نسائی الکبری:۸۱۷۳)

الحديث الثالث عشر بعد ستمائة : عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله اخرجه ابن ماجة۔

حدیث 613۔اسی کی مثل امام ابن ماجہ نے انہیں سے روایت کی ہے۔

(سنن ترمذی:۳۷۹۵ باب مناقب حضرت معاذ بن جبل)

الحديث الرابع عشر بعد ستمائة : عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه مرفوعاً بمثله اخرجه البخاري في تاريخه و اورد هذه الاحاديث الخمسة ابن حجر في الصواعق المحرقة۔

حدیث 614۔اسی کی مثل امام بخاری نے اپنی تاریخ میں انہیں سے یعنی حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔اور ان پانچوں روایتوں کو ابن حجر مکی نے صواعق المحرقہ میں بیان کیا ہے۔(تاریخ الکبیر لامام بخاری:۲۰۸۱ ترجمہ: حضرت ثابت بن قیس بن شماس الانصاری)

الحديث الخامس عشر بعد ستمائة : عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال ان الله ايدني باربعة وزراء اثنين من اهل السماء جبرئيل و ميكائيل عليهما السلام و اثنين من اهل الارض ابي بكر و عمر رضي الله تعالى عنهما اخرجه الطبراني۔

حدیث 615۔امام طبرانی حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے چار وزیروں کے ذریعے تقویت عطا فرمائی ہے۔ دو آسمانوں میں ہیں یعنی حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام ہیں۔اور دو زمین والوں میں سے ہیں یعنی ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔(المعجم الکبیر ج ۱۱ ص ۱۷۹، رقم: ۱۱۴۲۲)

الحدیث السادس عشر بعد ستمائۃ : عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مرفوعاً بمثلہ اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ۔

حدیث 616۔اسی کی مثل ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں انہیں سے روایت کی ہے۔

(حلیۃ الاولیاء ج ۸ ص ۱۶۰)

الحدیث السابع عشر بعد ستمائۃ : عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان لکل نبی وزیرین وزیرای و صاحبای ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اخرجہ ابن عساکر۔

حدیث 617۔ابن عساکر نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک ہر نبی کے دو وزیر ہیں اور میرے دو وزیر اور ساتھی ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔(تاریخ دمشق ج ۴۴ ص ۶۲)

الحدیث الثامن عشر بعد ستمائۃ : عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لارجوا لامتی فی حبھم لابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ما ارجوا فی قول لا الہ الا اللہ اخرجہ عبد اللہ بن احمد فی زوائد الزھد۔

حدیث 618۔امام عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اپنی اُمت کے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کرنے میں اسی اجر کی امید

کرتا ہوں، جس کی "لا الٰہ الا اللہ" کہنے میں رکھتا ہوں۔(الصواعق المحرقہ ص ۲۲۸)

الحدیث التاسع عشر بعد ستمائۃ : عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت لم اعقل ابوی قط الا وھما یدینان الدین ولم یمر علینا یوم الا یأتینا فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طرفی النھار بکرۃ وعیشا اخرجہ البخاری و اورد ھذہ الاحادیث الخمسۃ ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقۃ۔

حدیث 619۔امام بخاری سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میں نے جب سے ہوش سنبھالا اپنے والدین کریمین کو دینداری پایا اور رسول اللہ ﷺ روزانہ صبح شام ہمارے پاس تشریف لایا کرتے تھے۔ان پانچوں حدیثوں کو علامہ ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں بیان کیا ہے۔(صحیح بخاری:۲۲۹۷)

الحدیث العشرون بعد ستمائۃ : عن الشعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال خص اللہ تعالیٰ ابا بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ باربع خصال لم یخص بھا احدا من الناس سماہ الصدیق ولم یسم احدا الصدیق غیرہ وھو صاحب الغار مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و رفیقہ فی الھجرۃ و امرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوۃ والمسلمون شھود اخرجہ ابن عساکر۔

حدیث 620۔امام شعبی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جناب صدیق اکبر کو چار ایسی خصلتوں سے خاص کیا کہ ان سے کسی اور کو خاص نہ کیا۔یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بس آپ کا نام صدیق رکھا اور کسی کا نہ رکھا اور یہ کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے غار کے ساتھی ہیں اور یہ کہ آپ نبی کریم ﷺ کے ہجرت کے رفیق ہیں اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کی موجودگی میں آپ کو نماز پڑھانے کا حکم ارشاد فرمایا۔اس کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۲۶۶)

الحدیث الحادی والعشرون بعد ستمائۃ : عن الشعبی بمثلہ اخرجہ الدینوری

فی المجالسۃ۔

حدیث 621۔اسی کی مثل انہیں سے امام الدینوری نے "المجالسۃ" میں روایت کی ہے۔

(المجالسۃ وجواھر العلم:۲۸۱۵)

الحدیث الثانی والعشرون بعد ستمائة: عن ابن المسیب قال کان ابو بکر رضی الله تعالیٰ عنه من النبی صلی الله علیه وسلم مکان الوزیر یشاوره فی جمیع اموره وکان ثانیه فی الاسلام و ثانیه فی الغار وثانیه فی العرش یوم بدر وثانیه فی القبر ولم یکن رسول الله صلی الله علیه وسلم یقدم علیه احدا اخرجه الحاکم واورد هذه الاحادیث الثلاثة السیوطی فی تاریخ الخلفاء۔

حدیث 622۔امام حاکم رحمۃ اللہ حضرت ابن عباس مسیب رضی اللہ عنہ سے راوی فرمایا کہ جناب صدیق نبی علیہ السلام کے وزیر ہونے کی حیثیت رکھتے تھے رسول اللہ ﷺ اپنے تمام امور میں ان سے مشورہ فرماتے تھے۔آپ (حضور علیہ السلام)، غار سایبان بدر اور مزار مبارک میں حضور سید عالم ﷺ کے ثانی ہیں رسول اللہ ﷺ نے آپ پر کسی کو بھی مقدم نہیں فرمایا۔رضی اللہ عنہ۔ان تینوں حدیثوں کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ نے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔(مستدرک حاکم رقم الحدیث ۴۴۰۸)

الحدیث الثالث والعشرون بعد ستمائة :عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما قال لما اسلم عمر رضی الله تعالیٰ عنه نزل جبرئیل علیه السلام فقال یا محمد لقد استبشر اهل السما . باسلام عمر رضی الله تعالیٰ عنه اخرجه ابن ماجة۔

حدیث 623۔امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی فرمایا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لے کر آئے تو حضرت جبرئیل نبی علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا اے محمد ﷺ! عمر کے اسلام لانے پر آسمان والے خوشی منا رہے ہیں۔

(سنن ابن ماجہ: ۱۰۳ باب فضل حضرت عمر بن خطاب)

الحدیث الرابع والعشرون بعد ستمائۃ : عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بمثلہ اخرجہ الحاکم۔

حدیث 624۔اسی کی مثل امام حاکم نے انہیں سے روایت کی ہے۔

(مستدرک حاکم:۴۴۹۱،تاریخ المدینۃ لابن شبہ ج ۲ ص ۶۵۹)

الحدیث الخامس والعشرون بعد ستمائۃ : عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما طلعت الشمس علی خیر من عمر اخرجہ الترمذی۔

حدیث 625۔امام ترمذی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا"عمر رضی اللہ عنہ سے بہتر کسی شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا۔

(سنن ترمذی:۳۶۸۴ باب فی مناقب حضرت عمر بن خطاب)

الحدیث السادس والعشرون بعد ستمائۃ : عن ابی بکر الصدیق مرفوعاً بمثلہ اخرجہ الحاکم۔

حدیث 626۔اسی کی مثل امام حاکم نے انہیں سے روایت کی ہے۔(مستدرک حاکم:۴۵۰۸)

الحدیث السابع والعشرون بعد ستمائۃ : عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اشد امتی حیاء عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ۔

حدیث 627۔ابونعیم نے حلیہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا"میری امت میں سب سے زیادہ باحیاء حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔

(حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۵۶)

الحدیث الثامن والعشرون بعد ستمائۃ : عن ابی امامۃ ان رسول اللہ صلی اللہ

علیه وسلم قال ان اشد هذه الامة بعد نبیها حیاء عثمان بن عفان رضی الله تعالیٰ عنه اخرجه ابو نعیم و اورد هذه الاحادیث الستة فی الصواعق المحرقة

-

حدیث 628۔امام ابونعیم حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس امت میں بعد نبی امت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ باحیا عثمان بن عفان ہیں۔ان چھ حدیثوں کو صواعق محرقہ میں ذکر کیا ہے۔

(فضائل خلفاء الراشدین لابن نعیم ج ا ص ۴۸، رقم:۲۸)

الحدیث التاسع والعشرون بعد ستمائة : عن جابر ان النبی صلی الله علیه وسلم قال عثمان بن عفان ویعنی فی الدنیا و یعنی فی الآخرة اخرجه ابو یعلی۔

حدیث 629۔امام ابو یعلی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ دنیا و آخرت میں میرے ولی ہیں۔ (مسند ابی یعلی :۲۰۵۱)

الحدیث الثلاثون بعد ستمائة : عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لکل نبی خلیل فی امته و ان خلیلی عثمان بن عفان اخرجه ابن عساکر۔

حدیث 630۔ابن عساکر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہر نبی کی امت میں اس کا ایک خلیل ہوتا ہے اور میرے خلیل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔

(تاریخ دمشق ج ۳۰ ص ۱۲۵)

الحدیث الحادی والثلاثون بعد ستمائة عن طلحة رضی الله تعالیٰ عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لکل نبی رفیق فی الجنة و رفیقی فیها عثمان اخرجه الترمذی۔

حدیث 631۔امام ترمذی رحمۃ اللہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی علیہ السلام کے لئے جنت میں ایک رفیق ہے اور میرے جنت میں رفیق عثمان (بن عفان رضی اللہ عنہ) ہیں۔(سنن ترمذی:۳۶۹۸،باب فی مناقب حضرت عثمان بن عفان)

الحدیث الثانی والثلاثون بعد ستمائۃ : عن ابن عباس عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم مرفوعاً بمثلہ اخرجہ ابن ماجۃ۔

حدیث 632۔اسی کی مثل ابن ماجہ رحمۃ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔(سنن ابن ماجہ:۱۰۹،باب فضل حضرت عثمان)

الحدیث الثالث والثلاثون بعد ستمائۃ : عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لیدخلن بشفاعۃ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سبعون الفا کلھم قد استوجبوا النار بغیر حساب اخرجہ ابن عساکر۔

حدیث 633۔ابن عساکر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عثمان کی شفاعت سے ضرور ستر ہزار ایسے افراد بلا حساب جنت میں داخل ہو جائیں گے جو خود کو آگ کا مستحق بنا چکے ہوں گے۔(تاریخ دمشق ج ۳۹ ص ۱۲۳)

الحدیث الرابع والثلاثون بعد ستمائۃ : عن ابی الدرداء قال کنت جالسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قبل ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فسلم وقال انی کان بینی وبین عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیء فاسرعت الیہ ثم ندمت فسألتہ ان یغفر لی فابی علی فاقبلت الیک فقال یغفر اللہ لک یا ابا بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یغفر اللہ لک یا ابا بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یغفر اللہ یا ابا بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثم ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ندم فاتی منزل ابی بکر فلم یجدہ فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجعل وجہ النبی یتمعر حتی اشفق ابو

بکر رضی اللہ تعالیٰ عنه فجثنا علی رکبتیه فقال یا رسول الله علیک الصلوٰۃ والسلام ان کنت اظلم منه ان کنت اظلم منه فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم ان اللہ بعثنی الیکم فقلتم کذبت و قال ابو بکر صدقت واسانی بنفسه وماله فهل انتم تارکوالی صاحبی فهل انتم تارکوالی صاحبی فما اوذی ابو بکر بعدها اخرجه البخاری و اورد هذه الاحادیث الستة ابن حجر فی الصواعق المحرقة۔

حدیث 634۔حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بارگاہ مصطفیٰ میں حاضر تھا کہ حضرت ابو بکر آئے اور سلام عرض کیا پھر کہا۔آقا! میرے اور عمر کے درمیان کوئی معاملہ تھا میں نے اس میں جلدی کی پھر میں نادم ہوا اور ان سے کہا کہ وہ مجھے معاف کردیں لیکن انہوں نے انکار کردیا ہے اب میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر! اللہ آپ کو بخش دے۔اے ابو بکر! اللہ آپ کو بخش دے۔اے ابو بکر! اللہ آپ کو بخش دے۔ادھر حضرت عمر نادم ہو کر کاشانہ ابو بکر پر پہنچے لیکن انہیں وہاں موجود نہ پا کر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔رسول اللہ ﷺ کا چہرہ سرخ ہونے لگا یہاں تک کہ حضرت ابو بکر ڈر کر اپنے گھٹنوں کے بل گر پڑے اور عرض کی یا رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام زیادتی میری طرف سے تھی زیادتی میری طرف سے تھی۔تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا "اللہ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث کیا تو تم نے تکذیب کی اور ابو بکر نے تصدیق کی۔ابو بکر نے اپنے جان و مال سے میری مدد کی،تو کیا تم میرے لئے میرے صاحب کو چھوڑنے والے ہو؟ کیا تم میرے لئے میرے صاحب کو چھوڑنے والے ہو؟۔اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہما کو ایذا نہ دی گئی۔

اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ نے روایت کیا ہے اور ان چھ حدیثوں کو صواعق محرقہ میں بیان کیا گیا ہے۔(صحیح بخاری:۳۶۶۱)

الحدیث الخامس والثلاثون بعد ستمائة : عن مجمع بن یعقوب الانصاری عن

ابیه قال ان کانت حلقة رسول الله صلی الله علیه وسلم تشتبک حتی تصیر کالاسوار و ان مجلس ابا بکر رضی الله تعالیٰ عنه منها بفارغ ما یطمع فیه احد من الناس فاذا جاء ابوبکر رضی الله تعالیٰ عنه جلس ذالک المجلس واقبل علیه النبی صلی الله علیه وسلم بوجهه و القی حدیثه الیه وسمع الناس اخرجه ابن عساکر۔

حدیث 635۔امام ابن عساکر حضرت مجمع بن یعقوب انصاری اور وہ اپنے والد گرامی رضی اللہ عنہما سے راوی فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے حلقے والے ایسے مل کے بیٹھتے جیسے راز دار ہوتے ہیں لیکن اس حلقے میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی جگہ خالی ہوتی وہاں بیٹھنے کی کوئی طمع نہ کرتا یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ آتے اور وہاں بیٹھ جاتے پھر حضور علیہ السلام ان کی طرف متوجہ ہوتے انہیں اپنی حدیث سناتے اور لوگوں کو بھی سناتے۔(تاریخ دمشق ج ۲۶ ص ۳۴۴)

الحدیث السادس والثلاثون بعد ستمائة : عن الزهری حدثنی انس بن مالک قال لما بویع ابوبکر فی السقیفة و کان الغد جلس ابو بکر علی المنبر فقام عمر فتکلم قبل ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه فحمد الله واثنی علیه ثم قال ان الله قد جمع امرکم علی خیرکم صاحب رسول الله صلی الله علیه وسلم و ثانی اثنین اذ هما فی الغار فقوموا فبایعوه فبایع الناس ابا بکر بیعة العامة بعد بیعة السقیفة اخرجه ابن اسحاق فی سیرته۔

حدیث 636۔ابن اسحاق اپنی "سیرت" میں امام زہری سے راوی انہوں نے فرمایا مجھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ جب سقیفہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی اور اگلے دن آپ منبر پہ جلوہ افروز ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور آپ سے پہلے ہی گفتگو شروع کر دی اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر کہا۔اے لوگو! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے معاملے کو تم

سے پہلے بہتر شخص پر جمع کر دیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے صاحب ہیں اور غار میں ثانی اثنین تھے اٹھو اور ان کی بیعت کرو پھر لوگوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور یہ بیعت سقیفہ کے بعد عام بیعت ہوئی۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ج ۲ ص ۶۶۰ باب خطبۃ عمر قبل ابی بکر عند الشعبۃ العامۃ)

الحدیث السابع والثلاثون بعد ستمائۃ: عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابن الخطاب والذی نفسی بیدہ ما لقیک الشیطان سالکا فجا قط الا سلک فجا غیر فجک اخرجہ البخاری۔

حدیث 637۔ امام بخاری رحمۃ اللہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ اے ابن خطاب! اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ شیطان جب بھی تمہیں کسی رستے میں ملا اپنا رستہ بدل گیا۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث ۳۲۹۴)

الحدیث الثامن والثلاثون بعد ستمائۃ :عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً بمثلہ اخرجہ مسلم۔

حدیث 638۔ اسی کی مثل انہیں سے امام مسلم رحمۃ اللہ نے روایت کی ہے۔

(صحیح مسلم: ۲۳۹۶)

الحدیث التاسع والثلاثون بعد ستمائۃ : عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد کان فیما قبلکم من الامم ناس محدثون فان یکن فی امتی احد فانہ عمر ای ملھمون اخرجہ البخاری۔

حدیث 639۔ امام بخاری رحمۃ اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "بیشک تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوتے تھے اور میری امت میں اگر کوئی محدث ہو تو وہ عمر ہے۔ مراد وہ لوگ ہیں جن کے دل میں اچھی بات ڈال دی جاتی ہے۔

(صحیح بخاری: ۳۴۶۹)

الحدیث الاربعون بعد ستمائة : عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها ان النبی صلی الله علیه وسلم قال ان الشیطان یفرق من عمر اخرجه ابن عساکر۔

حدیث 640۔ابن عساکر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" بیشک شیطان عمر سے ڈرتا ہے رضی اللہ عنہ۔(تاریخ دمشق ج ۴۴ ص ۸۲)

الحدیث الحادی والاربعون بعد ستمائة : عن بریدة ان النبی صلی الله علیه وسلم قال ان الشیطان لیفرق منک یا عمر اخرجه احمد۔

حدیث 641۔امام احمد رحمۃ اللہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاروق سے فرمایا۔اے عمر! بیشک شیطان آپ سے ڈرتا ہے رضی اللہ عنہ۔

(مسند امام احمد:۲۲۹۸۹ باب حدیث حضرت بریدہ الاسلمی)

الحدیث الثانی والاربعون بعد ستمائة : عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما فی السماء ملک الا وهو یوقر عمر ولا فی الارض بشیطان الا وهو یفرق من عمر رضی الله تعالیٰ عنه اخرجه ابن عساکر واورد هذه الاحادیث الثمانیة السیوطی فی تاریخ الخلفاء۔

حدیث 642۔ابن عساکر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے جناب فاروق کی بابت فرمایا۔آسمان میں کوئی فرشتہ ایسا نہیں جو عمر کی عزت نہ کرتا ہو اور زمین میں کوئی شیطان ایسا نہیں جو عمر سے خوف نہ کھاتا ہو رضی اللہ عنہ۔ان آٹھوں حدیثوں کو امام سیوطی رحمۃ اللہ نے تاریخ الخلفاء میں ذکر کیا ہے۔(تاریخ دمشق ج ۴۴ ص ۸۵)

الحدیث الثالث والاربعون بعد ستمائة : عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما مرفوعاً بمثله اخرجه ابن عدی۔

حدیث 643۔اسی کی مثل ابن عدی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کی

ہے۔(الکامل ابن عدی ج۸ ص۶۶، رقم: ۱۸۳۱ ترجمہ موسی بن عبد الرحمن الثقفی)

الحدیث الرابع والاربعون بعد ستمائة: عن ابی بن کعب قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لی جبرئیل علیه السلام لیبکی الاسلام علی موت عمر رضی الله تعالی عنه اخرجه الطبرانی۔

حدیث 644۔امام طبرانی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے جبریل نے کہا۔عمر رضی اللہ عنہ کی موت پر اسلام ضرور روئے گا۔

(المعجم الکبیر ج۱ ص۶۷، رقم: ۶۱)

الحدیث الخامس والاربعون بعد ستمائة: عن ابی سعید ن الخدری رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من ابغض عمر فقد ابغضنی ومن احب عمر فقد احبنی وان الله باھی الناس عشیة عرفة عامة و باھی العمر خاصة وانه لم یبعث الله نبیا الا کان فی امه محدث و ان یکن فی امتی منهم احد فهو عمر قالوا یا رسول الله صلی الله علیه وسلم کیف محدث قال تکلم الناس الملائکة علی لسانه اخرجه الطبرانی فی الاوسط و اورد هذه الاحادیث الثلاثة صاحب تذکرة القاری فی تذکرته وقال بعد اخراج هذه الحدیث الاخیر اسناده حسن۔

حدیث 645۔امام طبرانی نے "الاوسط" میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے عمر سے بغض رکھا تحقیق اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے عمر سے محبت بیشک اس نے مجھ سے محبت کی اور عرفہ کی شام اللہ تعالیٰ نے دیگر لوگوں پر عام اور عمر پر خاص طور فخر فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہر نبی علیہ السلام کی امت میں کوئی محدث ہوتا تھا ان میں سے اگر میری امت میں کوئی ہے تو وہ عمر ہے لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ! یہ کیسے محدث ہیں؟ فرمایا ایسے

کہ عمر کی زبان پر ملائکہ لوگوں سے کلام کرتے ہیں رضی اللہ عنہ۔ ان تینوں حدیثوں کو صاحب تذکرۃ القاری نے اپنی "تذکرہ" میں روایت کیا اور آخری حدیث کو روایت کرنے کے بعد کہا: اس کی اسناد حسن ہے۔(المعجم الاوسط ج ۷ ص ۱۸۰، رقم: ۶۷۲۶)

الحدیث السادس والاربعون بعد ستمائۃ: عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ لما ثقل و استخلف عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اللھم استخلفت علیھم خیر اھلک اخرجہ الترمذی فی ضمن حدیث طویل۔

حدیث 646۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں روایت کیا کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مرض بڑھ گیا اور آپ نے جناب عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا تو اللہ کی بارگاہ میں یوں عرض کی اے اللہ! میں نے لوگوں پر تیرے اہل (خاص بندوں) میں سے سب سے بہتر کو خلیفہ بنا دیا ہے۔(مسند اسحاق بن راھویہ: ۲۱۴۶)

الحدیث السابع والاربعون بعد ستمائۃ: عن طلحۃ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ازھدنا فی الدنیا وارغبنا فی الأخرۃ۔

حدیث 647۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا عمر ہم میں سب سے زیادہ دنیا چھوڑنے اور آخرت سے دل جوڑنے والے تھے۔(الریاض النضرۃ ج ۲ ص ۲۸۸)

الحدیث الثامن والاربعون بعد ستمائۃ: عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قد علمت بای شیء فضلنا عمر کان ازھدنا فی الدنیا

حدیث 648۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے خوب علم ہے کہ ہم نے حضرت عمر کو (دیگر) پر کیوں فضیلت دی ہے۔ اس لئے کہ وہ ہم سب سے زیادہ دنیا سے بے رغبتی رکھتے تھے۔(اخبار اصبہان: ۲۰۳ ترجمہ احمد بن سعید بن حریر)

الحدیث التاسع والاربعون بعد ستمائۃ: عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان

رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لعثمان رضي الله تعالى عنه يا عثمان هذا جبرئيل عليه السلام يخبرني ان الله جل شانه قد زوجك ام كلثوم بمثل صداق رقية وعلى مثل صحبتها اخرجه ابن ماجة و اورد هذه الاحاديث الاربعة صاحب تذكرة القاري في تذكرته۔

حدیث 649۔امام ابن ماجہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان سے فرمایا'اے عثمان! مجھے جبریل علیہ السلام نے تمہارے بارے خبر دی ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت رقیہ کے مہر کی مثل اور انہیں جنتی رفاقت کے اعتبار سے تمہارا نکاح حضرت ام کلثوم سے کر دیا ہے۔ان چاروں حدیثوں کو صاحب تذکرہ القاری نے اپنی"تذکرہ" میں بیان کیا ہے۔(سنن ابن ماجہ:۱۱۰،باب فضل عثمان)

الحديث الخمسون بعد ستمائة : عن عائشة رضي الله تعالى عنها لما ماتت خديجة رضي الله تعالى عنها جاءت خولة بنت حكيم امراة عثمان بن مظعون الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله الا تزوج فقال ومن قالت ان شئت بكرا وله ان شئت ثيبا فقال ومن البكر ومن الثيب قالت اما البكر فابنت احب خلق الله اليك عائشة بنت ابي بكر رضي الله تعالى عنهما و اما الثيب فسودة بنت زمعة قد آمنت بك واتبعك ثم ذكرت قصة تزويجهما اخرجه احمد۔

حدیث 650۔امام احمد سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما سے راوی فرمایا کہ جب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوگیا تو حضرت عثمان بن مظعون کی اہلیہ خولہ بنت حکیم (رضی اللہ عنہما) حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں آئیں اور عرض کی کیا اب آپ نکاح نہ فرمائیں گے؟ فرمایا کس سے؟ عرض کی چاہیں تو باکرہ سے چاہیں تو ثیبہ سے۔فرمایا ثیبہ کون ہے اور باکرہ کون ہے؟ عرض کی باکرہ تو وہ بیٹی جو خلق خدا میں آپ؟

ب سے زیادہ محبوب ہے یعنی عائشہ بنت ابی بکر اور رقیہ سودہ بنت زمعہ ہے کہ آپ پر ایمان لا کر آپ کی پیروبن چکی ہے۔ پھر سیدہ نے اپنا اور سیدہ سودہ دونوں کا قصہ نکاح بیان کیا۔(مسند امام احمد بن حنبل:۲۵۷۶۹)

الحديث الحادي والخمسون بعد ستمائة : عن عائشة رضي الله تعالى عنها بمثله اخرجه ابن ابي عاصم الزرقاني في شرح المواهب اللدنية و اورد هذين الحديثين۔

حدیث 651۔اسی کی مثل ابن ابی عاصم زرقانی رحمۃ اللہ نے انہیں سے شرح المواھب اللدنیہ میں روایت کی ہے اور ان دونوں حدیثوں کو بیان فرمایا ہے۔

(الاحاد والمثانی لابن ابی عاصم:۳۰۰۶)

الحديث الثاني والخمسون بعد ستمائة : عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اتاني جبرنيل فاخذ بيدي فاراني باب الجنة الذي يدخل منه امتي فقال ابو بكر رضي الله تعالى عنه وددت اني كنت معك حتى انظر اليه فقال اما الك يا ابا بكر اول من يدخل الجنة من امتي اخرجه الحاكم و اورده ابن حجر المكي في الصواعق المحرقة۔

حدیث 652۔امام حاکم رحمۃ اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میرے پاس جبرئیل آئے پھر میرا ہاتھ پکڑ کر (لے گئے) اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت داخل جنت ہوگی حضرت ابو بکر نے عرض کی آقا میں پسند کرتا ہوں کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا تا کہ اسے دیکھ لیتا فرمایا ابو بکر! آپ تو میری امت میں سب سے پہلے داخل جنت ہونگے رضی اللہ عنہ۔اسے ابن حجر مکی رحمۃ اللہ نے صواعق محرقہ میں بیان کیا ہے۔

(مستدرک حاکم:۴۴۴۴،قال امام الذہبی: علی شرط البخاری ومسلم)

حدیث 653

(کتاب کی باب دوم کی ۶۵۳ روایات میں حدیث نمبر ۴۷۴: مخطوط میں درج نہیں ہے۔لہذا کتاب میں قسم دوم کی احادیث میں 652 احادیث نقل کیں گئی ہیں۔)

قلت فجمیع هؤلاء الذین ذکرنا فی هذا القسم الثانی روایتهم هذه الاحادیث فی الآثار سوی ما ذکرنا سابقا عن علی رضی الله تعالیٰ عنه ما بین مرفوع و موقوف و اثر مائة و تسعة نفر منهم سبعة و ستون صحابیا من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم و رضی عنهم وهم ابوبکر الصدیق و عمر ابن الخطاب و عثمان بن عفان و عبد الله بن عمر و ابو سعید الخدری و جابر بن عبد الله و ابو جحیفة و انس بن مالک و ابو هریرة و سلمان بن یسار و ابو الدرداء و عمرو بن العاص و ابنه عبد الله بن عمرو و عائشة ام المومنین و ابن مسعود و بلال بن رباح المؤذن و سعد بن ابی وقاص و عبد الرحمن بن ابی بکر عمر و ابی بن کعب و جندب و معاویة بن ابی سفیان و ابو المعلی زید بن لوازن و سهل بن سعد و معاذ بن جبل و عتبة بن عامر و طلحة بن عبید الله و ابو ذر الغفاری و عمار بن یاسر و حفصة ام المومنین و اسعد بن ذرارة و سلمة بن الاکوع و الزبیر بن العوام و ابنه عبد الله بن الزبیر و حسان بن ثابت و عبد الله بن عباس و اخوه الفضل بن عباس و ابو امامة الباهلی و ابو بکرة الثقفی و سمرة وجر و ابو عبیدة بن الجراح و ابو رشیح الکعبی و عبد الرحمن بن غنم و الحسن بن علی و اخوه الحسین بن علی رضی الله تعالیٰ عنه و ابو موسی الاشعری و عبد الله بن خطیب و ابو اروی الدوسی و البراء بن عازب و حذیفة ابن الیمان و کعب بن ابی مالک و ابو واقد اللیثی و عمران بن حصین و عبد الرحمن بن خباب و عبد

الرحمن بن سمرة و يوسف الانصاري و ربيعة الاسلمي و عبد الرحمن بن ابي بكر الصديق و جبير بن مطعم و عبد الله بن زمعة والصعب بن جثامة الليثي و المقدام بن معديكرب و زيد بن ارقم و يعقوب الانصاري و الد مجمع رضي الله تعالى عنهم ومنهم اثنان و اربعون من التابعين ومن بعدهم و هم سوار بن عبد الله و ميمون بن مهران والزهري والحسن البصري و جبير بن نفير و سعيد ابن المسيب و ثابت بن الحجاج و بريد و سفيان الثوري و عامر بن شراحيل المعروف بالشعبي و شريک ولليث بن سعد و جابر بن عطية و محمد النفس الزكية و على بن الحسين زين العابدين و ابنه محمد الباقر و ابنه جعفر الصادق و عبد الله بن الحسن المثنى و سالم بن عبد الله بن عمر و مالک بن انس و سهل بن عبد الرحمن بن عوف و محمد بن الحنفية و عبد المطلب و عبد الله بن ابي مليكة و طارق و سليمان بن يسار و عصمة بن مالک و خالد الاسدي و ثمامة بن حزن القشيري و اسلم مولى عمر ابن الخطاب و ليث بن ابي سالم و ابن ابي حازم و مسلم بن يسار و الربيع بن انس و ابو حصين و محمد بن الزبير والزعفراني و ابراهيم التيمي و ابو اسامة و حسين الجعفي و عبد الرزاق و على بن الموفق رحمهم الله تعالى -و رواية ابن الموفق مشتملة على الرؤيا النبي الكريم صلى الله عليه وسلم في هذه المسئلة ولا شک ان رؤياه صلى الله عليه وسلم رؤيا حق و صواب لا يخالفها الا مبتدع اعمى الهوى قلبه ومعاند اهلكه عناده و ظاهر انه اذا ضم عدد الصحابة و هم سبعة و ستون الى عدد التابعين و من بعدهم و هم اثنان و اربعون صنارت الرواة كلهم سوى على رضي الله تعالى عنه و الرواة عنه مائة وتسعة نفر وقد منا في القسم الاول من هذين

القسمين ان جميع الرواة لهذا الامر عن على رضى الله تعالىٰ عنه ممن اطلعنا على رواياتهم ثلثة و خمسون نفرا رضى الله تعالىٰ عنهم اجمعين۔

تبصرة قد عرفت ان نفس الاحاديث و الآثار التى اوردناها فى القسم الاول عن على رضى الله تعالىٰ عنه مائتان و ستة و ثمانون على عدد آيات سورة البقرة و ان الاحاديث والآثار التى اوردناها فى القسم الثانى عن غير على رضى الله تعالىٰ عنه ستمائة و ثلثة و خمسون فاذا ضم ما فى القسم الاول الى ما فى القسم الثانى صارت كلها تسعمائة و تسعة و ثلثين حديثا و اثرا ومع ذالک فجميع الاحاديث والآثار التى ذكرنا فى هذين القسمين فهو بنذة يسيرة مما ذكر فى كتب الحديث فى هذا الباب اذ لم استوجب انا كتب الحديث كلها و لا يوجد عندى جميع كتب الحديث فكيف يمكن لى استيعابها فمن وجد شيئا غير هذا فليدرجها فى هذه الرسالة جزاه الله تعالىٰ منا و عن سائر المسلمين خير الجزاء و الويل كل الويل لمن رأى الاحاديث والآثار البالغة لهذه الكثرة واطلع عليها ثم خالفها بهوى نفسه ولم يستحيى عن الله تعالىٰ ولا عن رسوله صلى الله عليه وسلم۔

تبصرة اخرى قد عرفت ان ما ذكرنا من الاحاديث والآثار الشريفة فى هذين القسمين فبعضها قد ذكر فيها افضلية الشيخين على سائرهم و بعضها قد ذكر فى افضلية الثلاثة على على رضى الله تعالىٰ عنه و سائر الصحابة رضى الله تعالىٰ عنهم و بعضها قد ذكر فيها افضلية الاربعة على سائر الصحابة و كل هذه الاحاديث ترد ردا عظيما على من قال بافضلية على رضى الله تعالىٰ عنه على ابى بكر الصديق او على الشيخين او على الثلاثة رضى الله تعالىٰ عنهم

کصاحب الرسالۃ المردودۃ و سائر من وافقہ فی ھذا القول فتدبر۔

مصنف فرماتے ہیں یہ تمام افراد 109 کی تعداد میں ہیں جن کی احادیث و آثار کو ہم نے دوسری قسم میں بیان کیا ہے اور یہ علاوہ ہیں اس کے جو ہم نے پہلے (قسم اول) میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع وموقوف حدیثیں اور آثار روایت کی تھیں۔ ان 109 میں 67 افراد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ہیں رضی اللہ عنھم۔ اور وہ یہ ہیں: ابوبکر صدیق۔ عمر بن خطاب۔ عثمان بن عفان۔ عبداللہ بن عمر۔ ابوسعید خدری۔ جابر بن عبداللہ۔ ابو جحیفہ۔ انس بن مالک۔ ابوہریرہ۔ سلمان بن سیار۔ ابو درداء۔ عمرو بن عاص انکے بیٹے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم۔ اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا۔ حضرت ابن مسعود۔ حضرت بلال بن رباح مؤذن۔ حضرت سعد بن ابی وقاص۔ عبدالرحمن بن عمرو۔ ابی بن کعب۔ جندب۔ معاویہ بن ابی سفیان۔ ابو المعلی زید بن لوزان۔ سہل بن سعد۔ معاذ بن جبل۔ عقبہ بن عامر۔ طلحہ بن عبید اللہ۔ ابوذر غفاری۔ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم۔ اُم المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا۔ اسعد بن زرارہ۔ سلمہ بن رکوع۔ زبیر بن عوام۔ ان کے بیٹے عبداللہ بن زبیر۔ حسان بن ثابت۔ عبداللہ بن عباس۔ ان کے بھائی فضل بن عباس۔ ابو امامہ باہلی۔ ابوبکر تا شعی۔ سمرۃ۔ جد۔ ابوعبیدہ بن جراح۔ ابو شریح کعبی۔ عبدالرحمن بن غنم۔ حسن بن علی۔ ان کے بھائی حسین بن علی۔ ابوموسیٰ اشعری۔ عبداللہ بن جعفر طیار۔ زید بن ابی اوفی۔ زید بن ثابت۔ عبد اللہ بن خطیب۔ ابو اروی دوسی۔ براء بن عازب۔ حذیفہ بن یمان۔ کعب بن ابی مالک۔ ابو واقد لیثی۔ عمران بن حصین۔ عبدالرحمن بن خباب۔ عبدالرحمن بن سمرۃ۔ یوسف انصاری۔ ربیعہ اسلمی۔ عبدالرحمن بن ابی بکر۔ جبیر بن مطعم۔ عبداللہ بن زمعہ۔ صعب بن جثامہ لیثی۔ مقدام بن معدیکرب۔ زید بن ارقم۔ یعقوب انصاری مجمع کے والد رضی اللہ عنہم۔ انہی 100 میں اور بیالیس افراد تابعین اور ان کے بعد والے ہیں تفصیل یہ ہے:۔ سوار بن عبداللہ۔ میمون بن مہران۔ زھری۔ حسن بصری۔ جبیر بن نفیر۔ سعید بن مسیب۔ ثابت بن حجاج۔ برید۔ سفیان ثوری۔ عمار بن شراجیل المعروف امام شعبی۔ شریک۔ لیث بن سعد۔ جابر بن عطیہ۔ محمد زکیہ النفس۔ علی بن حسین زین العابدین۔ ان کے

بیٹے محمد باقر۔ ان کے بیٹے جعفر صادق۔ عبداللہ بن حسن مثنی۔ سالم بن عبداللہ بن عمر۔ مالک بن انس۔ سہل بن عبدالرحمن بن عوف۔ محمد بن حنفیہ۔ عبدالمطلب۔ عبداللہ بن ابی ملیکہ۔ طارق۔ سلیمان بن یسار۔ عصمۃ بن مالک۔ خالد اسدی۔ ثمامہ بن حزن قشیری۔ اسلم مولی عمر بن خطاب۔ لیث بن ابی سالم۔ ابن ابی حازم۔ مسلم بن یسار۔ ربیع بن انس۔ ابو حصین۔ محمد بن زبیر۔ زعفرانی۔ ابراہیم تیمی۔ ابو اسامہ۔ حسین جعفی۔ عبدالرزاق رحمہم اللہ۔

علی ابن موفق رحمۃ اللہ کی اس بارے میں روایت رسول اللہ ﷺ کے خواب پر مشتمل ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ کا خواب حق و صحیح ہے۔ اس کا انکار کوئی بدعتی دل کا اندھا ہٹ دھرم اپنی شفقت کے ہاتھوں مرنے والا ہی کر سکتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جب 67 صحابہ کو تابعین و مابعد سے ملایا جائے گا تو یہ سارے علاوہ حضرت علی اور ان کے راویوں کے 109 افراد ہوں گے اور ہم پہلی قسم میں یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بات روایت کرنے والے کہ جن کی روایتوں پر ہم مطلع ہوئے ترپین 53 افراد ہیں رضی اللہ عنھم۔

تبصرہ۔ آپ جان چکے ہیں کہ پہلی قسم میں ہم نے جو حدیثیں اور آثار حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہیں۔ وہ سورۃ بقرہ کی آیات کی تعداد پر 286 ہیں اور دوسری قسم میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے علاوہ دیگر سے ہماری ذکر کردہ روایتوں کی تعداد 653 ہے۔ اور جب پہلی اور دوسری قسم کو ملایا جائے گا تو یہ کل 939 احادیث و آثار ہوں گے حالانکہ ان دونوں قسموں میں ہماری ذکر کردہ تمام روایتیں کتب حدیث میں اس حوالے سے وارد روایتوں کا ایک تھوڑا سا حصہ ہیں۔ کیونکہ میں نے تمام کتب حدیث کا احاطہ نہیں کیا اور ویسے بھی میرے پاس ساری کتابیں موجود بھی نہیں تو کیونکر ممکن ہے کہ میں سب حدیثیں نکال سکوں ہاں جو کوئی بندہ خدا ان کے علاوہ روایتیں پائے وہ اس رسالے میں شامل کر دے۔ اللہ ہماری طرف سے اور تمام مسلمانوں کی طرف سے اسے جزائے خیر عطا فرمائے۔

اور بڑی خرابی ہے اس کے لئے جو اتنی کثرت کو پہنچی ہوئی ان احادیث و آثار کو دیکھے ان پر مطلع بھی ہو پھر نفس کے پیچھے لگ کر ان کی مخالفت کرے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے ذرہ نہ شرمائے۔

تبصرہ۔ آپ جان چکے کہ مذکورہ دونوں قسموں میں ہم نے جو احادیث طیبہ اور اثار شریفہ ذکر کیے ہیں ان میں سے بعض وہ ہیں جن میں صرف سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تمام صحابہ پر افضلیت مذکور ہے اور بعض میں شیخین دونوں کی تمام صحابہ پر افضلیت منقول ہے اور بعض میں خلفائے ثلثہ کی افضلیت جناب علی رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ پر بیان کی گئی ہے اور بعض میں خلفائے اربعہ کی تمام صحابہ پر افضلیت کا بیان ہے۔اور یہ تمام روایتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جناب صدیق یا شیخین یا خلفائے ثلثہ پر افضلیت دینے والے کا رد بلیغ کرتی ہیں۔ جیسا کہ ہمارا مخالف صاحب رسالہ مردودہ اور اس معاملے میں اس کی موافقت کرنے والا ہر شخص۔فتدبر۔ ھذا تبصرۃ اخری۔

باب سوم:۔

اعتراضات تفضیلیہ مع جوابات ہاشمیہ

اعتراض۔

ان قیل ان کثیرا من الاحادیث التی ذکرتہ فی القسمین موقوفات و موقوف لا یقوم بہ حجۃ عند بعض اہل السنۃ کالشافعیۃ۔
دونوں قسموں میں آپ کی مذکور کثیر حدیثیں موقوف ہیں اور بعض اہلسنت مثل علمائے شافعیہ کے نزدیک موقوف حجت نہیں۔

جواب۔

قلت عن ھذا اجوبۃ اربعۃ: میں کہتا ہوں اس کے چار جواب ہیں۔

الاول: ان کثیرا مما ذکر فی القسمین مرفوعات بالصراحۃ فھی المدار علیہا فی الاستدلال۔

۱۔مذکورہ روایتوں میں سے اکثر روایتیں صراحۃ مرفوع ہیں اور یہی ہمارا مدار استدلال ہیں۔فلا نقص۔

الثانی: ان بعضا من رواۃ الموقوف کابن عمر و غیرہ صرحوا بان ما کنا نقول بہ من التخییر المذکور کان یبلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا ینکرہ فھذا تصریح بکون تلک الموقوفات المرویۃ عنہم مرفوعۃ۔

۲۔موقوف روایتوں کے بعض راویوں مثل ابن عمر وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ ہم جو افضلیت مذکورہ بیان کرتے تھے جب یہ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوتی تو آپ علیہ السلام اس کا انکار نہ فرماتے۔اور اس میں یہ تصریح ہے کہ ان صحابہ سے مروی موقوف روایتیں مرفوع ہی ہیں۔

الثالث: ان فی روایۃ بعضہم کابن عمر کنا نخیر بین الصحابۃ فی زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قول الصحابۃ بی کنا نفعل کذا فی زمنہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حکم الرفع عند المحدثین بل قال کثیر من المحدثین کالنسائی والدار قطنی والحاکم و غیرہم ان قول الصحابی کنا نفعل کذا من

غير قوله في زمن النبي صلى الله عليه وسلم له حكم الرفع ايضا كما صرح به في شرح الالفية و شروح النخبة وغيرها۔

۳۔حضرت ابن عمر وغیرہ رضی اللہ عنھم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ ہی کے مبارک زمانے میں بالترتیب افضلیت صحابہ بیان کرتے تھے۔اور صحابی کا یہ کہنا کہ ہم حضور علیہ السلام کے زمانے میں ایسا کرتے تھے محدثین کے نزدیک حکم مرفوع میں ہے بلکہ کثیر محدثین مثلاً امام نسائی، دارقطنی اور امام حاکم وغیرھم رحمھم اللہ نے تو یہاں تک کہا کہ صحابی کا بغیر زمانہ نبوی کو ذکر کیے صرف اتنا ہی کہنا کہ ہم یوں کیا کرتے تھے یہ بھی مرفوع کے حکم میں ہے۔اس کی تصریح شروح الالفیہ اور شروح النخبہ وغیرھا میں موجود ہے۔

الرابع : ان بيان الافضلية امر لا مدخل فيه للرأى و الاجتهاد كما صرح به في المقاصد و المواقف و غيرهما وقد تقرر عند المحدثين قاطبة ان ما لا مدخل فيه للرأى و الاجتهاد فالموقوف فيه في حكم المرفوع و قد اشرنا الى هذا الجواب الاخير ايضا سابقا فاعرفه فانه ينفعك تمهرة اخرى۔

۴۔مسئلہ افضلیت کے بیان میں رائے اور اجتہاد کو کوئی دخل نہیں جیسا کہ مقاصد و مواقف وغیرھما میں مصرح ہے۔اور محدثین کے نزدیک یہ بات بھی پختگی کے ساتھ ثابت ہے کہ جس بات میں رائے اور اجتہاد کو دخل نہ ہو وہ موقوف بھی مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے۔آخری جواب کی طرف ہم پہلے بھی اشارہ کر آئے ہیں اس کو پہچانو یہ تمہارے لئے نافع ہے۔

اعتراض۔

ان قيل ان جميع ما اوردته من الاحاديث والآثار المرفوعة والموقوفة في هذين السمين فانت قد ادعيت و مولها الى حد التواتر لكنها لا تصل على حد التواتر على قول بعض العلماء لان رواة هذه الاحاديث سبعة و ستون صحابيا

سوی علی رضی اللہ تعالی عنہ فکانوا ثمانیۃ و ستین صحابیا و قد قال بعض العلماء و اھل العلم ان التواتر انما یحصل بخبر سبعین نفرا او بخبر ثمانین نفرا فکیف تصح منک ھذہ الدعوی۔

اگر یہ کہا جائے کہ آپ نے دونوں قسموں میں بیان کی ہوئی روایات مرفوعہ وموقوفہ کے حد تواتر کو پہنچنے کا دعوی کیا ہے حالانکہ بعض علماء کے قول کے مطابق اس تعداد پہ حد تواتر کو نہیں پہنچتیں ہیں کیونکہ ان احادیث کے راوی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ اگر شمار کیے جائیں تو 67 ہیں اور اگر انہیں بھی شامل کریں تو 68 ہو جائیں گے۔ حالانکہ بعض علماء اور اہل علم کے قول کے مطابق تواتر ستر 70 یا اسی 80 راویوں کی خبر سے حاصل ہوتا ہے تو پھر آپ کا یہ دعوی کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟

جواب۔

قلت الجواب عنہ علی وجوہ ثلثۃ۔

میں کہتا ہوں اس کا جواب تین طرح پہ ہے۔

الاول: انہ قد ذکر فی رسالۃ الحافظ السیوطی المسماۃ بالازھار و المتناثرۃ فی الاخبار المتواترۃ و شرح النخبۃ و غیرہ ان المختار فی حد التواتر ما کان روایۃ عشرۃ فصاعدا انتھی و لا شک فی تواتر ھذہ الاحادیث علی ھذا القول المختار فلا یضرنا عدم حصول التواتر علی القول الغیر المختار۔

ا۔ حافظ سیوطی رحمۃ اللہ کے رسالے الازھار والمتناثرۃ فی الاخبار المتواترۃ اور شرح نخبۃ الفکر وغیرھما میں مذکور ہے کہ حد تواتر میں مختار یہ ہے کہ دس یا اس سے زائد راوی ہوں۔ انتھی۔ اس قول مختار کے مطابق ان احادیث کے متواتر ہونے میں کچھ شک نہیں رہا۔ قول غیر مختار پہ تواتر کا عدم حصول ہو تو وہ ہمیں مضر نہیں۔

الثانی: انا قدمنا سابقا ان الرواۃ لھذہ الاحادیث والآثار عن علی رضی اللہ

تعالی عنه قریب من مائة و عشرین نفرا فیکون التواتر عن علی رضی الله تعالی عنه حاصلا فیها علی جمیع الاقوال و یکفینا التمسک بذالک فی هذه المسئلة۔

۲۔ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان احادیث و آثار کو روایت کرنے والوں کی تعداد تقریباً 120 ہے۔اس اعتبار سے تمام اقوال پہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے تواتر حاصل ہو جائے گا اور ہمیں اس مسئلے میں اسے دلیل بنانا کافی ہے فلانقص علیہ۔

الثالث : انه قد حکم المحدثون بان حدیث ان الحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة مرویا عن ستة عشر صحابیا رضی الله تعالی عنهم۔ قال خاتمة المحدثین الحافظ السیوطی فی رسالته فی الاحادیث المتواترة ان هذا الحدیث ای حدیث کونهما سیدی شباب اهل الجنة فی الجنة متواتر وقد اقر بذلک ای بتواتره غیر السیوطی حتی ان صاحب الرسالة المردودة بنفسه کان یقول بتواتره و کان یستدل به علی کونهما مقطوعا لهما بالجنة و انا اقول بذالک ایضا فنقول فی الجواب له ولمن تابعه لا یخفی علیک انه کما ان هذا الحدیث مروی عن ستة عشر صحابیا کذالک حدیث تفضیل ابی بکر الصدیق رضی الله تعالی عنه علی علی رضی الله تعالی عنه مروی عن اکثر من ستة عشر صحابیا کما سبق غیر مرة فان حکمت الآن علی ذالک الحدیث بکونه متواترا و استدللت به علی کون الحسین رضی الله تعالی عنه مقطوعا لهما بالجنة کما هو الحق الحقیق بالقبول و کما کنت تقر بذالک سابقا فلا بذلک ان تحکم علی هذا الحدیث بالتواتر ایضاً وان لم تحکم علی ذلک بالتواتر و لا بالقطع ولا لم تحکم بکونهما مقطوعا لهما بالجنة فلاکلام لنا معک فقد خرجت عن مقام

الانصاف حتما تبصرۃ اخری۔

۳۔محدثین نے 16 صحابہ سے مروی حدیث ذیل الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ" کہ حسن وحسین رضی اللہ عنہما جنتی جوانوں کے سردار ہیں"۔ پر تواتر کا حکم لگایا ہے۔ خاتم المحدثین حافظ سیوطی رحمۃ اللہ نے اپنے رسالے "الاحادیث المتواترۃ" میں فرمایا حدیث مذکور متواتر ہے۔ امام سیوطی کے علاوہ اور محدثین نے بھی اس کے تواتر کو برقرار رکھا حتی کہ خود ہمارا مخالف مردود رسالے والا اس حدیث کو متواتر کہتا اور اس سے حسنین کریمین کے قطعی جنتی ہونے پر استدلال کرتا رہا ہے اور میں بھی اسی کا قائل ہوں۔ لیکن روایات مذکورہ کے حوالے سے اسے اور اس کے پیروں کاروں کو جواب یہ ہے کہ جیسے یہ حدیث سولہ صحابہ سے مروی ہے۔ ایسے ہی جناب صدیق کی حضرت علی پر افضلیت والی حدیث 16 اسے بھی زائد صحابہ سے مروی ہے تو اگر تم اس حدیث کے متواتر ہونے اور اس سے حسنین کریمین کے قطعی جنتی پر استدلال کروں (جیسا کہ یہی حق اور لائق قبولیت ہے) (جیسا کہ تم پہلے اس کا اقرار بھی کرتے تھے) تو تم پر لازم ہے کہ تفضیل ابی بکر والی حدیث کو بھی متواتر کہو اور اگر تم اس کو متواتر اور قطعی نہ کہو تو پھر حسنین کریمین کے قطعی جنتی ہونے کا کیوں قول کرتے ہو؟ اب ہم تم سے کوئی گفتگو نہ کریں گے کہ آپ تو یقینی طور پر مقام انصاف سے ہی نکل گئے۔

<u>اعتراض۔</u>

ان قیل ھذہ الاحادیث والآثار التی اوردتموھما فی ھذین القسمین لیست کلھا صحیحۃ الاسناد فلا یصح منک الاستدلال بھا علی نفس الافضلیۃ فضلا عن قطعیتھا۔

اگر یہ کہا جائے کہ دونوں قسموں میں آپ کے بیان کئے ہوئے تمام احادیث وآثار کی اسناد صحیح نہیں۔ لہذا آپ کا تو نفس افضلیت پہ استدلال کرنا صحیح نہیں چہ جائیکہ آپ قطعیت پر استدلال کرتے پھریں۔

جواب:۔

قلت الجواب عن هذا على وجوه ثلاثة۔

میں کہتا ہوں اس کے تین جواب ہیں۔

الاول : انه قد بلغت الصحاح والحسان منها مبلغا كثيرا يحصل به التواتر فعليها المدار في افادة القطعية وما ذكرت الباقية الا للتقوية والتائيد كما هو عمل الحافظ ابي عبد الله محمد بن اسمعيل البخاري في صحيحه في تائيد الصحاح بالمتابعات والشواهد الضعيفة۔

۱۔ بلاشبہ ان میں کئی صحیح اور حسن روایتیں اس درجہ کثرت کو پہنچی ہوئی ہیں کہ جس سے تواتر حاصل ہو جاتا ہے اور اثبات قطعیت میں انہیں حدیثوں پر دارمدار ہے رہی بقیہ روایتیں تو وہ ہم نے تقویت و تائید کے لئے ذکر کیں ہیں۔ جیسا کہ حافظ ابوعبداللہ محمد بن اسمعیل بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں احادیث صحیحہ کی تائید میں متابعات اور شواہد ضعیفہ ذکر کئے ہیں۔

الثاني : انها لما بلغت رتبة التواتر قد تقرر في علم الاصول انه لا يشترط في الحديث المتواتر صحة سنده ولا عدالة رواية بل ولا الاسلام قال في التلويح ان الاسلام وعدالة المخبر في الخبر المتواتر ليس بشرط حتى لو اخبر جمع كثير من الكفار للساكنين ببلدة بموت ملكهم حصل لنا اليقين انتهى ومثله في امداد الفتاح شرح نور الايضاح في كتاب الصوم ۲۔ جبکہ یہ روایتیں رتبہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں اور علم اصول میں یہ بات مقرر ہے کہ حدیث متواتر کی سند میں صحت دانش کے روایتوں میں عدالت بلکہ اسلام بھی شرط نہیں "تلویح" میں فرمایا خبر متواتر میں مخبر کا مسلمان اور عادل ہونا شرط نہیں یہاں تک کہ اگر اپنے بادشاہ کے ملک میں رہنے والے کثیر کفار کی جماعت نے کوئی خبر دی تو ہمیں اس سے یقین حاصل ہو جائے گا انتہی لہذا ان روایتوں پر کوئی اعتراض نہیں ہے اسی کی مثل

امداد الفتاح شرح نور الایضاح کتاب الصوم میں بھی مذکور ہے۔

الثالث:انه قد تقرر فی علوم الحدیث ان الحدیث الضعیف اذا کثرت طرقه قویت و بلغت درجة الحسن و ان الحدیث الحسن اذا کثرت طرقه قویت و بلغت درجة الصحة و نحن قد اکثرنا من الطرق للاحادیث الواردة فی الافضلیة نتقوی بعضها ببعض لا سیما و ان کثیرا منها صحاح وحسان فی ذاتها لا حاجة لها الی التقویة بغیرها بل بتقوی غیرها بها کما لا یخفی تبصرة اخری۔

۳۔علوم حدیث میں یہ بات طے شدہ ہے کہ جب حدیث ضعیف کی سندیں کثیر ہو جائیں تو وہ قوی ہو کر درجہ حسن کو پہنچ جاتی ہے اسی طرح سندیں کثیر بڑھ جائیں تو حدیث حسن درجہ صحت کو پالیتی ہے۔اور تحقیق ہم نے افضلیت سے متعلقہ حدیث کی کثیر سندیں بیان کی ہیں

جن میں بعض بعض سے تقویت پائیں گی۔بالخصوص یہ کہ کثیر حدیثیں تو صحیح اور حسن لذاتہ ہیں انہیں غیر سے مدد لینے کی حاجت نہیں بلکہ ان غیر ان سے مدد لے کر قوی ہو جائیں گی۔اور یہ کوئی پوشیدگی والی بات نہیں ہے۔تبصرۃ:۔

تبصرة:اعتراض۔

ان قیل ان ما ذکرت انت فی القسمین السابقین من الاحادیث والآثار لدالة علی الافضلیة بالترتیب المتعارف بین اهل السنة والجماعة تعد فیها بعضا من الاحادیث محکوما علیها بالوضع فلا تکون هی حجة فی شیء من الاحکام و غیرها فلا ینفک ایرادها۔

اگر یہ کہا جائے کہ دونوں قسموں کی مذکورہ روایتیں جو اہلسنت و جماعت کے ہاں معروف ترتیب افضلیت پر دلالت کرنے والی ہیں ہو سکتا ہے۔ان میں سے کسی پر حدیث موضوع ہونے کا حکم ہو تب تو یہ احکام وغیرہ کسی شے میں حجت ہی نہ رہیں گی لہذا انہیں بیان کرنے کا کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔

جواب۔

قلت لم اطلع انا علی کون شیء منها محکوما بالوضع فان اطلع احد علی کون طریق من هذه الطرق المذکورۃ فی القسمین موضوعا فلیستثن ذلک الطریق من جملۃ الطرق المذکورۃ بکثرتها جزاہ الله تعالی علی ذالک خیر الجزاء و اما کون بعض الطرق منها محکوما بضعفها فلا یضرنا ذلک اصلا لما قدمنا آنفا ان ضعف و عدم عدالۃ رواته لا یوجب خللا فی الحدیث المتواتر فارجع الیه ان شئت تبصرۃ اخری۔

میں کہتا ہوں میری اطلاع کے مطابق ان میں سے کسی بھی حدیث پہ موضوع ہونے کا حکم نہیں اگر کوئی شخص مذکورہ دونوں قسموں میں مذکورہ سندوں میں سے کسی سند کے موضوع ہونے پہ مطلع ہو تو وہ اس سند کو جملہ اسنادِ مذکورہ کثیرہ سے مستثنیٰ کر دے۔ اللہ اسے اس عمل پہ بہترین جزاء عطا فرمائے ہاں بعض سندوں پہ حکم ضعف ہمیں بالکل نقصان دہ نہیں کہ ہم بھی ابھی بیان کر چکے کہ حدیث متواتر کے راویوں میں ضعف اور عدم عدالت کچھ خلل پیدا نہیں کرتے۔ تبصرہ۔

اعتراض۔

ان قیل قد عارض هذه الاحادیث والآثار التی ذکرتموها فی هذین القسمین احادیث کثیرۃ واردۃ فی فضل سیدنا علی رضی الله تعالیٰ عنه فصح قول من قال بالتعارض والاتعارضا تساویا فلا ترجیح لاحد الجانبین علی الآخر۔

اگر یہ کہا جائے وہ حدیثیں اور آثار جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں وارد ہیں۔ وہ آپ کی مذکورہ روایتوں کے معارض ہیں لہٰذا قائل تعارض کا قول صحیح ہے اور جب یہ دونوں متعارض ہوں گی تو برابر ہوں گی اور جانبین میں سے کسی ایک کو دوسرے پہ کوئی ترجیح حاصل نہ ہوگی۔ ان روایتوں میں سے بعض یہ ہیں۔

منها قوله صلى الله عليه وسلم فى وقت خروجه الى غزوة تبوک حين استخلف عليا رضى الله تعالى عنه كانه على المدينة يا على رضى الله تعالى عنه اما ترضى ان تكون منى بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبى بعدى اخرجه الامام البخارى فى غزوة تبوک و مسلم فى باب فضائل سيدنا على رضى الله تعالى عنه عن سعد بن ابى وقاص رضى الله تعالى عنه۔

۱۔رسول اللہ کا وہ فرمان جسے امام بخاری رحمۃ اللہ نے باب فضائل سیدنا علی رضی اللہ عنہ میں غزوہ تبوک کے حوالے سے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ضمن میں روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوہ تبوک کو نکلے تو پیچھے اپنی جگہ پر جناب امیر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا اور فرمایا "اے علی! کیا آپ اس بات پر راضی نہیں کہ آپ کو مجھ سے وہی نسبت ہو جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ علیہما السلام سے تھی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔

ومنها قوله صلى الله عليه وسلم فى شان على رضى الله تعالى عنه فى غزوة خيبر سيفتح الله تعالى غدا على يد رجل يحب الله و رسوله ويحبه الله و رسوله اخرجه البخارى و مسلم عن سهل بن سعد وغيره۔

۲۔غزوہ خیبر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا کہ عنقریب اللہ تعالیٰ اس شخص کے ہاتھ پر فتح دے گا جو اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ و رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ اس کو بھی امام بخاری نے روایت کیا ہے اور امام مسلم نے بھی سہل بن سعد اور ان کے علاوہ سے روایت کیا۔ رحمہم اللہ۔

ومنها قوله صلى الله عليه وسلم فى شانه يوم غدير خم و هو ما اخرجه احمد فى المناقب عن البراء بن عازب رضى الله تعالى عنه قال كنا عند النبى صلى الله عليه وسلم فى سفر فنزلنا بغدير خم فنودى فيها الصلوٰة جامعة و كسح

لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحت شجرۃ فصلی الظہر و اخذ بیدی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقال: الستم تعلمون انی اولی بالمؤمنین من انفسھم قالوا بلی قال فاخذ بید علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ قال فلقیہ عمر بعد ذلک فقال ھنیئا لک یا ابن ابی طالب اصبحت و امسیت مولی کل مومن و مومنۃ فھذا الحدیث یدل علی ان المراد بالمولی ھھنا الاولی لیطابق مقدمۃ الحدیث۔

۳۔رسول اللہ ﷺ کا غدیر خم کے موقع پر وہ فرمان ہے جسے امام احمد نے مناقب میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کے ضمن میں روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے کہ ہم نے موضع غدیر خم پر پڑاؤ کیا پھر وہاں نداء ہوئی کہ نماز کی جماعت کھڑی ہونے کو ہے اور ایک درخت کے نیچے رسول اللہ ﷺ کے لئے مصلی بچھایا گیا آپ نے نماز ظہر ادا فرمائی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔اے لوگو! کیا تم جانتے نہیں کہ میں مومنوں کی جانوں کا ان سے زیادہ حقدار ہوں۔انہوں نے عرض کی کیوں نہیں پھر آپ نے مولی علی کا ہاتھ پکڑ کر اللہ کی بارگاہ میں عرض کی! اے اللہ! جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کا مولا ہے۔اے اللہ! علی کو دوست رکھنے والے کو اپنا دوست رکھ اور علی سے عداوت رکھنے والے کو اپنا عدو رکھ راوی نے فرمایا اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ملے اور کہا۔اے ابن ابی طالب! آپ کو مبارک ہو آپ کی تو ہر صبح اور ہر شام اس حال میں ہوتی ہے کہ آپ ہر مومن مرد وعورت کے مولی ہوتے ہیں۔یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہاں مولی سے مراد اولی ہے (زیادہ حقدار ہے) تاکہ یہ حدیث کے اول جزء کے مطابق ہو جائے۔

و منھا قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انت اخی فی الدنیا والآخرۃ اخرجہ الترمذی عن ابن عمر و قال حسن غریب و اوردہ البغوی فی

المصابیح فی الحسان۔
یہ رسول اللہ ﷺ کا وہ فرمان جسے امام ترمذی رحمۃ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور اس حدیث کو حسن غریب کہا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اے علی! آپ دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔ اس کو بغوی نے مصابیح فی الحسان میں بیان کیا ہے۔

جواب:۔

قلت الجواب عن جمیع ما ذکرت فی المعارضۃ علی وجھین اجمالی و تفصیلی اما الاجمالی فھو علی وجھین۔

مصنف فرماتے ہیں میں کہتا ہوں۔ آپ کے ذکر کیے ہوئے ان تمام معارضات کے جواب دو قسم پر ہے۔

۱۔ اجمالی۔ ۲۔ تفصیلی

الوجه الاول: ان جمیع ما ذکرت ھھنا بل و جمیع ما یوجد فی الکتب الاحادیث والآثار من فضائل علی رضی اللہ تعالیٰ عنه و مناقبه الصحیحة الثابتة فذلک کله من بیان الفضائل والمناقب لا من باب بیان الافضلیة اذ لم یرد فیھا لفظ یدل علی الافضلیة بصیغة افعل التفضیل و ما یؤدی مؤداھا اصلا کما ورد فی الاحادیث والآثار التی ذکرناھا فی ذینک القسمین فلا تتحقق المعارضة ھھنا قطعا ولا یشک احد من اھل الدین فی وفور فضائل علی رضی اللہ تعالیٰ عنه و کثرت مناقبه و خصائصه و کونه افضل من جمیع الصحابة بعد الخلفاء الثلاثة رضی اللہ تعالیٰ عنھم کما انه لا یشک لاحد منھم فی کثرة فضائل الخلفاء الثلاثة و وفور مناقبھم و خصائصھم انما تکون ھذه الاحادیث والآثار حجة وردا علی من ینکر فضائل علی رضی اللہ تعالیٰ عنه و

مناقبہ و خصائصہ اصلا کالخوارج الملحدین خذلھم اللہ تعالیٰ۔

اولاً اجمالی۔ پھر اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔

ا۔ یہ کہ جو کچھ آپ نے ذکر کیا اور اسی طرح وہ تمام صحیح ثابت روایتیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں وارد ہیں۔ ان سب کا تعلق فضائل و مناقب سے ہے نہ کہ باب افضلیت سے کیونکہ ان میں کوئی بھی ایسا لفظ اسم تفضیل یا اس کے قائم مقام کسی صیغہ سے وارد نہیں ہوا۔ جو افضلیت پر دلالت کرتا ہو۔ اس کے برخلاف ہم نے جو مذکورہ دونوں قسموں میں روایتیں ذکر کی ہیں۔ ان میں ایسے الفاظ موجود ہیں۔ تو یہاں تو قطعی طور پر معارضہ کا تحقق ہی نہیں ہوا۔ مزید یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وفور فضائل اور آپ کے مناقب و خصائص کے کثیر ہونے اور خلفائے ثلثہ کے بعد آپ کے سب صحابہ سے افضل ہونے میں کسی دین دار کو شک نہیں جیسا کہ خلفائے ثلثہ کے فضائل کی کثرت اور ان کے مناقب و خصائص کے توافر میں کسی کو شک نہیں لہذا یہ حدیثیں اور آثار تو اس شخص پر حجت بنیں گے اور اس کا رد کریں گے جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب و خصائص کا سرے ہی سے منکر ہے۔ جیسا کہ خوارج ملحدین اللہ ان کو رسوا کرے۔

الوجہ الثانی: ان ھذا الامام الاکمل و الھمام الاجل علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ الذی کان مخاطبا بھذہ الاحادیث و بنحوھا و مرادا و کان باب مدینۃ العلم و من افھم الناس لم یفھم من ھذہ الاحادیث الواردۃ فی فضلہ تفضیل نفسہ علی ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و قد ثبت عنہ قطعا انہ کان یفضلھما علی نفسہ و علی سائر الامۃ و کفی بہ قدوۃ فی ھذا الباب التفضیل و ھو اعلاء الصحابۃ الذین ھم اعلم الناس بمھر او کلام اللہ تعالیٰ و کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتفقوا کلھم او جمھورھم و ما شذ منھم الا قلیل ان صح شذوذہ علی ان افضل ھذہ الامۃ ابوبکر ثم عمر ثم

عثمان ثم علی رضی اللہ تعالیٰ عنهم و کفی بهم قدوۃ وما احسن ما قال حسان یذکر النبی صلی اللہ علیه وسلم وصاحبیه رضی اللہ تعالیٰ عنهما ثلثة برزوا بفضلهم ابصرهم دینا اذ انشروا فلیس من مؤمن له بصرا ینکر تفضیلهم اذا ذکروا تساووا فلا فرقة فی حیاتهم و اجتمعوا فی الممات اذا قبروا و الاجوبة عن هذا الاشکال متعددۃ لکن هذان الجوابان مغینان لمن نور اللہ قلبه بنور السنة۔

۲۔ یہ کہ یہ امام اکمل اور ھمام اجمل حضرت علی رضی اللہ عنہ جو ان روایات میں مخاطب اور مراد ہیں اور باب مدینۃ العلم اور سمجھدار زمانہ ہیں یہ اپنی فضیلت میں وارد حدیثوں سے شیخین پر اپنی افضلیت نہ سمجھ سکے بلکہ اس کے برخلاف یقینی طور پر ان سے ثابت ہے کہ حضرت شیخین کو خود پر اور ساری امت پر فضیلت دیا کرتے تھے لہذا ہمیں اس مسئلہ تفضیل میں ان کی پیشوائی کافی ہے۔ اسی طرح صحابہ جو لوگوں میں سے کلام الٰہی اور کلام رسول کی مراد کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ وہ سب یا ان کے جمہور (علاوہ ان چند کے جو ان سے علیحدہ ہیں۔ جبکہ ان کی یہ علیحدگی صحیح طور پر ثابت ہو جائے)۔ تو اسی پر متفق ہیں کہ اس امت میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت فاروق رضی اللہ عنہ ان کے بعد جناب ذوالنورین اور ان کے بعد مولائے کائنات ہیں۔ اور ہمیں ان کی اقتداء کافی ہے۔ حضرت حسان کے یہ اشعار کتنے اچھے ہیں جن میں وہ نبی اکرم اور آپ کے دونوں ساتھیوں صدیق و فاروق کا یوں ذکر کرتے ہیں۔" یہ تینوں ہستیاں اپنے فضل کے ساتھ ظاہر ہوئیں۔ جب دنیا میں پھیلے تو دین کو بڑی بصیرت سے چلایا وہ مومن نہیں جو صاحب بصیرت ہو کر ان کے ذکر کے وقت ان کی افضلیت کا انکار کرے۔ ان سرداروں کی زندگیوں میں کچھ فرق نہیں اور جب یہ قبر میں گئے تب بھی اکٹھے ہی رہے۔ اس اشکال کے اور بھی متعدد جوابات ہیں لیکن جس کے دل کو اللہ نے نور سنت سے منور کیا ہے اسے یہ دو جواب ہی بس ہیں۔

و اما التفضیلی فنقول اما الجواب من الحدیث الاول و هو حدیث المنزلۃ فهو ان هذا الحدیث و ان كان علی الرأس و العین لكونه حدیثا صحیحا فی حد ذاته لكنه لا یدل علی مدعی صاحب الرسالة المردودة القائل بان علیا رضی الله تعالیٰ عنه افضل الصحابة قاطبة بالفضل الكلی قطعا و لفظ القطع و ان لم یصرح به عند ذكره لهذا الحدیث لكنه ما صرح به فیما بعده حیث قال ان هذا الهدیث قطعی فی افادة الفضل ظنی و حیث خصوص العام و نحن نتكلم علی هذا الحدیث فی انواع ثلثة۔

الاول: انه لا یفید اثبات الافضلیة بالفضل الكلی لعلی رضی الله تعالیٰ عنه علی الخلفاء الثلاثة رضی الله تعالیٰ عنهم ولو علی سبیل الظن۔

الثانی: انه لا یفیده ما بطریق القطع۔

الثالث: انه لا یفید اولیته بالخلافة من الخلفاء الثلاثة كما توهمه الشیعة الشنیعة وهذا البیان الثالث استطردی و ان لم تكن هذه الرسالة موضوعة لبیان مسئلة الخلافة بل لبیان مسئلة الافضلیة۔

<u>دوم تفصیلی۔</u>

اب آئیے تفصیلی جواب کی طرف تو ہم کہتے ہیں کہ پہلی حدیث (حدیث منزلہ) اگر چہ کہ حدیث صحیح لذاتہ ہونے کی وجہ سے ہمارے سر آنکھوں پر ہے لیکن یہ صاحب رسالہ مردود کے مدعا پر دلیل نہیں بن سکتی کہ اس کا یہ دعویٰ ہے کہ حضرت علی تمام صحابہ سے کلی اور قطعی طور پر افضل ہیں اگر چہ اس نے اس حدیث کو ذکر کرتے ہوئے لفظ قطعیت کی صراحت نہیں کی لیکن بعد میں جہاں اس نے یہ کہا کہ یہ حدیث فضل کا فائدہ دینے میں قطعی اور عام سے خاص کرنے کی حیثیت سے ظنی ہے وہاں اس نے اس کی صراحت کی ہے۔ ہم اس حدیث پر تین طرح سے گفتگو کریں گے۔

۱۔ یہ حدیث خلفائے ثلثہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کلی کو ثابت نہیں کرتی اگرچہ ظنی طور پر کیوں نہ ہو۔

۲۔ یہ اس موقف کا کچھ بھی قطعی فائدہ نہیں دیتی۔

۳۔ یہ خلفائے ثلثہ کی نسبت حضرت علی کے زیادہ حقدار خلافت ہونے کا فائدہ بھی نہیں دیتی جیسا کہ شیعہ نے اس کا وہم کیا ہے۔ رسالہ ھذا اگرچہ کہ مسئلہ فضلیت کے موضوع پر ہے۔ معاملہ خلافت اس کا موضوع نہیں لیکن اس کو بھی یہاں وضاحت سے بیان کر دیا جائے گا۔

فاقول اما النوع الاول: فالوجوہ تسعة بل هي اثنی عشر وجها في الحقيقة كما تعرفه۔

تفصیل: نوع اول کی نو بلکہ درحقیقت بارہ ۱۲ وجوہ ہیں۔ جیسا کہ آپ ابھی انہیں جان جائیں گے۔

الوجه الاول: ان صاحب الرسالة المردودة ادعى افضلية على رضى الله تعالى عنه معللا بانه صلى الله عليه وسلم اثبت له كلما كان ثابتا لهارون سوى النبوة ومنه الافضلية فهذا القول منه قول باطل لا اصل له اذ هو مبنى على كون لفظ المنزلة بنفسه عاما ولم يقل به احد من علماء الاصول و الفروع ولم يأت له بشاهد يثبته ولا بدليل يؤيده فهو قول منحوت من عنده نفسه او ماخوذ من كلام الرفضة البطلة وقياسه اياه على لفظ المثل و كاف التشبيه الذى ذهب بعض اهل العلم الى عمومها بناء على تقارب معناه لهما قياس فاسد اذلا قياس فى اللغة و عن هذا لم يقل احد من القائلين بعموم لفظ المثل و كاف التشبيعه بالعموم فى كان التشبيه مع ان معناهما مقارب لهما و كم من فرقا بين من و عن الجارتين مع ان معناهما متقارب فاذا ثبت ان لفظ المنزلة ليس من الفاظ العموم لم يثبت العموم الذى ادعاه صاحب

الرسالة المردودة و بطل قوله من اصله بل كان هذا الكلام نظير قولنا زيد بمنزلة الاسد الا انه لا يفترس فان هذا القول يدل على ان زيدا مشابه للاسد في وصف الشجاعة فقط كما تقرر عند علماء البيان و غيرهم ولا يدل على العموم اعني على ان زيدا مشابه للاسد في كل وصف من اوصافه سوى الافتراس حتى في ان لزيد قوائم اربعا كالاسد و ان له ذنبا مثل ذنب الاسد و ان في فمه متحرا مثل متحرا الاسد و ان عليه شعرا مثل شعر الاسد الى غير ذالک من الوجوه و ورود صورت الانشاء في هذا القول الا يدل على كونه متصلا فكذا في حديث المذكور لان الاتصال فرع العموم وسيات الجواب عن ورود صورت الاستثناء بوجه آخر ايضا كما متعرفه۔

وجه (۱)۔اس مردود رسالے والے نے افضلیت علی کے دعویٰ کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے نبوت سے نیچے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے ہر درجہ فضلیت ثابت کیا ہے اور یہی افضلیت ہے۔اس کا یہ قول باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں کیونکہ اس کا مدار اس پر ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت علی کو جملہ مذکورہ کہ "میری نسبت تمہارا درجہ یہ ہے بالعموم فرمایا ہو۔حالانکہ علمائے اصول وفروع میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں۔پھر مدعی اس کو ثابت کرنے کے لئے گواہ بھی نہیں لایا ہے اور نہ ہی تقویت دینے کے لئے کوئی دلیل لایا ہے۔تو یہ قول اس کی اپنی اختراع ہے یا پھر باطل رافضیوں کے کلام سے لیا گیا ہے۔اور قربت معنی کی وجہ سے لفظ "منزلت" کو لفظ مثل اور کاف تشبیہ (کہ بعض اہل علم ان کی عمومیت کے قائل ہیں) پر قیاس کرنا قیاس فاسد ہے۔کہ لغت میں کوئی قیاس نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی نے لفظ مثل اور کاف تشبیہ کے مطلقاً ہر جگہ عام ہونے کا قول کیا ہے۔من جارہ اور عن جارہ کے درمیان کتنا فرق ہے اسے ہی دیکھ لیجئے حالانکہ معنی تو دونوں کا قریب قریب ہے۔(لیکن کوئی بھی انہیں ایک دوسرے پر قیاس نہیں کرتا) تو ثابت ہوگیا کہ جب "منزلۃ" الفاظ

عمومیت میں سے نہیں تو پھر یہ بھی ثابت ہو گیا کہ دعویٰ مذکور کسی کھاتے میں نہیں اور اس کا قول مذکور سرے سے ہی باطل ہے بلکہ یہ تو ہمارے اس قول کی نظیر ہو گا کہ ہم کہیں زید شیر کی طرح ہے بس چیر پھاڑ نہیں کرتا تو یہ قول اس پر دلیل ہے کہ زید شیر سے مشابہت صرف بہادری میں ہے جیسا کہ علمائے بیان وغیرھم کے نزدیک یہ بات ثابت ہے۔ اور یہ قول عمومیت پر دال نہیں یوں کہ سوا چیرنے پھاڑنے کے زید شیر کے ہر ہر وصف میں مشابہ ہو شیر کی طرح اس کی بھی چار ٹانگیں ہوں اس کی طرح اس کی بھی دم ہو اس کے منہ میں بھی اس کی طرح کا منخر ہو شیر کی مثل اس پر بھی بال ہوں اور دیگر اور چیزیں۔ رہا اس قول میں وردو استثناء تو وہ اتصال پھر دلیل نہیں ایسے ہی حدیث میں مذکور استثناء بھی اتصال پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ اتصال تو فرع ہے۔ جب عموم ہی نہیں تو اتصال کس طرح۔ عموم کی مزید اس صورتِ استثناء کا جواب آگے آئے گا۔

الوجه الثانی: انه لو استدل هو علی عموم لفظ المنزلة لا بنفسه بل بالنظر الی ان لفظ المنزلة اسم جنس اضیف فیعم من هذا الوجه۔

وجہ (۲) ۔ یہ کہ مخالف لفظ "منزلۃ" کی عمومیت پر استدلال اس نفسِ لفظ سے نہیں کرتا بلکہ اس اعتبار سے کرتا ہے کہ "منزلۃ" اسم جنس ہے جو دیگر منازل (مراتب) کی طرف بھی مضاف ہے لہذا یہ عام ہو گا۔

قلنا قد اجاب عنه الملا سعد التفتازانی فی شرح المقاصد بانا لا نسلم لفظ المنزلة المضاف المنازل کلها بل غایة الاسم المفرد المضاف الاطلاق و ربما یقال انه معهود معین کغلام زید انتهی۔

تو ہم کہتے ہیں کہ اس کا جواب ملا سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ نے شرح مقاصد میں یوں دیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ ہم تسلیم ہی نہیں کرتے کہ لفظ "منزلۃ" کی اضافت ونسبت "تمام مراتب کی طرف ہے بلکہ یہ اسم مفرد ہے، اور اسم مفرد مضاف (اضافت والا مفرد) زیادہ سے زیادہ مطلق ہوتا ہے اور بسا اوقات یہ بھی کہہ دیا جاتا ہے وہ معہود معین یعنی جانا پہچانا تعین شدہ ہے جیسے یہ کہنا زید کا غلام" انتھی۔

فعلی هذین الوجهین بطل استدلال صاحب الرسالة المردودة علی العموم من اصله اذ المطلق یصدق عن فرد ما فبطل قوله اثبت له کل ما کان ثابتا لهارون آه کما لا یخفی ولو سلم انه لیس بمطلق بل هو معرفة لاضافته الی المعرفة فقد قامت القرائن ههنا علی تعیینه ولا معهودیته وهو ان المراد بالمنزلة منزلة الاستخلاف فی غزوة تبوک علی المدینة ایام تبوک ومن المقرب فی الاصول ان الحمل علی المعهود المعین اقوی و اقدم من الحمل علی الاستغراق والعموم وان فرض قابلیة المحل للعموم خصوصا فیما نحن فیه لعدم قابلیة المحل للعموم فیه اصلا کما سیأتی بیانه وقال العلامة الاصفهانی فی شرح الطوالع لا نسلم ان اهل الجنس کلفظ المنزلة اذا عری عن موجبات التعریب ولفظ کل یعم بل هو من قبیل الاسماء المطلقة الصالحة لکل واحد علی سبیل البدل و الا لم یبق فرق بین المطلق والعام والظاهر ان معناه تشبیه علی رضی الله تعالی عنه بهارون فی الاخوة والقرابة انتهی۔

اب ان دونوں وجہوں پر مخالف کا استدلالِ عمومیت جڑ سے کٹ گیا کیونکہ مطلق تو کسی بھی فرد پر صادق آجاتا ہے۔ لہٰذا مخالف کا یہ کہنا کہ "حضور علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام والی تمام فضیلتیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لئے ثابت کی ہیں۔ باطل ہوگیا (اور یہ مخفی نہیں) اور اگر یہ بھی تسلیم کرلیا جائے کہ یہ مطلق نہیں بلکہ معرفہ کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے معرفہ ہے تب بھی اس کے معہود و متعین ہونے پر یہاں قرائن موجود ہیں اور وہ یہ کہ یہاں "منزلۃ" سے مراد غزوہ تبوک کے دنوں میں مدینہ پر رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ بننے کی منزلت ہے اور اصول میں یہ بات مقرر ہے کہ حکم کو معہود و معین پر محمول کرنا استغراق و عموم پر محمول کرنے سے مقدم ہے۔ اگرچہ محل کے لئے عموم کی قابلیت فرض کرلی جائے بالخصوص جس بحث میں ہم ہیں۔ اس میں تو استغراق و عموم پر حمل درست ہی نہیں کیونکہ اس میں محل

کے لئے عموم کی بالکل قابلیت نہیں ہے۔ مزید اس کا بیان آگے ائے گا۔ اور علامہ اصفہانی نے شرح الطوالع میں فرمایا کہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ اسم جنس عام ہوتا ہے (جیسا کہ لفظ منزلۃ) جبکہ اس کو اسباب تعریف سے خالی کر دیا جائے اور اسی طرح لفظ کل) بلکہ یہ اسمائے مطلقہ میں سے ہوتا ہے کہ بر سبیل بدلیت ہر فرد پر صادق آسکتا ہے ورگرنہ تو مطلق وعام کے درمیان کچھ فرق ہی باقی نہ رہے گا اور ظاہر ہے کہ یہاں پر نبی کریم علیہ السلام نے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ہارون علیہ السلام سے تشبیہ دی ہے وہ اخوت وقرابت میں ہے۔ انتہی۔

الوجه الثالث : انه لو استدل على العموم بدليل ورود الاستثناء المتصل الذي هو للاصل في باب الاستثناء . قلنا قد اجاب عنه السعد التفتازاني في شرحه على المقاصد بانه ليس الاستثناء المذكورة اخراجا لبعض افراد المنزلة بل منقطع بمعنى لكن على ما لا يخفى على اهل العربية فلا يدل على العموم كيف و من منازل هارون الاخوة في النسب ولم يثبت لعلي رضي الله تعالى عنه انتهى -

وجہ (۳)۔ اگر مخالف کی وجہ استدلال ورود استثنائے متصل ہو جو کہ باب استثناء میں اصل ہے تو ہم کہیں گے کہ اس کا جواب بھی علامہ تفتازانی رحمہ اللہ نے شرح مقاصد میں دے دیا ہے اور وہ یہ کہ استثنائے مذکورہ "منزلۃ" کے بعض افراد کو خارج کرنے کے لئے نہیں بلکہ یہ لکن کے معنی میں مستثنیٰ منقطع ہے اور یہ عمومیت پر دلالت نہیں کرتا جیسا کہ کسی عرب دان پر مخفی نہیں مزید یہ کہ یہاں عمومیت مراد لینا کیونکر ممکن ہے کہ جناب ہارون علیہ السلام کے مراتب میں تو نسبی اخوت بھی ہے اور مولائے کائنات کے لئے تو یہی وہ ہے ہی نہیں انتہی۔

الوجه الرابع : انهم لو استدلوا بان لفظ المنزلة يعم المنازل كلها فنقول انه لو كان لفظ المنزلة يعم المنازل كلها لكان استخلاف علي رضي الله تعالى عنه

مشابہا لاستخلاف ھارون من کل وجہ ولیس کذلک فقد ثبت ان استخلاف علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی المدینۃ فی غزوۃ تبوک لم یکن علی عسکر من المسلمین بل علی النساء والصبیان اذ کل من کان قادرا علی الخروج من الرجال من المؤمنین لم یتخلف عنہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ھذہ الغزوۃ حتی قیل ان قد اجتمع معہ فی ھذہ الغزوۃ ثلثون الفا وقیل سبعون الفاً ولم یبق بالمدینۃ من الرجال المؤمنین الا عاص او معذورۃ لھذا جعل علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یبکی و یقول استخلفنی فی النساء والصبیان کما رواہ مسلم فی صحیحہ بخلاف استخلاف ھارون فانہ کان علی جمیع عسکرہ موسی ولم یخرج موسی معہ الی الطور من تمام عسکرۃ الذی ھو قدر ستمائۃ الف الا سبعین رجلا کما صرح بہ فی الکتاب العزیز فعلم ان لفظ المنزلۃ لا دلالۃ لہ علی العموم اصلا۔

وجہ (۴)۔ اگر مخالف یہ استدلال کرے کہ لفظ ''منزلہ'' ہی تمام مراتب کو شامل ہے تو ہم کہیں گے اگر لفظ ''منزلہ'' تمام مراتب کو شامل ہو تو حضرت علی کو خلیفہ بنانا من کل الوجوہ (کلی طور پر) حضرت ہارون کو خلیفہ بنانے کی طرح ہوگا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ یہ بات ثابت ہے کہ حضرت علی غزوہ تبوک کے دنوں میں مدینہ میں مسلمانوں کے لشکر پر نہیں بلکہ مسلمان عورتوں اور بچوں پر خلیفہ بنائے گئے تھے اور اس غزوہ میں جو بھی مسلمان مرد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ کے لئے جانے پر قادر تھا وہ چلا گیا تھا پیچھے نہ رہا تھا۔ یہاں تک کہا گیا ہے کہ 30000 تیس ہزار افراد حضور علیہ السلام کے ساتھ گئے اور ستر ہزار کا قول بھی کیا گیا ہے۔ مومن مردوں میں سے مدینہ میں صرف معذور، یا عاصی افراد ہی رہے تھے اور کوئی نہ تھا جبھی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ رو دیے تھے اور کہا تھا کہ مجھے حضور علیہ السلام نے عورتوں اور بچوں میں خلیفہ بنا دیا ہے۔ جیسا کہ امام مسلم رحمۃ اللہ نے اسے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ یہ تو تھا

استخلاف علی اب ذرا حضرت ہارون علیہ السلام کا خلیفہ بننا بھی دیکھیے۔ آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کل لشکر پر خلیفہ تھے اور موسیٰ علیہ السلام اپنے چھ لاکھ کے لشکر میں سے صرف 70 ہزار افراد کو اپنے ساتھ کو ہ طور پر لے کر گئے تھے جیسا کہ کتاب عزیز قرآن مجید میں اس کی صراحت موجود ہے۔ دونوں میں کس قدر فرق ہے پتہ چلا کہ لفظ "منزلۃ" کی عمومیت پر کچھ بھی دلالت نہیں ہے۔

الوجه الخامس : بان قول صاحب الرسالة المردودة و مما كان ثابتا لهارون عليه السلام من المنازل انه كان افضل من مع موسى عليه السلام من اصحابه فضلا كليا و اكثرهم ثوابا عند الله من كل وجه۔

وجہ (۵) ۔مخالف کا یہ کہنا ہے کہ سیدنا ہارون علیہ السلام کے فضائل میں سے یہ بھی تھا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تمام اصحاب سے کلی طور پر افضل اور اللہ کے ہاں ان میں من کل الوجوہ سب سے زیادہ ثواب والے تھے۔

قلنا هذا الكلام ممنوع لان الظاهر من كلامه انه ان اراد بالفضل العلى معنى العموم و ان هارون ازيد من اصحاب موسى و جميع امته فى كل فرد فرد من الفضائل فهذا غير صحيح فى حق هارون اصلاً فلا يصح فى حق على رضى الله تعالى عنه حتما اذ قد يحصل لبعض افراد الامة بعض الفضائل التى لا توجد فى النبى كمرتبة الشهادة مثلا الموجودة فى بعضهم لم توجد فى هارون عليه السلام و ان اراد بالفضل الكلى الفضلية المطلقة المراد بها الفرد الكامل اعنى اكثرية الثواب عند الله بالنسبة الى جميع تلك الامة فهو لم يثبت فى حق هارون عليه السلام بسبب هذا الحديث بل بسبب كونه نبيا رسولا والرسول افضل من غير الرسول بهذه الفضيلة ولكن لم توجد وصف النبوة و الرسالة فى على رضى الله تعالى عنه فكيف يثبت له الفضل الكلى بهذا

المعنی علی جمیع الامۃ مع عدم ثبوت ھذا الوصف لہ و ان کان ھو افضل الامۃ بعد الخلفاء الثلاثۃ بشھادۃ سائر الاحادیث التی اوردناھا فی القسمین السابقین ولاکلام فیہ۔

ہم کہتے ہے کہ کلام ممنوع ہے کیونکہ اگر تو اس نے یہاں عموی معنی کے ساتھ فضیلت کلی مراد لی ہے یوں کہ حضرت ہارون جناب موسی علیہما السلام کے تمام اصحاب اور ان کی ساری امت سے ہر ہر فضیلت میں زائد ہوں تو ان کے حق میں بالکل یہ صحیح نہیں لہذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں بھی یقینا ایسا استدلال صحیح نہیں کیونکہ بعض امیتوں کے نصیبے میں کوئی ایسی فضیلت بھی ہو سکتی ہے جو نبی کے حق میں نہ پائی جائے۔مثال کے طور پر مرتبہ شہادت ہے کہ بعض امتیوں کے حق میں تو موجود تھا لیکن جناب ہارون علیہ السلام کے حق میں نہیں تھا۔اور اگر اس نے فضیلت کلی سے فضیلت مطلقہ کا ارادہ کیا ہے کہ جس فرد کامل (یعنی یہ کہ بنسبت دیگر ساری امت کے جناب ہارون علیہ السلام کا ثواب اللہ کے ہاں سب سے زیادہ ہے) مراد ہے تو یہ فرد کامل (اکثریت ثواب) حضرت ہارون کے حق میں اس حدیث کے سبب سے نہیں بلکہ ان کے نبی مرسل ہونے کی وجہ سے ثابت ہے اور رسول اس فضیلت کی وجہ سے غیر رسول سے افضل ہوتا ہے لیکن حضرت علی کے حق میں تو نبوت و رسالت کے اوصاف نہیں پائے جاتے تو پھر کیسے ممکن ہے کہ اس اعتبار سے تمام امت پر ان کی افضلیت ثابت ہو جائے حالانکہ یہ وصف ان کے لئے ثابت ہی نہیں اگرچہ کہ وہ خلفاء ثلثہ کے بعد دیگر ساری امت سے افضل ہیں جس پر ہماری ذکر کی ہوئی حدیثیں گواہ ہیں اور اس میں کوئی کلام بھی نہیں ہے۔

الوجہ السادس: انا لو تنزلنا و سلمنا العموم فی المنازل فلا شک انہ یصیر مخصوصا معینا بمعونۃ المقام اذ المقام استخلاف علی رضی اللہ تعالی عنہ علی المدینۃ خاصۃ فی ایام تبوک بدلیل سیاق الحدیث فعن سعد بن ابی قاص رضی اللہ تعالی عنہ قال خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ابن

ابي طالب رضي الله تعالى عنه في غزوة تبوك فقال يا رسول الله اتخلفني في النساء والصبيان قال اما ترضى ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى۔ اخرجه مسلم وفي رواية عن سعد ايضاً خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم في غزوة تبوك عليا رضي الله تعالى عنه على اهله و امره بالاقامة فيهم فارجف المنافقون على علي رضي الله تعالى عنه و قالوا ما خلفه الا استثقالا قال فاخذ علي رضي الله تعالى عنه سلاحه ثم خرج حتى الى رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو نازل بالجرف فقال يا نبي الله زعم المنافقون انك خلفته لانك استثقلتني وتجبعت مني فقال كذبوا ولكني خلفتك لما تركت ورائي فاجع فاخلفني في اهلي و اهلك فلا ترضى ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى فقد ظهر من سياق هذين الحديثين وغيرهما ان استخلاف علي رضي الله تعالى عنه كان على المدينة خاصة في ايام تبوك فكان نصا صريحاً في ان المراد بالعام ههنا هذا الفرد الخاص فلم يكن شاملاً لمادة الافضلية قطعا كما توهمه صاحب الرسالة المردودة غلطا فبطل قوله واستدلاله حتماً وجزما۔

وهذا الذي ذكرناه بالنظر الى نفي دلالة هذا الحديث على الافضلية و اما بالنظر الى عدم دلالته على اولية الخلافة له بعد النبي صلى الله عليه وسلم فنقول يدل على ذلك سياق الحديث كما ذكرنا و يدل عليه ايضاً تشبيه صلى الله عليه وسلم له بهارون في استخلاف موسى اياه عليهما السلام حين ذهب الى الطور فانه لما رجع موسى الى قومه انتهى امر الاستخلاف بالرجوع و رجع هارون الى حالته الاولى فكذالك علي رضي الله تعالى عنه كان خليفة له صلى الله عليه وسلم على اهل المدينة ايام اشتغاله بتبوك فلما رجع منه انتهى

امر الاستخلاف ورجع علی رضی الله تعالیٰ عنه الی حالته الاصلیة لما عرف ان نفاذ امر النائب ینتهی الی حضور المنوب منه۔

فكان معنى الحديث انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ فی امر الخلافة علی المدینة فی ایام تبوک وقد وقع مثل هذا الاستخلاف عنه صلی الله علیه وسلم مرات کثیرة فی غزوات عدیدة و عمرات متعددة فانه کلما کان یخرج الی غزوة او حج او عمرة کان یستخلف واحد من اصحابه علی المدینة صیانة لاهلها عن الخلل و شر الاعداء فاستخلف فی بعضها زید بن حارثة و فی بعضها ابن ام مکتوم وفی بعضها غیرهما وقد استخلف علی المدینة حین ذهابه الی غزوة بدرا بالبابة بن عبد المنذر و غزوة بنی المصطلق اباذر الغفاری و غزوة ذی امر عثمان بن عفان رضی الله تعالیٰ عنه و غزوة قینقاع بشر بن المنذر وفی سائر خرجاته غیرهم بل انه صلی الله علیه وسلم فی ایام حجة الوداع الذی هو آخر خرجاته کلها ومتاخر عن غزوة تبوک قد استخلف علی المدینة صحابیا غیر علی رضی الله تعالیٰ عنه وهو ابو دجانة الساعدی الانصاری الخزرجی و اسمه سماک بن خرشبة وهو مشهود بکینة وقد کان رسول الله صلی الله علیه وسلم ارسل علیا رضی الله تعالیٰ عنه قبیل حجة الوداع علی الیمن بل قد قال الشامی فی سیرته انه صلی الله علیه وسلم استخلف ابن ام مکتوم علی المدینة فی خرجاته ثلثة عشر مرة انتهی . وکان هذا الاستخلاف یدل علی الخلافة البعدیة فضلا عن اولیتها لکان کلهم بتحقق ذالک لا سیما ابن اما مکتوم الذی استخلفه ثلثة عشر مرة و لا سیما ولا سیما ابو دجانة الذی استخلفه فی آخر خرجاته والتالی باطل فالمقدم مثله ۔

وجہ (٦)۔ اگر ہم بر سبیل تنزل مان بھی لیں کہ یہاں عموم مراتب ہے۔ تب بھی اس میں شک نہیں کہ دلالت مقام کی وجہ سے یہ مخصوص و معین ہو بھی جائے گا کیونکہ مقام یہاں یہ ہے کہ خاص تبوک کے دنوں میں جناب امیر کو مدینہ پر خلیفہ بنایا گیا ہے۔ اس پر دلیل اس حدیث کا سباق ہے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر جناب علی کو اپنے پیچھے مدینہ کا خلیفہ بنایا تو انہوں نے عرض کی آقا! کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں خلیفہ بنا کر جا رہے ہیں۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا علی! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہیں مجھ سے وہ نسبت ہو جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔ علیہما السلام و رضی اللہ عنہ اس کو امام مسلم نے روایت کیا ہے اور ایک روایت میں یہ بھی ہے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب غزوہ تبوک کے موقع پر حضور علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے اہل پر خلیفہ بنایا اور ان کی دیکھ بھال کرنے کا حکم دیا تو منافقین جناب علی پر بہتان باندھنے لگے کہ حضور نے انہیں بوجھ سمجھتے ہوئے مدینہ کا خلیفہ بنا دیا ہے۔ سعد فرماتے ہیں حضرت علی نے اپنے ہتھیار لئے اور یہاں تک کہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ علیہ السلام اس وقت مقام "جُرف" میں تشریف فرما تھے حضرت علی نے عرض کی اے اللہ کے نبی! منافقین تو یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے مجھے بوجھ سمجھ کر اور مجھ سے تنگ آ کر خلیفہ بنا دیا ہے فرمایا انہوں نے جھوٹ کہا میں نے تو تمہیں اپنے پیچھے والوں کے لئے خلیفہ بنایا ہے جاؤ اور میرے اور اپنے اہل میں میری نیابت ادا کرو کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہو جو ھارون کو موسیٰ سے تھی (علیہما السلام و رضی اللہ عنہ)۔

ان دونوں اور اس طرح کی دیگر حدیثوں کے سباق سے واضح ہو گیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مدینہ پر خلیفہ بننا خاص تبوک کے دنوں میں تھا۔ اور یہ اس حوالے سے نص صریح ہے کہ یہاں پر عام سے مراد یہ فرد خاص ہے تو قطعی طور پر یہ مادہ افضلیت کو شامل نہ ہو گی۔ جیسا کہ اس مردود رسالے والے کو غلطی لگی اور وہم ہوا ہے لہذا اس کا قول و استدلال حتمایقینا باطل ہے۔

یہ جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اس اعتبار سے ہے کہ اس حدیث کی افضلیت پر دلالت نہیں رہا۔ موقف کہ اس حدیث سے جناب علی کا بعد رسول اللہ ﷺ کے سب سے بڑھ کر حقدار خلافت ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا۔ تو سنیے ہم اس کی تفصیل میں کہتے ہیں کہ اس پر سیاق حدیث دلالت کرتا ہے (جیسا کہ ہم ذکر کر چکے) اور اس پر مزید دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جناب علی کو جناب ہارون علیہ السلام سے تشبیہ دی ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے تو پیچھے انہیں خلیفہ بنا کر گئے تھے لیکن جب واپس اپنی قوم کی طرف آئے تو لوٹنے کی وجہ سے وہ نیابت ختم ہوگئی اور حضرت ہارون اپنی پہلی ہی حالت پر آگئے ایسے ہی حضرت علی حضور علیہ السلام کے پیچھے آپ کے غزوہ تبوک میں مشغول ہونے کے دنوں میں اہل مدینہ پر خلیفہ تھے پھر جب حضور واپس آئے تو نیابت ختم ہوگئی اور حضرت علی اپنی حالت اصلیہ پر لوٹ آئے کہ ابھی ابھی معلوم ہو چکا کہ اصل کے لوٹنے پر نائب کے حکم کا نفاذ ختم ہو جاتا ہے۔

اب اس حدیث انت منی بمنزلة هارون من موسی' کا معنی یہ ہوگا کہ مدینہ پر نائب بننے کا معاملہ صرف ایام تبوک میں تھا۔ اور بلا شبہ اس طرح تو حضور علیہ السلام نے متعدد غزوات اور متعدد عمروں میں بہت دفعہ کئی صحابہ کو خلیفہ بنایا ہے۔ آپ علیہ السلام جب بھی کسی غزوے و حج یا عمرے کو جاتے تو اپنے کسی صحابہ کو مدینہ پر خلیفہ بنا دیتے تا کہ اہل مدینہ کا کوئی معاملہ وغیرہ بگڑنے اور دشمن کے شر سے حفاظت کا سامان ہو۔ بسا اوقات آپ علیہ السلام نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا اسی طرح بعض دفعہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو نیابت دی اور بعض اوقات ان کے علاوہ اور صاحب بھی حضور علیہ السلام کے خلیفہ بنتے رہے کہ جب آپ علیہ السلام غزوہ بدر کو گئے تو حضرت ابولبابہ بن عبد المنذرؓ کو اور غزوہ بنی مصطلق کو جاتے ہوئے حضرت ابوذر غفاریؓ کو اسی طرح غزوہ ذی امر کو تشریف لے جاتے ہوئے حضرت عثمان بن عفانؓ اور غزوہ قینقاع کے موقع پر حضرت بشر بن منذرؓ کو خلیفہ بنایا رضی اللہ عنھم۔ اسی طرح اپنے دیگر اسفار میں ان کے علاوہ کو بھی خلیفہ بنایا۔ حضور علیہ السلام نے پھر سفر کے موقع پر کسی نہ کسی کو خلیفہ بنایا بلکہ حجۃ الوداع جو آپ کا سب سے آخری اور غزوہ تبوک کے بھی بعد کا

سفر تھا اس وقت آپ نے جناب علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ ایک اور صحابی حضرت ابو دجانہ ساعدی انصاری خزرجی کسی سماک بن خرشہ جو اپنی کنیت سے مشہور ہیں انہیں مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ حجۃ الوداع سے کچھ پہلے حضور علیہ السلام نے جناب امیر کو یمن کا خلیفہ بنا کر روانہ کر دیا تھا۔ شامی نے اپنی "سیرت" میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تیرہ ۱۳ مرتبہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنے سفروں میں پیچھے خلیفہ بنایا ہے۔ انتہی۔ اب اگر یہ خلیفہ بنانے کا عمل خلافت اولیت پر دلالت کرتا تو کجا خلافت بعدیت پر بھی دلالت کرتا ہوتا تو یہ سب خلفائے مصطفیٰ اس کے مستحق ہو چکے ہوتے بالخصوص ابن ام مکتوم ؓ کہ حضور علیہ السلام نے انہیں تیرہ ۱۳ مرتبہ اپنا خلیفہ بنایا اور بالخصوص حضرت ابو رجانہ کہ حضور علیہ السلام نے اپنے سب سے آخری سفر میں انہیں نائب بنایا تھا۔ جب تالی باطل ہے تو مقدم بھی باطل ہے۔

اعتراض۔

ان قیل یشکل ھذا الجواب بما تقرر فی علم الاصول ان العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص لسبب۔

اگر اس جواب پر یہ اشکال کیا جائے کہ علم اصول میں یہ طے ہے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے خصوص سبب کا نہیں ہوتا (اور یہاں اس کے برخلاف ہے)۔

جواب۔

قلنا قد افدناک فی الوجوہ الثلاثۃ.

الاول : ان لفظ المنزلۃ لاعموم فیہ اصلا ولو تنزلنا وسلمانا فیہ العموم فظاہر ان المقرر عنہ الشافعیۃ عکس ھذہ القاعدۃ وھو ان العبرۃ لخصوص السبب لالعموم اللفظ کما اذا اشتری شیئا بالدراھم المطلقۃ فانہ یتصرف الی الدراھم المعروفۃ فی نقد ذالک البلاء و کما اذا قال احد بغیرۃ تعال تغد

معی فقال ان تغدیت فعبدی حر ولم یقل معک فان الحلف ینصرف الی التغدی معه فی ذالک الوقت لا الی تغدی مع غیرہ ولا الی تغدی معه فی وقت آخر وکما اذا قال احد لغیرہ اتغتسل اللیلة عن جنابة فقال ان اغتسلت فعبدی حر ولم یقل اللیلة ولا عن جنابة فانه ینصرف الی الاغتسال فی هذه اللیلة عن جنابة حتی لو اغتسل فی غیر تلک اللیلة او فی تلک اللیلة لا عن جنابة فانه لا یحنث وهذا لان دلالة الحال صارت مخصصة للجواب بالسئوال السابق کذا فی فصول البدائع الشمس القناری والتحریر لابن الهمام وغیرهما من کتب الاصول والفروع فکذا فیما نحن فیه لما قال النبی صلی الله علیه وسلم لعلی رضی الله تعالیٰ عنه خلفتک علی المدینة فی غزوۃ تبوک و استعصب علی رضی الله تعالیٰ عنه التخلف عن مصاحبته صلی الله علیه وسلم فقال اتخلفنی فی النساء والصبیان فقال النبی صلی الله علیه وسلم اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی فقد دلت حال هذا الکلام وحال المتکلم من الجانبین علی ان تشبیه بهارون مخصوص بهذا الامر الخاص اعنی استخلافه علی المدینة فی ایام تبوک ولا یسری الی غیر المدینة ولا الی غیر ایام تبوک ولو فی حیاته صلی الله علیه وسلم فضلا عما بعد وفاته کما ان استخلاف هارون کان مخصوصا بکونه علی بنی اسرائیل ایام ذهاب موسی الی الطور ولا یسری الی غیر بنی اسرائیل ولا الی غیر ایام ذهابه الی الطور ولو فی حیاۃ موسی علیه السلام فضلا عما بعد وفاته وذالک کله اظهر من ان یخفی۔

تو ہم کہیں گے کہ ہم پہلی تین وجوہ میں یہ ثابت کر آئے ہیں۔

نمبر ا۔ کہ لفظ منزلۃ میں یہاں اصلاً عموم ہے ہی نہیں چلو اگر ہم اس میں عموم مان بھی لیں تب بھی ظاہر

ہے کہ شوافع کے نزدیک تو اس قاعدے کا برعکس معتبر ہے یعنی ان کے نزدیک اعتبار خصوص سبب کا ہے عموم لفظ کا نہیں ہے۔ لہٰذا ان پر تو اس سے کوئی اشکال ہے ہی نہیں، رہے احناف تو وہ اگرچہ اس قاعدے کے قائل ہیں لیکن تین مقامات ایسے ہیں جن کا وہ اس سے استثناء کرتے ہیں۔

ان میں سے پہلا یہ ہے کہ جب تخصیص پر حال و مقام کی دلالت و قرینہ موجود ہو تو وہاں مخصوص سبب کا اعتبار ہوتا ہے عموم لفظ کا نہیں ہوتا۔ جیسا کہ کسی نے کوئی شے مطلق دراھم کے بدلے خریدی تو یہاں وہی درھم مراد ہوں گے جو اس شہر کی معروف نقدی ہے۔ اسی طرح جب ایک نے دوسرے کو کہا آؤ میرے ساتھ دن کا کھانا کھاؤ اس نے آگے سے کہا اگر میں کھانا کھاؤں تو میرا غلام آزاد۔ اب اس نے یہ نہیں کہا کہ تمہارے ساتھ کھانا کھاؤں تو غلام آزاد لیکن اس کے باوجود کھانا کھانے کی صورت میں غلام آزاد ہو جائے گا کیونکہ یہاں یہ حلف اسی کے ساتھ اسی وقت میں کھانا کھانے کیطرف لوٹے گا کسی اور وقت یا کسی اور شخص کے ساتھ کھانا کھانا یہاں مراد نہیں ہوگا۔ اسی طرح ایک نے دوسرے سے کہا کیا تم آج رات جنابت کا غسل کرو گے۔ اس نے کہا اگر میں غسل کروں تو میرا غلام آزاد۔ اب یہاں بھی اس نے آج رات اور جنابت سے غسل کرنے کا نہیں کہا لیکن اس کے باوجود غسل کرنے کی صورت میں غلام آزاد ہو جائے گا کیونکہ یہاں خاص اسی رات میں غسل جنابت مراد ہے۔ یہانتک اگر اس نے کسی اور رات میں یا اسی رات میں بغیر جنابت کے غسل کیا تو اس کی قسم نہ ٹوٹے گی وجہ اس کی یہ ہے کہ یہاں دلالت حال بطور قرینہ صارفہ موجود ہے۔ جو جواب کو سوال سابق ہی کے ساتھ خاص کر رہی ہے۔ جیسا کہ شمس الدین الفناری کی فصول البدائع اور ابن ھمام رحمۃ اللہ کی التحریر اور ان کے علاوہ دیگر کتب اصول و فروع میں موجود ہے۔ اسی طرح جو ہماری بحث ہے اس میں بھی جب نبی مکرم ﷺ نے مولائے کائنات سے فرمایا کہ میں نے غزوہ تبوک جانے کے لئے آپ کو مدینہ کا خلیفہ بنایا ہے اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام کی رفاقت و معیت سے پیچھے رہنا دشوار لگا تو عرض کی آقا! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں خلیفہ بنائے جا رہے ہیں۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا علی! کیا آپ اس بات پر

انی نہیں کہ آپ کو مجھ سے وہی نسبت ہو جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ تو یہاں پہ کلام اور ہر دو متکلم کی حالت اس پہ دلالت کر رہی ہے کہ جناب امیر کی تشبیہ حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ خاص اس معاملے میں تھی کہ غزوہ تبوک کے ایام میں آپ کو مدینہ پہ خلیفہ بنایا گیا ہے مزید دیگر ایام کہ تبوک کے علاوہ ہوں یا کوئی اور شہر کہ علاوہ مدینے کے ہوں اس کو یہ تشبیہ تو حیات جان کائنات ﷺ میں بھی شامل نہیں چہ جائیکہ آپ علیہ السلام کی رحلت ظاہری کے بعد اسے ثابت کیا جائے۔ جیسا کہ حضرت ہارون علیہ السلام کی خلافت بنی اسرائیل کے ساتھ خاص تھی اور وہ بھی تب جب موسیٰ علیہ السلام سوئے طور تشریف لے گئے۔ اس کے علاوہ اور کسی قوم یا اور دنوں کو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں بھی شامل نہیں چہ جائیکہ آپ علیہ السلام کی وفات کے بعد ثابت ہو اور یہ سب باتیں کوئی چھپنے کی نہیں بلکہ بہت واضح ہیں۔

الثانی: ما اذا کان السبب المذکور فی السؤال مؤثرا فی الجواب فانه یستثنی من هذه القاعدة اعنی قولهم العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب عند الحنفیة ما وغیرهم کما افاده العلامة شمس الدین الفناری فی فصول البدائع ولا شک ان فیما نحن فیه کذالک اذ عدم رضاء علی رضی الله تعالیٰ عنه بعد تخلیفه صلی الله علیه وسلم ایاه و استصعابه التخلف عن مصاحبته له ایام غزوة تبوک سبب مؤثر فی قوله صلی الله علیه وسلم له بعده انت منی بمنزلة هارون من موسی فلا ریب انه تخصیص بهذا السبب بلا خلاف۔

نمبر ۲۔ یہ کہ جب سوال میں مذکور سبب جواب میں موثر ہوگا تو ایسا جملہ مذکورہ قاعدہ کہ بعض حنفیہ اور دیگر کے نزدیک ہے کہ اعتبار خصوص سبب کا نہیں عموم لفظ کا ہوتا ہے۔ مستثنیٰ ہو جائے گا۔ جیسا کہ مولانا شمس الدین فناری نے "فصول البدائع" میں یہ بات بیان فرمائی ہے اور کوئی شک نہیں کہ ہم بھی ایسے ہی مسئلے پہ کلام کر رہے ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا چکے اس کے باوجود وہ

ایام تبوک میں رسول اللہ ﷺ کی صحبت نہ ملنے پر درد و دشواری محسوس کر رہے ہیں تو یہی سبب ہے کہ حضور علیہ السلام نے پھر ان کی تسکین قلبی کے لئے فرمایا علی! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہو جو جناب ہارون کو حضرت موسیٰ علیہما السلام سے تھی۔ تو بلا اختلاف کوئی شک نہ رہا کہ حضور علیہ السلام کا یہ فرمان سبب مذکور کے ساتھ خاص ہے۔

الثالث: ما اذا کان السبب المذکور فی السؤال مؤثرا فی الجواب فانہ یستثنی من ھذہ القاعدۃ اعنی قولھم العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب عند الحنفیۃ ما وغیرھم کما افادہ العلامۃ شمس الدین القتاری فی فصول البدائع ولا شک ان فیما نحن فیہ کذالک اذ عدم رضاء علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد تخلیفہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاہ و استصعابہ التخلف عن مصاحبتہ لہ ایام غزوۃ تبوک سبب مؤثر فی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لہ بعدہ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ فلا ریب انہ تخصیص بھذا السبب بلا خلاف۔

نمبر ۳۔ یہ کہ علامہ شمس الدین قتاری رحمۃ اللہ نے اپنی بدائع میں یہ بات بھی بیان فرمائی ہے کہ جب کوئی جواب اپنے ما قبل سوال کا جزو واقع ہو تو وہ جواب غیر مستقل ہوتا ہے اور بلا خوف اپنے ما قبل سبب خاص کے تابع ہوتا ہے۔ جیسے وہ جواب جو "فا" جزائیہ سے ملا ہوا ہو مثلاً کہا جاتا ہے **ما حال من واقع فی نہار رمضان عامدا افیقال فلیکفر**۔ اس شخص کا کیا حکم ہے جس نے رمضان کے دنوں میں جان بوجھ کر اپنی بیوی سے قربت کی۔ تو کہا جائے گا وہ کفارہ ادا کرے۔ اسی طرح زنی ماعز نے زنا کیا تو انہیں رجم کیا گیا" سھی فسجد وہ بھول گیا تو اس نے سجدہ سہو کیا ان کا کلام ختم ہوا۔

ومعلوم ان فیما نحن فیہ کذالک اذ وقع الجواب جزاء السوال السابق معہ کانہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ لما استصعب انت تخلفک عن مصاحبتی

اعطیتک هذه الموتية الكاملة الذي هو قيامك مقامي كقيام هارون مقام موسى و ذكر الفاء تمثيل و الا فالمدار على الشرط والجزاء دون الفاء مع ان الفاء موجودة ايضاً في رواية ابن اسحق المتقدم ذكرها في قوله صلى الله عليه وسلم فاخلفني في اهلي واهلك

مصنف فرماتے ہیں۔ ہماری گفتگو بھی اسی موضوع کی ہے کیونکہ یہاں پر بھی جواب سوال مذکور کی جزا واقع ہوا ہے وہ یوں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا "جب آپ کو مجھ سے پیچھے رہ جانے کی وجہ سے مشکل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے تو جاؤ میں نے آپ کو یہ مرتبہ کاملہ دیا کہ (ان دنوں میں) آپ کا قیام میرے ہی مقام میں ہوگا جیسا کہ حضرت ہارون کا (ان دنوں) قیام حضرت موسیٰ علیہما السلام کے مقام میں تھا۔ اور "فا" کا ذکر بطور مثال کے ہے ورنہ اصل دارومدار شرط جزاء پر ہے اور وہ "فا" کے بغیر بھی ہو سکتا ہے۔ مزید یہ کہ یہاں پر تو ابن اسحٰق کی پیچھے گزری ہوئی روایت میں "فا" بھی موجود ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا: "فاخلفني في اهلي واهلك" "علی! میرے اور اپنے اہل میں میرے نائب بن کر رہو۔

و كذالك الجواب الثالث يفارق الجواب الثاني المذكور قبله من وجهين احدهما ان الجواب الثاني محله الجواب المستقل كما افاده في فصول البدائع سباقا و سياقا والجواب الثالث عدوه جواباً غير مستقل كما صرح به فيه ايضاً و ثانيهما ان الجواب الثالث اعم مما قبله اذا الشيء الواقع جزاء ربما يكون الشرط الواقع قبله مؤثرا و ربما لا يكون مؤثرا كقوله تعالى فاذا فرغت فانصب والى ربك فارغب و كقولنا ان اكرمتني فانت اهل لذلك و ان اهنتني فانت قادر على ذلك فتدبر و تذكر و كن على بصيرة مما ذكرنا تعرف الحق الحقيقي بالقبول والله تعالى هو المامول والمسئول۔

یہاں پر یہ وضاحت کر دوں کہ جواب نمبر ۲ اور نمبر ۳ ایک نہیں بلکہ ان میں دو وجہ سے فرق ہے۔

ا۔ جواب ۲ کا محل مستقل ہے جیسا کہ فصول البدائع میں اسے سیاقاً سباقاً بیان کیا ہے جبکہ تیسرے جواب کو علماء نے غیر مستقل شمار کیا ہے۔اس کی صراحت بھی فصول میں ہے۔

۲۔ یہ کہ (تیسرا) جواب اپنے ما قبل سے اعم ہے کیونکہ یہ ایک بطور جزاء واقع ہونے والی شے ہے اور اسے سے پہلے واقع ہونے والی شرط اس میں بسا اوقات موثر ہوتی ہے اور بسا اوقات نہیں بھی ہوتی جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے!

"فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ"۔

تو جب تم نماز سے فارغ ہو تو دعا میں محنت کرو اور اپنے رب ہی کی طرف رغبت کرو۔ترجمہ کنزالایمان

اسی طرح ہمارا یہ قول" انا اکرمتنی فانت اهل لذالک وان اهنتنی فانت قادر علی ذلک "۔اگر تم میری عزت کرو تو تمہیں ایسا ہی کرنا چاہیے اور اگر اہانت کرو تو قادر ہو کر کر سکتے ہو۔ہماری باتوں میں تدبر کیجیے نصیحت لیجیے اور بصیرت کے ساتھ دیکھے ان شاء اللہ آپ لائق قبول حق کو پہچان جائیں گے۔امید و غرض تو اللہ تعالیٰ ہی سے ہے (پوری کرے آمین)

الوجه السابع : ان ارادة معنى الافضلية الكلية لعلى رضى الله تعالىٰ عنه بمعنى العموم من هذا الحديث لا يصح قطعاً لمخالفته صرائح الاحاديث المتواترة و الاجماع المتقدم ذكرهما المفيدين للقطع ولا شك ان الظنى لا يقادم القطعى۔

وجہ (۷)۔ یہ کہ اس حدیث سے عمومیت کا معنی لے کر اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کلی مراد لینا قطعاً درست نہیں کہ یہ قطعیت کا فائدہ دینے والی مذکورہ احادیث متواترہ اور اجماع کے مخالف ہے۔اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ظنی قطعی کا مقابل نہیں بن سکتا۔

الوجه الثامن: ان من الدليل على عدم صحة ارادة هذا المعنى من هذا الحديث ان عليا رضي الله تعالى عنه مع كمال علمه و فضله ومعرفته بدقائق العربية فضل ابا بكر و عمر رضي الله تعالى عنهما على نفسه وصرح بنفي افضلية نفسه عليهما عند عامة الخلق وعلى رد من الاشهاد وفي اثناء خطبة على منبر الكوفة كما صرحت به بغض الاحاديث السابقة المذكورة في القسمين السابقين ولا خفاء انه كان ذالک في ايام خلافته اذ لم يدخل هو رضي الله تعالى عنه الكوفة قبل ايام خلافته كما قدمنا من الزرقاني شارح مواهب اللدنية ناقلا عن الحافظ جلال الدين السيوطي و اما ما اجاب عنه و به الشيعة الشنيعة عنه بان تفضيل علي رضي الله تعالى عنه للشيخين على نفسه كان تقية و خوفا فقد اجبنا عن دعوى هذه التقية الشقية بما لا مزيد عليه في آخر القسم الاول من القسمين المذكورين في الاحاديث المقدم ذكرها اوسط الرسالة۔

وجہ (۸)۔ مذکورہ افضلیت مراد لینے کی عدم صحت پر دلیل یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وجود کمال علم وفضل اور دقائق عربی کی معرفت رکھنے کے شیخین کو خود پر فضیلت دی اور عام خلق خدا کے سامنے برسر منبر دوران خطبہ شیخین پر اپنی افضلیت کی صراحتا نفی کی جیسا کہ مذکورہ دونوں قسموں میں گزرنے والی بعض حدیثوں میں بھی اس کی صراحت ہے۔ اور اس میں بھی کوئی خفاء نہیں کہ یہ اعلان حق آپ نے اپنی خلافت کے دوران بھی فرمایا کیونکہ ہم پیچھے علامہ زرقانی شارح مواھب اللدنیہ نے علامہ سیوطی سے نقل کیا تھا ان کے حوالے سے یہ ذکر کر آئے ہیں کہ حضرت علی قبل خلافت کوفہ میں داخل ہی نہیں ہوتے خلیفہ بننے کے بعد ہی وہاں تشریف فرما ہوئے اور رہا وہ جواب جو شیعہ نے دیا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ سب کچھ بطور تقیہ ڈرتے ہوئے کہا تھا تو اس دعویٰ تقیہ شعیہ پر بھی قسم اول کے آخر

میں ہم اتنی سیر حاصل گفتگو کر چکے ہیں جس پہ مزید کلام کی حاجت نہیں۔(اس کا جواب وہیں دیکھ لیا جائے۔)

الوجه التاسع : ان صاحب الرسالة المردودة او غيره من الشيعة ان اخذوا افضلية على رضی الله تعالیٰ عنه بالفضل الكلى او اوليته خلافته من هذا الحديث بسبب ما وقع فيه من تشبيهه بهارون الذى هو نبى مرسل كموسى عليهما السلام كقوله تعالیٰ فقولا انا رسولا ربک۔

وجہ (۹) ۔اگر مذکور صاحب رسالہ مردودہ یا اس کے علاوہ شیعہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کلی اور سب سے زیادہ حقداری خلافت کی دلیل اس تشبیہ کو بنائیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس حدیث مبارکہ میں حضرت ہارون نبی مرسل کو جناب موسیٰ علیہ السلام سے دی گئی ہے جیسا کہ ان دونوں صاحبوں کی رسالت کو اللہ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

"فَقُوْلَا اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّکَ" ترجمہ کنزالایمان۔اور اس سے کہو کہ ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں۔

فالجواب عنه على ثلاثة وجوه وكل من هذه الوجوه الثلاثة وجه برأسه فاذا ضممناها الى الوجوه التسعة المذكورة سابقا صارت الوجوه اثنى عشر وجها كما لا يخفى۔

تو (ہم کہیں گے) ہماری جانب سے اس کا جواب تین وجہ پہ ہے اور ان تینوں میں سے ہر ایک وجہ مستقل ہے جب ہم انہیں مذکورہ نو وجوہات کے ساتھ ملائیں گے تو یہ مکمل بارہ ۱۲ وجوہات ہو جائیں گی۔کما لا یخفی۔

اما اولا فبان هذا لا يستلزم افضليته على الشيخين او على احدهما او على الخلفاء الثلاثة لما قدمنا ان مثل هذا من باب بيان الفضيلة لا الافضلية لا

نعدام صیغۃ افعل التفضیل فیہ۔

نمبر ا۔

یہ تشبیہ شیخین دونوں یا ان میں سے ایک یا تینوں خلفائے ثلثہ پر کسی بھی فضیلت کو مستلزم نہیں وجہ ہم پیچھے بیان کر آئے ہیں کہ یہ بیان فضیلت ہے، بیان افضلیت نہیں۔ کیونکہ یہاں مستلزم افضل التفضیل کا صیغہ نہیں ہے۔

و اما ثانیا فبانہ قد ذکر الحافظ ابو العباس الحرانی فی کتابہ منہاج الاستقامۃ ما حاصلہ ان تشبیہ الشیء بالشیء یکون بحسب ما دل علیہ السیاق ولا یقتضی المساواۃ فی کل شیء فکذالک علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ھھنا انما ھو بمنزلۃ ھارون فیما دل علیہ السیاق وھو استخلافہ فی معنیہ کما استخلف موسی ھارون علیھما السلام وھذا الاستخلاف لیس من خصائص علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نمبر ۲۔

یہ کہ اس حوالے سے حافظ ابو العباس حرانی نے اپنی کتاب منہاج الاستقامہ میں جو کلام کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شے کی دوسری شے سے تشبیہ اس لحاظ سے ہوتی ہے جس پر سیاق کلام دلالت کر رہا ہو نہ یہ کہ ہر ہر شے میں مساوات کی مقتضی ہوتی ہے۔ ایسے ہی یہاں پر بھی حضرت علی حضرت ہارون کے مرتبے میں صرف اسی لحاظ سے ہیں۔ جس پر سیاق کلام دلالت کر رہا ہے اور وہ آپ رضی اللہ عنہ کا حضور علیہ السلام کے بعد مدینہ پر خلیفہ بننا ہے جیسا کہ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسی علیہ السلام کے بعد ان کے خلیفہ بنے تھے اور خلیفہ بننا کوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خصائص میں سے تو نہیں ہے۔

واما ثالثا فبان مثل ھذا التشبیہ وقع علی وجہ اتم و اکمل من ھذا فی شان

ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما و ہو ما ثبت فی الاحادیث الصحیحۃ من قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث الاساری لما استشار ابا بکر و اشار بالفداء و استشار عمر فاشار بالقتل قال اخبرکم عن صاحبیکم مثلک یا ابا بکر کمثل ابراھیم اذ قال فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم وکمثل عیسی اذ قال ان تعذبھم فانھم فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم و کمثل عیسیٰ اذ قال ان تعذبھم فانھم عبادک و ان تغفر لھم فانک انت العزیز الحکیم و مثلک یا عمر مثل نوح اذ قال رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا و مثل موسی اذ قال ربنا اطمس علی اموالھم واشدد علی قلوبھم فلا یومنوا حتی یروا العذاب الالیم. فوقع فی ھذا الحدیث تشبیہ تشبیہ ابی بکر بابراھیم و عیسی و تشبیہ عمر بنوح و موسی علیھم الصلوٰۃ والسلام ولا خفاء ان ھذہ الاربعۃ افضل من ھارون لانھم اصحاب الکتب و اولو العزم من الرسل ھارون لیس کذالک فلا شک ان التشبیہ بھم اجل و اکمل من التشبیہ بھارون فلو ثبت الافضلیۃ الکلیۃ او الخلافۃ الاولیۃ لعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ من ذلک التسبیہ لثبت لابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما من ھذہ الاحادیث ھذان الامر ان علی وجہ اتم و اکمل وقد روی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا ابا الحسن منزلۃ ابی بکر عندی کمنزلتی من ربی اخرجہ الملاء فی سیرتہ و اوردہ الطبری فی ریاضہ و معلوم ان ھذا التشبیہ اکمل و اتم من جمیع التشبیھات السابقۃ لما فیہ من تشبیہ ابی بکر سید المرسلین وافضل عباد اللہ اجمعین صلوات اللہ وسلامہ علیہ الی یوم الدین باعتبار

المنزلة لا سيما مع ما فيه من اضافة منزلته الى رب العالمين عز وجل۔

نمبر ۳۔

یہ کہ اس کی مثل تشبیہ اس سے بڑھ کر بروجہ اتم واکمل جناب صدیق کی شان میں بھی وارد ہوئی ہے اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے جیسا کہ قیدیوں والی حدیث میں جب حضور علیہ السلام نے حضرت صدیق سے مشورہ کیا تو انہوں نے فدیہ لے کر چھوڑ دینے کی رائے پیش کی حضرت عمر سے پوچھا تو انہوں نے قتل کرنے کا مشورہ دیا اس پر رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا میں تمہیں تمہارے ان دونوں صاحبوں کے بارے خبر دیتا ہوں اے ابوبکر! آپ تو حضرت ابراھیم اور حضرت عیسی علیہما السلام کی مثل ہیں کیونکہ ابراھیم علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی تھی۔ فمن تبعني فانه مني ومن عصاني فانك غفور الرحیم۔ ترجمہ: اے اللہ! جس نے میرا ساتھ دیا وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری بات نہ مانی تو بیشک تو بخشنے والا مہربان ہے اور جناب عیسی علیہ السلام نے کہا تھا۔ ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفرلهم فانك انت العزيز الحكيم۔ ترجمہ: اے اللہ! اگر تو انہیں عذاب دے گا تو وہ تیرے بندے ہی ہیں اور اگر بخش دے تو تو غالب اور حکمت والا ہے۔ اور اے عمر! آپ جناب نوح اور موسیٰ علیہ السلام کی مثل ہیں کیونکہ نوح علیہ السلام کی عرض یہ تھی!

"رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا"۔

ترجمہ: اے میرے رب! زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ۔

اور موسیٰ علیہ السلام کا کہنا تھا!!

ترجمہ: اے ہمارے رب! ان کے مالوں کو مٹا دے ان کے دلوں کو سخت کر دے کہ جب تک درد ناک عذاب نہ دیکھیں ایمان نہ لائیں۔

اس حدیث میں جناب ابوبکر کو حضرت ابراھیم وعیسی اور جناب عمر کو حضرت نوح وموسی علیھم السلام ورضی اللہ عنھما سے تشبیہ دی گئی ہے اور یہ بات بھی مخفی نہیں کہ یہ چاروں انبیاء سیدنا ہارون سے افضل ہیں کیونکہ یہ

صاحبان کتب اور رسل اولو العزم ہیں جب کہ حضرت ہارون علیہم السلام ایسے نہیں۔کوئی شک نہیں کہ حضرت ہارون کی نسبت ان بزرگوں سے تشبیہ دینا زیادہ بزرگی وکمال کا باعث ہے۔تو اگر اس تشبیہ کی بناء پر حضرت علی کے کلی افضلیت اور اولین حق خلافت ثابت ہوسکتا ہے تو پھر ان احادیث سے یہ دونوں چیزیں شیخین کے لئے بروجہ اتم واکمل ثابت ہوں گی پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ابوالحسن! ابوبکر کا مقام میرے نزدیک ایسے ہے جیسے میرا مقام میرے رب کے نزدیک ہے (اس کو ملاء نے اپنی "سیرت" میں روایت کیا ہے اور محب طبری نے اپنی ریاض النضرۃ" میں بیان کیا ہے۔)

یہ بالکل واضح ہے کہ یہ تشبیہ سابقہ تمام تشبیہات سے کامل اور تمام ہے کیونکہ اس میں باعتبار منزلت حضرت ابوبکر کو تمام بندگان خدا میں سب سے افضل ہستی حضور سید المرسلین (صلوات اللہ وسلامہ علیہ الی یوم الدین قیامت تک ان پر اللہ کی رحمتیں اور سلامتی نازل ہو) سے تشبیہ دی گئی ہے پھر مزید یہ کہ اس میں یہ بھی ہے کہ حضور علیہ السلام نے اپنی منزلت کو رب العلمین عزوجل کی طرف منسوب کیا ہے (اور ابوبکر کو اپنی طرف تو ان کی کتنی بلند شان ہوئی)۔

اعتراض۔

فان قیل تشبیه ابی بکر بابراهیم و عیسی فی الرحمة علی العباد و رقة قلبه و تشبیه عمر بنوح و موسی فی الشدة والصلابة وعدم الرقة یقتضیه سیاق الحدیث بالیاء المثناة التحیة لا فی غیرهما۔

اگر یہ کہا جائے کہ سیاق حدیث کا تقاضا یہ ہے حضرت ابوبکر کی تشبیہ حضرت ابراہیم وعیسی علیہما السلام کے ساتھ بندگان خدا پر مہربان اور رقیق القلب ہونے میں ہے۔اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حضرت نوح وموسی علیہما السلام کے ساتھ تشبیہ شدت وسختی اور عدم رقت میں ہے۔ان دو باتوں کے علاوہ کوئی اور تشبیہ نہیں ہے (تو اس سے افضلیت کیسے ثابت ہوئی)۔

جواب:۔

قلنا کذلک تشبیه علی فی استخلافه علی المدینة ایام تبوک وقع بهارون فی استخلافه علی قوم موسی ایام ذهابه الی الطور کما یقتضیه سیاق الحدیث بالوحدة و سائر القرائن الدالة علی ذالک علی ما قدمنا مفصلا بل وهذا الحدیث الاخیر الذی اوردناه عن ابن عباس فی شان ابی بکر وقع فیه التشبیه مطلقا ولیس فیه سباق او سیاق یقیده بشیء من القیود کما لا یخفی۔

تو ہم کہیں گے کہ ہم اس سے افضلیت ثابت کر ہی نہیں رہے بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ ایسا ہی معاملہ حضرت علی کی حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ وہ یوں کہ جیسے ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے طور پر جانے کے دنوں میں ان کی قوم پر خلیفہ بنے تھے۔ ایسے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی حضور علیہ السلام کے غزوہ تبوک پر جانے کے دنوں میں آپ علیہ السلام کے خلیفہ بنے تھے اور یہی سیاق حدیث اور اس پر دلالت کرنے والے ان تمام قرائن کا تقاضا ہے جن کو ہم پیچھے تفصیلاً ذکر کر آئے ہیں۔ بلکہ یہ آخری حدیث جو ہم نے حضرت ابوبکر کی شان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کی ہے اس میں تو تشبیہ مطلق ہے اس میں کوئی سیاق وسباق نہیں کہ جس نے حدیث کو کسی قید سے مقید کیا ہو۔ کما لا یخفی۔

اعتراض۔

فان قیل قد ذکرتم فی بعض رسائلکم ان لفظ المثل وکاف التشبیه یوجبان العموم عند ابی حنیفة حتی فرعتم علی ذالک ثبوت الاسلام الذی بقوله للمسلم انا مثلک فینبغی ان تقولوا بالعموم ههنا ایضاً۔

اگر ہم سے یہ کہا جائے کہ آپ نے اپنے بعض رسائل میں ذکر کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک لفظ "مثل" اور کاف تشبیہ عموم کو ثابت کرتے ہیں یہاں تک کہ آپ نے اس پر یہ مسئلہ بھی متفرع کیا

کہ اگر کسی ذمی نے کسی مسلمان کو کہا انا مثلک کہ میں تمہاری مثل ہوں تو اس کا اسلام ثابت ہو جائے گا۔
لہذا آپ کو چاہیے کہ آپ یہاں عمومیت کا قول کریں۔

جواب۔ قلنا: ما بینهما عظیم من وجوه ثلاثة
ہم کہتے ہیں کہ ان دونوں مسئلوں کے درمیان تین وجہ سے فرق عظیم ہے۔

الاول : ان ما ذکرنا من العموم فی مسئلة الاسلام فانما هو فی لفظ المثل وکاف التشبیه کما قد صرح بوجود العموم فیهما عند ابی حنیفة رحمة الله علیه بذالک فی کتب الاصول دون لفظ المنزلة ولا قیاس فی اللغة کما قد منا مفصلا۔

الثانی : ان لفظ المثل و نحوه اختلف العلماء فی عمومه فقال بعضهم بعمومه وقال الجمهور بعدمه وقد تقرر فی کتب الفقه انه اذا کان فی اللفظ وجوه عشرة او مائة توجب عدم الاسلام و وجه واحد یوجب ثبوت الاسلام فانه یرجح جانب الاسلام کما صرح به فی شرف النبوة و ذخیرة الناظر و غیرهما و قالوا ان الروایة الضعیفة فی باب الاسلام ترجح علی القویة فیعمل بها عملا بترجیح الاسلام ما امکن فحکمنا هناک بالاسلام بناء علی قول ذالک البعض ترجیحا لجانب الاسلام لانه یعلوا ولا یعلی و اما ههنا فالمقام مقام الاستدلال علی الافضلیة و لا ترجیح مثله فی القول بافضلیة علی رضی الله تعالیٰ عنه علی ابی بکر او علی الخلفاء الثلاثة بل الامر بالعکس فلا ضرورة فیه الی ترک قول الجمهور۔

الثالث:اما ما حکمنا فی لفظ انا مثلک بالعموم الا عند اطلاق لفظ المثلیة وعدم تصییده بشیء من القیود غیر الاسلام حتی لو قال الذمی لمسلم انا

مثلک فی الشباب و الشیخوخۃ و امثال ذالک فقد قلنا فیہ انہ لا یصیر مسلما و ما نحن فیہ من ھذہ القبیل اذ سباق الحدیث مصرح بان تشبیہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھارون مقید بخلافتہ علی المدینۃ فی ایام تبوک لا غیر فلا یصح القول فیہ بالعموم اصلا ولا سبیل لہ قطعا و ھذا اوضح الاجوبۃ و اقواھا۔

ا۔ یہ کہ ہم نے مسئلہ اسلام میں جو عمومیت ذکر کی ہے وہ لفظ مثل اور کاف تشبیہ کے حوالے سے ہے نہ کہ لفظ "منزلۃ" کے حوالے سے اور اصول کی کتابوں میں مصرح ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک ان دونوں لفظ مثل اور کاف تشبیہ عمومیت پائی جاتی ہے۔ لفظ منزلۃ کو ان پر قیاس نہ کیا جائے کیونکہ لغت میں قیاس نہیں چلتا اس پر ہم پیچھے تفصیلاً کلام کر آئے ہیں۔

۲۔ یہ کہ لفظ مثل اور اس طرح کے دیگر الفاظ کی عمومیت کے حوالے سے علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض اسی کے قائل ہیں لیکن جمہور اس سے منع کرتے ہیں۔ اور کتب فقہ میں یہ مسئلہ مقرر ہے کہ جب کسی لفظ میں دس یا سو وجوہ عدم اسلام کو ثابت کرنے والی ہوں اور ایک وجہ موجب اسلام ہو تو جانب اسلام کو ترجیح دی جائے گی (جیسا کہ شرف النبوۃ اور ذخیرۃ الناظرہ وغیرھم میں اس کی تصریح ہے) اور علماء نے یہ بھی فرمایا کہ اثبات اسلام کے حوالے سے اثبات کی ضعیف روایت عدم اثبات کی قوی روایت پر راجح ہوگی اور حتی الامکان اسلام کو ترجیح دینے کے لئے اسی پر عمل کیا جائے گا تو یوں ہم نے بعض کے قول کی بنیاد پر وہاں اسلام کا حکم دیا تا کہ جانب اسلام کو ترجیح ہو کیونکہ اسلام غالب ہوتا ہے۔ مغلوب نہیں ہوتا اور رہا یہاں کا معاملہ تو یہ مقام تو افضلیت پر استدلال کا مقام ہے اور یہاں حضرت ابوبکر یا خلفائے ثلثہ پر تفضیل علی کے قول کو مثل مذکور کوئی ترجیح نہیں بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہے لہذا یہاں قول جمہور کو ترک کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔

۳۔ یہ کہ ہم نے جو "انا مثلک" میں عمومیت کا حکم لگایا ہے یہ اس وقت ہے جب کہ مثلیت بالکل مطلق

ہو اور اسلام کے علاوہ کسی اور شے سے مقید نہ ہو یہاں تک کہ اگر ذمی نے مسلمان کو کہا انا مثلک فی الشباب والشیوخۃ کہ میں جوانی یا بڑھاپے میں تمہاری مثل ہوں تو ہم کہتے ہیں کہ وہ ہرگز مسلمان نہ ہوگا اور جس مسئلے میں ہماری گفتگو چل رہی ہے وہ اسی قید وتقیید کے قبیل سے ہے کیونکہ سیاق حدیث میں صراحت ہے کہ حضرت علی کی حضرت ہارون سے تشبیہ تبوک کے دنوں میں مدینہ پر خلیفہ بننے کے ساتھ مقید ہے۔اس کے علاوہ کسی اور شے میں نہیں لہٰذا اس میں عمومیت کا قول کرنا بالکل صحیح نہیں اور اس کی قطعاً کوئی راہ نہیں۔یہ واضح اور قوی ترین جواب ہے۔(نوع اول ختم ہوئی)۔

واما النوع الثانی فی وجوہ ثلاثۃ۔

نوع ثانی۔اس میں تین وجوہ ہیں۔

الاول: انا لو تنزلنا و سلمنا دلالۃ ھذا الحدیث ای قولہ صلی اللہ علیہ وسلم انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی علی العموم فی المنازل فلا شک انہ من خبر الآحاد ظنی اجماعا ولا یفید القطع قطعا فبطلا بافادتہ القطع اصلا۔

۱۔اگر ہم بر سبیل تنزل (یعنی نرمی کی راہ اختیار کرتے ہوئے) مان بھی لیں کہ حدیث"انت منی بمنزلۃ ھارون و موسی"کی عموم مراتب پر دلالت ہے تب بھی اس میں تو کوئی شک نہیں کہ یہ خبر واحد ہے اور خبر واحد بالاجماع ظنی ہے۔قطعیت کا بالکل فائدہ نہیں دیتی لہٰذا مخالف کا قول قطعیت سرے سے ہی باطل ٹھہرا۔

الثانی : ان لفظ المنزلۃ بعد فرض العموم فی لا شک فی کونہ کون دلالتہ لیست بقطعیۃ لمخالفتہ بقول الجمہور القائلین بان اداۃ التشبیہ لا عموم لہ لمثل ھذا لا یکون قطعیا۔

۲۔فرض کیا کہ لفظ منزلۃ میں عموم ہے لیکن اس میں تو شک نہیں کہ اس کی دلالت ظنی ہے کیونکہ یہ جمہور

کے مخالف ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ حرف تشبیہ میں کوئی عموم نہیں۔ لہذا ایسی اختلافی صورت قطعی نہ ہوگی۔

الثالث: انه قد ذكر العضد في المواقف وابيد الشريف في شرحه ما حاصله انه ان فرض ان الحديث يعم المنازل كلها كان عاما مخصوصا لان من منازل هارون كونه اخا نسبيا لموسى عليهما الصلوٰة والسلام و العام المخصوص ليس بحجة في الباقي او هو حجة ضعيفة انتهى اى فبطل القول بقطعية على قول الكل مع انه لم يحتف هذا الظني بالقرائن الدالة على قطعية بل احتف بالقرائن الدالة على عكسه و ايضاً لم يرد على موافقته حديث متواتر ولا اجماع حتى يصير بسببه هذا الضعيف قويا والظني قطعيا۔

۳۔ اس حوالے سے تو عضد الدین نے مواقف اور سید شریف نے اپنی شرح (رحمہما اللہ) میں جو بیان فرمایا تھا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر تمام مراتب پر حدیث کی عمومیت کو فرض کر بھی لیا جائے تب بھی یہ ایسا عام ہوگا جس سے بعض کو خاص کر لیا جائے گا۔ کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام کے مراتب میں سے یہ بھی ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نسبی بھائی تھے (جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا معاملہ ایسا نہیں) اور خاص کیا ہوا عام بقیہ میں حجت نہیں رہتا یا ہو بھی تو ضعیف حجت ہوتا ہے۔ انتہی ان کا کلام ختم ہوا۔ یعنی سب کے قول پر اس کو قطعی کہنا باطل ٹھہرا۔

واما النوع الثالث: فلوجوه احد عشر اما الوجوه الستة منها هي المذكورة في النوع الاول من هذه الانواع الثلاثة اعني الوجوه الستة الاول منها فان كلا منها كما يفيد عدم دلالة هذا الحديث على ثبوت الافضلية الكلية لعلي رضي الله تعالى عنه كذالك يفيد عدم دلالته على اوليته للخلافة بادنى تامل۔

نوع الثالث۔ مزید یہ کہ یہ دلیل ظنی قطعیت پر دلالت کرنے والے قرائن کو نہیں بلکہ اس کے برعکس قطعیت پر دلالت کرنے والے قرائن کو شامل ہے۔ اس کی موافقت پر کوئی حدیث متواتر یا اجماع بھی نہیں ہے کہ جس کے سبب سے یہ ضعیف قوی اور ظنی قطعی ہو جائے۔ نوع ثالث۔ اس میں گیارہ وجوہ ہیں چھ تو وہی جو نوع اول میں پہلی چھ مذکور ہیں کہ یہ ساری کی ساری جیسے اس بات کا فائدہ دیتی ہیں کہ یہ حدیث افضلیت کلی پر دلیل نہیں ایسے ہی ادنیٰ تامل کے ساتھ حضرت علیؓ کے اولین حقدار خلافت نہ ہونے پر دلیل نہیں ہے۔

الوجه السابع: ان لو تنزلنا و فرضنا ان فی لفظ المنزلة عموما فی المنازل کلها و انه یشمل الخلافة بعد النبی صلی الله علیه وسلم فانما یصح ذالک لو وجدت تلک الخلافة البعدیة فی المشبه به ولا ریب ان الخلافة بعد موسیٰ لم توجد فی هارون علیهما الصلوٰة والسلام اذ هو قد مات قبل موسیٰ بنحو اربعین سنة کما فی شرح البخاری للقسطلانی فی باب غزوة تبوک من کتاب المغازی وبه صرح الشیخ عبد الحق الدهلوی فی شرحه علی المشکوة و انما قام مقام موسیٰ بعد وفاته یوشع بن نون علیهما الصلوٰة والسلام فالشی الذی لم یوجد فی المشبه به اصلا لا یصح الحکم بوجوده فی المشبه اخذا من التشبیه قطعا و هذا نظیر قول الذی لذی انا مثلک فانه لا یصیر مسلما بالاتفاق لعدم وجود وصف الاسلام فی المشبه به قطعا وهو ایضاً نظیر قولک زید کالاسد فی الشجاعة فانه تشبیه لزید بالاسد فی الشجاعة خصوصاً کما هو معلوم فی العرف والمحاورة مذکور فی علم البیان لکن لو فرض العموم فی وجه التشبیه فلا شک انه لا یعم وصفا ما لیس فی المشبه به اصلا و ذلک مثل کون الاسد ذا ثمانیة قوائم او کونه ناطقا او کونه متکلما بالعربیة الی غیر

ذلک و ما نحن فیہ من ھذا القبیل و ھذا اوضح الاجوبۃ المذ کورۃ فی ھذا النوع واقواھا ویؤید ھذا الجواب ما اوردہ الحافظ المحب الطبری فی ریاضہ النضرۃ حیث قال ولا اشعار فی ھذا الحدیث بما بعد الوفاۃ بنفی ولا باثبات بل نقول لو حمل علی ما بعد الوفاۃ لم یصح کون علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلۃ ھارون من موسی لانتفاع بعدہ یوشع بن نون انتھی ما فی الریاض۔

وجہ(۷)۔

اگر ہم فرض کر بھی لیں کہ لفظ "منزلۃ" میں تمام مراتب کی عمومیت ہے اور یہ نبی کریم علیہ السلام کے بعد خلافت کو شامل ہے تو یہ صحیح تو اسوقت ہی ہوگا جبکہ مشبہ بہ (جس کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے) اس میں بھی ایسی خلافت پائی جائے حالانکہ بعد موسیٰ علیہ السلام کے خلافت ہارون کے نہ ہونے میں کوئی شک نہیں کیونکہ سیدنا ہارون علیہ السلام تو جناب موسیٰ علیہ السلام سے چالیس سال پہلے ہی وفات پاگئے تھے جیسا کہ امام قسطلانی رحمۃ اللہ کی شرح بخاری کتاب المغازی باب غزوہ تبوک اور شیخ عبدالحق محدث دھلوی رحمۃ اللہ کی شرح مشکوۃ میں اس کی تصریح موجود ہے اور موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ کے قائمقام حضرت یوشع بن نون علیہ السلام ہوئے تھے۔ تو ایک وہ چیز جو مشبہ بہ میں سرے سے موجود ہی نہیں صرف تشبیہ کا سہارا لے کر اس کو مشبہ (جس کو توجہ دی گئی ہے) میں ثابت کرنا قطعاً درست نہیں ہوسکتا۔ یہ تو ایسے ہی ہے کہ ایک ذمی دوسرے ذمی سے کہے "انا مثلک" میں تیرے جیسا ہوں تو بالاتفاق وہ مسلمان تو نہ ہوگا کیونکہ مشبہ بہ میں وصف اسلام قطعی طور پر موجود ہی نہیں اسی طرح تمہارا یہ کہنا کہ زید بہادری میں شیر کی مانند ہے تو یہ زید کی شیر کے ساتھ تشبیہ خاص بہادری میں ہے (نہ کہ عام) جیسا کہ عرف ومحاورہ میں بھی یہ معلوم ہے اور علم بیان (بلاغت) میں بھی مذکور ہے۔ پھر اگر وجہ تشبیہ (جس بات میں تشبیہ دی جارہی ہے اس) میں عمومیت کو فرض کرلیا جائے تب بھی شک نہیں کہ یہ اس وصف کو

شامل نہ ہوگا جو مشبہ بہ میں اصلا موجود ہی نہیں وگرنہ تو یہ بھی صحیح ہوگا کہ شیر آٹھ ٹانگوں والا ہو گفتگو کرنے والا یا عربی وغیرہ دیگر زبانیں بولنے والا ہو (حالانکہ ایسا نہیں اس مشبہ بہ شیر میں یہ چیزیں نہیں پائی جاتیں) اور ہمارا مسئلہ مبحوثہ بھی اسی قسم کا ہے۔ یہ جواب اس نوع میں مذکورہ جوابات میں سے واضح اور قوی ترین ہے اس کی تائید ریاض النضرۃ میں موجود محب طبری کی یہ عبارت بھی کرتی ہے، فرماتے ہیں۔اس حدیث میں وفات مصطفیٰ کے بعد نفی خلافت یا اثبات کسی کی خبر نہیں بلکہ ہم کہتے ہیں اگر اس کو مابعد الوفات پر محمول کریں تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا حضور ﷺ سے بمنزلۃ ہارون من موسیٰ ہونا صحیح نہ رہے گا کیونکہ بعد وفات خلیفہ ہونا حضرت ہارون میں موجود نہیں ہے وہ وفات پاچکے تھے کیونکہ بعد موسیٰ علیہ السلام وہ نہیں بلکہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام آپ کے خلیفہ تھے انتہی۔

اعتراض۔

ان قیل مدعانا لیس ثبوت اولیۃ الخلافۃ البعدیۃ لعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھذا الحدیث بل انما المدعی اثبات استحقاقہ لاولیۃ الخلافۃ البعدیۃ اگر آپ کہیں کہ ہمارا دعوی یہ نہیں کہ اس حدیث سے جناب علی رضی اللہ عنہ کے لئے رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے زیادہ حق خلافت ثابت ہے بلکہ ہمارا مدعیٰ یہ ہے کہ اس حدیث سے جناب علی رضی اللہ عنہ کا خلافت کے لئے اولین مستحق ہونا ثابت ہے۔

جواب۔

قلت الاستحقاق بمعنی کونہ ھو صاحب الحق بحیث لا یجوز صرف الاستخلاف عنہ الی غیرہ مع وجودہ ان ادعیت انہ مدلول علیہ بھذا الحدیث فلا شک ان ھذا الاستحقاق لیس مبنیا الاعلی وجودہ فی المشیبہ بہ ولیس فلیس وان ادعتی ان ذالک الاستحقاق مدلول علیہ بحدیث آخر فھات بہ حتی نتکلم علیہ کما قیل ثبت العرش ثم انقش۔

ہم کہتے ہیں (کہ) استحقاق کا معنی بھی یہی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اس کے ایسے حقدار ہیں کہ آپ کے ہوتے ہوئے غیر کو خلیفہ بنانا صحیح نہیں۔ پھر اگر آپ یہ دعویٰ کریں کہ مذکورہ استحقاق پر یہ حدیث دلیل ہے تو کوئی شک نہیں کہ یہ تبھی ثابت ہوگا جب مشبہ بہ یعنی حضرت ہارون میں بھی یہ امر پایا جائے گا جب وہاں نہیں ہے تو یہاں بھی نہیں ہوگا۔ اور اگر آپ کا دعویٰ یہ ہو کہ یہ استحقاق کسی دوسری حدیث سے ثابت ہے تو لے آؤ ہم اس پر بھی کلام کریں گے۔ جیسے کوئی کہے کہ عرش موجود تھا پھر پھٹ گیا تو اسے دلیل تو دینی پڑے گی۔

الوجه الثامن :انه لو كان هذا الحديث متقضيا لوقوع الخلافة البعدية لعلى رضى الله تعالى عنه لكان اخبارا منه صلى الله عليه وسلم بوقوعه ولو وقع كما اخبر المخبر الصادق صلى الله عليه وسلم وما ينطق عن الهوىٰ ان هو الا وحى يوحىٰ فلما لم يقع ذلك علم انه ليس مراد النبى صلى الله عليه وسلم.

وجہ (۸)۔

اگر اس حدیث کا تقاضا یہ ہو کہ یہ خلافت اولین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے واقع ہوگی تو گویا حضور علیہ السلام کی طرف سے اس کے وقوع کی خبر دی گئی ہے اب اگر تو یہ حضور مخبر صادق علیہ السلام کہ جو بغیر وحی کے اپنی خواہش نفس سے کچھ کہتے ہی نہیں، کی خبر کے مطابق واقع ہو جاتی تو فبہا لیکن جبکہ اس کا وقوع نہیں ہوا تو معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی یہ مراد تھی ہی نہیں۔

الوجه التاسع : انك لو قلت ثبت استخلافه لعلى رضى الله تعالىٰ عنه على المدينة فى غزوة تبوك ولم ينقل بمنزله له عنها و الاصل ابقاء ما كان على ما كان مالم يدل دليل على خلافة.

وجہ (۹)۔

اگر آپ یہ کہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایام تبوک میں مدینہ پر خلیفہ بننا تو ثابت ہے لیکن یہ

کہیں بھی منقول نہیں کہ حضور علیہ السلام نے آپ کو معزول بھی کیا ہو اور قاعدہ یہ ہے کہ جو چیز جس حالت پر ہو وہ اسی پر باقی رہتی ہے تاوقتیکہ اس کے خلاف کوئی دلیل قائم نہ ہو جائے۔

جواب:۔

قلنا الجواب عن ذالک علی وجوہ خمسة۔

الاول: ما قد علم من الشرع ان نفاذ حکم النائب ینتهی بحضور المنوب عنه فکان هذا الاستخلاف مقیدا بمدة ذهابه صلی الله علیه وسلم الی غزوة تبوک ولمقید ینتهی بتمام المدة ولیس الاستخلاف استخلاف مؤبدا ولا مطلقا عن قید المدة حتی یرد علیه مثل هذا۔

الثانی: ما قدمناه من ان سیاق هذا الحدیث مصرح بان هذا الاستخلاف کان مقید الا مطلقا۔

الثالث: ان قول علی رضی الله تعالی عنه ا تخلفنی علی النساء والصبیان مقارنا لکمال الحنون والبکاء یرد قول الشیعة ان استخلافه کان مؤبدا اذ قد علم منه ان استخلافه ما کان علی الرجال بل علی النساء والصبیان و دعو التابید انما ینفع اذا کان الاستخلاف علی الرجال ایضاً علی وجه العموم الا فی مثل هذا الاستخلاف ولئن قالت الشیعة نحن فهمنا مراد النبی صلی الله علیه وسلم ولم یفهمه علی رضی الله تعالی عنه او قالوا نحن اعلم بمراده صلی الله علیه وسلم وافهم له من علی رضی الله تعالی عنه فذالک قول باطل لا یقبله احد من اهل الدین۔

الرابع: لما افاده الاصفهانی فی شرح الطوالع من انه لو کان هذا الاستخلاف مطلقا عن قید المدة لم یلزم منه استخلافه بعد موته کما ان قول موسی

لهارون و اخلفني في قومي من غير تقييد بالمدة لم يلزم منه استخلافه له بعد موته فان قوله اخلفني ليس فيه صيغة لعموم اللازمة بحيث يقتضي الخلافة في كل زمان ولهذا الوجود كل احد و كيلا في حال حيواته على اموره فانه لا يلزم من ذلك استمرار توكليه له بعد موته انتهى وهذا ظاهر لا مزية فيه.

الخامس: انه لو كان مثل هذا الاستخلاف موجبا للخلافة البعدية لكان زيد بن حارثة و ابن ام مكتوم و غيرهما ممن استخلفهم النبي صلى الله عليه وسلم حال غزواته احقاء بالخلافة البعدية كعلي رضي الله تعالى عنه ولم يقل بذالك احد من اهل السنة والجماعة ولا من الشيعة ولا من غيرهم.

ہم کہتے ہیں اس کے پانچ جواب ہیں۔

ا۔شریعت میں یہ بات معروف و مشہور ہے کہ اصل کے آجانے پر نائب کے حکم کا نفاذ ختم ہوجاتا ہے۔اور حضور علیہ السلام کا جناب امیر کو خلیفہ بنانا اتنی ہی مدت کے ساتھ مقید تھا جب تک آپ غزوہ تبوک تشریف لے گئے تھے اور مدت پوری ہونے پر امر مقید ختم ہوجاتا ہے (لہذا حضور کے آنے پر یہ خلافت مقیدہ ختم ہوگئی) اور یہ نیابت دینا کوئی ایسا نہیں تھا کہ جو دائمی طور پر ہو اور مدت کی قید سے مطلق ہو یہاں تک کہ اس پر مذکورہ اشکال وارد ہوسکے۔

۲۔وہ جو ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں کہ سیاق حدیث اس بات کی صراحت کر رہا ہے کہ یہ نیابت (ایک خاص وقت کے ساتھ) مقید تھی مطلق نہ تھی۔

۳۔یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا انتہائی غمگین ہوکر اور اشکباری کی حالت میں حضور علیہ السلام سے یہ عرض کرنا آقا! کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں پر نائب بنا کر جا رہے ہیں؟ یہ شیعوں کے قول کہ "یہ خلافت دائمی تھی" کی تردید کرتا ہے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کو علم تھا کہ یہ خلافت مردوں پر نہیں بلکہ عورتوں

اور بچوں پر ہے۔ اور دائمی خلافت کا دعویٰ تو تب مفید ہوتا جب آپ مردوں پر بھی عام خلیفہ ہوتے حالانکہ ایسا نہیں۔ پھر اگر شیعہ کہیں کہ حضور علیہ السلام کی مراد تو ہم ہی نے سمجھی ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے تو سمجھی ہی نہیں یا انکی نسبت ہم حضور علیہ السلام کی مراد کو زیادہ جاننے اور سمجھنے والے ہیں تو یہ ایسا قول باطل ہے کہ کوئی بھی دیندار سے قبول نہیں کرے گا۔!

امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں۔

لا نسلم أن هارون عليه السلام كان بحيث لو بقي لكان خليفة لموسى عليه السلام. قوله لانه استخلفه فلو لا يجوز ان يقال ان ذالك الاستخلاف كان الى زمان معين فانتهى ذلك الاستخلاف بانتهاء ذلك الزمان. و بالجملة فهم مطالبون باقامة الدليل على لزوم النقصان عند انتهاء هذا الاستخلاف بل هذا بالعكس اولى لان من كان شريك الانسان في منصب ثم يصير نائبا له و خليفة له كان ذلك يوجب نقصان حاله فاذا أزيلت تلك الخلافة زال ذلك النقصان و عاد ذلك الكمال.

سلمنا أن هارون كان بحيث لو عاش لكان خليفة له بعد وفاته لكن لم قلتم ان قوله انت من بمنزلة هرون من موسى يتناول جميع المنازل. ودليل الاستثناء معارض بحسن الاستفهام و حسن التقسيم و حسن ادخال لفظي الكل و البعض عليه.

ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ اگر حضرت ہارونؑ حیات رہتے تو ضرور حضرت موسیٰؑ کے بعد خلیفہ ہوتے۔ قائلین کا یہ کہنا کہ حضرت موسیٰ نے ان کو خلیفہ بنایا اور اگر وہ ان کو معزول کرتے تو یہ بات حضرت ہارونؑ کے حق میں اہانت سمجھی جاتی۔

مگر ہم کہتے ہیں کہ ان (اہل تشیع) کی یہ بات ہم نہیں تسلیم کرتے۔ پس یہ جائز نہیں کہ کہا جائے کہ بے شک ان کی خلافت معین مدت تک تھی زمانے کی انتہا کے ساتھ یہ خلافت بھی منتھی ہوگی۔

خلاصہ کلام وہ ہے کہ وہ نقصان (کمی) کے لازم ہونے پر اقامت دلیل کا مطالبہ کرتے ہیں۔

اس خلافت کے انتہا کے وقت بلکہ اس کا الٹ تو زیادہ بہتر ہے۔ اس لیئے کہ بے شک وہ شخص جو کسی منصب میں انسان کا شریک تھا پھر وہ اسکا نائب اور خلیفہ ہوگیا۔ یہ تو حالت نقصان کو ثابت کرتا ہے۔ پس جب خلافت ختم ہوگی تو یہ نقصان بھی زائل ہوگیا اور کمال لوٹ آیا۔ ہم کو یہ بات تسلیم ہے کہ بے شک حضرت ہارونؑ اگر زندہ ہوتے تو وہ ضرور حضرت موسیٰؑ کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ ہوتے لیکن تم (اہل تشیع) یہ کیوں نہیں کہتے کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ جمیع منازل کو شامل ہے۔ اور استثناء کی دلیل تو حسن استفہام کے بھی معارض اور حسن تقسیم کے بھی معارض ہے اور لفظ کل اور بعض کے اس پر داخل ہونے کے حسن کے بھی معارض ہے۔ (الاربعین فی اصول الدین ج ۲ ص ۳۰۰)

۴۔ وہ جو امام اصفہانی نے شرح طوالع میں بیان کیا کہ اگر یہ نیابت قید مدت سے مطلق بھی ہوتی تب بھی کہ اس سے یہ لازم نہ آتا حضور علیہ السلام نے اپنی رحلت کے بعد بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امر خلافت سونپ دیا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام سے بغیر مدت کسی قید کے فرمایا تھا" اخلفی فی قومی۔ میری قوم میں میرے نائب بن جاؤ تو اس سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ جناب موسیٰ نے اپنے وفات کے بعد کے لئے بھی انہیں خلیفہ قرار دے دیا کیونکہ ان کے قول اخلفی میں کوئی ایسا لفظ نہیں جو لازمی عموم پر ایسے دلالت کرتا ہو کہ ہر ہر زمانے میں ان کی خلافت کا مقتضی ہو یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں کسی کو اپنے کاموں کا وکیل بنائے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بعد وفات بھی وہ اس کا وکیل ہی رہے گا۔ انتہی۔ یہ ظاہر ہے اس میں کوئی شک نہیں۔

۵۔ اگر اس کی مثل نیابت دینا رحلت شریف کے بعد کی خلافت اولین کو ثابت کرنے والا ہو تب تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت زید بن حارثہؓ، ابن ام مکتومؓ اور ان کے علاوہ دیگر افراد جنہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے غزوات کے دوران اپنا خلیفہ بنایا سب کے سب اس خلافت کے حقدار ٹھہریں گے حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں نہ کوئی اھلسنت و جماعت میں سے نہ فرقہ شیعہ میں سے اور نہ کوئی اور۔

الوجه العاشر ان هذا الحديث لو كان مقتضيا لاولية الخلافة بعد النبي صلى الله عليه وسلم لفهم منه ذالك المهاجرون والانصار رضي الله تعالى عنهم الذين هم اعرف بلسان العرب و اسرار كلام النبي صلى الله عليه وسلم من الشيعة وغيرهم ولما اجمعوا على مخالفة قوله صلى الله عليه وسلم و لكان علي رضي الله تعالى عنه نازعهم بهذا الحديث واحتج عليهم بذلك لكونه راى انهم يعصون الله و رسوله ولما بايع ابا بكر رضي الله تعالى عنه لانه اسد من اسود الله عزوجل فلا يمكن ان يكتم الحق لمخافة احد لا سيما على قول

الشیعة القائلین بعصمته رضی الله تعالیٰ عنه ولم یقع شیء من ذلک فظهر ان المراد بالحدیث لیس ذلک.

وجہ (۱۰)۔

اگر اس حدیث کا تقاضا رسول اللہ ﷺ کے بعد خلافت اولین کا اثبات ہوتا تو شیعوں سے بڑھ کر عربی زبان اور کلام نبی کے اسرار و رموز کو خوب پہچاننے والے مہاجرین و انصار صحابہ اسے سمجھ چکے ہوتے اور فرمان رسول اللہ ﷺ کی مخالفت پر کبھی اتفاق نہ کرتے (اور اگر بالفرض ایسا ہوتا) تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کو اللہ و رسول کی نافرمانی کرتے ہوئے دیکھ کر ضرور ان سے مقابلہ کرتے اور یہ حدیث ان پر بطور حجت پیش کرتے اور کبھی بھی حضرت ابوبکر کی بیعت نہ کرتے کیونکہ آپ اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر ہیں تو کیونکر ممکن ہے کہ کسی سے ڈر کر آپ حق چھپا لیتے بالخصوص شیعوں کے قول کے مطابق (تو ضرور جوانمردی کا مظاہرہ کرتے) کہ ان کے نزدیک جناب علی معصوم ہیں۔ جب مذکورہ باتوں میں سے کچھ بھی نہیں ہوا تو واضح ہو گیا کہ حدیث کی یہ مراد ہی نہیں تھی۔

الوجه الحادی عشر: ما قاله الملا علی قاری رحمه الله فی شرحه علی المشکوة انا لو سلمنا ان هذا الحدیث دل علی ثبوت الخلافة لعلی رضی الله تعالیٰ عنه فلا ینافی ذلک ثبوت الخلافة له بعد خلافة الخلفاء الثلاثة اذ لا دلیل فیه علی اولیة الخلافة اصلا فیکون محلها ما وقعت فیه ظاهرا انتهی. محصله و الی هنا تم الکلام علی حدیث المنزلة

وجہ (۱۱)۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے اپنی شرح مشکوۃ میں فرمایا اگر ہم مان بھی لیں کہ اس حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے ثبوت خلافت ہے تو یہ اس کے منافی نہیں کہ اس کا ثبوت خلفائے ثلثہ کے بعد ہے کیونکہ اولیت پر اصلاً کوئی دلیل نہیں ہے لہذا اس کا وہی مقام و محل ہوگا جس میں یہ ظاہرا

واقع ہوئی ہے انتہی۔ یہاں تک حدیث "منزلۃ" پر گفتگو مکمل ہوئی۔

و اما الجواب عن الحدیث الثانی فهو ان قوله رجل یحب الله ورسوله ویحبه الله ورسوله من باب الفضیلة ولیس فیه بیان الافضلیة وقد اثبت رسول الله صلی الله علیه وسلم رتبة المحبة لکثیر من الصحابة رضی الله تعالیٰ عنه حتی قال فی حق زید بن حارثة وابنه انه لمن احب الناس الی و ان ابنه اسامة لمن احب الناس الی بعده اخرجه البخاری و مسلم عن عبد الله بن عمر و قال فی شان الحسنین الکریمین رضی الله تعالیٰ عنهما اللهم انی احبهما فاحبهما واحب من یحبهما اخرجه الترمذی عن اسامة بن زید رضی الله تعالیٰ عنه وقال فی شان فاطمة الزهراء رضی الله تعالیٰ عنها هی احب اهل بیتی الی اخرجه الترمذی عن اسامة ایضاً و قال فی شان عائشة الحمیرا رضی الله تعالیٰ عنها هی احب الناس الی اخرجه البخاری وغیره وقال صلی الله علیه وسلم لمعاذ بن جبل رضی الله تعالیٰ عنه و الله یا معاذ انی احبک اخرجه ابو داؤد والنسائی وقال صلی الله علیه وسلم ان الله تعالیٰ امرنی بحب اربعة واخبرنی انه یحبهم علی رضی الله تعالیٰ عنه و ابو ذر و المقداد و سلمان رضی الله تعالیٰ عنهم اخرجه الترمذی عن بریدة وهکذا اطلق لفظ المحبة علی کثیر ممن سواهم فلم یصح ان یکون فیه دلالة علی الافضلیة کما لا یخفی وقد قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان احب الناس من الرجال الی ابوبکر ثم عمر رضی الله تعالیٰ عنهما کما اخرجه البخاری و مسلم کلاهما عن عمرو بن العاص ومن المعلوم ان لفظ الاحب الذی هو افعل التفضیل ازید من لفظ المحبة.

<u>دوسری حدیث پاک کا جواب</u>۔ اب آئیے دوسری حدیث مبارک کے جواب کی طرف تو رسول

اللہ ﷺ کا یہ فرمان حضرت علی کے بارے میں کہ" وہ ایسا شخص ہے جو اللہ و رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ و رسول بھی اسے اپنا محبوب رکھتے ہیں"۔ یہ باب فضیلت سے ہے۔ اس میں افضلیت کا بیان نہیں ہے۔ اور رتبہ محبت تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے کثیر صحابہ کیلئے بیان فرمایا ہے یہاں تک کہ بخاری و مسلم میں موجود حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت کے مطابق حضرت زید بن حارثہؓ اور ان کے بیٹے حضرت اسامہ کے بارے فرمایا: زید مجھے لوگوں میں محبوب ترین ہے اور ان کے بعد ان کے بیٹے سے مجھے بہت محبت ہے۔ اسی طرح ترمذی شریف میں موجود حضرت اسامہ بن زید کی روایت کے مطابق حسنین کریمین کی شان کے متعلق حضور علیہ السلام نے اللہ سے یہ دعا کی۔ اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما اور جو ان سے محبت کرے تو اس سے بھی محبت فرما۔ اسی طرح ترمذی میں انہیں سے وارد سیدہ فاطمہ کی شان میں یہ حدیث ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا فاطمہ میرے اہل بیعت میں سے مجھے محبوب ترین ہے۔ اسی طرح بخاری وغیرہ میں ہے کہ سیدہ عائشہ کی شان میں فرمایا یہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ اسی طرح ابو داؤد و نسائی میں ہے کہ آپ نے سیدنا معاذ بن جبل سے فرمایا۔ اے معاذ! قسم بخدا میں آپ سے محبت کرتا ہوں مزید یہ کہ ترمذی میں حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" مجھے اللہ تعالیٰ نے چار بندوں سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے اور مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ خود بھی ان سے محبت کرتا ہے وہ حضرت علیؓ، ابو ذرؓ، مقدادؓ اور سلمان فارسیؓ ہیں۔ جل جلالہ و ﷺ و رضی اللہ عنھم۔ اسی طرح اور بھی کثیر صحابہ پر حضور علیہ السلام نے لفظ محبت کا اطلاق فرمایا ہے لہذا اس سے افضلیت پر دلیل پکڑنا صحیح نہیں۔ کما لا یخفی۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے تو یہ بھی فرمایا ہوا ہے کہ مردوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ابو بکر ہیں پھر ان کے بعد عمر ہیں یہ حضرت عمرو بن عاص سے مروی اور بخاری میں موجود ہے۔ رضی اللہ عنھم۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ لفظ احب (جو شیخین کی شان

میں ہے) اسلم تفضیل کا صیغہ ہے اور اس میں لفظ محبت کی نسبت معنی کی زیادتی پائی جاتی ہے۔!

و اما الجواب عن الحدیث الثالث وهو قوله صلی الله علیه وسلم من کنت مولاه فعلی مولاه فی حدیث غدیر خم فعلی وجوه سبعة.

اولا امام زین الدین عبد الرؤف المناوی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ کے احب ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کو اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم پر افضلیت دی جائے۔

(اسامۃ) ابن زید بن حارثة (احب الناس) من موالی (الی) و کونه احبهم الیه لا یستلزم تفضیله علی غیره. (التیسیر بشرح جامع الصغیر جلد ا صفحہ 289)

یعنی کی اسامہ بن زید کا تمام لوگوں سے محبوب ہونا ان کے موالی سے انکی غیر پر تفضیل کو مستلزم نہیں ہے۔

ثانیا: نیز احبیت سے کسی غیر سے افضلیت کا اثبات بھی نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ ہی کی تصریح سے ثابت ہے کہ احب الناس (الی) ولا یعارضه ان غیره افضل منه۔

(فیض القدیر للمناوی، حرف الھمزۃ، جلد۔ 4631 تحت 964)

یعنی مجھے لوگوں میں وہ سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ کسی غیر کے افضل ہونے کے معارض نہیں ہے۔

نیز اگر احبیت کو افضلیت کی علت تسلیم کرلیا جائے تو حضرت اسامہ بن زید کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے افضل ہونا لازم آئے گا۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

احب اهلی الی من قد انعم الله علیه و انعمت علیه اسامه بن زید قال ثم من قال ثم علی بن ابی طالب. (سنن ترمذی، باب مناقب اسامہ بن زید جلد 5 ص 678 رقم 3819)

یعنی میرے اہل بیت میں سے وہ زیادہ محبوب ہے جس پر اللہ تعالی نے انعام اور میں نے بھی انعام کیا وہ اسامہ بن زید ہیں انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ پھر کون آپ نے فرمایا علی بن ابی طالب۔ جو کہ کسی صورت میں بھی فریقین کیلئے قابل قبول نہیں ہے۔

اس کے علاوہ سرکار دو عالم علیہ الصلوۃ والسلام کا انصار صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین کیلئے فرمایا۔

والذی نفسی بیده انکم احب الناس الی مرتین. (صحیح البخاری جلد 5 ص 32_3786)

مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب ہو۔

احبیت سے اگر افضلیت کا اثبات ہو تو پھر تمام مہاجرین صحابہ پر انصاری صحابہ کرام کی افضلیت لازم آئیگی۔ لہذا ثابت ہوا کہ احب سے افضل ہونا لازم نہیں آتا۔

الاول : انه قال صاحب المواقف و شارحه ان صحة هذا الحديث ممنوع كيف ولم ينقله اكثر اصحاب الحديث كالبخاری و مسلم و اضرابهما وقد طعن فيه بعض من كبار المحدثين كالحافظ ابي داؤد والسجستانی و ابی حاتم الرازی و غيرهما و دعوى الشيعة انه حديث متواتر مكابرة محضة انتهى ما في المواقف و شرحه۔

الثانی : ان عليا رضی الله تعالى عنه لم يكن يوم الغدير مع النبی صلی الله عليه وسلم فانه كان باليمن قاله صاحب المواقف فكيف يصح هذا الحديث مع ما فيه من التصريح بقوله فاخذ بيد علی رضی الله تعالى عنه الى آخره. قلت وفي هذا الجواب نظر لان عليا رضی الله تعالى عنه انما كان في اليمن قبل حجة الوداع وقصة غدير خم انما وقعت حين مرجعه صلی الله عليه وسلم من حجة الوداع ولم يثبت انه صلی الله عليه وسلم اعاد عليا رضی الله تعالى عنه الى اليمن بعد حجة الوداع نعم لو ثبت ذلك او ثبت ان قصة غدير خم كان قبل حجة الوداع لكان هذا الجواب صحيحا فتدبر۔

الثالث : انه لاخفاء ان المراد بلفظ المولى المحبوب او المنصور دون الاولى بقرينة قوله صلی الله عليه وسلم بعده اللهم وال من والاه وعاد من عاداه۔

الرابع : ان هذا اللفظ من المدائح والفضائل وليس فيه بيان الافضلية ولهذا قال صلی الله عليه وسلم لزيد بن حارثة رضی الله تعالى عنه انت اخونا و مولينا اخرجه البخاری فلو كان لفظ المولى يدل على اولية الخلافة لكان زيد افضل الصحابة كلهم واقدمهم في الخلافة وهو غير صحيح قطعاً۔

الخامس : انه قال في المواقف و شرحه انه لو سلم ان هذا الحديث صحيح فاكثر

رواته لم يرووا مقدمة الحديث وهی الست اولی بکم من انفسکم فلا يصح ان يتمسک بها فی ان المولی بمعنی الاولی انتهی ای لان مخالفة الا کثر فی لفظ او حديث يوجب الشذوذ فيه والشاذ لا يکون صحيحا ولهذا شرطوا فی الحديث الصحيح ان لا يکون شاذاً کما فی النخبة و شروحها.

السادس : انه قال فی المواقف وشرحه ايضاً ان مفعلا بمعنی افعل لم يذکره احد من الائمة العربية و الاستعمال ويدل ايضاً علی ان المولی ليس بمعنی الاولی جواز ان يقال هو اولی من کذا دون مولی من کذا و يقال اولی الرجلين او الرجال انتهی و نحوه فی شرحه الطوالع للقاضی البيضاوی.

السابع : انه قال صاحب المواقف و شارحه ايضاً انه لو سلم ان المولی بمعنی الاولی فلا نسلم ان المراد الاولی بالتصرف و التدبير بل يجوز ان يراد الاولی فی امر من الامور کما قال الله تعالی ان اولی الناس بابراهيم للذين اتبعوه و اراد الاولية فی الاتباع و الاختصاص والقرب منه لا فی التصرف فيه ويقول التلامذة نحن اولی باستاذنا ويقول الاتباع نحن اولی بسلطاننا ولا يريدون الاولوية فی التدبير والتصرف بل فی امر ما ولصحة الاستفسار اذ يجوز ان يقال فی ای شیء هو اولی فی تصرفه او محبته او التصرف فيه و لصحة التقسيم بان يقال کون فلان اولی بزيد اما فی نصرته و اما فی ضبط امواله و اما فی تدبيره والتصرف فيه وحينئذ لا يدل الحديث علی امامة علی رضی الله تعالی عنه انتی ما فی المواقف وشرحه.

<u>تیسری حدیث پاک کا جواب</u>۔ حدیث۔ یہ رسول اللہ ﷺ نے غدیر خم کے موقع پر فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔ اس کے مخالفین کو سات جوابات ہیں۔

جوابات:۔

اس کے مخالفین کو سات جوابات ہیں۔

ا۔ یہ کہ صاحب مواقف اور شارح مواقف نے اس حدیث کے صحیح ہونے کا انکار کیا ہے اور کیوں نہ ہو کہ اکثر اصحاب حدیث مثل بخاری و مسلم اور ان جیسے اور دیگر محدثین نے اسے روایت بھی نہیں کیا اور بعض کبار محدثین جیسے حافظ ابو داؤد سجستانی اور ابو حاتم رازی وغیرھما نے تو اس میں طعن بھی کیا ہے اور شیعوں کا اس حدیث کے متواتر ہونے کا دعوی محض مکابرہ ہے۔ انتھی۔

۲۔ ایک جواب صاحب مواقف نے یہ دیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ غدیر خم کے دن نبی کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کے ساتھ ہی نہیں تھے کیونکہ آپ اس وقت یمن میں تھے تو پھر کیونکر یہ حدیث صحیح ہو سکتی ہے حالانکہ اس میں صراحت ہے کہ پھر حضور علیہ السلام نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑا آخر تک۔

مصنف فرماتے ہیں: کہتا ہوں اس جواب میں نظر ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن میں حجۃ الوداع سے پہلے تھے اور غدیر خم کا واقعہ تو حضور علیہ السلام کے حجۃ الوداع سے لوٹنے کے بعد پیش آیا ہے۔ اور یہ ثابت نہیں کہ حضور علیہ السلام نے حجۃ الوداع کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دوبارہ یمن بھیجا ہو۔ ہاں اگر یہ ثابت ہوتا یا واقعہ غدیر خم کا حجۃ الوداع سے پہلے ہونا ثابت ہوتا۔ تب یہ جواب صحیح ہوتا فتدبر۔

۳۔ یہ کہ اس میں کوئی خفا نہیں لفظ مولی محبوب و منصور کے معنی میں ہے اولی کے معنی میں نہیں کیونکہ حضور علیہ السلام کا یہ قول اے اللہ! جو بھی علی کو دوست رکھے تو بھی اسے دوست رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے تو اسے دشمن رکھ اس جواب پر قرینہ و دلیل ہے۔

۴۔ یہ لفظ مولی مدحت و فضیلت کے معنی میں ہے اس میں افضلیت کا بیان نہیں۔ یہی وجہ ہے (بخاری شریف میں موجود ہے) کہ حضور علیہ السلام نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا

تھا۔اے زید! آپ ہمارے بھائی اور ہمارے مولی ہیں تو اگر لفظ مولی اولین حق خلافت پر دلیل ہوتا تو حضرت زید خلافت کے حوالے سے تمام صحابہ سے افضل اور مقدم ہوتے اور یہ قطعاً صحیح نہیں۔

۵۔موافق وشرح مواقف میں فرمایا اگر اس حدیث کا صحیح ہونا مان بھی لیا جائے تو اکثر راویوں نے حدیث کا ابتدائی حصہ حضور علیہ السلام کا فرمان "الست اولی بکم من انفسکم " کہ کیا میں تم سے زیادہ تمہاری جانوں کا مالک نہیں ہوں؟ روایت نہیں کیا۔لہذا مولی کو اولی کے معنی میں ثابت کرنے کے لئے اس حدیث کو دلیل بنانا صحیح نہیں ہے۔انتھی۔(ان کا کلام ختم ہوا)۔مصنف فرماتے ہیں کیونکہ لفظ حدیث میں اکثر روات کی مخالفت حدیث میں شذوذ ثابت کرتی ہے اور شاذ حدیث صحیح نہیں ہوتی۔اسی وجہ سے محدثین نے حدیث صحیح کی تعریف میں شرط لگائی ہے کہ وہ شاذ نہ ہو۔جیسا کہ نخبۃ اور اس کی شروحات میں اس کا بیان ہے۔

۶۔موافق اور اس کی شرح میں ہی یہ جواب بھی دیا گیا ہے کہ مولی بروزن مفعل بمعنی افعل آتا ہو ایسا ائمہ عرب وائمہ استعمال میں سے کسی نے ذکر نہیں کیا اور مولی کے اولی کے معنی میں نہ ہونے پر مزید دلیل یہ ہے کہ یوں تو کہا جاتا ہے اولی من کذا فلاں سے زیادہ حقدار لیکن یوں نہیں کہا جاتا مولی من کذا اسی طرح اولی الرجلین اوالرجال دو مردوں یا سب مردوں سے زیادہ مستحق کہا جاتا ہے (لیکن اس کے برعکس مولی میں ایسا نہیں کہا جاتا) انتھی۔اسی کی مثل جواب موافق کی شرح جواب قاضی بیضاوی کی تصنیف شرح طوالع میں بھی ہے۔

۷۔صاحب مواقف وشارح مواقف نے یہ بھی جواب دیا ہے کہ اگر مان بھی لیا جائے کہ مولی اولی کے معنی میں ہے تو ہم یہ نہیں جانتے کہ یہاں تدبیر وتصرف میں اولویت مراد ہے بلکہ یہ کسی بھی چیز میں ہوسکتی ہے جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے"اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ"۔
ترجمہ: کنز الایمان۔بیشک سب لوگوں سے ابراہیم کے زیادہ حقدار وہ تھے جو ان کے پیرو ہوئے۔اب

یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع و اختصاص اور آپ کے قرب میں اولویت کا حصول مراد ہے نہ کہ آپ کی ذات میں تصرف کرنا مراد ہے۔ شاگرد کہہ دیا کرتے ہیں یہ استاد کے زیادہ حقدار ہیں اسی طرح پیروکار کہتے ہیں ہم اپنے بادشاہ کے زیادہ حقدار ہیں تو وہاں تدبیر و تصرف میں اولویت مراد نہیں ہوگی بلکہ اس سے کوئی بھی کام مراد لیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح اس کے ذریعے سوال کرنا بھی صحیح ہے کہا جاتا ہے فلاں کس چیز کا زیادہ حقدار ہے کسی کے تصرف کا یا اس کی محبت کا یا پھر اس کی ذات میں تصرف کرنے کا۔ اسی طرح اسے بطور تقسیم! استعمال کرنا بھی صحیح ہے کہا جاتا ہے فلاں زید کا زیادہ حقدار ہے۔ یا تو اس کی مدد کرنے میں یا اس کا مال لینے میں یا پھر اس کی ذات میں تدبر و تصرف کرنے میں (جب اتنے سارے محامل موجود ہیں) تو اس وقت یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت پر دلیل نہیں بن سکتی۔ مواقف و شرح مواقف کی عبارت ختم ہوتی ہے۔

واما الجواب عن الحديث الرابع : وهو قوله صلى الله عليه وسلم انت اخي فقد اثبت النبي صلى الله عليه وسلم اخوته لابي بكر رضي الله تعالى عنه حيث قال ولكنه اخي و صاحبي كما اخرجه البخاري عن ابن عباس و مسلم عن عبد الله بن مسعود وقال صلى الله عليه وسلم ايضاً ابوبكر اخي في الدنيا والآخرة اخرجه الحافظ السلفي عن انس بن مالك رضي الله تعالى عنه و اورده المحب الطبري في الرياض النضرة و قال صلى الله عليه وسلم في شان سيدنا ابي بكر رضي الله تعالى عنه ايضاً ولكنه اخي وصهري و وزيري و في شان عثمان رضي الله تعالى عنه حيث قال عثمان اخي و رفيقي في الجنة اوردهما التفتازاني في شرح المقاصد وقد اثبت صلى الله عليه وسلم ذلک لزيد بن حارثة كما قدمنا نقلا عن صحيح البخاري ولم يقل احد من اهل السنة المرضية ولا من الشيعة بافضلية عثمان وزيد بن حارثة رضي الله تعالى عنه على جميع الصحابة

بناء علی لفظ الاخ الواردة فی شانهما فلا دلالة فی هذه الروایة کلها علی افضلیة علی رضی الله تعالیٰ عنه علی ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه قطعاً فظهر ما زعمت الشیعة الشنیعة من تفضیل علی رضی الله تعالیٰ عنه علی ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه او من معارضة الاحادیث الواردة فی فضلهما و تبعهم صاحب الرسالة المردودة فذلک کله باطل حتما تبصرة اخرىٰ.

چوتھی حدیث کا جواب۔

حدیث یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے جناب علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا "آپ میرے بھائی ہیں۔"

اپنی اخوت تو حضور علیہ السلام نے حضرت ابوبکر کے لئے بھی ثابت کی ہے بخاری میں حضرت ابن عباس اور مسلم میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا "لیکن ابوبکر میرے بھائی اور میرے ساتھی ہیں۔ اسی طرح حافظ سلفی نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی ہے جس کو محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ ابوبکر دنیا وآخرت میں میرے بھائی ہیں رضی اللہ عنہ۔ اسی طرح علامہ تفتازانی رحمہ اللہ نے شرح مقاصد میں ذکر کیا کہ حضور علیہ السلام نے شان ابوبکر میں فرمایا: لیکن ابوبکر میرے بھائی سسر اور وزیر ہیں" اور حضرت عثمان کے بارے فرمایا "عثمان جنت میں میرے بھائی اور ساتھی ہیں رضی اللہ عنہ۔ اسی طرح زید بن حارثہ کی فضیلت میں وارد حدیث ہم صحیح بخاری کے حوالہ سے پیچھے نقل کر چکے ہیں تو جب مذہب محبوب اہلسنت وجماعت اور فرقہ شیعہ میں سے کوئی حضرت عثمان وحضرت زید کی شان میں وارد لفظ "بھائی" کی بنا (وجہ) پر انہیں تمام صحابہ سے افضل نہیں مانتا تو پھر ان تمام روایات میں جناب علی کی جناب صدیق پر افضلیت کی بھی قطعاً کوئی دلیل نہیں رضی اللہ عنہما۔ یہاں سے شیعہ کے جناب علی کو جناب صدیق پر افضل ماننے اور ان دونوں صاحبوں کی شان میں وارد ہونے والی حدیثوں کو آپس میں معارض گمان کرنے اسی طرح ان کے پیرو ہمارے مخالف صاحب رسالہ مردود کے تمام تمسکات کے

بارے واضح ہوگیا کہ یہ سب کچھ حتمی طور پر باطل ہے۔تبصرہ۔

فان قيل اذا لم يكن في هذه الاحاديث ما يعارض الاحاديث الواردة في افضلية ابي بكر رضي الله تعالى عنه لعدم وجود صيغة افعل التفضيل وما يؤدي مؤداها فيها فقد ورد في شان علي رضي الله تعالى عنه احاديث عديدة بصيغة افعل التفضيل ايضاً وح يثبت المعارضة منها قوله صلى الله عليه وسلم حين اهدى اليه طير مشوي اللهم ائتني باحب خلقك اليك ياكل معي هذا الطير فجاء علي رضي الله تعالى عنه فاكل معه اخرجه الترمذي عن انس بن مالك والاحب الى الله تعالى اكثر ثوابا وهو معنى الافضل

اعتراض۔

اگر یہ کہا جائے کہ چلیں یہ احادیث تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت میں وارد ہونے والی احادیث کے معارض نہیں کیونکہ ان میں اسم تفضیل یا اس کے قائم مقام کوئی صیغہ وارد نہیں لیکن متعدد حدیثیں ایسی بھی ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں افعل التفضیل کے صیغے سے بھی وارد ہوتی ہیں۔لہٰذا اب تو معارضہ پایا جائے گا ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام کے پاس بھنے ہوئے پرندے کا گوشت لایا گیا تو آپ نے اللہ کی بارگاہ میں دُعا کی۔اے اللہ! اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب شخص کو میرے پاس بھیج کہ وہ میرے ساتھ اسے کھائے تب حضرت علی آگئے اور حضور علیہ السلام کے ساتھ اسے تناول کیا۔اس کو امام ترمذیؒ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔اور یہاں پر احب سب سے بڑھ کر محبوب ہونے سے مراد اللہ کے ہاں سب سے

بڑھ کر ثواب والا ہونا ہے اور اسی کو افضلیت کہتے ہیں۔!

جواب۔

قلت :الجواب عنه من وجوه تسعة.

الاول :ان هذا الحديث موضوع كذا قال الحافظ ابن الجوزي في كتاب الموضوعات له والحافظ ابو العباس الحراني في كتابه منهاج الاستقامة۔

: امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ وهو التمسك بخبر الطير مما لا اعتراض عليه :أن نقول :قوله- بأحب خلقك- يحتمل أحب خلق الله في جميع الامور .أو يكون أحب خلق الله في شي معين. والدليل على كونه محتملا لهما :أنه يصح تقسيمه اليهما .فيقال :أما يكون أحب خلقه اليه في الامور .أو يكون حب خلقه اليه في هذا الامر الواحد .وما به الاشتراك غير ما به الاشتراك .و غير مستلزم له .فاذن هذا اللفظ لا يدل على كونه أحب الى الله تعالى في جميع الامور .فاذن هذا اللفظ لا يدل الا على أنه أحب في بعض الامور .وهذا يفيد كونه أزيد ثوابا من غيره في بعض الامور .ولا يمتنع كون غيره أزيد ثوابا منه في أمر آخر .فثبت :أن هذا الا يوجب التفضيل .وهذا جواب قوي۔ (الاربعین فی اصول الدین ج ۲ ص ۳۱۶)

ترجمہ۔ حدیث طیر سے استدلال پکڑنے پر اعتراض یہ کہ ہم کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے فرمان باحب خلقک میں یہ احتمال ہے کہ اللہ تعالی کی مخلوق تمام امور میں زیادہ محبوب ہے یا کسی معین چیز میں اس حدیث کے محتمل ہونے پر دلیل یہ ہے کہ اس حدیث کی ان دونوں احتمالوں کی طرف تقسیم صحیح ہے۔ تو پس کہا جائے گا کہ وہ مخلوق سے تمام امور میں زیادہ محبوب ہیں یا اس ایک امر میں؟۔ اور اس میں وجہ اشتراک کیا ہے؟ اس وجہ اشتراک کے ماسوا، جو کہ اسے متلزم نہ ہو۔ بتا تو ایسا لفظ۔ اللہ تعالی کے تمام امور میں زیادہ محبوب ہونے پر دلالت نہیں کرے گا تو پھر یہ لفظ صرف بعض امور میں زیادہ محبوب ہونے پر دلالت کرے گا۔ اور یہ لفظ باحب خلقک صرف ان کے بعض امور میں زیادتی ثواب کا فائدہ کرے گا۔ تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ (حضرت علی المرتضیٰ) کا غیر آپ سے بعض دوسرے امور میں از روئے ثواب زیادہ ہو۔ پس ثابت ہوا کہ حدیث طیر سے استدلال تفضیل کو ثابت نہیں کرتا۔ اور یہ بڑا قوی و مضبوط جواب ہے۔

الثانی: انا لو تنزلنا و فرضنا ان هذا الحدیث لیس بموضوع فلا شک فی ضعفه کما صرح به العلامة محمد بن طاهر الفتنی فی کتاب الموضوعات له والحدیث الضعیف لا یکون حجة فی الاحکام لا سیما فی هذا المقام لکونه مما لا یدرک بالرای و اجتهاد العلماء.

الثالث: انا لو تنزلنا و فرضنا عدم ضعفه ظاهرا فلا شک فی ضعفه باطنا لوجود علة قادحة خفیة فیه موجبة لضعفه و ذلک لان لفظ خلقک عم یشتمل الانبیاء والمرسلین ولم یرو نص خاص فی هذا الحدیث یخص به هذا العموم کما ورد النص الخاص فی احادیث افضلیة ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه من قوله الا النبیین والمرسلین وما فی معناه وقد قام الاجماع علی افضلیة الانبیاء والمرسلین علی غیرهم فکان هذا ای مخالفة هذا الحدیث للاجماع مع عدم ورود النص المخصص فیه مما یوجب وهنا وقدما باطنا فی ثبوته.

الرابع: انا لو تنزلنا و فرضنا عدم ضعف هذا الحدیث ظاهرا و باطنا فلا نسلم ان الاحب مرادف الافضل یدل علیه قوله صلی الله علیه وسلم افضل الذکر لا اله الا الله احب الکلام الی الله تعالیٰ سبحان الله و بحمده روی شطر الاول منه الترمذی و النسائی وصحح الحاکم وابن حبان عن جابر بن عبد الله رضی الله تعالیٰ عنه و روی شطر الثانی منه مسلم فی صحیحه عن ابی ذر رضی الله تعالیٰ عنه ولهذا قال العلامة السیوطی النووی فی شرحه علی مسلم فی تفسیر قوله صلی الله علیه وسلم لما سئل عن الناس ای الناس احب الیک قال عائشة قلت من الرجال قال ابوها قلت ثم من قال عمر الحدیث اخرجه البخاری و مسلم کلهما عن عمرو بن العاص رضی الله تعالیٰ عنه. ما حاصله انه

لا یلزم من کون عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا احب الیہ ان تکون افضل و کذلک لا یلزم من کون ابیھا رضی اللہ تعالیٰ عنہ احب الیہ ان یکون افضل من عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و انما ثبت کونہ افضل بدلائل اخری مما ورد فیہ لفظ الافضل او الخیر صریحا ما انتھی وقال العلامۃ شیخ عبد الحق الدھلوی فی شرحہ علی المشکورۃ ما لفظہ ان الکلام فی الصحابۃ انما ھو فی الافضلیۃ بمعنی کثرت الثواب عند اللہ تعالیٰ و الاحبۃ غیرھا کما ھو القول المشھور عن العلماء فی الفرق بین الاحبیۃ و الافضلیۃ انتھی۔

الخامس: انا لو سلمنا مراد فتھما فقد عارضہ ما ھو اقوی منہ وھو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم احب الرجال الی ابوبکر ثم عمر کما قدمنا انفا عن صحیح البخاری و مسلم ولاخفاء ان الاحب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھو الاحب الی اللہ سبحانہ وتعالیٰ۔

جواب۔

میں کہتا ہوں اس کے نو جواب ہیں۔

۱۔ حافظ ابن جوزی نے اپنی کتاب "موضوعات" میں اور حافظ ابو العباس حرانی نے دینی کتاب "منہاج الاستقامت" میں اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے۔

۲۔ بر سبیل تنزل بالفرض اگر موضوع نہ بھی ہو تو اس کے ضعیف ہونے میں تو شک ہی نہیں بیما کہ اس کی صراحت علامہ محمد بن طاہر پٹنی نے اپنی کتاب "موضوعات" میں کی ہے۔ اور حدیث ضعیف احکام میں حجت نہیں بالخصوص اس مقام میں کہ جہاں رائے و اجتہاد سے مذکورہ مسئلہ معلوم ہی نہیں کیا جا سکتا۔

۳۔ (بر سبیل) چلو یہ بھی مانا کہ ظاہراً یہ حدیث ضعیف نہیں لیکن باطناً اس کے ضعیف ہونے

میں کچھ شبہ نہیں کیونکہ اس میں ایک ممنوع اور پوشیدہ علت ہے جو اس کے ضعف کو ثابت کر رہی ہے وہ یہ کہ اے اللہ! تیری مخلوق کے الفاظ عام ہیں انبیاء و مرسلین کو بھی شامل ہیں۔ اور اس حدیث میں کوئی خاص لفظ بھی نہیں جس کے سبب یہ عمومیت خاص ہو سکے جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں وارد ہونے والی احادیث میں الا النبیین والمرسلین اور اسی طرح کے دیگر الفاظ وارد ہیں۔ اور اس پر اجماع ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام اپنے علاوہ سب پر افضل ہیں۔ پس یہ حدیث اجماع کے مخالف ہوگی مزید یہ کہ اس میں کسی لفظ مخصص کا نہ ہونا اس کی کمزوری اور اس کے ثابت ہونے میں ایک باطنی ممانعت کو ثابت کر رہا ہے۔

۴۔ اگر ہم یہ بھی جان لیں اور فرض کر لیں کہ یہ حدیث ظاہراً و باطناً دونوں طرح ضعیف نہیں ہے تب بھی ہم یہ نہیں مانتے کہ لفظ (احب) لفظ افضل کے مترادف اور قائم مقام ہے اس پر دلیل ترمذی، نسائی، حاکم بافادہ تصحیح اور ابن حبان کی روایت ہے جو حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا "افضل ذکر" "لا الٰہ الا اللہ" ہے اور مسلم کی روایت حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو سب سے احب (پسند بات) سبحان اللہ وبحمدہ کہنا ہے۔ (یہاں افضل اور احب کا فرق سمجھیے)۔ اسی وجہ سے علامہ نووی رحمۃ اللہ نے اپنی شرح مسلم میں بخاری و مسلم شریف میں عمرو بن عاص کی اس حدیث کے تحت (کہ جب حضور علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ کون محبوب ہے فرمایا عائشہ عرض کی گئی مردوں میں سے فرمایا ان کے باپ عرض کی گئی پھر کون فرمایا حضرت عمر) فرمایا کہ حضرت عائشہ کے حضور علیہ السلام کو زیادہ محبوب ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ افضل بھی ہوں۔ اسی طرح ان کے باپ (حضرت ابو بکر) کا حضور علیہ السلام کو زیادہ محبوب ہونا حضرت عمر سے افضل ہونے کو لازم نہیں بلکہ آپ کی افضلیت دوسرے دلائل سے ثابت ہے جن میں لفظ افضل اور لفظ خیر صراحۃً وارد ہوئے ہیں انتھی۔ اور علامہ شیخ عبد الحق محدث دھلوی رحمۃ اللہ نے اپنی شرح مشکوۃ میں فرمایا کہ صحابہ میں گفتگو افضلیت کے حوالے سے ہے اور

افضلیت کا معنی اللہ کے ہاں زیادہ ثواب والا ہونا ہے۔اور احبیت (زیادہ پسندیدہ ہونا) افضلیت کا غیر ہے۔جیسا کہ افضلیت اور احبیت کے درمیان فرق کا قول علماء کی طرف سے مشہور و معروف ہے۔

۵۔پھر اگر ہم ان کی مرادفت و مطابقت مان بھی تب بھی اس سے قوی دلیل اس کے معارض ہے اور وہ بخاری و مسلم میں حضور علیہ السلام کا یہ فرمان ہے "مردوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ابو بکر ہیں پھر عمر ہیں رضی اللہ عنہما اور اس میں کوئی خفاء نہیں کہ جو رسول اللہ کو زیادہ محبوب ہو گا وہی اللہ کو بھی زیادہ محبوب ہو گا۔

اعتراض۔

فان قیل قد نفیت المعارضة سابقا بین هذه الاحادیث والاحادیث الواردة فی شان علی رضی الله تعالیٰ عنه وقد اثبتها ههنا فکیف هذا الجمع

پھر اگر کہا جائے کہ آپ نے ابھی تو پیچھے دونوں صاحبوں کی شان میں وارد ہونے والی روایات کے درمیان معارضہ ہونے کی نفی کی تھی اور یہاں آپ نے معارضہ ثابت کر دیا ہے تو یہ دونوں باتیں کیونکر جمع ہو سکتی ہیں؟

جواب

قلت:قد نفیناها هناک بمعنی المساواة الموجبة لساقط الحکمی واثبتناها ههنا بمعنی کون احد جانبیها وهو الحکم بافضل سیدنا ابی بکر رضی الله تعالیٰ عنه ارجح واقوی من الجانب لآخر فلا منافاة فتدبر.

ہم کہتے ہیں وہاں جو ہم نے نفی کی تھی وہ معنی مساوات کے اعتبار سے کی تھی کہ جو مساوات تساقط حکمی کو ثابت کرنے والی تھی اور یہاں ہم نے جو اثبات کیا ہے وہ جانبین میں سے ایک کے ثابت ہونے کے متعلق ہے اور وہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا حکم دوسری جانب سے زیادہ راجح اور زیادہ قوی ہے۔

السادس : انه لو سلم مرادفة الاحب و الافضل فقد قال التفتازانی فی شرح المقاصد ان قوله احب خلقک الیک یحتمل تخصیص ابی بکر و عمر رضی الله تعالیٰ عنهما منه عملا بادلة افضلیتهما انتهی

۶۔احب و افضل کی مرادفت کو تسلیم کرنے کا ایک جواب علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ نے شرح مقاصد میں یہ دیا ہے کہ اس صورت میں حضور علیہ السلام کا فرمانا (احب خلقک) حضرت علی سے شیخین رضی اللہ عنھم کی تخصیص کا احتمال رکھے گا ان دلائل کی بناء پر جو شیخین رضی اللہ عنھم کی افضلیت کے حوالے سے وارد ہوئے ہیں۔

قلت : و یؤیده ما تقدم من حدیث الصحیحین ان احب الرجال الی ابو بکر ثم عمر رضی الله تعالیٰ عنهما و یؤیده ایضاً ما روی عن عبادة بن الصامت رضی الله تعالیٰ عنه انه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم احب الناس الی ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی اخرجه الدیلمی فی الفردوس الاعلیٰ

مصنف فرماتے ہیں میں کہتا ہوں اس کی تائید صحیحین کی مذکورہ حدیث سے ہوتی ہے کہ مردوں میں مجھے سب سے محبوب ابوبکر ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔مزید اس کی تائید حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے ہوتی ہے جسے دیلمی نے "فردوس اعلیٰ" میں روایت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا مجھے لوگوں میں سب سے محبوب ابوبکر ہیں اور ان کے بعد عمر ان کے بعد عثمان اور ان کے بعد علی ہیں رضی اللہ عنھم۔

السابع : ان بعد تسلیم المرادفة جمیع الاحادیث الواردة فی افضلیة ابی بکر و عمر و عثمان رضی الله تعالیٰ عنهم المتقدم ذکرها یکون تفسیرا لهذه الاخبیة لاتحاد معنی اللفظین بعد تسلیم المرادفة فیثبت منک الاحادیث الکثیرة غایة الکثرة ان احبیة علی رضی الله تعالیٰ عنه متأخرة عن احبیة

لخلفاء الثلاثۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کما لا یخفی

۷۔ تسلیم مرادفت کے بعد وہ تمام احادیث جو خلفائے ثلاثہ کی افضلیت میں وارد پہلے گزر چکی ہیں وہ اس حدیث میں وارد احبیت کی تفسیر ہو جائیں گی کیونکہ جب مراد حب مان لیں گے تو دونوں لفظوں کا معنیٰ متحد ہو جائے گا۔ لہٰذا ان کثیر احادیث سے ثابت ہوگا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی احبیت خلفائے ثلاثہ کی احبیت کے بعد ہے (کیونکہ وہ اس کی تفسیر کردیں گی)۔ کما لا یخفی۔

الثامن : ماقال الفضیل فی المواقف والسید لشریف فی شرحہ ما بحصلہ ان ھذا اللفظ لایفید کونہ احب الیہ فی کل شیء لصحۃ التقسیم وادخال لفظ الکل والبعض الابری انہ یصح ان یقسم و یقال احب خلقۃ الیہ ما فی کونہ اقضی الخلق او فی کونہ اصلتھم او فی کونہ اجلھم مواد فی کونہ اشجعھم و ادفعھم للکفار او فی کذا او فی کذا او کذالک یصح ان یتفسر و یقال احب خلقہ الیہ فی کل شیء او فی بعض الاشیاء و کجاز ان یکون اکثر ثوابا فی شیء دون شیء الاخر فلا یدل علی الافضلیۃ مطلقا انتھی

۸۔ وہ ہے جو شیخ عضد الدین نے مواقف اور سید شریف رحمہما اللہ نے اس کی شرح میں بیان فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ لفظ (احب) جناب امیر کے ہر ہر شے میں محبوب اکبر ہونے کو مفید نہیں کہ اس کو تقسیم بھی کیا جا سکتا ہے اور لفظ کل اور بعض سے اس کی تفسیر بھی کی جا سکتی ہے (کیا دیکھتا نہیں) کہ اس کو تقسیم کر کے یوں کہنا صحیح ہے کہ وہ سب سے زیادہ محبوب مخلوق میں سب سے اچھے فیصل ہونے میں ہیں یا صادق ہونے میں ہیں یا خوبصورت ہونے میں ہیں یا بہادر ہونے میں ہیں یا کفار پر غالب آنے میں ہیں یا اس اس چیز میں ہیں وغیر ذلک اسی طرح کل اور بعض سے اس کی تفسیر کرتے ہوئے یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ وہ مخلوق میں ہر شے میں زیادہ محبوب ہیں یا بعض اشیاء میں زیادہ محبوب ہیں اسی طرح یہ کہنا بھی جائز ہوگا کہ وہ ایک شے میں زیادہ ثواب والے ہوں لیکن دوسری میں نہ ہوں۔ لہٰذا

یہ علی الاطلاق یہ افضلیت پر دلیل نہیں۔ انتہی۔

التاسع :انه يحتمل احب خلقک اليک في ان ياكل معی هذا الطير قاله العلامة المحقق التفتازانی فی شرح المقاصد۔

9۔ علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ نے شرح مقاصد میں فرمایا یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ اے اللہ اس بندے کو بھیج کر جو اس پرندہ کو میرے ساتھ کھانے میں تیری مخلوق میں تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔

تبصرة اخرى ان قيل تدری بعض الاحاديث سوى هذه المتقدم في شان سيدنا على كرم الله وجهه بنت خير ايضا و لا شكر ان لفظ صيغة افعل التفضيل فيكون نصا فی مدعی الشيعة الشيعة و صاحب الرسالة المردوده فهی تكون معارضة لما قدمت من احاديث سيدنا ابی بكر رضی الله عنه بلفظ فعل وما يودی مؤداها منها قوله ﷺ ان اخی و وزيری و خليفتی من اهلی و خير امن اترک ايدی و يقضی دينی و ينجز موعدی علی رضی الله عنه اخرجه ابن حبان عن انس و منها قوله ﷺ خير من اخلفه بعدی علی اخرجه ابن الجوزی و ابن حبان عن سلمان الفارسی و منها قوله ﷺ علی خير البشر فمن ابی فقد كفرا خرجه الخطيب البغدادی عن جابر و الحاكم عن ابن مسعود رضی الله عنه و منها قوله ﷺ علی خير البرية اخرجه ابن عدی عن ابی سعيد۔

تبصرہ۔ اعتراض۔

اگر کہا جائے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں مذکورہ احادیث کے علاوہ کچھ اور احادیث لفظ خیر کے ساتھ بھی وارد ہوئی ہیں اور لفظ "خیر" کے افضل التفضیل ہونے میں کوئی شک نہیں لہٰذا اس طرح کی احادیث شیعہ اور ہمارے مخالف صاحب رسالہ مردودہ کے دعویٰ میں نص ہوں گی اور سیدنا

ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شان میں افضل اور اس کے قائم مقام الفاظ کے ساتھ وارد ہونے والی جو حدیثیں آپ پہلے ذکر کر آئے ہیں یہ ان کے معارض ہوں گی۔ ان میں سے ایک حدیث یہ ہے جسے ابن حبان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا "میرے بھائی دو وزیر میرے اہل میں سے میرے خلیفہ۔ میرے بعد والوں میں سب سے بہتر جو میرے دین کو ادا کریں گے اور میرے وعدے کو پورا کریں گے وہ حضرت علی ہیں رضی اللہ عنہ۔ اسی طرح ایک حدیث پاک یہ ہے جسے ابن جوزی اور ابن حبان نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا "میں جن کو اپنے پیچھے چھوڑ جاؤں گا ان میں سب سے بہتر حضرت علی ہیں" رضی اللہ عنہ۔ اسی طرح خطیب بغدادی کی روایت حضرت جابر سے اور حاکم کی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "علی خیر البشر ہیں جن نے اس کا انکار کیا اس نے کفر کیا"۔ اسی طرح ابن عدی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا "علی رضی اللہ عنہ مخلوق میں سب سے بہتر ہیں۔

قلت لنا عن هذا الاحاديث جواب الاول اجمالي وجواب هذا. الروايات موضوعة كلها ثم يصح شيء عند اهل العلم بالحديث و من اوردها من للمحدثين فانما اوردها بيان و منها و الموضوع امر باطل لا يصح بناء شيء من الاحكام الشرعية عليه قطعا الثاني تفضيلي وهو انا نقول اما الحديث الاول من هذا مالاحاديث الاربعة فانما رواه ابن حبان من رواية مظهر من سيمون الاكاف ثم قال ابن الحبان و مطر يروى الموضوعات من الثقات و كذا قال العلامة ابن العراق في تنزيه الشريعة و قال الحافظ السيوطي في كتابه المسمى بالالى المنوعة في للاحاديث الموضوعة ناقلا عن الميزان للحافظنا قد الرجال العلامة الذهبي رحمة الله و انما رواه مطر من هذا الحديث فهو

موضوع انتهى كلام الحافظ خاتمة المحدثين السيوطى لو تنزلنا و مسلمنا صحة هذا الحديث فقوله ﷺ فيه خير من اترك بعدى يقضى دينى و ينجز وعدى ظاهر فى تقييد الخيرة كونها فى القضاء والانجاز فلا يكون من المدعى فى شىء اذا المدعى اثبات الخيرة والافضلية فى كثرة الثواب عند الله و نحوه كما قدمنا اوائل هذه الرسالة فارجع اليه ان شئت لو تنزلنا و قلنا ان هذا الحديث ليس بظاهر بل انه يحتمل فنقول يكفينا هذا الاحتمال يقلع عرف الاستدلال فتدبر و تأمل اما الحديث منها فقد اخرجه ابن الجوزى من طريق اسمعيل بن زياد ثم قال ابن الجوزى و اسماعيل و ضاع برجال اخرجه ابن حبان من طريق خالد بن عبيد العنكى قال ابن حبان و خالد هذا يروى نسخة موضوعة اى و هذا الحديث منها كذا قال العلامة ابن عراق فى تنزيه الشريعة واما الحديث الثالث فقد قال الحافظ السيوطى فى الا كيه انه رواه الخطيب من طريق احمد بن نصر الذراع وهو رجال كذاب و اخرجه الحاكم من رواية ثلاثة فى مسند واحدهم محمد بن شجاع الثلجى و حفص بن عمرو الكونى و محمد بن على بن عبد الواحد الجرجانى قال الحاكم فالثلجى كذاب و حفص ليس بيشىء و الجرجانى منهم وهو امام اهل التشيع فى زمانه انتهى كلام السيوطى و قال العلامة على بن محمد بن عراق الكنانى فى تنزيه ما الشريعة ان هذا الحديث باطل جلى بطلانه انتهى اما الحديث الرابع فقد قال العلامة بن عراق فى تنزيه الشريعة ان فى سنده احمد بن سالم باسمره و قد قال ابن حبان لا يحتج به يروى عن الثقات الطاوت قال و قال الذهبى فى الميزان و يروى عن غير احمد بن سالم و هو كذب انتهى۔

جواب:۔

ہم کہتے ہیں ان احادیث کے دو جواب ہیں۔

پہلا اجمالی۔ دوسرا تفصیلی۔

اجمالی جواب:۔

(اجمالی یہ کہ یہ ساری کی ساری روایتیں موضوع ہیں)۔محدثین کے نزدیک ان میں سے ایک بھی صحیح نہیں اور جن محدثین نے انہیں بیان کیا ہے انہوں نے اسی غرض سے کیا ہے کہ ان کا موضوع ہونا واضح ہو جائے اور موضوع ایک امر باطل ہے جس پر احکام شرعیہ کی بنیاد رکھنا قطعاً درست نہیں ہے۔

تفصیلی جواب:۔

اب آئیے تفصیلی جواب سنیئے کہ پہلی حدیث کو حافظ ابن حبان نے مطر بن میمون سے روایت کیا پھر فرمایا مطر ثقہ راویوں سے موضوع حدیثوں روایت کرتا ہے۔علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ نے تنزیہ الشریعہ میں یوں ہی فرمایا ہے ور حافظ سیوطی رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ میں ناقد الرجال حافظ" علامہ ذھبی رحمۃ اللہ کی المیزان" سے نقل کرتے ہوئے فرمایا اس حدیث کو مطر بن میمون نے روایت کیا ہے اور یہ موضوع ہے۔خاتم المحدثین علامہ سیوطی رحمۃ اللہ کا کلام ختم ہوا: اور اگر ہم اس حدیث کی صحت کو مان بھی لیں تب بھی حضور علیہ السلام کے یہ الفاظ (کہ میرے بعد کے لوگوں میں وہ سب سے بہتر ہوگا جو میرے دین کو ادا کرے گا اور میرے وعدے کو پورا کرے گا) اس بات میں واضح ہیں کہ یہاں بہتری دین ادا کرنے اور وعدہ پورا کرنے سے مقید ہے لہٰذا اس سے دعویٰ بالکل ثابت نہ ہوا کیونکہ دعویٰ تو اللہ کے ہاں کثرت ثواب کی خیریت اور افضلیت کو ثابت کرتا ہے (اور وہ یہاں مفقود ہے) ہم اس کی تفصیل رسالے کے آغاز میں بیان کر چکے ہیں (چاہیں تو وہاں دیکھ لیں) اور اگر تنزل اختیار کر کے یہ کہیں کہ یہ حدیث ظاہر نہیں بلکہ محتمل ہے تو ہم کہتے کہ آپ کے استدلال کی رگ کاٹنے کے لئے ہمیں یہ احتمال بھی کافی ہے۔فتدبر۔

اسی طرح آپ کی دوسری حدیث ہے جس کو علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ نے اسمٰعیل بن زیاد کی سند سے روایت کیا پھر کہا اسمٰعیل حدیثیں گھڑنے والے شخص تھا۔ اسی طرح حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ نے اسے خالد بن عبید عتکی کی سند سے روایت کیا پھر کہا یہ خالد موضوع نسخہ روایت کرتا ہے۔ مطلب یہ کہ یہ حدیث بھی موضوعات میں سے ہے جیسا کہ علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ نے تنزیہ الشریعہ میں اس کو بیان کیا ہے رہی آپ کی تیسری حدیث تو اس کے بارے حافظ سیوطی رحمۃ اللہ نے "اللآلی" میں فرمایا کہ اس کو خطیب نے احمد بن نصر ذراع کی سند سے روایت کیا ہے اور احمد بن نصر بہت جھوٹا شخص ہے۔ حاکم نے اسے مسند میں تین سندوں سے روایت کیا ہے پہلی میں محمد بن شجاع ثلجی دوسری میں حفص بن عمرو کو فی اور تیسری میں محمد بن علی بن عبد الواحد جرجانی ہے امام حاکم نے فرمایا : محمد بن شجاع ثلجی بہت جھوٹا شخص ہے اور حفص تو کچھ بھی نہیں۔ رہا جرجانی تو یہ بھی انہیں میں سے ہے اور یہ اپنے زمانے میں شیعوں کا امام بھی تھا (علامہ سیوطی کا کلام ختم ہوا)۔ علامہ علی بن محمد عراق الکنانی نے تنزیہ الشریعۃ میں فرمایا یہ حدیث باطل ہے اس کا بطلان بالکل واضح ہے انتہی۔ اب آتے ہیں چوتھی حدیث کی طرف علامہ ابن عراق نے تنزیہ الشریعہ میں فرمایا اس کی سند میں ابو سمرہ احمد بن سالم ہے جس کے بارے حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ نے فرمایا اس سے دلیل نہیں پکڑی جاسکتی۔ یروی عن الثقات البطلات اور حافظ ذھبی رحمۃ اللہ نے "المیزان" میں فرمایا یہ حدیث احمد بن سالم کے علاوہ سے بھی مروی ہے اور یہ جھوٹ ہے۔ انتہی۔

تبصرۃ اخر فیہ قد ظہر ز ھذا التحقیق ان الشیعۃ الشیعۃ و من وافقھم فی مسئلۃ الافضلیۃ کصاحب الرسالۃ المردودۃ انما ینوا غالب امورھم اما علی مثل ھذہ الاحادیث الموضوعۃ التی لا اصل لھا عند المحدثین کما بینا لک ھھنا اوعلی احادیث تدل علی الفضیلۃ فقد دون الافضلیۃ کما بنعھا ک علیہ مرارا وھذا من العجب العجائب.

تبصرہ ۔ ہماری اس تحقیق سے ظاہر ہوگیا کہ مسئلہ افضلیت میں ان شیعوں، ان کے موافقوں کے اکثر دلائل کا دارومدار یا تو ان موضوع حدیثوں پر ہے جن کی محدثین کے نزدیک کوئی اصل ہی نہیں (جیسا کہ ہم یہاں واضح کر چکے) اور یا صرف ان حدیثوں پر ہے جو صرف فضلیت پر دلالت کرتی ہیں افضلیت پر نہیں کرتیں جیسا کہ ہم بار بار اس پہ تنبیہ کر چکے ہیں اور یہ کتنے عجیب و غریب قسم کے دلائل ہیں۔

تبصرۃ اخر ان قیل بشکل علی جمیع ما ذکرته انت من الاحادیث فی القسمین السابقین انها علیها و مررۃ اما بصیغة الافضل او الخیر و نحوهما و هذه الصیغ مطلقة لازمة فلا یکون دلیل مدعی اهل السنة والجماعة اعز العموم.

اعتراض۔

اگر ہمیں یہ کہا جائے کہ آپ نے اپنی دونوں قسموں میں جتنی بھی روایتیں ذکر کی ہیں وہ سب کی سب یا تو لفظ افضل سے وارد ہیں یا لفظ خیر سے یا پھر دیگر اور الفاظ سے اور یہ سارے کے سارے الفاظ مطلق ہیں عام نہیں ہیں لہذا اہلسنت و جماعت کے دعوی عمومیت پر تو کوئی دلیل نہیں ہے۔

قلت قد قدمنا من قبل ان لیس مدعی اهل السنة والجماعة العموم حتی یرد علیهم الاشکال بذالک و حتی یزمهم القبول بافضلیة الخلفاء الثلاثة علی علی رضی الله عنه فی قرب القرابة و فی کونه من بنی هاشم و فی اعطاء الرایة یوم فتح خیبر و فی الاستخلاف علی المدینة المشرفة فی غزوة تبوک و فی کونهم اقضی الامة الی غیر ذالک من الفضائل المخصوصة بعلی رضی الله عنه و لم یقل احد بذالک بل انما مدعاهم الافضلیة المطلقة لا العامة لکون الالفاظ المذکورة مطلقة لاعامة الا انه قد قامت القوائن القالیة الحالیة علی ان المراد بالمطلق ههنا الفرد الکامل وهو اکثریة الثواب عند الله تعالی و

اکملية القرب و الزلفى الدى الله لكنهم يستمونها اى الافضلية المطلقة المحمولة على الفرد الكامل في عرفهم افضلية كلة لانها لكونها فردا كاملا كانها كل الفضلية و يستمون ما سواد من افراد المطلقة فضيلة جزئية و هذا منشا غلط صاحب الرسالة المردودة حيث فهم من اطلاق لفظ الكلية عليها معنى العموم و انها من كل فجه والامر ليس كذالک فان قلت ما القرائن على ارادة الفرد كلامل من هذه الافضلية ههنا قلت هي امور اربعة.

جواب۔

ہم کہتے ہیں کہ ہم تو پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اہلسنت و جماعت کا عمومیت کا دعویٰ تو ہے ہی نہیں جو ان پر یہ اشکال وارد ہو سکے یا یہ بات لازم آسکے کہ یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حضور علیہ السلام کی قرابت میں قریب ترین ہونے یا بنی ہاشم میں سے ہونے یا روز خیبر انہیں علم (جھنڈا) عطا کیا جانے یا غزوہ تبوک کے ایام میں مدینہ مشرفہ پر خلیفہ بنائے جانے یا امت میں حضور علیہ السلام کا دین ادا کرنے والا ہونے یا اس طرح کے دیگر فضائل کہ حضرت علی سے مخصوص ہیں۔ان سب کے ہونے کے باوجود خلفائے ثلثہ کو ان پر افضل کہتے ہیں۔اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے بلکہ اہلسنت کا دعویٰ افضلیت مطلقہ ہی کا ہے عامہ کا نہیں ہے۔کیونکہ احادیث میں مذکور الفاظ مطلقہ ہی ہیں عامہ نہیں ہیں مگر یہ کہ یہاں پر (قوانین اور افعال کی روشنی میں) قالی اور حالی قرینے موجود ہیں جو اس بات پر دلیل ہیں کہ یہاں مطلق سے مراد فرد کامل ہے اور وہ اللہ کے ہاں زیادہ ثواب اور کامل قرب والا ہونا ہے لیکن اہلسنت اپنے عرف میں اس فرد کامل پر محمول ہونے والی افضلیت مطلقہ کو کلی افضلیت کا نام دیتے ہیں کیونکہ فرد کامل تمام فضائل کے قائم مقام ہوتا ہے اور جو اس کے علاوہ مطلق افراد ہیں انہیں فضلیت جزئیہ کہتے ہیں۔

صاحب رسالہ مردودہ کے اس اعتراض کا منشاء ہی غلط ہے کیونکہ اس نے افضلیت پر لفظ

کلیت کے اطلاق سے عمومیت من کل الوجوہ کا معنیٰ سمجھا یہ حالانکہ حال اس کے خلاف ہے۔ پھر اگر آپ پوچھیں کہ یہاں اس افضلیت سے فرد کامل مراد لینے پر کیا دلائل ہیں تو سنیے اس کی چار دلیلیں ہیں۔

الاول ما ذکرہ العلامۃ العارف الشیخ عبدالرحمن الجامی فی الفوائد الضائیۃ و العلامۃ التفتازانی فی مختصرہ و مطولہ و غیر ھما ان المطلق ینصرف الی الفرد الکامل انتھی۔

اول۔ عالم عارف علامہ عبدالرحمن جامی نے فوائد ضیائیہ میں اور علامہ تفتازانی نے اپنی مختصر، مطول اور ان کے علاوہ دیگر کتب میں بھی یہ قاعدہ ذکر فرمایا ہے کہ مطلق اپنے فرد کامل کی طرف ہی لوٹتا ہے۔ انتہی۔

الثانی ان الصحابی و التابعین رضی اللہ عنہ و کذا من بعدھم من العلماء الراسخین کلھم قد اجمعوا علی فھم ھذا المعنی من اطلاق لفظ الافضل فی ھذہ الاحادیث الوردۃ فی الافضلیۃ المطلقۃ حیث لم بقع النزاع بین احد من العلماء الافی اکثریۃ الثواب عند اللہ و لم بقل احد بان ابا بکر رضی اللہ عنہ مثلا افضل من علی و فی کل فرد فرد من الفضائل حتی یلزم القول بالعموم کما توھم صاحب الرسالۃ المردودۃ و لم یقل احد ایضا بان المراد باطلاق لفظ الافضل فی الاحادیث المذکورۃ و الاجماع الافضلیۃ المطلقۃ المعبر عنھا بالفضیلۃ الجزنیۃ بعمنی ای فرد منھا من دون صرفہ الی ھذا الفرد الکامل ولھذا قام الاجماع علی جواز الوصف بالافضلیۃ الجزنیۃ لعلی رضی اللہ عنہ علی ابی بکر بل لغیر بنبی علی نبی ﷺ کالشھادۃ مثلا حصلۃ لعثمان و علی رضی اللہ عنھما دون آدم الصفی و ابراھیم الخلیل علی نینا و علیھما الصلوۃ والسلام۔

دوم۔ صحابہ، تابعین اور ان کے بعد علمائے راسخین تمام ہی نے افضلیت مطلقہ میں وارد ہونے والی احادیث میں لفظ افضل کے اطلاق سے یہی (ہمارے والا) معنی سمجھا ہے۔ اس حیثیت سے کہ علماء میں سے کسی کے درمیان بھی اکثریت ثواب والے معنی میں کوئی اختلاف نہیں اور اس کا کوئی بھی قائل نہیں کہ حضرت ابوبکرؓ جناب علیؓ سے ہر ہر فضیلت میں افضل ہیں یہاں تک کہ عمومیت کا اعتراض وارد ہو سکے جیسا کہ اس مردود رسالے والا کو وہم ہوا ہے۔ اور اس کا بھی کوئی قائل نہیں کہ مذکورہ احادیث اور اجماع میں لفظ افضل کے اطلاق سے افضلیت مطلقہ بمعنی فضیلت جزئی مراد ہے یوں کہ کوئی بھی فرد فضیلت مراد لے لیا جائے۔ اور اسے فرد کامل کی طرف نہ پھیرا جائے۔ بنا بریں اس بات پر اجماع قائم ہے کہ جناب علی رضی اللہ عنہ کی جناب ابوبکرؓ پر افضلیت جزئی کی صفت بیان کرنا جائز ہے۔ بلکہ اس معنی میں تو ایک غیر نبی کو نبی پر فضیلت جزئی حاصل ہونا بھی اس اجماع میں داخل ہے مثلاً فضیلت شہادت ہے کہ حضرت عثمانؓ و علیؓ کو تو حاصل ہے لیکن جناب آدم صفی اور ابراہیم خلیل علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حاصل نہیں۔

الثالث ان علیا رضی الله عنه بنفسه قد فهم هذا المعنى الذى فهمه اهل السنة والجماعة من اطلاق لفظ الافضل و نحوه و من تلک الحاديث الناطقة بالافضلية التى رواها عن حضرت خير المرسلين ﷺ و على اله و صحبه اجمعين وهو من اعرف الناس بالعربية و من افصح العرب و اعلمهم باللغة العربية و الفنون العلمية و قال ﷺ فى حقه اقضاكم على رضى الله عنه و انه فهم هذا المعنى و قضى به حتى انه لو الكر الكما را شديدا على من فضله على ابى بكر و توعد بالعقوبة الشديدة و لو كان عرف هو ان المراد فى مثله الفضيلة الجزئية اعنى ما صدق عليه الفرد والمنتشر مما انكر ذالک اصلا اذلة فضائل كثيرة جزئية تخض به ولا توجد فى غيره اصلا ولو فهم المراد الافضلية العامة لا نكر

علی القائل بها انکار شدیدا اذلة فمن الفضائل الخصائص کثیرة فکیف یصح القول بنفی الافضلیة عن علی رضی الله عنه و اثباتها لابی بکر رضی الله عنه علی وجه العموم فظهر هن للمراد ما ذکرنا۔

سوم۔ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لفظ افضل وغیرہ اور ان احادیث افضلیت سے جو انہوں نے خیر المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کی ہیں۔ یہی معنی سمجھا ہے جو اہلسنت و جماعت نے سمجھا ہے حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ عام لوگوں کی نسبت عربی کے عارف کبیر افصح العرب لغۃ عربیہ اور فنون علیہ کے عالم عظیم ہیں جن کے بارے حضور علیہ السلام نے فرمایا علی تم میں فیصلہ کرنے کا زیادہ ملکہ رکھنے والے ہیں تو آپ نے یہی معنی سمجھا اور اسی کے ساتھ فیصلہ کیا یہاں تک کہ خود کو جناب ابو بکر پر افضلیت دینے والوں کا سختی سے انکار کیا اور ان کے لئے سخت سزا مقرر کی۔ اگر آپ رضی اللہ عنہ اس سے فضیلت جزئی کہ کسی بھی فرد پر صادق آسکتی ہے سمجھتے ہوتے تو کبھی بھی ایسوں کا انکار کرتے کیونکہ (فضائل جزئیہ تو) آپ کے اپنے فضائل جزئیہ کثرت سے ہیں جو صرف آپ کے ساتھ خاص ہیں کسی اور میں بالکل نہیں پائے جاتے (لہذا انکار کی حاجت نہ ہوتی) اور اگر کوئی اس سے افضلیت عامہ مراد لیتا تو آپ اس کا ضرور انکار شدید کرتے کیونکہ آپ کے بھی فضائل خاصہ کثیر ہیں تو کیونکر صحیح ہے کہ یہ کہا جائے کہ حضرت علی کی افضلیت بالکل نہیں ہے اور حضرت ابو بکر کے لئے علی العموم افضلیت ثابت ہے رضی اللہ عنہ۔ یہاں سے ظاہر ہو گیا کہ مراد وہی ہے جو ہم نے ذکر کیا ہے۔

الرابع انه اذا اطلق الافضل او نحوه فی عرف المسلمین من لدن القرن الاول الی الان بان یقال فقد افضل من فلان فانهم لا یریدون بذالک الافضلیة فی المال ولا فی الحسن و فجمال ولا فی کثرة الصلوة و الصوم ولا عمال و لا فی نظائر ما من الاشیاه والامثال بل انما یریدون بذالک اکثریة الثواب عند الله تعالی و هذا ظاهر باهر لا ینزعه الامکابر او معاند فهذا العرف و

الاستعمال دلیل قوی لصرف هذا المطلق شیئا الی الفرد الکامل کما لا یخفی علی ذوی الابصار فظهر هذه التحقیق امران خزعما ان صاحب الرسالة المردودة قد نسب الی اهل السنة دعوی منحوتة من عند نفسه وحی دعوی الافضلیة علی وجه العموم و من کل وجه و هم براء منها منهما ان ما ذکر هو من الابرادة علی نفی العموم فانما ترجع فی کلها الی تک الدعوی المنحوتة من عند نفسه ولا یضر شیء منها لمدعی اهل السنة و فائدة عظیمة فکن علی ما ذکر منها ننفعک فیما بعد انشاء الله تعالیٰ فصح بن حسن لاهل السنة والجماعة ان یقولوا نحن براء منها نسبه الینا صاحب الرسالة المردوة فنحن نجیبه بمثل ما اجاب به رسول الله ﷺ کفار قریش حیث قال هم یشتمون من من تما وانا محمد ﷺ کما رواه البخاری و غیره۔

چہارم۔ مسلمانوں کے عرف میں قرن اول سے لے کر اب تک جب بھی لفظ افضل وغیرہ بولا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ فلاں فلاں سے افضل ہے تو اس سے مراد مال وحسن و جمال نماز روزے کی کثرت یا اسی کے دیگر اعمال میں افضلیت مراد نہیں ہوتی بلکہ اس سے مراد اللہ کے ہاں ثواب کی زیادتی ہوتی ہے۔ یہ ظاہر باہر ہے اس کا انکار کوئی متکبر یا ہٹ دھرم ہی کر سکتا ہے۔ اور یہ عرف واستعمال اس بات پہ دلیل قوی ہے کہ یہاں مطلق کو اس کے فرد کامل ہی کی طرف پھیرا جائے گا جیسا کہ نظر والوں پہ مخفی نہیں۔

ہماری اس تحقیق سے دو باتیں سامنے آئیں۔

اول : یہ کہ صاحب رسالہ مردودہ نے اہلسنت و جماعت کی طرف اپنا گھڑا ہوا دعویٰ منسوب کیا اور وہ یہ کہ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ افضلیت عام اور من کل الوجوہ ہے حالانکہ اہلسنت اس سے بری ہیں۔

دوم: یہ کہ اس کے بعد مخالف نے عمومیت کی نفی پہ جو اعتراض وارد کیا وہ اسی دعویٰ کی طرف لوٹتا ہے جو اس نے اپنا گھڑا ہوا اہلسنت کی طرف منسوب کیا ہے لہٰذا یہ اہلسنت کے صحیح دعویٰ کو بالکل مضر نہیں۔ یہ فائدہ عظیمہ ہے اس پہ قائم رہو اللہ نے چاہا تو بعد میں بھی فائدہ دے گا۔ یہاں اہلسنت و جماعت کا یہ کہنا بہت خوب ہوگا کہ ہم اس بات سے بری ہیں جس کی نسبت ہماری طرف اس مردود رسالے والے نے کی ہے اور ہم اس کو ویسا ہی جواب دیتے ہیں جیسا رسول اللہ ﷺ نے کفار قریش کو دیا تھا کفار قریش حضور علیہ السلام کو مذمم (بہت مذمت والا) کہہ کر اپنے تئیں توہین کرتے تھے اس پہ حضور علیہ السلام نے فرمایا وہ تو کسی مذمم کو گالیاں دیتے ہیں میں تو محمد (بہت تعریف والا) ﷺ ہوں۔ (اس کو بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے)

تبصرۃ اخری قد ذکر صاحب الرسالۃ المردودۃ ما حاصلہ ان ما ذکرتم من الاحادیث والآثار الکثیرۃ المتواترۃ الدالۃ علی الترتیب المتعارف بین اھل السنۃ لانسلم ولالتھا علی ذالک بل یجوز ان یکون والا علی عکس مدعاکم و ذالک لانا لانسلم کون کلمۃ ثم فی ھذہ الاحادیث مستعملۃ للنو مدخولھا عن المعطوف علیہ لم لا یجوز ان تکون مفیدۃ لعلو رتبتہ عنہ کما صرح بہ القاضی البیضاوی فی قولہ تعالیٰ ثم کان من الذین امنوا العلو رتبۃ الایمان علی رتبۃ الاطعام مع ان استعمال ثم فی الرتبۃ مجاز وھو الملتزم فی دلیلکم انتھی

تبصرہ۔

پھر ہمارے مخالف صاحب رسالہ مردود نے یہ بھی کہا کہ آپ نے حد تواتر کو پہنچی ہوئی جو کثیر احادیث اہلسنت کے ہاں معروف ترتیب پہ بطور دلیل پیش کی ہیں ہم اس مسئلے پہ ان کی دلالت کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ یہ تو آپ کے خلاف دعویٰ پہ بھی دلیل بن سکتی ہیں۔ بایں معنی کہ ہم تسلیم نہیں کرتے

کہ ان احادیث میں لفظ "ثم" اپنے مدلول کے معطوف علیہ سے قریب ہونے کے لئے استعمال ہوا ہے۔ ایسا کیوں نہیں ہوسکتا یہ جناب علی کے جناب صدیق پر بلند مرتبہ ہونے کے معنی کو مقید ہو۔ جیسا کہ قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ نے اس فرمان الٰہی "ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا" کے تحت اس بات کی تصریح کی ہے کہ یہاں ثم ایمان کے کھانا کھلانے پر بلند مرتبہ ہونے کے معنی میں مستعمل ہے مزید یہ کہ "ثم" کا استعمال "مقام ومرتبہ" کے بیان میں مجازی اور یہ مجاز آپ کی دلیل میں بھی پایا جارہا ہے۔ اب ان باتوں کا کیا جواب ہے؟۔

جواب۔

فما الجواب عن هذا قلت الجواب عنه علی وجوه تسعة۔

ہم کہتے ہیں اس کے نو جواب ہیں۔

الاول ان قوله افضل الناس او الامة ابو بكر قبل قوله ثم عمر و ما بعده كاف لنا فی الاستدلال علی افضلية ابی بكر علی علی رضی الله عنه فظهر ان اشكاله باطل من اصله و ان دعواه غير صحيحة

1۔ احادیث میں جناب عمر اور ان کے بعد والوں کی فضیلت پہلے جناب ابوبکر کے لیے افضل الناس یا افضل الامت کے الفاظ ہونا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ان کی افضلیت کا استدلال کرنے کے لئے ہمیں کافی ہیں۔ لہٰذا ظاہر ہوگیا کہ مخالف کا اشکال باطل اور دعویٰ غیر صحیح ہے۔

الثانی ان لفظة الافضل تنافی ارادة هذه الامعنی ههنا بخلاف الاية الكريمة فانها ليس منها لفظة الافضل ولا مايماثلها فيمكن فيها ارادة هذه المعنی حتی لو قال قائل ان افضل الاعمال الاطعام ثم الايمان لم يصح بحمله علی التراقی من الادنی الی الاعلی بل لم يصح هذا الكلام اصلا كما لا يخفی

2۔ لفظ افضل یہاں پر یہ (آپ والا) معنی مراد لینے کے منافی ہے ہاں آیت کریمہ میں

درست ہے کیونکہ وہاں افضل یا اس کی مثل کوئی اور لفظ ہے نہیں ہے لہٰذا وہاں صحیح ہے حتی کہ اگر کوئی کہے کہ سب سے افضل عمل کھانا کھلانا ہے پھر اس کے بعد ایمان لانا ہے تو ادنی سے اعلیٰ کی طرف ترقی پر اس کو محمول کرنا صحیح نہ ہوگا بلکہ سرے سے یہ کلام ہی صحیح نہ ہوگا کما لا یخفی۔

الثالث ان قوله فی کثیر من الروایات افضل هذه الامة بعد نبیها ﷺ ابو بکر یرد هذا التاویل اذا الظاهر من البعدیة الاتصال بین النبی ﷺ و بین ابی بکر و التاویل الذی ذکره یقتضی الانفصال بینهما بواسطتین او بثلث وسائط نعرف بذالک فساد هذا المعنی و اختلال هذا المعنی۔

۳۔ اکثر روایات میں افضل هذه الامة بعد نبیها ابو بکر کہ اس امت میں بعد نبی علیہ السلام کے سب سے افضل ابو بکر ہیں۔ کا ہونا بھی اس تاویل کو رد کرتا ہے کیونکہ بظاہر اس بعدیت سے مراد نبی علیہ السلام اور جناب صدیق کے درمیان اتصال ہے جبکہ مخالف کی تاویل مذکور ان کے درمیان دو یا تین واسطوں کے انفصال کا تقاضا کرتی ہے (جو کہ صحیح نہیں) معلوم ہوا کہ یہ معنیٰ فاسد و غلط ہے۔

الرابع انه لاخفاء فی ان ثم ههنا محمول علی المجاز اعنی التراخی فی الرتبة لعدم امکان الحنیفة اعنی الراخی فی الزمان الا انه قد قام الاجماع من الصحابة و التابعین و من بعدهم من ائمة الدین علی ان المراد بالتراخی الرتبی ههنا احد سمیه وهو الترقی من الاعلی الی الادنی فما ذکره هذا القائل من حمله علی العکس اعنی التراقی من الادنی الی الاعلی فهو قول مخالف للاجماع۔

۴۔ اس میں خفاء نہیں کہ یہاں محمل حقیقی یعنی زمانے کی تراخی کے ممکن نہ ہونے کی وجہ سے "ثم" محمل مجازی یعنی رتبے کی تراخی پر محمول ہے مگر صحابہ تابعین اور ان کے مابعد ائمہ دین کا اس پر اجماع ہے کہ یہاں تراخی کی دونوں قسموں (زمانہ اور رتبہ) میں سے استنے رتبے کی تراخی اور یہ اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف ترقی ہے (جس میں کوئی حرج نہیں) اور جو مخالف نے اس کے برعکس یعنی ادنی

سے اعلیٰ کی طرف ترقی ذکر کی ہے، یہ اجماع کے مخالف ہے۔

الخامس انا لو تنزلنا وفرضنا ان ثم ههنا بيان التراقي من الادنى الى الاعلى فلا خفاء انه يصير معنى الحديث حينئذ ان ابا بكر ادون من رتبة عمر و عثمان رضى الله عنهما و انهما افضل منه و ان عمر احط مرتبة من عثمان و ان عثمان افضل منه و هذا اى القول بكل واحد من هذه الامور الاربعة قول لم يقل به احد من لدن عهد رسول الله ﷺ الى يومنا هذا فضلا من ان يقول به احد من الصحابة و التابعين بل هذا قول لم يقل به احد من اهل السنة و الجماعة ولا من اهل البدعة كالروافضة والخوارج و غيرهم.

۵۔ اگر ہم تنزل اختیار کرتے ہوئے یہ فرض کرلیں کہ یہاں ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ترقی ہے تو پھر کوئی شک نہیں کہ حدیث کا معنی یہ ہوگا کہ جناب ابوبکر کا مرتبہ حضرت عمر اور حضرت عثمان سے بھی کم ہے اور یہ دونوں ان سے زیادہ افضل ہیں اسی طرح حضرت عمر حضرت عثمان سے مرتبے میں کم اور عثمان ان سے افضل ہیں حالانکہ عہد نبوی سے لے کر آج تک کسی سے بھی ان باتوں میں سے کسی کا قول نہیں کیا چہ جائیکہ صحابہ و تابعین ان کے قائل ہوں بلکہ اہلسنت تو اہلسنت کسی بدعتی رافضی اور خارجی وغیرہ نے بھی ان کا قول نہیں کیا۔

السادس انه قد وقع في بعض الروايات الاحاديث المذكورة في القسم الاول من القسمين السابقين هذا اللفظ عن علي رضى الله عنه انه قال من فضلني على ابي بكر و عمر رضى الله عنهما جلدته جلد المفتري و في رواية عاقبته مثل حد الزاني فهذا برو هذا التاويل و يقلعه من الاصل و كذا كل ما كان من الاحاديث يشابهه في معناه كما قدمنا فانه يرد هذا التاويل بلا ريب.

۶۔ کتاب کی قسم اول میں بعض روایات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان کہ جس نے مجھے

شیخین پر فضیلت دی میں اسے مفتری کی حد لگاؤں گا دوسری روایت میں ہے اسے زانی کی سی سزا دوں گا یہ بھی اس تاویل کی تردید کرتا اور اس کی جڑ کاٹ دیتا ہے۔ یونہی اس کی ہم معنی دیگر تمام احادیث بھی اس معنی کا واضح رد کرتی ہیں۔

السابع انه يرده قول عمار المتقدم ذكره في القسم الثانى من القسمين السابقين من فضل علي ابي بكر و عمر رضي الله عنهما احد من اصحاب رسول الله ﷺ فقد ازورى على المهاجرين والانصار و اثنى عشر الفا من اصحاب رسول الله ﷺ.

۷۔ اس کی تردید حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے اس فرمان سے بھی ہو جاتی ہے جو کتاب کی قسم ثانی میں مذکور ہے فرمایا جس نے شیخین پر کسی صحابی کو فضیلت دی تو اس نے مہاجرین وانصار اور بارہ ہزار اصحاب رسول اللہ ﷺ پر بغاوت کی۔

الثامن انه قد تقدم في القسم الاول من القسمين السابقين الحديث الذى اخرجه خيثمة بن سليمان و ابن الفطريف ثم اورد مالمحب الطبرى و فى رياض النضرة عمن ابن عمر هذا اللفظ انه قال كنا نقول فى زمن رسول الله ﷺ خير الناس رسول الله ﷺ ثم ابو بكر ثم عمر و تقدم في القسم الاول من القسمين السابقين ايضا الحديث الذى اخرجه ابن السمان في الموافقة ثم اورده صاحب الرياض النضرة عن على هذا اللفظ و اعلموا ان خير الناس بينهم محمد ﷺ ثم ابو بكر الصديق ثم عمر الفاروق ثم عثمان ثم انا فهذان الحديثان فيهما ابلغ ردو اعظم دفع على قائل هذا القول اذ قوله هذا يقتضى ان يكون النبى ﷺ ادنى رتبة من الخلفاء الاربعة وهذا باطل قطعا تقشعر منه الجلود المستلزم للباطل باطل.

۸۔ کتاب کی قسم اول میں دو محدثین حضرت خیثمہ بن سلیمان اور ابن فطریف کی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ والی روایت گزر چکی جیسے محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کہا کرتے تھے لوگوں میں سے سب سے بہتر حضور علیہ السلام کی ذات ہے پھر حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر رضی اللہ عنھم اسی طرح قسم اول ہی میں وہ روایت بھی گزر چکی ہے جسے ابن السمان نے "الموافقہ" میں روایت کیا اور محب طبری نے ریاض النضرۃ میں بیان کیا ہے۔ الفاظ یہ ہیں کہ جناب علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو! یاد رکھو کہ لوگوں میں سب سے بہترین ان کے نبی حضرت محمد ﷺ ہیں آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ان کے بعد حضرت عمر فاروق ان کے بعد حضرت عثمان اور پھر میرا مرتبہ ہے۔ اب یہ دونوں حدیثیں مذکورہ قول کے قائل کا رد بلیغ کر رہی ہیں کیونکہ اس شخص کا یہ قول تو تقاضا کر رہا ہے کہ حضور علیہ السلام کا مرتبہ بھی خلفائے اربعہ سے کم ہو اور یہ باطل قطعی ہے جس کو بولنے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور جو باطل کو مستلزم ہو وہ خود بھی باطل ہوتا ہے۔

التاسع انه یرد ھذا القول ایضا حدیث علی رضی اللہ عنہ المتقدم فی القسم الاول من القسمین السابقین فاسبق رسول اللہ ﷺ و علی ابو بکر رضی اللہ عنہ و ثلث عمر الحدیث اذ لو صح ما قالہ صاحب الرسالۃ المردودۃ لم یصح کون ابی بکر مصلیا ولا کون عمر مثلثا بل یصیر علی رضی اللہ عنہ مصلیا و عثمان مثلثا وھو خلاف لفظ حدیث علی رضی اللہ عنہ المذکور

۹۔ اس قول کی تردید حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے جو کتاب کی قسم اول میں گزری فرمایا پہلے رسول اللہ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے پھر دوسرے نمبر پہ حضرت صدیق اور تیسرے نمبر پہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنھم۔ کیونکہ اگر صاحب رسالہ مردودہ کا قول مذکور صحیح ہوتا پھر حضرت صدیق کا دوسرے نمبر والا اور جناب فاروق کا تیسرے نمبر والا ہونا صحیح نہ رہے گا بلکہ

ہو جائے گا کہ حضرت علیؓ دوسرے نمبر پر اور تیسرے نمبر پر حضرت عثمانؓ ہوں اور یہ حدیث مذکور کے الفاظ کے خلاف ہے (لہٰذا صحیح نہیں)۔

تنبیہ ان من العجب العجائب افتخار صاحب الرسالۃ المردودۃ بمثل ھذہ الاقویل الباطلۃ التی لا یتفرہ بھا عاقل فضل و عن فاضل فقولہ ھذا کانہ مشابہ بقول الیھود الذی کانوا یحرفون الکلم عن مواضعہ نعوذ باللہ من ھذا الزیغ و الضلال و نسأل اللہ تعالیٰ الھدایۃ و خیر المال و الا ستشھاد بایۃ القران العظیم و انکان صحیحا فی حد ذاتہ بالنظر الی موضع اخر لکنہ لا یصح بالنضر لی ھذہ المواضع قطعا وحتما لوجود ھذا المقدار من المواضع فیہ بخلاف الایۃ الکریمۃ فانھا لیس فیھا شیء من الموانع التی ذکرناھا ھنا فصح التاویل فیھا بما اولہ بہ البیضاوی کما لا یخفی

تنبیہ:

انتہائی تعجب کی بات یہ ہے کہ ہمارے مخالف صاحب رسالہ مردودہ کو ان باطل اقوال پر فخر ہے جنہیں ایک عالم فاضل شخص تو کجا ایک عامی عقلمند بھی کہنے کے لئے تیار نہیں اس کا مذکورہ قول تو گویا اقوال یہود کی مثل ہے جو کلمات کو ان کی جگہوں سے پھر دیا کرتے تھے۔ اور قرآن عظیم کی آیت سے دلیل پکڑنا تو یہ اگرچہ فی نفسہ دیگر معاملات کے اعتبار سے صحیح ہے لیکن ہمارے اس مقام مختلف فیہ میں اس کا یہ عمل قطعاً وحتماً صحیح نہیں ہے کیونکہ یہاں پر موانع کی ایک تعداد پائی جاری ہے۔ بخلاف آیت کریمہ کے کہ اس میں ہمارے ذکر کردہ موانع میں سے کوئی مانع بھی موجود نہیں لہٰذا اس کی جو قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ نے تاویل کی ہے وہ صحیح ہے۔ یہ مخفی نہیں۔

تبصرۃ اخری ان قیل قد ذکر صاحب الرسالۃ المردودۃ ایضا ما حاصلہ انہ یشکل علی جمیع ما ذکرتہ من الاحادیث فی القسمین السابقین الاثر الذی

اوردہ صاحب الریاض النضرۃ من عبد اللہ بن عمر المتوجه علی جمیع الادلة لتمسک بھا علی افضلیة الثلاثة علی علی رضی اللہ عنہ حیث روی عنہ انہ لما سئل بعد روایته الاحادیث التی فیھا فضل الثلاثة بل فی بعض طرقھا قوله ثم لا تفاضل بین اصحاب رسول اللہ ﷺ قیل و علی قال وعلی رضی اللہ عنہ من اھل البیت لا یقاسبھم علی رضی اللہ عنہ مع رسول اللہ ﷺ فی درجته ان اللہ عزوجل یقول والذین امنوا و اتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم فاطمة رضی اللہ عنھا مع رسول اللہ ﷺ فی درجته و علی رضی اللہ عنہ مع فاطمة رضی اللہ عنھا اخرجه علی بن نعیم البصیری انتھی ما فی الریاض و ھذا صریح من ابن عمر ان علیا فی الفضائل لا یقاس بغیر الصحابة فانه مع رسول اللہ ﷺ فی درجته و ثوابه ولنا احادیث الفضل انما ھو فی افضلیة بعضھم علی بعض ھذا حاصل ما ذکرہ صاحب الرسالة المردودۃ.

تبصرہ اعتراض

اگر کہا جائے ہمارے مخالف مذکور کا ایک اعتراض ہم پر اور بھی ہے وہ کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر خلفاء ثلثہ کی افضلیت کے ثبوت میں بطور دلائل آپ نے دونوں قسموں میں جتنی بھی احادیث ذکر کی ہیں ان سب پر اس اثر عبد اللہ بن عمرؓ سے اشکال وارد ہوتا ہے۔ جسے صاحب ریاض النضرۃ نے بیان کیا ہے روایت یہ ہے کہ جب حضرت ابن عمر نے خلفائے ثلثہ کی افضلیت والی احادیث روایت کیں تو ان سے پوچھا گیا اور بعض روایتوں میں ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا خلفائے ثلثہ کے بعد دیگر اصحاب رسول کے حوالے سے افضلیت بیان نہ کی جائے اس پر کہا گیا کیا حضرت علی کی فضلیت بھی نہ بیان کی جائے تو آپ نے فرمایا علی تو اہلبیت میں سے ہیں علی کو دیگر صحابہ پر قیاس نہ کیا جائے۔ علی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضور کے درجے میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

"وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ"

ترجمہ: اور وہ جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی تو ہم ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیں گے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے ساتھ رہیں آپ کے درجے میں ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہیں۔ انتھی۔ یہاں حضرت ابن عمر نے صراحت کر دی ہے کہ فضائل میں جناب علی کو دیگر تمام صحابہ پر قیاس نہ کیا جائے کیونکہ وہ حضور علیہ السلام کے ساتھ ہیں حضور علیہ السلام کے درجے اور ثواب میں ہیں اور رہی تمہاری احادیث افضلیت تو وہ تو بعض صحابہ کی بعض صحابہ پر افضلیت کے حوالے سے ہیں۔ یہ اس کے اعتراض کا خلاصہ ہے۔

قلت الجواب عنه من وجوه ثلاثة و عشرين

الاول ان صاحب الرياض النضرة لم يرد ذالک بسند معلوم لا بصحيه ولا حسن ولا ضعيف بل انما اورده بدون سنه و لم يوجد له في كتب الحديث المشهورة سند صحيح ولا حسن ولا ضعيف حقيقي اصلا اى ما علم ان رواية ضعيف فهو تعليق والتعليق في الحديث اوالاثر لا يكون حجة في اثبات الاحكام بل اذافاتت الواسطة من السند ولو واحدة يحكم المحدثون عليه بالضعف و عن هذا حكموا بان الحديث المعلق والمرسل و المنقطع و المفصل كلها من قبيل الضعيف فلا معتبربها في الاحكام اجماعا خلافا لحنفية في المرسل فقط وما نحن فيه من قبيل المعلق فلا معتبر به اجماعا لا سيما فيها حن فيه اذ لم يذ كر صاحب الرياض النضرة شيئا من الوسائط اصلا مع كونه بحسب التاريخ في سن يمكن ان يكون بينه و بين ابن عمر نحواثنتي عشرة

واسطة او اقل او اکثر فکیف یصح الاحتجاج به نعم لو کان التعلیق فی کتاب التزم مصنفه الاقتصار علی ایراد التعلیق الصحیحة لکان ذالک جهة و لکن لا یوجد هذا الالتزام فی کتاب من کتب الحدیث المعلومة لنا الا فی موطا مالک و الصحیحین فقط مع ان صحة التعلیق المذکور فی الصحیحین ایضا مقیدا بان یکون ذالک التعلیق مذکورا فیها بصیغة الجزم لا بصیغة التمریض کما لا یخفی ان قیل لعل ما اورده صاحب الریاض النضرة من اثر ابن عمر یکون صحیحا فی حد ذاته و ان لم تفضلی سند صحیح قلب الاحتمال لا ینفع فی الاستدلال الابری ان الوفا من الاحادیث صحیحا المحدثون بناء علی اسانیدها الصحاح و الوفا منها ضعفوها بل حکموا بوضع جملة منها بناء علی اسانیدها اللائقة بذالک وقد قرروا ان الحدیث بلا سند کبناء بلا ما من فلا یحکم علیها بصحة ولا نحن بل حکمه حکم الضعیف ما لم یوجد له سند یحتج به و یعتمد علیه اذ ما جعل سنده فهو ضعیف ضعیفا حکما و قد قال مسلم فی مقدمة صحیحة الاسناد من الدین ولو لا الاسناد لقال من شاء بما شاء

جواب۔

میں کہتا ہوں اس کے 23 جوابات ہیں۔

اے صاحب ریاض النضر تو نے اسے کسی سند معلوم سے بیان نہیں کیا نہ صحیح سے نہ حسن سے اور نہ ہی ضعیف سے بلکہ بغیر سند کے ہی ذکر کیا ہے اور حدیث کی مشہور کتابوں میں بھی اس کی کوئی سند صحیح یا حسن یا ضعیف حقیقی کہ جس کے راوی کا ضعیف ہونا معلوم ہو بالکل نہیں پائی جاتی ہے لہٰذا یہ تعلیق ہوئی اور حدیث یا اثر میں تعلیق احکام کو ثابت کرنے کے لئے حجت نہیں بن سکتی بلکہ محدثین تو سند کا ایک واسطہ چھوڑنے پر بھی حدیث کے ضعیف ہونے کا حکم لگا دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ محدثین نے حدیث

معلق و منقطع و مرسل اور معضل سب کو ضعیف حدیث کے زمرے میں داخل کیا ہے فلہذا سوا ایک مرسل کے کہ حنفیہ کے نزدیک دلیل بن سکتی ہے۔ بقیہ قسمیں بالا جماع احکام میں معتبر نہیں ہیں اور جس حدیث کے بارے ہمارا کلام چل رہا ہے وہ معلق کے قبیل سے اور معلق بالاجماع معتبر نہیں بالخصوص ہماری مختلف فیہ حدیث کیونکہ صاحب ریاض النضرۃ نے اس میں سرے سے کوئی واسطہ ذکر کیا ہی نہیں۔ حالانکہ اگر عمر کی تاریخ کے لحاظ سے دیکھا جائے تو ہوسکتا ہے کہ صاحب ریاض اور حضرت ابن عمرؓ کے درمیان کم و بیش بارہ واسطے بنتے ہوں پھر اسے دلیل بنانا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے ہاں اگر یہ تعلیق کسی ایسی کتاب میں ہوتی جس کے مصنف نے خود پر صرف صحیح تعلیق کے بیان کرنے کو لازم کیا ہوتا تو یہ حجت بن سکتی تھی۔ لیکن ہماری معلومات کے مطابق سوا صحیحین موطا امام مالک کے جملہ کتب حدیث جو ہمیں معلوم ہیں ان میں سے کسی کتاب میں بھی التزام نہیں پایا جاتا اور صحیحین میں بھی جو تعلیقات مذکور ہیں ان میں بھی یہ شرط ہے کہ صیغہ معروف سے مذکور ہوں مجہول سے نہ ہوں۔ جیسا کہ مخفی نہیں اگر یہ کہا جائے کہ ہوسکتا ہے اثر مذکور فی نفسہ صحیح ہو اگرچہ ہم اس کی سند صحیح پر مطلع نہیں ہو پائے تو میں کہتا ہوں یہ احتمال استدلال کو نافع نہیں کیا ایسا نہیں کہ ہزاروں حدیثوں کو محدثین نے ان کی اسانید صحیحہ کی بنا پر صحیح کہا ہے اسی طرح ہزاروں حدیثیں ضعیف بھی قرار دی ہیں بلکہ محدثین نے تو احادیث کی ایک تعداد پر موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے وجہ یہی ہے کہ ان کی سندیں ہی ایسی تھیں معلوم ہوا کہ اصل بات سند کی ہے۔ اور محدثین کے ہاں یہ بات بھی مقرر ہے کہ حدیث بغیر سند کے ایسے ہی ہے جیسے عمارت بغیر بنیاد کے لہذا جب تک اس اثر کے کوئی مقابل استدلال اور قابل اعتماد سند مل نہ جائے اسے صحیح یا حسن نہیں کہا جاسکتا بلکہ اس پر حدیث ضعیف ہونے کا حکم دیا جائے گا کیونکہ جو بھی اس کی سند بنائی جائے گی وہ بھی حکماً ضعیف ہی ہوئی۔ امام مسلم رحمۃ اللہ نے اپنی صحیح مقدمہ میں فرمایا اسناد دین سے ہے اگر اسناد نہ ہوتی تو جس کے جی میں جو آتا وہ کہتا۔

الثانی انہ لو قیل هب ان صاحب الریاض لم یذکر لهذا الاثر سند الکنہ نسب

اخراجه الی علی بن نعیم البصیری فلعل ابن نعیم اورد له سند قلت الجواب عنه انک کیف علمت انه اورد له سندا والاحتمال لا ینفع فی الاستدلال کما فصلناه انفا.

۲۔ اگر کہا جائے کہ صاحب ریاض نے اس کی سند تو بیان نہیں کی لیکن اس کی روایت کرنے کو علی بن نعیم بصری کی طرف منسوب کیا ہے تو ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اس کی کوئی سند بیان کی ہو تو میں اس کے جواب میں کہتا ہوں آپ کو کیسے پتہ چلا کہ علی بن نعیم نے اس کی کوئی سند بیان کی ہے (یہ تو صرف احتمال ہے اور حالانکہ) صرف (ایک) احتمال استدلال کرنے کے لئے کافی نہیں ہوتا جیسا کہ ہم ابھی ابھی اس پر تفصیلا کلام کر آئے۔

الثالث انا لو تنزلنا وفرضنا ان ابن نعیم البصری اورد له فی کتابه سندا فکتابه لیس من مشاهیر کتب الحدیث بل هو مثل کتب التواریخ یسمی مصنفها عند المحدثین بحاطب اللیل والنقل التاریخی لا یکون محتجا به ولا معتمدا علیه.

۳۔ اگر ہم فرض کر لیں کہ ابن نعیم بصری نے اپنی کتاب میں اس کی سند ذکر کی ہے تو بھی ان کی کتاب کوئی مشہور کتب حدیث میں سے نہیں ہے۔ بلکہ یہ کتب تاریخ کی مثل ہے اور کتب تاریخ کے مصنفین کو محدثین کے ہاں حاطب اللیل کہا جاتا ہے اور نقل تاریخی قابل حجت و لائق نہیں۔

الرابع انا لو سلمنا وجود سند له فی کتاب ابن نعیم البصری و فرضنا ان کتابه من مشاهیر کتب الحدیث فننقل الکلام الی سند اثر ابن عمر المذکور هل هو صحیح او حسن او ضعیف فان ثبت ضعفه بدون وجه الانقطاع فلکلام فیه مثل الکلام الذی مضی فی الضعف بالانقطاع لان الحدیث الضعیف لا یحتج به فی الاحکام سواء کان ضعفه من جهة الانقطاع او

غیرہ کما ھو المقرر فی علوم الحدیث۔

۴۔ پھر اس کتاب کو کتب مشہورہ میں سے مان کر اثر مذکور کی سند پر صحیح، حسن یا ضعیف ہونے کے حوالے سے کلام کیا جائے پھر اس کا ضعف بغیر انقطاع کے ثابت ہو جائے تب بھی اس میں ویسا ہی کلام ہے جیسا انقطاع والی حدیث ضعیف کے حوالے سے گزرا ہے کیونکہ حدیث ضعیف احکام میں حجت نہیں بن سکتی خواہ ضعف بوجہ انقطاع ہو یا کسی اور سبب سے ہو۔ جیسا کہ علوم حدیث میں یہ بات طے شدہ ہے۔

الخامس انه لو ثبت کون ذالک السند غیر ضعیف فلبین هل هو حسن او صحیح فان کان حسنا فلا معارضة بینه و بین الاحادیث الصحیحة الکثیرة المرویة فی الصحاح الستة و غیرها بل البالغة بکثرتها حد التواترة التی قدمنا ذکرها مفصلة فی القسمین السابقین من هذه الرسالة اذ لا معارضة بین الحسن والصحیح کما لا معارضة بین الراجح والارجح لا بیما اذا بلغت الاحادیث الصحاح حد التواتر

۵۔ اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ حدیث ضعیف نہیں تو پھر بیان کیا جائے کہ حسن ہے یا صحیح ہے اگر تو حسن ہے تو پھر اس کے درمیان اور ان کثیر صحاح ستہ وغیرھا کی ان احادیث کثیرہ متواترہ صحیحہ جنہیں ہم رسالے کی دونوں قسموں میں بیان کر آئے ہیں ان کے درمیان کوئی معارضہ نہیں کیونکہ حدیث حسن اور صحیح کے درمیان معارضہ نہیں ہوتا جیسا کہ صرف راجح اور زیادہ راجح کے درمیان کوئی معارضہ نہیں ہوتا خصوصاً یہ احادیث کہ حد تواتر کو پا چکی ہیں۔

السادس انه لو ثبت صحة الاثر المذکور فلبیین انه هل هو علی شرط البخاری اور مسلم او لیس علی شرطهما فان لم یکن علی شرطهما فلا معارضة بینه و بین ما هو علی شرطهما او شرط احدهما فی الصحة علی ما صحه

جوابه.

۶۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اثر مذکور صحیح ہے تو بیان کیا جائے کے آیا وہ بخاری و مسلم کی شرط پہ ہے یا نہیں بصورت ثانی اس کے درمیان اور ان احادیث کے درمیان جو صحت میں بخاری و مسلم یا کسی ایک کی شرط پر ہیں ان کے درمیان کوئی معارضہ نہیں۔

السابع انه لو فرض انه ثبت صحته علی شرطهما او علی شرط احدهما فلا تعارض بينه و بين ما فی الصحيحين منهما بل نصحاح السنة و بين ها من كتب الحديث الكثيرة كما هو مقرر عند اهل الحديث.

۷۔ چلو فرض کیا کہ یہ بخاری و مسلم یا ان میں سے کسی ایک کی شرط پر ہے جب بھی اس میں اور ان احادیث میں کہ جو بخاری و مسلم میں موجود ہیں بلکہ صحاح ستہ اور ان کے علاوہ کثیر کتب حدیث میں موجود ہیں کوئی تعارض نہیں ہے جیسا کہ محدثین کے نزدیک یہ امر مسلم ہے۔

الثامن انه لو سلم علی تقدير الفرض وجود الاثر المذكور فی الصحيحين او احدهما فذالك لا يعارض المروی فی الصحاه الستة لكونه اقوی منه كما صرحوا به فی كتب علوم الحديث.

۸۔ بالفرض یہ بھی مان لیا کہ اثر مذکور صحیحین یا ان میں سے کسی ایک میں موجود ہے تب بھی یہ ان کے معارض نہیں جو صحاح ستہ میں مروی ہیں کیونکہ علوم کتب حدیث کی تصریحات کے مطابق کثیر حدیثیں وہ اس سے قوی ہیں۔

التاسع انا لو تنزلنا و قرمنا ان ما اخرجه ابن نعيم البصری موجود فی الصحاح الستة فمداره علی ابن عمرو حده فلا شک انه من اخبار الاحاد و لم يبلغ حد الشهرة المذكور فی كتب علوم الحديث فلا تعارض بينه و بين

الاحادیث الکثیرۃ المرویۃ من جم غفیر من الصحابۃ والتابعین و غیرھم رضی اللہ تعالی عنھم البالغۃ حد التواتر قطعا۔

9۔ ہم نے فرض کیا کہ ابن نعیم کا روایت کردہ اثر مذکور صحاح ستہ میں موجود ہے پھر بھی اس کا مدار تو صرف اکیلے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ پر ہی ہے تو اس میں کوئی شک نہ رہا کہ یہ خبر واحد ہی ہے اور کتب علوم حدیث میں مذکور حدیث مشہور کی تعریف کو نہیں پہنچی۔ لہٰذا اس کے درمیان اور صحابہ و تابعین کے جم غفیر سے مروی روایات متواترہ کثیرہ کے مابین کوئی معارضہ نہ ہوا۔

العاشر انہ لو سلم علی تقدیر الفرض ان ھذا الاثر لہ اسانید کثیرۃ بسببھا ارتقی من مرتبۃ خبر الاحاد و وصل الی حد الشھرۃ فالمشھور ایضا لا یعارض المتواتر کما علم فی علمی اصول الفقہ والحدیث۔

10۔ بر سبیل تسلیم ہم نے فرض کیا کہ اس اثر مذکور کی بھی کثیر سندیں ہیں جن کے سبب یہ خبر واحد کے درجے نکل کر حدیث مشہور کے مرتبے کو پا چکا ہے پھر بھی مشہور متواتر کے معارض تو نہیں بن سکتی۔ جیسا کہ علم اصول فقہ اور علم اصول حدیث میں یہ بات معلوم و مشہور ہے۔

الحادی عشر انہ لو سلم علی تقدیر الفرض ان لھذا الاثر اسانید کثیرۃ واصلۃ الی حد التواتر فالحدیث المتواتر لا یقاوم الاجماع و ان کان کلاھما قطعتین لان التواتر یحتمل النسخ و الاجماع لا یحتملہ کما ذالک فی فصول البدائع للشمس القتاری التحریر لابن الھمام لا یسما فی مسئلۃ الافضلیۃ التی نحن فیھا فقد اجتمع فیھا الحدیث التواتر والاجماع معا علی تفضیل ابی بکر و عمر علی علی و سائر الصحابۃ رضی اللہ عنھم۔

11۔ فرض کیا کہ اثر مذکور کی اسانید کثیرہ متواترہ ہیں تب بھی حدیث متواتر اجماع کا مقابلہ تو

نہیں کرسکتی اگر چہ دونوں قطعی ہیں کیونکہ تواتر نسخ کا احتمال رکھتا ہے اور اجماع اس کا محتمل نہیں ہے جیسا کہ علامہ شمس فناری کی فصول البدائع اور علامہ ابن ہمام کی التحریر میں موجود ہے بالخصوص مسئلہ افضلیت کہ جس میں ہمارا کلام ہے اس میں تو جناب صدیق کے حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ عنہم اور تمام صحابہ سے افضل ہونے پر حدیث متواتر بھی موجود ہیں اور اجماع بھی قائم ہے۔

الثانی عشر انه لو فرض انه ثبت تساوی الطرفین سند او صحة وقوة و تواترا فلا شک ان هذا الاثر المروی عن ابن عمر رضی الله عنه اثر صحابی والموجود فی جانب تفضیل الشیخین بل الثلاثة علی علی رضی الله عنه احادیث مرفوعة مروية عن النبی ﷺ ولا خفاء ان الحجة قول النبی ﷺ لما صرح به ابن الهمام فی فتح القدير فی باب صلوة الجمعة ان قول الصحابی انما يكون حجة عندنا اذا لم ينفه بشیء اخر من السنة انتهی و انما قيد بقوله عندنا لان قول الصحابی ليس بحجة عند الشافعی اصلا لجواز ان يكون قاله اجتهادا منه بدون سماع من النبی ﷺ و الظاهر انه لا فرق فی ذالک بين القول و الفعل والتقدير

۱۲۔ اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ دونوں طرفین کی روایات اثر مذکور اور احادیث مذکورہ سند و صحت وقوت اور تواتر جیسے اوصاف میں برابر ہیں تب بھی کوئی فائدہ نہیں اس لئے کہ یہ اثر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور یہ روایت محض اثر صحابی ہے جبکہ اس مقابل حضرت علی رضی اللہ عنہ پر شیخین بلکہ خلفائے ثلثہ کی افضلیت پر مرفوع احادیث ہیں جو مشکوۃ نبوت سے مروی ہیں اور اس میں کوئی خفاء نہیں کہ اس صورت میں دلیل راجح قول نبی ہے ﷺ جیسا کہ علامہ ابن ھمام رحمۃ اللہ نے فتح القدیر باب صلوۃ الجمعہ میں صراحت کی ہے کہ ہمارے نزدیک قول صحابی اس وقت حجت ہے جب وہ سنت کے مقابل نہ ہو۔ انتھی علامہ مذکورہ نے ہمارے نزدیک کی قید لگائی ہے کیونکہ امام شافعی رحمۃ اللہ کے نزدیک قول صحابی یا حدیث مرسل اصلاً ہی حجت نہیں ہے وہ سمجھتے ہیں کہ ہوسکتا ہے یہ قول صحابی رضی اللہ

عنہ کے اپنے اجتہاد سے ہو اور حضور علیہ السلام سے اس کی سماعت نہ کی ہو۔

مصنف فرماتے ہیں!

اور حدیث مرسل کے حجت ہونے میں فعلی اور تقریری کا معاملہ ایک ہی طرح کا ہے کہ ان تینوں میں وہ جس کے بھی مقابل آئے گی اس کا اعتبار نہ کریں گے۔

الثالث عشر ان هذا الاثر لو فرض صحته و ثبورة و فرض ان المراد بالالحاق في الآية الالحاق في الافضلية كما نومه صاحب الرسالة المردودة لا فاد هذا الاثر افضلية كل من كان من ذريته ﷺ ولو كان فاسقا شربتا مدمنا للخمر مرتكبا للزفا و سائر اسباب الفسوق كلها على الخلفاء الثلاثة اعنى الصديق والفاروق و ذوالنورين رضى الله تعالى عنهم و ذالك قول باطل مخالف للاجماع و صرائح النقل و بداهة العقلم۔

۱۳۔ اگر یہ مفروض ہو کہ اثر مذکور صحیح طور پر ثابت ہے اور اس کو آیت مذکورہ" **والذين امنوا و تبعتهم** ۔۔الخ" کے ساتھ ملانا معنی افضلیت کی بنا پر ہے جیسا کہ مخالف کو یہی وہم ہوا ہے تو پھر اس اثر کی روشنی میں معنی یہ ہوگا کہ ہر وہ شخص جو رسول اللہ ﷺ کی ذریت میں سے ہے خواہ فاسق، دائمی شرابی زنا کا مرتکب اور تمام گناہوں کا ہی رسیا کیوں نہ ہو وہ خلفائے ثلثہ سے بھی افضل ہے رضی اللہ عنھم۔ حالانکہ یہ قول باطل اجماع، صریح نصوص اور بداھت عقل کے خلاف ہے۔

الرابع عشر انه لو صح هذا الاثر و كان المراد بالالحاق في الآية ما نوهمه هو لافادة هذا الاثر فضلية كل من كان من ذريعه ﷺ ما لى الآن و لو كان فاسقا شريتا مدهنا للخمر مرتكبا للثرنا و سائر اسباب الفسق كلها على على رضى الله عنه از قلنا بان الملحق بالملحق لا يساوى درجة الملحق بلا واسمة بل يكون ادنى سنة و ذالك لان ذريته ﷺ حلها لا كانت ملحقة به كما ان فاطمة

ملحقة به لظاهر قوله تعالى الحقنا بهم ذريتهم يكون عليا رضى الله عنه ملحقا بالذرية فيكون ادنى منهم كلهم اولا فاد ساواة كل ذريعة ﷺ مطلقا بعلى رضى الله عنه الا قلنا ان الملحق بالملحق يساوى الملحق بلا واسطة و كل واحد من هذين الامرين اى القول بافضلية كل ذريته ﷺ و لو فاسقا على على رضى الله عنه و القول بمساوانهم اياه باطل قطعا و كيف يصح ذالك و قد اخبر النبى ﷺ بافضلية على رضى الله عنه على الحسنين رضى الله عنهما سيدا شباب اهل الجنة فى الجنة و ابوهما خير مهما اخرجه ابن ماجه فى سنته والحاكم فى مستدرك و ابن عساكر كلهم عن ابن عمر رضى الله عنه و غيرهم غيره من الصحابة كما سيأتى ذكر هذا الحديث مفصلا فى خاتمة الرسالة.

۱۴۔ اسی طرح مذکورہ تقریر کے مطابق حضور علیہ السلام کی ذریت کا وہ شخص گنہگار حضرت علی رضی اللہ سے بھی افضل ہوگا۔ پھر اگر ہم کہیں کہ ملحق (جس کو ملایا گیا ہے) بلاواسطہ ملحق (جس کے ساتھ ملایا گیا ہے) کے درجہ کے مساوی نہیں ہوتا بلکہ اس سے ادنیٰ ہوتا ہے (تو مطلب یہ ہوگا جناب علی بھی ادنیٰ ہوں) کیونکہ تمام ذریت مصطفیٰ تو ملحق بہ ہونگے۔ جیسا کہ سیدہ فاطمہ ملحق بہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان الحقنا بھم ذریتھم سے ظاہر ہے تو حضرت علی ذریت کے ساتھ ملحق ہوں گے لہٰذا ان سب سے ادنیٰ ہونگے۔ اور اگر ہم کہیں کہ ملحق بغیر واسطہ کے ملحق بہ کے مساوی ہوتا ہے تو معنی یہ ہوگا کہ تمام ذریت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ افضلیت میں مساوی ہیں اور پھر دو قول کہ افضلیت یا مساوات کے ہیں قطعاً باطل ہیں اور یہ کیسے صحیح ہو سکتے ہیں حالانکہ خود رسول اللہ ﷺ نے جناب علی کو حضرات حسنین کریمین کہ تمام مردان ذریت مصطفیٰ ﷺ سے افضل ہیں بتایا ہے۔ جیسا کہ امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں حاکم نے مستدرک میں اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عمر اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنھم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسن وحسین جنت میں جنتی جوانوں کے سردار ہیں اور ان

کے والد حضرت علی ان دونوں سے بہتر ہیں رضی اللہ عنہ خاتمہ رسالہ میں مزید اس حدیث کا تفصیلی بیان آتا ہے۔

الخامس عشر انه لو صح هذا الاثر و كان المراد بالالحاق فی الأية ما توهمه هو لكان ذرية موسى و عيسى و سائر الانبياء عليهم الصلوة والسلام ممن ليس بينى افضل من الخلفاء الاربعة وهو خلاف الاجماع وصرائح الاحاديث.

۱۵۔ جواب نمبر ۱۳ کی تقریر کے مطابق حضرت سیدنا موسیٰ وحضرت سید عیسیٰ اور انبیائے کرام علیہم السلام کی غیر نبی ذریت خلفائے اربعہ سے افضل ہوگی حالانکہ یہ اجماع اور صریح احادیث کے خلاف ہے۔

السادس عشر انه لو صح هذا لاثر و كان المراد بالالحاق فی الأية ما توهمه هو لكان كل المؤمنين ملحقين بأدم عليه السلام فی الفضل و كانوا مستوين بالخلفاء الاربعة فی الدرجة تكون كلهم من ذرية آدم عليه السلام المتبعين بايمان و هذا قول لم يقل به احد.

۱۶۔ اسی تقریر پر تمام مومن فضیلت میں حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ ملنے والے ہو جائیں گے اور رتبہ کے لحاظ سے خلفائے اربعہ کے مساوی قرار پائیں گے کیونکہ یہ سب ذریت جناب آدم ہیں اور ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کرنے والے ہیں۔ اور اس قول کا کوئی بھی قائل نہیں۔

السابع عشر ان هذا الاثر ان كان المراد به ما توهمه صاحب الرسالة المردودة من ان عليا رضى الله عنه افضل من الخلفاء الثلاثة فيرده صريح قول النبی ﷺ فی بعض الروايات افضل الناس ابو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی الله تعالى عنهم ويروه ايضا صريح قول علی رضی الله عنه نفسه افضل هذا الامة ابو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم انك سبق كل ذالك مفصلا عند مرواحاديث

الافضلیۃ۔

۱۷۔ اگر اس اثر سے وہی مراد ہو جو مخالف نے لی ہے یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلفائے ثلثہ پر افضل ہیں تو اس کی تردید حضور علیہ السلام کے بعض روایت میں وارد اس فرمان سے ہو جاتی ہے کہ لوگوں میں سب سے افضل حضرت ابو بکرؓ ہیں پھر حضرت عمرؓ ہیں پھر حضرت عثمانؓ پھر جناب علی رضی اللہ عنہ۔ اور اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اپنا قول بھی اس کا رد کرتا ہے فرمایا اس امت میں سب سے افضل حضرت ابو بکر ہیں پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان اور پھر میں رضی اللہ عنھم۔ ان سب کا تفصیلی ذکر احادیث افضلیت کے بیان میں گزر چکا۔

الثامن عشر ان هذا الاثر لو كان المراد به ما توهمه فيرده ايضا صرائح اقوال على رضى الله عنه المتقدم ذكرها من فضلنى على ابى بكر و عمر رضى الله عنهما جلدته جلد المفترى ولعاقبته حد الزانى وامثال ذالك۔

۱۸۔ اس کا رد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یہ صریح فرامین بھی کرتے ہیں فرمایا جس نے مجھے شیخین پر فضیلت دی میں اسے مفتری کی سزا دوں گا اور زانی کی حد لگاؤں گا۔ اور اس کی مثل دیگر اقوال بھی کہ بہت پہلے گزر چکے ہیں۔

التاسع عشر انه لو فرض صحة هذا الاثر فالظاهر ان المراد منه كون على رضى الله عنه رسول الله ﷺ فى درجته فى الجنة من حيث رفع الحجاب لا من حيث المقام معه اورده العلامة ابن حجر المكى فى صواعقه الحديث المرفوع من احبنى و احب هذين يعنى حسنا و حسينا و اباهما و امهما كان معى فى درجتى يوم القيامة اخرجه احمد فى مسنده ثم قال ابن حجر ليس المراد بالمعية المعية من حيث المقام بل من جهه رفع الحجاب فهو نظير قوله تعالى فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين

وحسن اولئک رفیقا انتھی لکن لا یخفی ان علی ارادۃ ھذا المعنی یکون رفع الحجاب فی حق علی رضی اللہ عنہ اتم واکمل من رفع فی حق محبیھم فتدبر۔

19۔ بالفرض اس اثر کی صحت کو تسلیم کرلیا جائے تب بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جنت میں حضور علیہ السلام کے درجے میں ہونے کا معنی ظاہر ہے کہ پردے اٹھادیئے جائیں گے اور یہ کہ ان کے رہنے کا مقام حضور ﷺ کے ساتھ ہوگا۔ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ نے صواعق میں مسند احمد کے حوالے سے حدیث مرفوع نقل کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مجھ سے ان حسنین سے اور ان کے والدین سے محبت کی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا۔ پھر حدیث نقل کرنے کے بعد علامہ مذکور نے فرمایا یہاں معیت سے مراد حضور علیہ السلام کے ساتھ رہنا نہیں بلکہ یہ اس جہت سے ہے کہ وہاں پردے اٹھادیے جائیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی مثل ہے" فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا "

ترجمہ۔ کنز الایمان۔ پس یہ ان کے ساتھ ہیں جن پر اللہ کا انعام ہوا انبیاء صدیقین شہدا اور صالحین میں سے اور یہ کتنے اچھے ساتھی ہیں۔ انتھی۔

لیکن مخفی نہیں کہ اس معنی کو مراد لینے کی صورت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں رفع حجاب (پردوں کا اٹھنا) ان کے محبین کی نسبت زیادہ اتم واکمل ہوگا۔ فتدبر

العشرون انا لو سلمنا ان المراد معیۃ المقام معہ فھذا کر لا یستلزم الافضلیۃ والازواجۃ ﷺ کلھن لاریب فی کونن معہ ﷺ فی درجتہ یوم القیامۃ وذالک لاستلزام افضلیتھن علی الخلفاء الثلاثۃ ولا علی علی رضی اللہ عنہ ویوید ھذا المعنی ما روی ان فاطمۃ رضی اللہ عنھا فاخرت مع عائشۃ رضی اللہ عنھا یو یا فقالت انی بضعۃ النبی ﷺ منک الیہ ﷺ وان کنت قریبۃ الیہ لکنک لست

بضعة له فانت ابعد منی فقالت عائشة رضی الله عنها نعم و لکن انا مکانی فی الجنة مع رسول الله ﷺ فی درجته و مکانک مع علی فی درجته۔

۲۰۔ اگر ہم تسلیم کر لیں کہ مراد معیت سے حضور علیہ السلام کے ساتھ رہنا ہی ہے تو بھی یہ افضلیت کو تو مستلزم نہیں ورنہ حضور علیہ السلام کی تمام ازواج مطہرات کے روز قیامت حضور علیہ السلام کے ساتھ آپ ہی کے درجے میں ہونے میں کیا شک ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ امر خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنھم اور حضرت علی (رضی اللہ عنھم) پر ان کی افضلیت کو مستلزم نہیں۔ اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے۔ کہ ایک دن سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھا نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنھا کے ساتھ فخر کیا اور کہا کہ آپ کی نسبت میں تو پارہ مصطفیٰ ہوں آپ اگرچہ حضور علیہ السلام کے قریب ہیں لیکن آپ کو حضور علیہ السلام کے جسم کا ٹکڑا ہونے کا شرف حاصل نہیں لہٰذا آپ میری نسبت حضور سے دور ہوئیں اس پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنھا نے فرمایا ٹھیک ہے لیکن میں جنت میں حضور علیہ السلام کے ساتھ آپ علیہ السلام کے درجے میں رہوں گی اور آپ کا رہنا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے درجے میں ہوگا۔

الحادی و العشرون انا لو سلمنا ان لیس المراد معیة الجنة بل المراد معیة الفضل و الرتبة فلا یصح ذالک فی نفسه لانه یستلزم کون علی رضی الله عنه افضل من ابراهیم الخلیل و موسیٰ و عیسیٰ و سائر الانبیآء علیهم الصلوٰة والسلام لکمال الفضل الملحق به اعنی النبی ﷺ و علیهم و ذالک مخالف الاجماع۔

۲۱۔ اگر ہم مان لیں کہ یہاں جنت کی معیت مراد نہیں بلکہ فضیلت و رتبہ کی معیت مراد ہے تو یہ فی نفسہ صحیح ہی نہیں کیونکہ یہ تو اس کو مستلزم ہوگا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابراھیم و حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور تمام انبیاء علیھم السلام سے بھی افضل ہوں اس وجہ سے کہ اس صورت میں آپ کو حضور علیہ السلام کے ساتھ ملے ہوئے ہونے کا فضل کامل حاصل ہوگا۔ حالانکہ یہ اجماع کے مخالف ہے۔

الثانی والعشرون ان صاحب الریاض لم یورد هذا الاثر ببیان افضلیة علی رضی الله عنه علی جمیع الصحابة بل انما اورده لبیان افضلیة علی رضی الله عنه بعد الشیخین و عثمان و یدل علی هذا قوله قبیل هذا الاثر فنسوق عبارته بما مها و هی انه قال قد اجمع اهل السنة من السلف و الخلف من اهل الفقه و الاثر علی ان علیا رضی الله عنه افضل الناس بعد عثمان و اذا اتقرر ان اهل السنة اجمعوا علی ذالک علم ان ابن عمر لم یرد باحادیثه المتقدم ذکرها یعنی المشتملة علی قوله کنا فی زمن النبی ﷺ لا نعدل بابی بکر رضی الله عنه احدا ثم عمر ثم عثمان ثم نترک اصحاب النبی ﷺ لا نفاضل بینهم نفی افضلیة علی رضی الله عنه بعد عثمان قال و یدل علی ذالک ای علی انه لم یرد نفی افضلیة علی رضی الله عنه بعد عثمان انه قد جاء فی بعض طرق حدیثه فقال رجل لابن عمر یا عبد الرحمن فعلی رضی الله عنه قال ابن عمر علی رضی الله عنهما من اهل البیت الی قوله اخرجه علی بن نعیم البصری ثم قال صاحب الریاض فهذا اول دلیل علی انه ای ابن عمر لم یرد بسکوته عن علی رضی الله عنه نفی افضلیة ای بعد عثمان و انما سکت عنه لما ابداه لما سئل عزه فکانه قال افضل الناس من اصحابه لا من اهل بیته انتهی کلام صاحب الریاض یعنی ان حدیث ابن عمر الذی وقع فی اخره قوله ثم لا نفاضل بینهم محمول علی الصحابة الذین لا لیسوا بداخلین فی اهل البیت و هم سوی هو علی رضی الله عنه و اما الصحابی الداخل فی اهل البیت کعلی رضی الله عنه فهو افضل من جمیع الصحابة بعد الخلفاء الثلاثة فکان ابن عمر قال افضل الناس عن اصحابه الذین لیسوا بداخلین فی اهل البیت ابو بکر ثم عمر ثم

عثمان ثم لا نفاضل بينهم اى بين الصحابة الذين هم غير اهل البيت ولا يلزم من حمل هذا الحديث على هذا الخصوص بقرنية زيادة لفظ لا نفاضل بينهم فى الاخره حمل سائر الحديث المنقولة فى افضلية الثلاثة على سائر الصحابة الواردة بالفاظ العموم الشاملة لعلى رضى الله عنه و غيره لفظ الناس و الامة و نظائرهما على هذا الخصوص نهى بقاة على عمومها فكما لا يلزم من حمل هذا الحديث على هذا الخصوص نفى افضلية على رضى الله عنه على سائر الصحابة بعد الثلاثة كذالك لا يلزم منه نفى افضلية الثلاثة على على رضى الله عنه من سائر الاحاديث الخالية عن تلك القرينة فثبت ههنا امر ان الاول افضلية الثلاثة على على رضى الله عنه وهو ثابت بالاحاديث الكثيرة التقدم ذكرها البالغة حد التواتر والقطع و باجماع الصحابة و التابعين كما تقدم بيانه مفصلا و ثانيهما افضلية على رضى الله عنه على من سوى الثلاثة هو ثابت باثر ابن عمر المذكور و بعد فرض صحته و بغير من الاحاديث المنصوصة فى افضلية بعد الثلاثة و بالاجماع القائم على افضلية بعد الثلاثة فلا يدخل على رضى الله عنه فى قول ابن عمر لا نفاضل بينهم فاندفع بهذا التحقيق ما كان يتوهم من قوله لا نفاضل بينهم من نفى افضلية على رضى الله عنه على غير الخلفاء الثلاثة و يكون على هذا معنى الاثر ان عليا رضى الله عنه مع رسول الله ﷺ فى درجته اى بعد الثلاثة فظهر ان مراد صاحب الرياض هذا الزيادة مع لمزيد عليه ثبت سند الاجماع الذى قام على افضلية الخلفاء الثلاثة على على رضى الله عنه ان عليا رضى الله عنه افضل الناس بعد عثمان و ظهران مراده رفع المنافاة بين قول ابن ابن عمر ثم لا

نفاضل بینهم و بین الاجماع القائم علی افضلیة علی رضی الله عنه بعد عثمان فبطل ما توهمه صاحب الرسالة المردودة من استدلاله بهذا الاثر علی تفضیل علی رضی الله عنه علی الخلفاء الثلاثة بطلانا بینا ظاهرا و کیف یصح ما توهمه هو مع انه یرده صریح روایة ابن عمر بلفظ الامة وهو قوله مرفوعا و موقوفا افضل الامة ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ویرده ایضا صریح روایة علی رضی الله عنه افضل الامة ابو بکر ثم عمر ثم عثمان و صریح روایته ایضا من فضلنی علی ابی بکر و عمر جلدته جلد المفتری و صریح روایة غیره افضل الامة ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی و یرده ایضا صریح روایة عبارة الریاض هذه بعد ما بینا من سباق کلامه و سیاته علی مالا نهی مبین ان تعصب صاحب الرسالة المردودة لا یخفی علی من له ادنی مکة من العلم و الانصاف و نسأل الله تعالی ان یجتنبنا عن طریق الانساب.

و اما الجواب عن نفس اثر ابن عمر القائل بکون علی مع رسول الله ﷺ فی درجته فقد او ضحناه بالوجود الکثیرة المتقدم منها ما یرجع الی عدم ثبوت الاثر المذکور منها ما یرجع الی ان یکون کونه فی درجته لا یلزم الافضلیة و منها ما یرجع الی غیر ذالک فارجع الیها ان شئت.

۲۲۔ یہ کہ صاحب ریاض النضرۃ نے یہ اثر اس لئے نہیں وارد کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تمام صحابہ پہ افضلیت بیان کریں بلکہ ان کا مقصود یہ ہے کہ خلفائے ثلثہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا افضل ہونا بیان کریں اور اس پہ دلیل اس اثر سے پہلے ان کا قول ہے جس کی مکمل عبارت ہم یہاں نقل کر رہے ہیں۔ فرماتے ہیں متقدمین و متاخرین تمام فقہاء و محدثین اہلسنت کا اس بات پہ اجماع ہے کہ جناب علی حضرت عثمان کے بعد تمام لوگوں سے افضل ہیں اور جبکہ یہ ثابت ہے کہ اس پہ

اہلسنت کا اجماع ہے تو معلوم ہو گیا۔

حضرت ابن عمرؓ نے اپنے اس فرمان کہ ہم حضور ﷺ کے زمانے میں حضرت ابو بکرؓ پھر حضرت عمرؓ پھر حضرت عثمانؓ کے برابر کسی کو درجہ نہ دیتے تھے پھر ان کے بعد ہم اصحاب نبی ﷺ کے درمیان افضلیت نہ کرتے۔ یہ تامل مذکورہ احادیث میں حضرت عثمانؓ کے بعد حضرت علیؓ کے افضلیت کی نفی روایت نہیں کی اور اس پر مزید دلیل یہ ہے کہ بعض طرق حدیث میں جب ایک شخص نے انہیں کہا کہ آپ حضرت علیؓ کی افضلیت میں بیان نہیں کرتے تو فرمایا علیؓ تو اہل بیت میں سے ہیں۔ الخ اس کو علی بن نعیم بصری نے روایت کیا ہے۔ پھر صاحب ریاض النضرۃ نے فرمایا کہ یہ اس پر دلیل قوی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے سکوت کر کے ان کی افضلیت کی نفی روایت نہیں کی۔ آپ کا سکوت تو آپ سے کیے گئے سوال کو بدلنے کے لیے تھا گیا آپؓ نے افضل الناس سے اصحاب نبی ﷺ کو مراد لیا ہے اہل بیت مراد نہیں ہے۔ صاحب ریاض النضرۃ کا کلام ختم ہوا۔

مصنف فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ کی جس حدیث کے آخر میں یہ قول ہے کہ پھر ہم افضلیت بیان نہ کرتے، یہ ان صحابہ پر محمول ہے جو اہل بیت میں داخل نہیں ہیں۔ اور وہ حضرت علیؓ وغیرہ کے علاوہ ہیں اور رہے وہ صحابی جو اہل بیت میں داخل ہیں جیسے حضرت علیؓ ہیں تو یہ خلفاء ثلثہ کے بعد تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ گویا کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا لوگوں میں سے غیر اہلبیت اصحاب نبی (جو اہل بیت داخل نہیں) سے افضل حضرت ابو بکرؓ پھر حضرت عمرؓ پھر حضرت عثمانؓ ہیں پھر ہم صحابہ کے درمیان افضلیت بیان نہیں کرتے۔ پھر ان کے درمیان کہ جو اہل بیت میں سے ہیں اور اس حدیث کو لانفاضل کی زیادتی کے قرینہ کیوجہ سے ایک خصوص پر محمول کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ تم صحابہ بشمول حضرت علیؓ پر خلفائے ثلثہ کی افضلیت میں وارد ہونے والی تمام احادیث عاملہ شاملہ جیسا کہ لفظ الناس اور امت اور اس طرح کے دیگر الفاظ سے وارد ہوتی ہیں ان کو بھی اس خصوص پر محمول کیا جائے بلکہ وہ

اپنے عموم پر باقی رہیں گی۔ اور جیسے اس حدیث کو خصوص پر محمول کرنے سے جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خلفاء ثلثہ کے بعد دیگر صحابہ پر افضلیت کی نفی لازم نہیں آتی۔ ایسا ہی اس قرینہ سے خالی ان تمام احادیث سے بھی خلفائے ثلاثہ کی حضرت علیؓ پر افضلیت کی نفی لازم نہیں آتی۔ یہاں سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔

پہلی: یہ کہ حضرت علیؓ پر خلفاء ثلاثہ کی افضلیت حد تواتر وقطعیت کو پہنچی ہوئی کثیرہ احادیث اور صحابہ وتابعینؓ کے اجماع سے ثابت ہے جیسا کہ اس کا تفصیلی بیان گزر چکا ہے۔

دوسری: یہ کہ حضرت علیؓ کی خلفاء ثلاثہ کے علاوہ پر افضلیت حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے اثر مذکور کو صحیح فرض کر لینے کے بعد ان احادیث جس میں خلفاء ثلاثہ کے بعد آپ کو درجہ دیا گیا ہے اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ حضرت علیؓ حضرت ابن عمرؓ کے قول **لا نفاضل بینهم** میں داخل نہ ہونگے۔

اس تحقیق کی روشنی میں حضرت ابن عمرؓ کے قول "**لا نفاضل بینهم**" سے جو خلفائے ثلاثہ کے علاوہ پر افضلیت حضرت علیؓ کی نفی کا وہم ہو رہا تھا وہ ختم ہوگیا۔ اور اس اثر کا معنی یہ ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم خلفائے ثلاثہ کے بعد حضور ﷺ کے ساتھ آپ کے درجے میں ہونگے۔ یہاں سے یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ اس اضافی عبارت سے صاحب ریاض النضرۃ کی مراد یہی ہے کہ خلفائے ثلاثہ کے حضرت علیؓ سے افضل ہونے پر اور حضرت علیؓ کے حضرت عثمانؓ کے بعد سب لوگوں میں افضل ہونے پر اجماع قائم ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کا مقصود قول مذکور "**لا نفاضل بینهم**" اور افضلیت حضرت علیؓ بعد حضرت عثمانؓ پر قائم شدہ اجماع کے درمیان سے منافات کو اٹھانا ہے۔ اس تحقیق کے بعد اس اثر سے تفضیل حضرت علیؓ بر خلفائے ثلاثہ کا استدلال بالکل باطل ہوگیا۔ اور اس کا یہ وہم کیسے صحیح

ہوتا جبکہ حضرت ابن عمرؓ ہی کی ایک موقوف اور روایت اس کا کھلم کھلا رد کر رہی ہے۔!

آپ نے فرمایا! اس امت کے سب سے افضل فرد حضرت ابو بکرؓ ہیں پھر حضرت عمرؓ ہیں پھر حضرت عثمانؓ ہیں۔

اسی طرح اس کی تردید جناب علیؓ کی اس روایت سے بھی ہو رہی ہے فرمایا:

اس امت میں سب سے افضل حضرت ابو بکرؓ ہیں پھر حضرت عمرؓ ہیں پھر حضرت عثمانؓ ہیں۔

یہ روایت دیگر صحابہ کرام سے بھی مروی ہے۔ اس کے رد میں حضرت علیؓ کی ایک اور صریح روایت بھی ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا:

جس نے مجھے شیخین پر فضیلت دی۔ میں اسے مفتری کی سزا دوں گا۔

یوں ہی صاحب ریاض النضرۃ کی مذکورہ عبارت سیاق و سباق کے حوالہ سے بھی ان کے رد میں واضح ہے۔ فلہٰذا ظاہر ہو گیا کہ ہر وہ شخص جس کو علم و معرفت کا کچھ بھی حصہ حاصل ہے۔ اس پر صاحب رسالہ مردودہ کا تعصب مخفی نہیں رہ سکتا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس راہ اعتدال کا سوال کرتے ہیں۔

: کتب احادیث میں ایسی روایات میں موجود ہیں جس میں مولا علیؓ کے نام کی واضح تصریح موجود ہے۔

عن ابن عمر قال کنا فی زمن النبی ﷺ اذا قیل من خیر الناس بعد رسول اللہ ﷺ قیل ابو بکر و عمر و عثمان و علی. یعنی ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کہا کرتے اس امت میں سب سے خیر و بہتر نبی ﷺ کے ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ ہیں۔ (تاریخ دمشق جلد ۳۹ ص ۱۶۳)

ایک اور طرق کے ساتھ حضرت ابن عمرؓ سے مروی قول ہے کہ

عن ابن عمر قال کنا و فینا رسول ﷺ نفضل ابابکر و عمر و عثمان و علیا

یعنی ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تفضیل دیتے تھے ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ کو۔ (تاریخ دمشق جلد ۳۰ ص ۳۴۶)

ان مذکورہ بالا اقوال سے معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے دیگر طرق میں شیخین کے بعد سیدنا عثمان غنیؓ کے بعد حضرت علی المرتضیٰؓ کا نام موجود ہے اور اس حدیث پر اعتراضات لایعنی ہیں۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے مروی افضلیت شیخین کی روایت متواتر ہے۔ راقم کے علم میں اسکی ۱۰۰ سے زائد سندیں ہیں۔

الثالث و العشرون انه لو صح هذا الاثر لدل على ان عثمان مع زوجته و هما مع رسول الله ﷺ في درجته و ابو العاص مع زوجته زينب و هي مع رسول الله ﷺ في درجته ولازم ذالک انهما مثل علي رضي الله عنه في الافضلية و انهما افضل من الشيخين و لم يقل احد من اهل السنة و الجماعة و لا من الرافضة ان ابا العاص مثل علي رضي الله عنه في الافضلية ولا انه افضل من الشيخين و لم يقل احد بان عثمان افضل من الشيخين و انه مثل علي رضي الله عنه في الفضل براه اما قائل بافضلية عثمان على علي رضي الله عنه جمهور اهل السنة والجماعة و اما قائل بعكسه و هم الاقلون منهم و جمع الرافضة فكان القول بماثلة عثمان ابي العاص لعلي رضي الله عنهما و ساو انهما له و افضليتهما على الشيخين خرقا للاجماع لما تقرر في علم الاصول من انه اذا نقل من المجتهدين في عصر قولان لم يجز لمن بعدهم احداث قول ثالث لئلا يكون خرقا للاجماع المتقدم فتاء مل۔

۲۳۔ اگر بالفرض یہ اثر صحیح ہو تو پھر اس بات پر بھی دلیل ہوگی کہ حضرت عثمانؓ اپنی دونوں بیویوں کے ساتھ ہوں اور وہ دونوں حضور ﷺ کے ساتھ، آپ کے درجے میں ہوں اور ابو العاص اپنی اہلیہ سیدہ زینب کے ساتھ ہوں اور وہ حضور ﷺ کے ساتھ آپ کے درجے میں ہوں۔ پھر اس سے یہ بھی لازم آنے لگا کہ یہ دونوں افضلیت میں حضرت علیؓ کی مثل ہوں اور پھر شیخین سے بھی افضل ہوں حالانکہ اہل سنت و روافض میں سے اس کا کوئی بھی قائل نہیں کہ حضرت ابو العاصؓ افضلیت میں حضرت علیؓ کی مثل یا شیخین سے افضل ہیں اور حضرت عثمانؓ کے شیخینؓ سے افضل تھے یا جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے مساوی ہونے کا کوئی قائل نہیں بلکہ جمہور اہل سنت حضرت عثمانؓ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم پر افضل بتاتے ہیں۔ اور اس کے برعکس چند ایک ان میں سے اور جمیع رافضی حضرت

عثمانؓ پر افضلیت حضرت علیؓ کے قائل ہیں۔ لہذا حضرت عثمانؓ اور حضرت ابو العاصؓ کی جناب علیؓ کے ساتھ مماثلت یا دونوں کی شیخین پر افضلیت کا قول اجماع کے خلاف ہے۔ کیونکہ علم اصول میں یہ بات طے شدہ ہے کہ جب ایک زمانہ کے مجتہدین کے کسی مسئلے میں دو قول منقول ہوں تو ان کے بعد والوں کے لیے قولِ ثالث (تیسرا قول یا کوئی اور قول) کرنا جائز نہیں ہے تاکہ یہ پہلے سے موجود اجماع کے خلاف نہ ہو۔

تنبیہ لا یخفی علیک ان ہذہ الاجوبۃ العشرین ما سوی الثلاثۃ الاول کلھا مبنیۃ علی التسلیم و الفرض وان الجواب الحق النفس الامری۔

ھو الاجوبۃ الثلاثۃ الاول فقط و حاصلھا ان ھذا الاثر المروی من ابن عمر الاصل لہ فی الصحۃ قطعا و لم یثبت ذالک بسند صحیح ولا حسن بل ھو اثر مجھولا السند فھو ضعیف حکمی و نقل تاریخی فلا معتبر بمثل ھذا الاثر اصلا ولا یتما عند معانیۃ الاحادیث الآثار الصحیحۃ التواترۃ والاجماع القطعیین علی ما قدمنا تفضیلھما و ایضا ھذا الاثر لا یحتاج الی الجواب عنہ اصلا لان الحاجۃ الی الجواب فرع الثبوت کما لا یخفی علی من ارادنی دینۃ بعلوم الحدیث الاصول ان قیل استدلال العالم بحدیث یدل علی حجیۃ و صاحب الریاض قد استدل بھذا الاثر قلنا ھذا غیر صحیح لان عمل العالم بحدیث او فتربتہ بہ او استدلالہ بہ لیس حکما منہ بحجیتہ ولا بعدالۃ روایۃ صرح بذالک النووی فی التقریب و السیوطی فی شرحہ التدریب۔

تنبیہ : یہ بات مخفی نہ رہے کہ پہلے تین حوالوں کے علاوہ بقیہ بیس جواب ہیں وہ سب کے سب ہم نے دیے ہیں وگرنہ صحیح اور حقیقی جواب پہلے صرف تین ہی ہیں۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت ابن عمرؓ سے مروی اس اثر کی صورت میں قطعاً کوئی اصل نہیں ہے اور ہی کسی سند صحیح یا حسن سے بھی ثابت نہیں

بلکہ اس کی سند میں جہالت ہے اور یہ حکماً ضعیف اور محض ایک تاریخی نقل ہے۔ لہٰذا ایسا اثر معتبر نہیں بالخصوص جبکہ احادیث صحیحہ متواترہ قطعیہ اور اجماع قطعی کے مقابلے میں نہیں آئے۔ تب تو بالکل مفید نہیں۔ ویسے بھی اس کا جواب دینے کی کوئی حاجت نہیں کیونکہ کسی چیز کا جواب تو تب دیا جاتا ہے جب وہ پہلے ثابت ہو (اور یہ تو ثابت نہیں) جیسا کہ علوم حدیث واصول سے کچھ واقفیت رکھنے والے شخص پہ یہ مخفی نہیں ہے۔

پھر اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ایک عالم کا کسی حدیث سے استدلال کرنا اس کے حجت ہونے کی دلیل ہے اور صاحب ریاض النضر ۃ نے اس سے استدلال کیا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کی بات صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اگر کوئی عالم کسی حدیث پہ عمل کرتا ہے یا اس پہ فتویٰ دیتا ہے یا اس سے استدلال کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اسے حجت قرار دے رہا ہے یا اس کے راویوں کی عدالت کا قائل ہے۔ اس مسئلے کی علامہ نووی نے تقریب النووی اور علامہ سیوطیؒ نے اس کی شرح تدریب میں صراحت کی ہے۔

خاتمۃ الرسالۃ وھی مشتملۃ علی فائدتین

خاتمہ:

رسالے کا خاتمہ دو فائدوں پہ مشتمل ہے۔

الفائدۃ الاولی حاصل جمیع ما ذکرنا فی ھذا المختصر ان مستدل اھل السنۃ و الجماعۃ فی قولھم بالترتیب المتعارف عندھم امر ان الاول الاحادیث الکثیرۃ البالغۃ حد التواتر الدلالۃ علی ذالک کما بیناھا فی صدر ھذہ الرسالۃ مفصلا الثانی اجماع الاصحابۃ و التابعین علی ذالک ایضا کما بیناہ ایضا ھنالک بالروایات الصحیحۃ الصریحۃ الواردۃ و ان مستدل الشیعۃ الشنیعۃ و صاحب الرسالۃ المردودۃ علی افضلیۃ علی رضی اللہ عنہ علی

الخلفاء الثلاثة اما حديث المنزله ولا دلالة لر فيه قطعا على مسئلة الافضلية كما فصلنا ذالک بالاجوبة الثمانية عشر المتقدم فی اثناء هذه الرسالة و اما الاحاديث الدالة على نفس الفضيلة لا الافضلية و قد قدمناه ايضا مفع نه لا دلالة فيها على مسئلة الافضلية اصلا لعدم وجود صيغة افعل التفضيل فيها قطعا و اما الاحاديث الواردة بصيغة افعل التفضيل افضلية على رضى الله عنه على الخلفاء و الثلاثة لكنها باجمعنا موضوعة مضراة على رسول الله ﷺ ولا عبرة بالحديث الموضوع بل تحرم روايته اجماعا۔

پہلا فائدہ :

یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت کے ترتیب معروفہ والے موقف پر ہم نے جو کچھ دلائل اس مختصر رسالے میں جمع کیے ہیں ان کا خلاصہ دو چیزوں میں ہے۔

۱۔ اس پر دلالت کرنے والی حد تواتر کو پہنچی ہوئی کثیرہ احادیث مبارکہ کا جن کا تفصیلی بیان آغاز رسالہ میں ہو چکا ہے۔

۲۔ اس پر صحابہ و تابعین کا اجماع ہے جیسا کہ اس کو بھی ہم وہاں روایات صحیحہ صریحہ سے بیان کر چکے ہیں۔

رہے شیعہ اور ہمارے مخالف صاحب (معین تھہوی) رسالہ مردودہ کے مصنف خلفاء ثلاثہ پر تفضیل حضرت علیؓ کے دلائل تو ان میں حدیث منزلہ ہے جس میں مسئلہ افضلیت پر قطعاً کوئی دلیل نہیں ہے جیسا کہ گزشتہ اوراق میں ہم تفصیلاً اس کے اٹھارہ جوابات ذکر کر چکے ہیں۔ اور ویسے بھی اس طرح کی احادیث فضیلت پر دلیل ہیں نہ کہ افضلیت پر۔ اور یہ بات بھی پوری شرح و بسط کے ساتھ بیان ہو چکی ہے کہ یہ احادیث بایں سبب نہیں کہ ان میں افعل التفضیل کا صیغہ موجود نہیں اور جن میں ہے بھی تو وہ ساری کی ساری موضوع ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کی اذیت کا باعث ہیں۔ اور حدیث موضوع کا کوئی

اعتبار نہیں بلکہ اس کو تو روایت کرنا ہی بالاجماع حرام ہے۔

فان قلت ان ما ذکرته متدلا لاهل السنة والجماعة من الاحاديث المتواترة والاجماع ففي كل واحد منها نظر لما التواتر فلانه قد ذكر بعض اهل العلم في حده انه يحصل بخبر سبعين نفسا وقيل ثمانين نفسا و صنالم يرو هذا الحديث الا اقل منهم اما الاجماع فلانه قد قال الحافظ ابن عبد البر في الاستيعاب ان السلف اختلفوا في التفضيل بين ابي بكر و علي رضي الله تعالى عنهما قال و روي عن سلمان و ابي ذر و المقداد و جناب بن الارث و جابر و ابي سعيد الخدري و زيد بن ارقم رضي الله تعالى عنهم انهم فضلوا عليا رضي الله عنه على غيره من الصحابة انتهى۔

اعتراض:

اگر مخالفین اعتراض کریں کہ آپ کے دلائل احادیث متواتر کا آپ کے موقف پر قائم ہونے میں اشکال ہے۔ تواتر احادیث کے متواتر ہونے میں تو یوں کہ بعض اہل علم کے بیان کے مطابق تواتر ستر ۷۰ افراد اور بعض کے نزدیک اسی ۸۰ افراد کی روایت سے حاصل ہوتی ہے۔ اور ان احادیث کو روایت کرنے والے مذکورہ تعداد سے کم ہیں۔ رہا اجماع تو اس میں اشکال اس لیے ہیں کہ حافظ ابن عبد البرؒ نے الاستیعاب میں فرمایا ہے کہ اسلاف کا اس حوالے سے اختلاف رہا کہ حضرت ابو بکرؓ زیادہ افضل ہیں یا حضرت علیؓ۔ ابن عبد البرؒ نے فرمایا کہ حضرت سلمانؓ، حضرت ابو ذرؓ، حضرت مقدادؓ، حضرت خبابؓ، حضرت جابرؓ، حضرت ابو سعیدؓ اور حضرت زید بن ارقمؓ سے مروی ہے کہ یہ حضرات حضرت علیؓ کو

دیگر تمام صحابہ پر افضل بتایا کرتے تھے انتہی[1]۔

قلت اما الجواب عن الاول فعلی وجهین اما ولا فقد قال الحافظ سیوطی فی رسالة المسماة بالازهار المتاثرة فی الاخبار المتواترة ما حاصله انما رواه عشرة القربين الصحابة فهو بتواتر انتهی و قال الشیخ محمد اکرم النصر بوری فی شرحه علی شرح النخبة ناقلا عن التقریب بن هذا القول فی تفسیر المتواتر هو المختار انتهی واما ثانیا فقد حکم المحدثون بان حدیث الحسن و الحسین رضی الله تعالی عنهما سیدا شباب اهل الجنة مرویا من سنة عشر صحابیا و قد حکم المحدثون کالحافظ السیوطی و غیره علی هذا الحدیث بالتواتر و اما حدیث افضلیة الشیخین او احدهما و الخلفاء الثلاثة علی علی رضی الله عنه فهو مروی من سبعة و ستین نفرا من الصحابة سوی علی رضی الله عنه و اثنین و اربعین من التابعین قیصیرون معه خمسة و مائة و تسعة نفر سوء علی رضی الله عنه و لرواة له عن علی رضی الله عنه ثلثة و خمسون کما تقدم

[1] جس عبارت کی طرف اشارہ فرمایا ہے وہ عبارت مندرجہ ذیل ہے اور ساتھ ہی اصل کتاب کے حوالہ جات بھی تحریر ہیں تاکہ قارئین اس مسئلہ کو با آسانی سمجھ سکیں۔

روی عن سلمان وابی ذر والمقداد وخباب وجابر وابی سعید الخدری وزید بن ارقم رضی اللہ عنہم ان علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اول من اسلم وفضلہ ھؤلاء علی غیرہ۔

حضرت سلمان، بوذر، مقداد، خباب، جابر بن عبد اللہ، ابو سعید الخدری اور زید بن ارقم ؓ مولا علی کو سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے فضیلت دیتے تھے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد ۱، صفحہ ۳۳۵، جلد ۲۰، صفحہ ۴۸۰)]

جن چھ صحابہ سے ابو عمر نے تفضیل سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نقل کی ان میں سے دو سیدنا ابو سعید خدری و جابر بن عبد اللہ انصاری ہیں ؓ۔ حالاں کہ خود یہ حضرات حضور سرور عالم سے تفضیل صدیق و فاروق ؓ روایت فرماتے ہیں۔

تحقیقه فاذا ضم هذا العدد بعضه الی بعض صاروا اکثر من السبعین و الثمانین فصح القول فیه بالتواتر بل خفاء و قد قدمنا تفصیل هذا الجواب فی التبصرة الرابعة من التبصرات ثلاث عشر المذکورة فی هذا المختصر فارجع الیه ان شئت و اما الجواب عن الثانی فهو انه قد قال الحبر التحریر محب الدین الطبری فی الریاض النضرة انه قد قال الحافظ العلامة ابو القاسم عبد الرحمن بن الحباب السعدی فی کتابه المسمی بالحجة السلف هذه الامة انه قد وهم ابن عبد البر فی هذا القول و غلط غلطا ظاهرا یعنی فی ذکره الخلاف بین الصحابة فی تفضیل علی رضی الله عنه علی ابی بکر رضی الله عنه انتهی

جواب:

ہم کہتے ہیں پہلی بات کے دو جوابات ہیں۔

ا۔ حافظ سیوطیؒ نے اپنے رسالے الازھار المتناثرہ علی الاخبار المتواترہ میں فرمایا ہے کہ جس حدیث کو ۲۰ صحابہ روایت کریں وہ بھی متواتر ہے۔انتھی۔اور شیخ محمد اکرم نصری پوریؒ نے اپنی شرح شرح نخبۃ الفکر میں تقریب کے حوالے سے نقل فرمایا کہ متواتر کی تفسیر میں یہی قول مذکور مختار ہے انتھی۔

۲۔متعدد محدثین مثلاً حافظ سیوطیؒ وغیرھم نے حدیث درج ذیل" ان الحسن و الحسین سیدا شباب اھل الجنة "(کہ حسن وحسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں) پر متواتر ہونے کا حکم لگایا ہے حالانکہ یہ حدیث سول ۱۶ صحابہ سے مروی ہے (جب یہ متواتر ہے تو) شیخین یا ان میں سے ایک یا تینوں خلفاء ثلاثہ کی حضرت علیؓ پر افضلیت کے حوالے سے وارد ہونے والی کو تو سرسٹھ ۶۷ صحابہ نے روایت کیا ہے اور وہ بھی حضرت علیؓ اور بیالیس ۴۲ تابعین کے علاوہ ہیں۔حضرت علیؓ کو چھوڑ کر اگر تابعین کو بھی صحابہ کے ساتھ ملائیں تو ۱۰۹ افراد بن جائیں۔اور خود حضرت علیؓ سے روایت کرنے والوں

کی تعداد تو بن ۵۳ ہے جیسا کہ اس کی تحقیق گزر چکی ہے۔ جب ان سب کو آپس میں ملا دیں گے تو یہ ستر اسی سے تو بہت زیادہ ہو جائیں گے۔ لہذا ان روایات کو متواتر کہاں بھی بالکل صحیح ہے۔ تفصیلی جواب رسالے میں مذکورہ تیرہ تبصروں میں سے چوتھے تبصرے کے تحت گزر چکا ہے۔ چاہو تو وہاں دیکھ لیں۔

اور دوسری بات کا جواب حبر تحریر محب الدین طبری کے حوالے سے سنیے آپ ریاض النضرۃ میں فرماتے ہیں کہ حافظ ابو القاسم عبدالرحمن بن حباب سعدیؒ نے اپنی کتاب الحجۃ السلف حذہ الامۃ میں فرمایا کہ حافظ ابن عبد البرؒ نے یہ جو اختلاف صحابہ والاقول کیا ہے یہ بالکل غلط ہے۔ ان (ابن عبد البرؒ) کو وہم ہوا ہے انتہی۔ (علامہ محب طبری کا کلام ختم ہوا۔)!

و قال العلامۃ المحدث الشیخ عبد الحق الدهلوی فی کتابہ الفارسی المسمی تکمیل الایمان انہ قد قال العلماء الکرام ان القول من ابن عبد البر لیس بمعقول ولا معتبر لان الروایۃ الشاذۃ التی نفع مخالتہ لقول المجھور لا معتبرھا و جمھور الامۃ تقلوا فی ھذا الباب اجماع الصحابۃ والتابعین علی تفضیل ابی بکر رضی اللہ عنہ علی علی رضی اللہ عنہ قلت و من الدلیل علی غلط ابن عبد البر فی قولہ ھذا ما کتبناہ من قبل اوائل ھذا للمختصر عن الامام الشافعی و الشیخ ابی الحسن الاشعری و الشیخ ابی منصور البغدادی و غیرھم من اکابر الامۃ انھم فقلوا اجماع الصحابۃ والتابعین علی تفضیل الشیخین علی علی رضی اللہ عنہ و غیرہ من الصحابۃ رضی اللہ عنھم فثبت

! اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ابن عبد البر کے حوالہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

بن چند صحابہ سے ابو عمر نے تفضیل سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نقل کی ان میں سے دو سیدنا ابو سعید خدری و جابر بن عبداللہ انصاری ہیں رضی اللہ عنہما۔ حالاں کہ خود یہ حضرات حضور سرور عالم سے تفضیل صدیق و فاروق بجمعہ روایت فرماتے ہیں۔ (مطلع القمرین ص ۱۱۳)

هذا ان ما قاله صاحب الرسالة المردودة من نسبة القول بتفضيل على رضى الله عنه على ابى بكر الى سبعة من الصحابة فهو غلط ظاهر و سهو بامر و ايضا قد نقل العلامة الشيخ عبد الحق الدهلوى فى كتابه الفارسى المسمى بتكميل الايمان انه قال الامام الشافعى لم يختلف احد من الصحابة والتابعين فى تفضيل ابى بكر و عمر رضى الله عنهما وعلى سائر الصحابة انتهى و هذا اللفظ يقلع عرف كلام ابن عبد البر من اصله لان لحد انكرة فى خير النفى فيصم كل احد من الصحابة و التابعين و ايضا قال ابن الحجر المكى فى الصواعق ان ماحكاه ابن عبد البر فهو شيء غريب انفرد به عن غيره ممن هو اجل منه خطا و اصلاعا فى العلم فلا يقول عليه كيف و الحاكى لاجماع الصحابة و التابعين جماعة من اكابر الائمة منهم الشافعى و غيره و انما اختلف فى عثمان و على رضى الله عنهما مخنا بدق ايضا على غلط ابن عبد البر فى علامة و فهذا لم يبين احمد من علما و الكلام ممن قال بطنية ترتيب الافضلية قوله لى كلام من عبد البر هذا بل انما بنو على بازعموه من كون الحديث من الاحاد او كون الاحاديث فيه متارضة و قد اجبنا عند الامرين عليهما مفصلا بالا مزيد عليه فعرف بذالك انه لم يعتبرا حد بن علماء الكلام و غيرهم قول ابن عبد البر اصلا بل رواه سهوا و غلطا منه كما لا يخفى.

اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اپنی فارسی کتاب تکمیل الایمان میں فرمایا : علماء کرام نے فرمایا ہے کہ حافظ ابن عبدالبرؒ کا قول مذکور معتمد و معتبر نہیں کیونکہ جو شاذ روایت جمہور کے موقف کے خلاف واقع ہو وہ معتبر نہیں ہوتی اور جمہور امت نے اس حوالے سے حضرت ابوبکرؓ کے حضرت علیؓ سے افضل

ہونے پر اجماع نقل کیا ہے۔!

مصنف فرماتے ہیں ابن عبد البرؒ کے قول کے غلط ہونے پر مزید دلیل یہ ہے کہ امام شافعیؒ، شیخ ابوالحسن اشعریؒ، شیخ ابومنصور بغدادیؒ اکابرین امت نے حضرت صدیق اکبرؓ کے حضرت علیؓ اور دیگر سے افضل ہونے پر صحابہ وتابعین کا اجماع نقل فرمایا ہے۔ان بزرگوں رحمہم اللہ کے اقوال ہم رسالے کی ابتداء میں بیان کر چکے ہیں۔اس سے ثابت ہوگیا کہ ہمارے مخالف صاحب مردود ہ اس حوالے سے سات صحابہ کی طرف تفضیل علیؓ کے قول کی نسبت کرنا بالکل اور واضح طور پر غلط ہے۔

اسی طرح شیخ عبدالحقؒ نے اپنی مذکورہ کتاب میں امام شافعیؒ کے حوالے سے نقل فرمایا ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ صحابہ وتابعین میں حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کے دیگر صحابہ سے افضل ہونے کے مسئلہ میں کسی ایک کا اختلاف نہیں۔انتھی۔امام شافعیؒ کا فرمان کہ (کسی ایک کا بھی اختلاف نہیں) قول ابن عبد البر کو جڑ سے کاٹ دیتا ہے کیونکہ "احد" یعنی ایک نکرہ ہے جو مقام نفی میں واقع ہوا ہے لہذا ہر صحابیؓ وتابعیؒ کو شامل ہوگا۔اور ابن حجر مکیؒ بھی صواعق محرقہ میں فرمایا کہ ابن عبد البرؒ کا قول عجیب شے ہے۔یہ اپنے اس قول میں اکیلے ہیں۔حالانکہ ان سے بڑے بڑے علماء نے قول نہیں کیا۔اور یہ قول کرتے بھی کیسے جبکہ امام شافعیؒ وغیرہ اکابر امت کی ایک جماعت مسئلہ تفضیل ابی بکرؓ وعمرؓ پر صحابہ وتابعین کا اجماع بیان کر رہے ہیں۔حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی فضیلت کے حوالے سے کچھ اختلاف ہے۔ابن حجر مکیؒ کی مذکورعبارت بھی اس بات پر دلیل ہے کہ ابن عبد البرؒ کا کلام غلط ہے۔یہی وجہ ہے کہ علمائے امت میں سے بھی جنہوں نے مسئلہ افضلیت کی ترتیب کو ظنی کہا ہے انہوں نے ابن عبد البرؒ

! اس کے برعکس علامہ ابن عبد البر مسئلہ افضلیت میں اپنا عقیدہ یوں لکھتے ہیں۔

الخلفاء الراشدون المهديون ابو بكر و عمر و عثمان و علی، وهم افضل الناس بعد رسول الله ﷺ

خلفائے راشدین مہدیین حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اور یہ رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل ہیں۔(جامع بیان العلم وفضلہ، ص ۳۱۴)

کے قول کی بنا پر یہ موقف نہیں اختیار کیا بلکہ ان کے نزدیک اس کی وجہ احادیث کا خبر واحد یا آپس میں متعارض ہونا ہے۔ (مذکورہ ہر دو اشکال کا جواب ہم اتنی تفصیل سے پیچھے بیان کر آئے ہیں کہ اب مزید اضافے کی حاجت نہیں) معلوم ہوا کہ علمائے امت اور ان کے علاوہ کسی نے بھی قول ابن عبد البرؒ کو اصلاً معتبر نہیں مانا بلکہ کہا کہ یہ ان کا سہو اور غلطی ہے۔ کما لا یخفی۔

الفائدۃ الثانیۃ فی بیان اعتقاد اھل السنۃ فی کون الخلفاء الاربعۃ افضل من الحسنین رضی اللہ عنھم فاقول قدمنا فی اوائل ھذا المختصر ان ھذا المسئلۃ ای مسئلۃ الافضلیۃ مطلقا لا مدخل فیھا للرائی والاجتھاد بل الامر فی ذالک موقوف علی وردہ النص عن النبی الکریم ﷺ وقد قدمنا فیہ احادیث

دوسرا فائدہ :

یہ فائدہ اہلسنت کے اس اعتقاد کے بارے میں ہے کہ خلفاء اربعہ حسنین کریمینؓ سے افضل ہیں۔ اور ہم نے رسالہ کی ابتداء میں بیان کیا تھا کہ افضلیت مطلقہ کے مسئلہ میں رائے اور اجتہاد کو کوئی دخل نہیں ہے بلکہ اس معاملے کا دارومدار نبی محترم نبی ﷺ سے مروی نصوص پہ ہے۔ مذکورہ موقف کے حوالے سے ہم یہاں چند احادیث ذکر کر رہے ہیں۔

الحدیث الاول عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ و ابوھما خیر منھما اخرجہ ابن ماجہ فی سننہ

حدیث ۱۔ امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا "حسن و حسینؓ جنتی جوانوں کے سردار ہیں اور ان کے والد حضرت علیؓ ان سے بہتر ہیں۔

الحدیث الثانی عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ایضا مرفوع بنحو ھذا اللفظ اخرجہ

الحاکم فی مستدکہ.

اسی کی مثل **دوسری حدیث** امام حاکم نے اپنی مستدرک میں انہیں سے روایت کی ہے۔

الحدیث الثالث عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ایضا مرفوعا بنحو ھذا اخرجہ ابن عساکر.

اور **تیسری حدیث** بھی اسی کی مثل ہے، اسے ابن عساکر نے بیان کیا ہے۔

الحدیث الرابع عن قرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ وابوھما خیر منھما اخرجہ الطبرانی فی معجمہ.

اسی مضمون کی **چوتھی روایت** امام طبرانی نے اپنی معجم میں

الحدیث الخامس عن مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ مرفوعا بھذا اللفظ اخرجہ الطبرانی ایضا بسند اخر.

اور **پانچویں روایت** حضرت مالک بن حویرث سے امام طبرانی نے نقل کی ہے۔

الحدیث السادس عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ قال الحسن و الحسین سیدا شباب اھل الجنۃ وابوھما خیر منھما اخرجہ ابن عساکر.

حدیث ۶: ابن عساکر نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بھی اسے روایت کیا ہے۔

الحدیث السابع عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ انہ قال الحسن و الحسین سیدا شباب اھل الجنۃ و ابوھما خیر منھما اخرجہ الحاکم و قال ان ھذا الحدیث بھذا الزیادۃ صحیح علی شرط الشیخین و لم یخرجاہ قال ولہ شاھد من حدیث ابن عمر ثم سبق بسند ابن عمر المتقدم ذکرہ فی الحدیث الثانی.

حدیث ۷: یہی حدیث امام حاکم نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی اور فرمایا کہ یہ

حدیث اس زیادتی کے ساتھ شیخین کی شرط پر صحیح ہے، اگرچہ کہ انہوں نے اسے روایت نہیں کیا پھر امام حاکم نے حدیث نمبر ۲ حضرت ابن عمرؓ والی روایت کو اس کے شاہد کے طور پر ذکر فرمایا ہے۔

الحدیث الثامن عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ انہ قال جعل رسول اللہ ﷺ الحسن علی عاتقہ الایمن و الحسین علی عاتقہ الایسر فقال نعم المطی مطیتھما و نعم الراکبان ھما وابو ھما خیر منھما اخرجہ الملاء فی سیرتہ ویزرہ اوردہ الحافظ محب الدین الطبری فی کتابہ فی ذخائر العقبی فی مودۃ ذی القربی۔

حدیث ۸ : حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسنؓ کو اپنے دائیں کندھے پر اور حضرت حسینؓ کو اپنے دوسرے کندھے پر بٹھالیا۔ پھر فرمایا ان کی سواری کتنی اچھی ہے اور خود یہ سوار بھی کتنے اچھے ہیں اور ان کے والد حضرت علیؓ ان دونوں سے بھی بہتر و افضل ہیں۔

اس کو ملاء نے اپنی سیرت میں روایت کیا اور حافظ محب الدین طبریؒ نے اپنی کتاب ذخائر العقبی فی مودۃ ذوی القربۃ میں بیان کیا ہے۔

الحدیث التاسع عن علی زین العابدین عن ابیہ الحسین بن علی رضی اللہ عنھما انہ قال لاختہ زینب حین حضر وقت قتلہ اعلمی ان ابی خیر منی و ای خیر منی و اخی خیر منی وللی و لحم و کل مسلم برسول اللہ ﷺ اسوۃ حسنۃ اخرجہ الحافظ ابن کثیر فی البدایۃ و النھایۃ۔

حدیث ۹ : حضرت علیؓ المعروف امام زین العابدینؓ نے اپنے والد گرامی سیدنا حسینؓ کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ جب آپ کی شہادت کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنی بہن حضرت زینبؓ سے فرمایا یاد رکھو : کہ میرے والد میری والدہ اور میرے بھائی حضرت حسنؓ یہ سب مجھ سے

بہتر ہیں۔اور میرے لیے ان کے لیے اور سب مسلمانوں کے لیے رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل لازم ہے۔اس کو حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی کتاب البدایہ والنہایہ میں نقل کیا۔

له فهذه الاحاديث كلها نص صريح فى ان عليا رضى الله عنها افضل من الحسنين رضى الله عنهما فظهر منه ان الخلفاء الثلاثة الذين هم افضل من على رضى الله عنه لا شک فى افضليتهم عليهما و ايضا ما ذكرنا فى اوائل هذا المختصر من الاحاديث الكثيرة البالغة بكثرتها حد التواتر الدلالة على افضلية الشيخين و الخلفاء الثلاثة على على رضى الله عنه بلفظ افضل الناس او افضل هذه الامة فهى ايضا بكلها والة على افضليتهم على الحسنين لاندراجهما فى لفظ الناس والامة و امثالها و وجه ذالک ان الافضلية و ان كانت موهبة من عند الله تعالى لكنها تحصل لمباب منها سبوا لدخول فى الاسلام و كثرة ملازمة بسيد الانام عليه الصلوة والسلام و اخذ العلوم لكثيرة بلا واسطة من حضرت سيد المرسلين و نصرة الاسلام و قلع الكفار والمحاربين و كثرة صرف النفس والمال فى حب الله الملک التعال و فى حب رسوله ﷺ صاحب الكمال و كثرة محضور فى فى المشاهده حضرا و سفرا فى سبيل الله ذى الجلال و الافضال و كثرة الشهود فى مواضع الجهاد و القتال و لم يبشر بشىء من ذالک للحسنين بمرتبة ما ينسه لخلفاء الاربعة الاكمال بصفر منهما فى عبد رسول الله ﷺ ذى الجلاله نعم هما افضل من حيث شرف الجزئية على كل الصحابة رضى الله عنهم لكونهما بمعنى رسول الله ﷺ لكن ذالک فضل جزئى ولاكلام فيه و انما الكلام فى الفضل الكلى المثمر باكثرية الثواب عند الله تعالى كمال اعملنا ک اوائل هذه المختصر مفصلا.

یہ تمام احادیث اس بات میں واضح ہیں کہ حضرت مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حسنین کریمین ؓ سے افضل ہیں۔ لہٰذا اس سے ظاہر ہوگیا کہ خلفائے ثلاثہ جو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے افضل ہیں ان کے حسنین کریمین رضی اللہ عنھم سے افضل ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ ویسے بھی ہم نے حضرت علیؓ پر شیخین اور خلفاء ثلاثہ کے افضلیت کو واضح کرنے والی کثیر احادیث متواترہ اور روایات نقل کیں ہیں، وہ افضل الناس اور افضل الامتہ کے الفاظ سے وارد ہیں۔ اور یہ الفاظ عام ہیں۔ لہٰذا یہ ساری کی ساری احادیث بھی اس پر دلیل ہوئیں کہ خلفاء ثلاثہ حسنین کریمینؓ سے افضل ہیں۔ کیونکہ لفظ الناس اور الامتہ وغیرھما میں حضرات حسنین کریمینؓ بھی داخل ہیں۔ اس کی توجیہ یہ ہے کہ افضلیت اگرچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا فرمودہ ہے لیکن اس کا حصول چند اسباب کے ساتھ ہے۔

ان میں سے بعض یہ ہیں۔ قبول اسلام میں سبقت لے جانا، کثرت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو لازم پکڑنا، صحبت پانا، بلاواسطہ حضور سید عالم ﷺ سے کثیر علوم حاصل کرنا، کفار اور دشمنوں کا قلع قمع کرنا۔ بلند وبالا بادشاہ حقیقی رب لم یزل اور اس کے پیارے رسول اللہ ﷺ کی محبت میں اپنی جان ومال کی قربانی دینا، حضر وسفر میں حضور ﷺ کی مجلس میں کثرت سے حاضری دینا، جہاد وقتال میں کثرت سے شریک ہونا، یہ تمام باتیں جس طرح خلفاء کو میسر آئیں، اس انداز میں حضرات حسنین کریمینؓ کے حصہ میں کوئی بھی نہیں آئی۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانے میں یہ کم سن تھے۔ مگر یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے جسم کا جزء ہونے کے اعتبار سے وہ تمام صحابہ سے افضل ہیں کیونکہ وہ دونوں حضور ﷺ کے جگر پارے ہیں مگر یہ فضیلت جزی ہے اور اس میں کوئی کلام نہیں، بات اور مسئلہ تو فضیلت کلی کا ہے جس کا مطلب اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ ثواب والا ہونا ہے جیسے کہ ہم پہلے بھی اس کی تفصیل بیان کرچکے ہیں۔

و لھذا قال العلامۃ عبد الرؤف المناوی فی شرحہ علی انموزج اللبیب فی شرح قولہ ﷺ الحسن و الحسین سیدا شباب اھل الجنۃ ان المراد بذالک انھما

سیدان مات شانا من اهل الجنة او انهما سیدا اهل الجنة الا من خص بدلیل اخر وهم الانبیاء و الخلفاء الاربعة اذهم افضل اهل الجنة و اهلها کلهم فی من الشباب انتهی

یہی وجہ ہے کہ علامہ عبدالروف مناویؒ کی کتاب انموذج اللبیب کی جو شرح لکھی ہے اس میں سرکار علیہ السلام کے فرمان کہ حسنین کریمین جنتی جوانوں کے سردار ہیں کی شرح یوں کی ہے کہ مراد اس سے وہ جنتی جوان ہیں جو دنیا میں جوانی کی حالت میں فوت ہوئے یا مطلب یہ ہے کہ حسنین کریمینؓ عام اہل جنت کے سردار ہیں سوا ان کے کہ جو کسی دوسری دلیل کی وجہ سے خاص اور مستثنیٰ ہیں اور یہ انبیاء اور خلفائے اربعہ ہیں کیونکہ یہ لوگ تمام اہل جنت سے افضل ہیں حالانکہ تمام اہل جنت جوانی کی عمر میں ہونگے۔ لہٰذا انبیاء علیھم السلام وخلفائے اربعہ رضی اللہ عنھم ان سے مستثنیٰ ہوئے۔

و قال العلامة الملا علی قاری فی شرحه علی المشکوة فی الفصل الثانی من باب مناقب اهل البیت فی شرح هذا الحدیث ایضا انه قال المظهر یعنی هما افضل من مات شابا من اصحاب الجنت او انهما سیدا اهل الجنة سوی الانبیاء و الخلفاء الراشدین و ذالک لان اهل الجنة کلهم فی سن واحد هو الشباب و لیس فیهم شیخ ولا هل انتهی و قال العلامة الشیخ عبد الحق فی شرحه علی المشکوة فی شرح الحدیث المذکور ان الاولی ما قین ان المراد هما هذا اهل الجنة لان اهل الجنة کلهم شباب لکن یخص بما سوی الانبیاء و الخلفاء الراشدین انتهی

یہی مضمون علامہ ملا علی قاریؒ نے اپنی شرح مشکوۃ باب مناقب اہل بیت فصل ثانی میں اس حدیث کی شرح میں فرمایا ہے۔ اسی طرح شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے بھی اپنی شرح مشکوۃ میں حدیث مذکور کی شرح میں ذکر فرمایا کہ حسنین کریمینؓ افضل تو عام اہل جنت سے ہیں لیکن انبیاء علیھم السلام وخلفائے

اربعہ اس سے مستثنی ہیں۔انتہی۔

و قال القاضی شہاب الدین الدولت آبادی فی کتابہ المسمی بشرف السادات انہ قد ذکر فی دستور الحقائق و ہو حاصل شروح العقیدۃ و البدایۃ اما فضل الخلفاء الاربعۃ فعلی ترتیب الخلافۃ فبعدھم اولا و رسولنا ﷺ علی کافۃ الانام اتفاق الروایۃ لقربھم من رسولہ اللہ ﷺ و شرفہ انتہی و قال الدولت آبادی ایضا فی شرف السادات فی موضع اخر انہ قد اجتمع اھل الحق علی ان الفضل بالترتیب للخلفاء الاربعۃ بترتیب الخلافۃ ثم اولاد فاطمۃ بنت رسول اللہ ﷺ ثم الستۃ الباقیۃ من العشرۃ المبشرۃ ثم اھل بدر ثم اھل الحدیبیۃ ثم بقیۃ الصحابۃ ثم التابعون لاتباعھم و اولیس خیر التابعین بالحدیث ثم ابو حنیفۃ رحمۃ اللہ ثم العلماء العاملون انتہی

و قال الدولت آبادی فیہ ایضا فی موضع اخر ناقلا عن شرف النبوۃ کاولاد فاطمۃ رضی اللہ عنھا بعد خلفاء الاربعۃ ازھم صحابہ و تابعین فاضلتراند انتہی۔

اور قاضی شہاب الدین دولت آبادیؒ نے اپنی کتاب شرف السادات میں دستور الحقائق کے حوالے سے نقل فرمایا ہے (جو کہ العقیدہ کی شروحات کا نچوڑ ہے) فرمایا : خلفائے اربعہ کی ترتیب افضلیت ان کی ترتیب خلافت کے مطابق ہے پھر ان کے بعد ہمارے پیغمبر علیہ السلام کی اولاد باتفاق روایات تمام لوگوں سے افضل ہے کیونکہ ان کو حضور ﷺ کا قرب و شرف حاصل ہے۔انتہی۔

علامہ دولت آبادیؒ نے شرف السادات کے ایک مقام پہ یہ بھی فرمایا کہ اہل حق کا اس پہ اجماع ہے کہ خلفائے اربعہ کی ترتیب افضلیت وہی ہے جو ان کی ترتیب خلافت ہے۔یہ سب سے افضل ہیں ان کے بعد دختر رسول اللہ ﷺ سیدہ فاطمہؓ کی اولاد پھر عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے باقی چھ صحابہ پھر

بدری صحابہ پھر اہل حدیبیہ پھر بقیہ صحابہ پھر تابعین۔(اور کسی حدیث میں ایسا نہیں ہے کہ تابعین میں فلاں درجے کے تابعین زیادہ افضل ہیں بلکہ یہ مطلق ہے۔) پھر امام اعظم ابوحنیفہ پھر علماء اپنے علم پر عمل کرنے والے۔انتھی۔

اور علامہ مذکور نے ایک اور مقام پر شرف النبوی ﷺ کے حوالے سے نقل کیا۔فرمایا:

جیسے خلفائے اربعہ کے بعد اولاد سیدہ فاطمہ کہ تمام صحابہ وتابعین سے افضل ہیں۔انتھی

و قال العلامة شارح القصيدة المعروفة بالا مالي اعلم ان الافضل يعني بعد الانبياء والخلفاء الاربعة ثم اهل البيت ثم سائر المبشرين بالجنة ثم اهل بدر ثم اهل الحديبية ثم سائر الصحابة ثم التابعين ثم تبع التابعين انتهى

اور العقیدہ المعروف "امالی" کے شارح نے فرمایا جان لیجئے کہ سب مخلوق میں افضل انبیاء ہیں پھر خلفائے اربعہ پھر اہل بیت پھر وہ سارے افراد جن کو جنت کی نوید ملی۔پھر اہل بدر پھر حدیبیہ والے پھر تمام صحابہ پھر تابعین۔

و قال العلامة الملا سعد الدين التفتازاني في كتاب المقاصد له بعد ما قور ان افضل الامة بعد النبي ﷺ الخلفاء الاربعة و رتبهم على ترتيب الخلافة ثم قال و اما بعد هم فقد ثبت ان فاطمة رضي الله عنها سيدة نساء العالمين انتهى

علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مقاصد میں جہاں یہ ثابت فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد امت میں سب سے افضل خلفائے اربعہ ہیں اور ان کی ترتیب افضلیت بترتیب خلافت ہے۔تو اس کے بعد فرمایا پھر ان کے بعد تو ثابت ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تمام خواتین عالم کی سردار ہیں۔انتھی

فان قيل هذا الذي ذكرتموه مخالف لما ذكره العلامة عبد الحق الدهلوي في تكميل الايمان ناقلا عن العلامة علم الدين العراقي انه قال كه فاطمة رضي

الله عنها و برادروی ابراهیم رضی الله عنهما افضل اند از خلفاء اربعه باتفاق و ان امام مالک رحمة الله تعالیٰ علیه اورده اند که گفت ما افضل علی ما هو بضعة من النبی ﷺ احدا انتهی

اعتراض:۔

پھر اگر یہ کہا جائے کہ جو کچھ آپ نے ذکر کیا ہے یہ اس کے مخالف ہے جو شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اپنی کتاب تکمیل الایمان میں علم الدین علامہ عراقی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ بات متفق علیہ ہے کہ سیدہ فاطمہؓ اور ان کے بھائی حضرت ابراہیمؑ چاروں خلفاءؓ سے افضل ہیں۔اور حضرت امام مالکؒ سے منقول ہے کہا کہ آپ نے فرمایا کہ میں مصطفیٰ کریم علیہ السلام کے جگر پاروں پر کسی کو فضیلت نہیں دیتا۔انتہی۔تو اس کا کیا جواب ہے۔؟

قلت قد اجاب منه الشیخ عبدالحق الدهلوی فی تکمیله ایضا بعد نقل تینک اخبارتین بما نصه هکذای گویند که این همه روایات ضرر بمقصود ندارند و منافی مدعا نیست مدعای ما اینجا چنانکه تحریر کرده آمد اثبات افضلیت بوجهی خاص است و آن بمفضولیت بوجهی دیگر منافات ندارد و این فضائل که ذکر کرده شد راجع بکثرت ثواب و نفع اهل اسلام نیست بلکه بمزید شرف نسب و کرامت جوهر ذات است چه بشک نیست که در اولاد پیغامبر ﷺ که اجزاء وی اند شرفی و شانی هست که در ذات شیخین نسیت هیچ کس را در این جامجال توقف و انکار نخواهد بود و باوجود آن ثوب شیخین اکثر و نفع ایشان در اسلام و اهل آن اعظم و اوفر است انتهی

جواب:۔

میں کہتا ہوں کہ خود شیخ عبدالحق نے اس کا حوالہ دے دیا ہے اور ان دونوں عبارتوں کو نقل

کرنے کے بعد جو انہوں نے فرمایا ہے وہ یہ ہے۔ فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں یہ عام روایتیں نہ تو ہمارے مقصود لیے نقصان دہ ہیں اور نہ ہمارے مدعا کے برخلاف ہیں، پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ ہمارا مقصود یہاں ایک خاص وجہ کے سبب افضلیت ہے اور اگر کسی اور وجہ سے مفضولیت ہو گی تو یہ اس کے منافی نہیں۔ چونکہ مذکورہ فضائل میں کثرت ثواب اور اہل اسلام کو نفع کے پہنچانے کا معنی نہیں ہے بلکہ یہ نسبی شرف اور ذاتی جوہر کہ عظمت کے حوالے سے ہیں (لہذا موقف پر کوئی حرج نہیں پڑتا) اور اسمیں کوئی شک نہیں کہ حضور ﷺ کی اولاد آپ ﷺ کے مبارک جسم کا جزء ہیں۔ اور یہ فضیلت شیخین کریمین کو حاصل نہیں۔ اس حوالے سے کسی شخص کے لیے بھی توقف اور انکار کی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی شیخین کریمین کثرت ثواب، اسلام اور اہل سلام کے لیے نافع اور زیادہ جلالت و بزرگی والے ہیں اور یہی وجوہ افضلیت ہیں۔ (شیخ عبدالحق کا کلام ختم ہوا۔)

واجاب عنه ایضا العلامة عبد الروف المناوی فی شرحه علی انموزج اللبيب بما لفظه حكمة ان اطلاق علم الدين العراقی هذا القول غير مرضی بل الذی ينبغی ان يقال ان فاطمة رضی الله عنها افضل من حيث البضعة الشريعة و الخلفاء الاربعة افضل من حيث جمع العلوم و نصرة الدين و رفع منار الاسلام و بسط ماله من الاحكام علی الحقيقة كما يدل علی ذالک بل يصرح به كلام المولی التفتازانی فی المقاصد حيث قال بعد ما قدر ان افضل الامة بعد النبی ﷺ الخلفاء و الاربعة و رتبهم علی ترتيب الخلافة ما نصه و اما بعدهم فقد ثبت ان فاطمة رضی الله عنها سيدة نساء العالمين انتهی كلام المناوی

علامہ عبدالروف مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی انموذج اللبیب کی شرح میں اسی اعتراض کا جواب دیا ہے۔ فرماتے ہیں: علم الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول پسندیدہ نہیں ہے بلکہ چاہیے تو تھا کہ یوں کہا جاتا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھا جگر گوشہ رسول ﷺ ہونے کی وجہ سے افضل ہیں اور خلفائے اربعہ رسول

اللہ ﷺ کی بارگاہ سے خزانہ علوم جمع کرنے، دین کی مدد کرنے، اسلام کے مینار بلند کرنے اور تقویت اسلام کے لیے اپنا مال خرچ کرنے کی وجہ سے افضل ہیں۔ جیسا کہ علامہ تفتازانی کا اپنی کتاب مقاصد میں یہ کلام اس پر دلالت بالصراحت کر رہا ہے۔ آپ نے خلفاء اربعہؓ کے نبی کریم ﷺ کے بعد جمیع امت سے اپنی ترتیب خلافت کے مطابق افضل ہونے کا اثبات کرنے کے بعد فرمایا۔ ان کے بعد ثابت ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ تمام جہان کی عورتوں کی سردار ہیں۔ (علامہ مناویؒ کا کلام ختم ہوا۔)

و جواب عنه ايضا العلامة محمد الزرقاني في شرحه على المواهب اللدنية بما حاصله ان ما ذكره علم الدين العراقي فان اراد تفضيل فاطمة و ابراهيم من حيث البضعة فتحمل انكان الخلفاء الاربعة افضل من حيث لعلوم الكثيرة و كثرة المعارف و نصر الدين و الامة انتهى كلام الزرقاني

علامہ محمد زرقانی ؒ نے اپنی شرح مواہب الدنیہ میں اس کا جواب دیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر تو علامہ علم الدین عراقی ؒ نے سیدہ فاطمہؓ اور حضرت ابراہیمؓ کی افضلیت اس حیثیت سے مراد لی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک کا حصہ ہیں۔ تب تو یہ متحمل رہے۔ اگر چہ کہ علوم کثیرہ، کثرت معارف (دین کے اسرار و رموز کی کثرت سے معرفت) اور دین و امت کی مدد و نصرت کی وجہ سے خلفائے اربعہؓ ہی افضل ہیں۔ (علامہ زرقانیؒ کا کلام ختم ہوا۔)

فحاصل كلامهم ان الخلفاء الاربعة افضل من فاطمة و يضحا ابراهيم و الحسنين رضى الله تعالى عنهم من حيث الفضل الكلى بمعنى اكثرية الثواب عند الله تعالى الذى سببه جمع العلوم الكثيرة و كثرة المعارف و نصرة الدين و رفع منار الاسلام و قتل الاعداء والمحاربين وانفاق الاموال فى سبيل الله الحق المبين والسابقة فى الشرف بالاسلام و طول الملازمة فى صحبته عليه الصلوة والسلام و الحضور معه فى مشاهده العظام و اسفاره و مغاربه الكرام

و هم افضل من الخلفاء الاربعة من حیث الفضل الجزئی وهو شرف الجزئية و البضعية للرسول ﷺ و كرامة نسبتهم العظيم و المتنازع فيه هو القسم الاول دون الثانی و ایضا لو کان المراد من قول الامام مالک و علم الدين العراقی تفضیل اهل البضعة علی غیرهم فضلا کلیا للزم ان یکون کل من کان من ذریته ﷺ الی الآن و لو کان شر یشاهد منا للخمر مرتکبا للزنا و سائر اسباب الفسوق کلها افضل من الخلفاء الثلاثة بل و من علی رضی الله عنه فضلا کلیا و هذا باطل بالاجماع و بالاحادیث التی اوردناها فی هذه الفائدة و بالاحادیث الکثیرة التی قدمناها اوائل هذا المختصر فی ضمن القسمین المذکورین هناک و هو تعالی اعلم بحقائق الامور و العالم لخفیات الصدور

مصنف فرماتے ہیں ان سب علماء کے جواب کا خلاصہ یہ نکلا کہ خلفاء اربعہ سیدہ فاطمہؓ اور ان کے بھائی حضرت ابراھیمؓ اور ان کے بیٹے حسنین کریمینؓ سے فضیلت کلی کے ساتھ افضل ہیں۔ مطلب یہ کہ اللہ کے نزدیک ان کا ثواب زیادہ ہے اور اس کا سبب علوم کثیرہ اور کثرت معارف کا حصول، دین کی مدد، اسلام کے منارے بلند کرنا، دشمنوں کو قتل کرنا، راہ خدا میں مال خرچ کرنا اور اسلام قبول کرنے میں سبقت کا شرف پانا، رسول اللہ ﷺ کی بہت صحبت پانا، آپ ﷺ کی اعلیٰ مرتبت سفر وحضر اور جنگ و جہاد میں آپ ﷺ کے ساتھ رہنا ہے۔ اور جو اولاد رسول اللہ ﷺ ان سے افضل ہیں تو فضیلت جزئی یعنی رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک کا حصہ ہونے اور اپنے عظیم و کریم نسب ہونے کی بناپر ہے۔ اور اسمیں تو کوئی اختلاف ہی نہیں۔ اختلاف تو پہلی صورت میں ہے۔ (جس کی وضاحت پیچھے گزر چکی ہے۔) ویسے بھی اگر امام مالکؒ اور امام علم الدین عراقیؒ کا قول اس معنی میں ہے کہ جن کو رسول اللہ ﷺ کے جزء جسم ہونے کا شرف حاصل ہے، وہ بقیہ سے سب پر کلی طور پر افضل ہیں۔ تو اس سے لازم آئے گا کہ آج تک رسول اللہ ﷺ کے اولاد میں جتنے بھی اجزء ہوئے ہیں خواہ وہ دائمی شرابی، زنا

اور تمام گناہوں کا ارتکاب کرنے والے ہوں وہ سب کے سب خلفائے ثلاثہ بلکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم پر بھی کلی طور پر افضل ہوں۔حالانکہ یہ قول اجماع امت اور اس فائدے میں مذکورہ احادیث،اسی طرح رسالے کی دونوں قسموں میں بیان کی گئی احادیث کثیرہ کی وجہ سے بالکل باطل ہے۔اللہ تعالیٰ ہی امور کی حقیقتوں اور دلوں میں چھپی باتوں کو زیادہ جاننے والا ہے۔[1]

تنبیه فی ان الحسن افضل من الحسین رضی الله تعالیٰ عنهما او بالعکس اوهما متساديان قلت قد سبق انفا من قول الحسین رضی الله عنه و اخی خیر منی فهو بظاهره يقتضی ترجیح حسن علی الحسین رضی الله عنه و قال العلامة العارف بالله و قدوة السالکین الشیخ احمد السرهندی نفعنا الله تعالیٰ ببرکاته فی المکتوب السابع والستین من مکاتیب المجلد الثانی مالفظه و حضرت امام حسن افضل امت از حضرت امام حسین رضی الله تعالیٰ عنهما انتهی و الحمد الله سبحانه و تعالیٰ علی الختام والصلوة والسلام علی سیدنا محمد سید الانام و علی اله العظام و صحبه البررة الکرام ما شرق شارق و هطل غمام ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم و صلی الله علی خیر خلقه و نور

---

[1] علامہ نبہانی فرماتے ہیں"امت محمدیہ کا سواد اعظم(اہل سنت و جماعت) عہد صحابہ سے لے کر آج تک اس مسئلہ پر متفق ہے کہ حضرت عثمان حضرت علی سے افضل ہیں۔یہ ایسا اتفاق اور اجماع ہے جو مجرد خواہش نفس سے ممکن نہیں کیونکہ ساری امت کا حضرت عثمان کے ساتھ کوئی مخصوص خونی رشتہ نہیں جیسا کہ اس کی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے ساتھ رشتہ داری نہیں اس کے باوجود امت نے انہیں دیگر صحابہ پر اسباب تفضیل کی وجہ سے فضیلت دی اسی طرح امت نے حضرت عثمان کو حضرت علی پر تقدیم دی اگرچہ شیخین کی تفضیل کے اسباب حضرت عثمان کی تفضیل سے زیادہ ظاہر اور واضح ہیں۔اس سلسلہ میں ہم پر سلف صالح کی اتباع لازم ہے کیونکہ ہمیں ان کی دینی قوت،علمی کثرت،شدت ورع (تقویٰ) اور عظیم معرفت اور غیر جانبداری کا کامل یقین ہے اگر وہ جانبداری سے کام لیتے تو حضرت علی کی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رشتہ داری اور قربت کی وجہ سے ان کو ترجیح دیتے"(الاسالیب البدیعۃ ص 159)

عشریہ نبینا محمد و آلہ و اصحابہ و التابعین الی یوم الدین و بارک وسلم برحمتک یاارحم الراحمین.

تمت بالخیر والسلام

تنبیہ:

ایک مسئلہ یہ ہے کہ حسنین کریمینؓ میں سے کون دوسروں سے افضل ہیں۔ آیا حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ سے افضل ہیں یا اس کے برعکس صورت ہے یا دونوں ہی مساوی ہیں۔

جواب:

تو میں کہتا ہوں کہ ابھی چند صفحات سے قبل حضرت امام حسینؓ کا یہ فرمان گزرا کہ میرے بھائی حسنؓ مجھ سے افضل ہیں۔ اس فرمان کے ظاہر کا تقاضا یہی ہے کہ حضرت حسنؓ کو حضرت حسینؓ پر ترجیح دی جائے۔ یہی بات عارف باللہ قدوۃ السالکین علامہ شیخ احمد سرہندی انفعنا اللہ تعالیٰ برکاتہ نے اپنے مکتوبات کی دوسری جلد مکتوب نمبر ۶۷ میں بیان فرماتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسنؓ، حضرت امام حسینؓ سے افضل ہیں۔ انتہی۔[1]

---

[1] حضرت امام حسن بن علیؓ کا عقیدہ افضلیت:۔

قال (امام شعبی) أدرکت خمس مائۃ من أصحاب النبی ﷺ کلھم یقولون ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ۔ (معجم ابن المقری، رقم ۳۰۵)

امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے پانچ سو صحابہ کرام سے ملاقات کی اور تمام صحابہ کرام کہتے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ، (پھر) اور حضرت عمرؓ اور (پھر) حضرت عثمانؓ اور (پھر) حضرت علیؓ۔ اور یہ بات اہم ہے کہ امام شعبیؒ کے استادوں میں حضرت حسن بن علیؓ بھی ہیں۔ (تہذیب الکمال، رقم ۳۰۴۲)

لہٰذا معلوم ہوا کہ امام حسن بن علیؓ کا اپنا عقیدہ تفضیل شیخین کا ہی تھا۔

اختتام رسالہ پر تمام حمدیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے ہیں۔ اور جب تک سورج کی کرنیں چمکتی رہیں اور بارش کی دھاریں برستی رہیں تب تک۔ ہم سب امتیوں کے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی باعزت آل اور آپ کے نیک امت اصحاب پر درود وسلام نازل ہوتی رہیں۔ اور نیکی کرنے اور بدی سے بچنے کی قوت وبلندی وعظمت کی حقیقت اللہ ہی کی مدد سے ممکن ہے۔

وصلی اللہ علی خیر خلقہ و نور عرشہ نبینا محمد و آلہ و اصحابہ و التابعین الی یوم الدین و بارک وسلم برحمتک یاارحم الرحمین. تمت بالخیر۔

الحمد اللہ کہ ترجمہ کتاب ۱۴ ربیع الآخر ۱۴۳۳ھ بروز جمعرات کو بعد نماز عشاء شروع ہوا۔ باوجود دیگر مشاغل کے آج ۹ جمادی الآخر ۱۴۳۳ھ شب منگل بوقت ۱:۴۱ بجے پایہ تکمیل کو پہنچ چکا۔